خُطباتِ جہاد

۳-۴

حضرت مولانا محمد مسعود ازہر

مکتبہ حسن

خُطباتِ جہاد

حصہ سوم

ارشادات

حضرت مولانا محمد مسعود ازہر

ناشر

مکتبہ حسن

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الله يغفر الذنوب جميعا إنه هو الغفور الرحيم

فہرست مضامین

حصہ سوم

۱ عزت، عظمت، شہادت ۷

۲ جہاد اور علماء کا کردار ۵۱

۳ دین کی عزت ۶۵

۴ اسلحہ سے غفلت کیوں؟ ۹۸

۵ دعوت عمل ۱۱۴

۶ ایمان والوں کی فتح ۱۲۸

۷ اسیر مجاہدین کی حالت زار ۱۴۲

۸ ہماری سچی عید کب ہوگی؟ ۱۵۶

۹ لشکر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶۹

۱۰ مجاہدین کے لئے چار کام ۱۹۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزت، عظمت، شہادت

میرے واجب الاحترام ہم مشن نوجوان ساتھیو! آج کی ہماری اس مبارک محفل میں ہمارے اکابر بزرگ بھی تشریف فرما ہیں، مفکر جہاد حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب شامزئی، جن کی شخصیت آپ حضرات سے کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے، وہ بھی یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں اور صبح ان شاء اللہ! ان کے قیمتی اور زرین خیالات سے آپ حضرات مستفید ہوں گے اور حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب کے خلیفہ اور نائب مفتی، حضرت مفتی عبد الرحیم صاحب بھی تشریف لائے ہوئے ہیں، ان اکابر حضرات کی موجودگی ہم سب کے لئے باعث سعادت اور ہماری خوش قسمتی ہے۔

میرے عزیز دوستو! جہاد کے راستے کی ایک چھوٹی سی برکت آپ یہ دیکھ رہے ہیں، کہ حضرات اکابرین آپ حضرات کے پاس چل کر تشریف لا رہے ہیں۔ بہت سے

حضرات یہ فرماتے ہیں ہم صرف اس لئے جا رہے ہیں کہ جو نوجوان آج کے اس دور میں جہاد سیکھنے کے لئے، اسلحہ سیکھنے کے لئے اپنے گھروں کو چھوڑ کر پہاڑوں کی زندگی گذار رہے ہیں ہم ان مجاہدین کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی خوش قسمتی ہے اگر اس راستے کو آپ حضرات نے اختیار کئے رکھا تو اس سے بڑی خوش قسمتیاں آپ حضرات کا مقدر ہوں گی۔

جہاد شہادتوں کا نام ہے، جہاد خوش قسمتی کا نام ہے اور جہاد میں اللہ پاک ایسے ایسے انعامات عطا فرماتے ہیں، (آخرت میں تو یہ انعامات ہیں ہی، دنیا میں بھی اتنے انعامات عطا فرماتے ہیں کہ) جن کا تصور کرنا انسانوں کے لئے بالکل محال ہے۔

وہی افغان جنہیں دنیا پوچھتی نہیں تھی، کوئی انہیں جاہل سمجھتا تھا، کوئی انہیں تہذیب سے دور رہنے والا سمجھتا تھا، جب انہوں نے جہاد کے اس مبارک عمل کو زندہ کیا تو دنیا نے دیکھا کہ دنیا کے حکمران ان کے دروازے پر چل کے آئے۔

حضرت مولانا یونس خالص دامت برکاتہم سے اقوام متحدہ کا جنرل سیکریٹری ملاقات کے لئے وقت لیتا رہا مگر مولانا یونس خالص انکار کرتے رہے۔ امریکہ کا صدر ان سے ملاقات کے لئے وقت مانگتا رہا مگر مولانا نے وقت دینے سے انکار کر دیا۔

جنرل ضیاء الحق (مرحوم) نے سفارش کی تو مولانا نے ملاقات کا وقت دیا اور ملاقات میں اس سے کہا میں ان کی (ضیاء الحق) کی وجہ سے تجھ سے ملاقات کر رہا ہوں، تیری وجہ سے تجھ سے ملنے نہیں آیا۔ اس سے قبل کہ مذاکرات ہوں پہلی بات تو یہ کہ تو اسلام کو قبول کر لے تیرا بھی فائدہ ہے اور تیری قوم کا بھی فائدہ ہے۔

بعد میں مولانا یونس خالص نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس سے اس لئے ملاقات کی تھی کہ کل قیامت کے دن میں اللہ پاک کو یہ بتا سکوں کہ دنیا کے ہر کفر کو ہم نے اسلام کا پیغام پہنچایا تھا اور دنیا کے ہر کفر کو ہم نے اسلام کی دعوت دی تھی۔

میرے عزیز دوستو! ایسی ایسی سعادتیں آپ حضرات کو اس جہاد کے راستے میں

ملیں گی جن کا تصور کرنا محال ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں ہمارے ایک کشمیری ساتھی شہید ہو گئے اور شہادت سے پہلے انہوں نے دشمن کا ایسا مقابلہ کیا کہ دشمن کے تربیت یافتہ بیس فوجیوں کو ہلاک کیا۔ تو انڈیا کی فوج کا آفیسر آیا جب اس کا جنازہ اٹھایا جا رہا تھا تو اس نے آکر سامنے دیکھا اور کہا: اگر یہ شخص ہماری فوج کے اندر ہوتا تو ہم اس کو انڈیا کا سب سے بڑا فوجی اعزاز دیتے۔

اس طرح سے کفر بھی سر جھکانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ دنیا روس سے بھیک مانگتی تھی اور روس افغان مجاہدین سے بھیک مانگتا تھا۔ ان کی مائیں آکر رو رہی تھیں کہ ہمارے بچوں کو تم آزاد کر دو۔ کتنے ہی دن تک روسی بوڑھی عورتیں پشاور کے اندر بیٹھی ہوئی منتیں کرتی تھیں کہ ہمارے بیٹوں کو آزاد کر دو انہیں زبردستی بھرتی کر کے بھیج دیا گیا تھا۔

افغان مجاہدین نے کہا کہ ہم ہر ماں کی قدر کرتے ہیں، خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان ہو۔

لیکن ہماری بھی بہت سی ایسی مائیں ہیں کہ جن کے بیٹوں کو تم نے ٹینکوں کے نیچے روند ڈالا تھا۔ ہماری بھی ایسی مائیں ہیں کہ جن کے لخت جگر ان کی آنکھوں کے سامنے ذبح کئے گئے تھے۔ جب تک ان ماؤں کے دکھوں کا مداوا نہیں ہوتا ہم تمہاری طرف رحم کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے۔ اسلام رحم دلی سکھاتا ہے لیکن اس کا سب سے پہلا حق مسلمانوں کے لئے بنتا ہے اس کے بعد کافروں کے لئے اس کا حق بنتا ہے۔ یہ مقام اللہ رب العزت نے افغان مجاہدین کو عطاء فرمایا۔

اگر میں آپ کو مختصر طریقے پر یہ بتاؤں کہ افغان جہاد کے ان چودہ سالوں کے اندر، کیا کچھ ہوا ان سالوں میں دنیا نے کتنی سازشیں کیں اس جہاد کے خلاف، تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ یہ سازشیں حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف بھی ہوئیں۔

اسی وجہ سے قرآن نے ان کے بارے میں کہا کہ کافر انہیں دیکھ کے غیظ و غضب میں آتا ہے۔

کافرانہیں اپنی آنکھوں کا کانٹا سمجھتا ہے۔

کافرانہیں راستے سے ہٹانے کے لئے تدبیریں اور سازشیں کرتا ہے۔

کافرحسد کرتا ہے نبی ﷺ کے خلاف بھی،

نبی ﷺ کے ماننے والوں کے خلاف بھی

تو آپ دیکھیں گے کہ آج افغان مجاہدین اس کا مصداق بنتے ہیں۔

کبھی جنیوا معاہدے کی شکل میں ان مسکینوں کو گھیرنے کی کوشش کی گئی۔

کبھی مخلوط حکومت کا بہانہ بنا کر ان شیروں کا راستہ روکنے کی کوشش کی گئی۔

کبھی ایران کو خرید کر افغان مجاہدین میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔

کبھی عرب مجاہدین کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہ وہابیت پھیلانے کے لئے افغانستان کی سرزمین پر آئے ہوئے ہیں۔

کبھی حکومت پاکستان نے امداد بند کر دی۔

کبھی امداد کا وعدہ کر کے جلال آباد کے میدانوں میں
مجاہدین کو روسی طیاروں کے رحم وکرم پر چھوڑا گیا۔

کبھی ان کے لیڈروں کو قتل کرنے کی سازش کی گئی۔

کبھی ان کے مجاہدین کو آپس میں لڑانے کے لئے ڈالر اور پونڈ خرچ کئے گئے۔

چنانچہ مجاہدین کو بدنام کرنے کے لئے "بی بی سی" ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ "وائس آف امریکہ، وائس آف جرمنی" تمام ریڈیو بیک وقت میں بھونکتے تھے، اور مل جل کر

اس جہاد کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

لیکن ان تمام سازشوں کے باوجود خواہ وہ جنیوا معاہدے کی سازش ہو، یا دوسرے معاہدوں کی سازشیں ہوں یا وہ معاہدۂ پشاور کی سازش ہو، اللہ پاک نے یہ کر دکھایا کہ سازشیوں کے منہ میں خاک پہنچی اور روس کو شکست ہوئی۔

میرے عزیز دوستو! اسی لئے پہلے یہ بات اپنے ذہن میں رکھ لیجئے، کہ جہاد، عزت، عظمت، شہادت اور خوش قسمتی کا راستہ ہے۔

اسی راستے میں ہم نے اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھا کہ جب حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب ہمارے ٹریننگ سینٹر میں کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں آپ حضرات کی زیارت کے لئے یہاں آیا ہوں، مجاہدین سر جھکائے ہوئے رو رہے تھے۔

اسی جہاد کی سعادت میں دیکھا کہ خوست کی فتح کے بعد مولانا جلال الدین حقانی کہہ رہے تھے کہ ان (پاکستانی اور عرب) مجاہدوں کی وجہ سے اللہ پاک نے ہمیں فتح نصیب فرمادی ہے۔

ہم ان شہداء کے ناموں پر مساجد تعمیر کریں گے اور قیامت تک ان کے احسان کو نہیں بھولیں گے۔ آج اگر انڈیا کے مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے، انہیں مجاہدین یاد آتے ہیں۔

یورپ سے فون آتے ہیں، وہاں کے مسلمان ٹریننگ کرنے کے لئے بے چین ہیں۔

پوری دنیا میں اگر کہیں انقلاب کی بات ہوتی ہے تو لوگوں کی نظریں انہی مجاہدین پر پڑتی ہیں، جو اپنے ہاتھوں میں کلاشنکوف لئے ہوئے زندگی کے ان قیمتی لمحات کو گذار رہے ہیں، جو لمحات رب کے ہاں ان کے لئے ایک سعادت کی شکل میں لکھے جاچکے ہیں۔

دوستو! کشمیر کی بہنیں کسی کی طرف نہیں دیکھ رہیں صرف تمہاری طرف ان کی نظریں ہیں۔ مسجد اقصیٰ کو کسی سے کوئی توقع نہیں، صرف تم سے توقع ہے۔ بتاؤ اس سے بڑھ

کر کیا سعادت ہوگی کہ بابری مسجد کو انتقام کے لئے اگر کوئی نظر آتا ہے وہ تم ہی ہو۔

یہ کتنی بڑی سعادت، یہ کتنی بڑی عظمت ہے کہ ملک کے بڑے بڑے اکابر علماء آکر کہتے ہیں کہ اس ملک میں اور پوری دنیا میں اسلامی انقلاب کی ضرورت ہے جو صرف تمہارے ہاتھوں سے آئے گا۔ اس لئے نہیں کہ ہم آسمان سے اُترے ہیں اس لئے نہیں کہ ہم کوئی دوسری مخلوق ہیں بلکہ ہم جیسا کوئی نااہل تو پیدا ہی نہیں ہوا۔

لیکن اللہ کا یہ فضل صرف اسلحے کی وجہ سے آیا۔ جو اسلحہ اللہ کو بھی محبوب ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی محبوب ہے۔

یہ اسلحہ زیور ہے۔

یہ اسلحہ دین کا تحفظ ہے۔

یہ اسلحہ دین کی عظمت ہے۔

یہ اسلحہ ماؤں، بہنوں کی پکار کا جواب ہے۔

یہ اسلحہ قرآن کی پکار ہے۔

یہ اسلحہ مساجد کی پکار ہے۔

آج یہ اسلحہ ہمارے ہاتھوں میں ہے تو پوری دنیا ہم سے کہہ رہی ہے: ہمارے پیارو تم آگے بڑھو، ہم تمہارے پیچھے ہیں۔ مائیں رو رو کے کہتی ہیں: ہمیں وہ بیٹے عزیز نہیں جو گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں وہ بیٹے عزیز ہیں جو آج تلوار لئے ہوئے میدانوں میں نکلے ہوئے ہیں۔

میرے محترم دوستو! جہاد کے سلسلے میں چند ضروری اور اہم باتیں آپ حضرات کے سامنے عرض کرنی ہیں۔ امید ہے کہ توجہ سے سنیں گے۔

یہ مواقع ہمیں روزانہ نہیں ملتے۔ یہ محفلیں ہر وقت نصیب نہیں ہوتیں۔

میری نظر میں آپ حضرات دنیا کے وہ خوش قسمت ترین انسان ہیں کہ جن پر

انسانیت بجا طور پر فخر کر سکتی ہے، امت مسلمہ اگر کسی پر فخر کر سکتی ہے تو وہ آپ حضرات ہیں جب تک اس میدان جہاد کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اسی لئے آپ کے سامنے ہی امت کے مسائل کو رکھا جا سکتا ہے۔

ہم ان کے سامنے امت کے مسائل کو کیا رکھیں جن کے پاس اپنی زندگی کے چوبیس گھنٹوں میں امت کے مسائل پر سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ ان کے سامنے مسلمانوں کے کیا مسائل رکھیں جو اس بے بسی کے ساتھ رو رہے ہیں کہ ہماری بچیوں کی شادی کا وقت قریب آگیا لیکن ابھی تک آدھا کلو سونا تیار نہیں ہوا۔ ان کے سامنے کیا امت کا رونا روئیں جنہیں یہ فکر ہے کہ ہمارے کپڑوں کی استری نہ خراب ہو جائے، ورنہ ہماری عزت خاک میں مل جائے گی۔

ان لوگوں کے سامنے جا کے کیا روئیں کہ جن کے کپڑوں پر اگر شکن آجائے تو وہ اسے گوارا نہیں کرتے دوسری طرف امت مسلمہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو وہ اسے آسانی کے ساتھ برداشت کر لیا کرتے ہیں۔ ان کے سامنے امت کے مسائل جا کے کیا روئیں جنہیں اپنے مسائل حل کرنے کے لئے ملنے کی بھی فرصت نہیں۔

اپنے مسائل کے حل کے لئے ان سے کیا بات کریں، جو خود بے چارگی کی زندگی گذار رہے ہیں، اسلحے سے نفرت کی زندگی گذار رہے ہیں۔ کشمیر کا رونا ان لوگوں کے سامنے کیا روئیں جو اپنی روزی کے لئے رو رہے ہیں۔ کوئی کوشش کر رہا ہے سعودیہ کا ویزا لگ جائے تاکہ کسی شیخ کے اونٹ کے پاؤں صاف کر کے مجھے کچھ مل جائے، جو اس فکر کے اندر رو رہا ہے کہ میرا لندن کا ویزا لگ جائے تاکہ وہاں پاؤں جما کے آؤں، اور میری معیشت کچھ درست ہو جائے۔

اس سے کیا بات کریں جو اپنی سندیں بغل میں لئے پھرتا ہے کہ مجھے وہ ملازمت ملے، جس میں دو سو روپے زیادہ ہوں۔ ان سے کیا بات کریں جو امریکہ کا ویزا مانگتے ہیں، تاکہ وہاں

جا کے انگریزوں کے کتے نہلائیں اور ان کے برتن صاف کریں ان کے پٹرول پمپوں پر کھڑے ہو کر گاڑیاں بھریں، اور کمائی کر کے یہاں جنٹل مین بن کے آئیں۔

نہیں دوستو! ان لوگوں کے سامنے امت کے مسائل کو رکھنا ان مسائل کی تحقیر ہے۔ ان لوگوں کے سامنے امت کے مسائل کو رکھنا ان مسائل کی ذلت ہے۔

امت کے مسائل وہ حل کر سکتا ہے
جو مرنے کو زندہ رہنے پر ترجیح دیتا ہو۔
امت کے مسائل وہ حل کر سکتا ہے
جسے موت زندگی سے زیادہ محبوب ہو۔
امت کے مسائل وہ حل کر سکتا ہے
جو حضرت ابو دجانہؓ کی چال چلنا جانتا ہو۔
امت کے مسائل وہ حل کر سکتا ہے
جو طلحہؓ اور زبیرؓ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے فن سے واقف ہو۔
امت کے مسائل وہ حل کر سکتا ہے
جو حضرت حمزہؓ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے طریقے سے واقف ہو۔
امت کے مسائل وہ حل کر سکتے ہیں
جو پیٹ پر پتھر باندھتے ہوں مگر فرشتے ان پر رشک کرتے ہوں۔
امت کے مسائل وہ حل کر سکتے ہیں
جو چوبیس گھنٹے میں یہ نہ سوچیں کہ ہمارا کیا ہو گا، ہمیشہ یہ سوچیں کہ مسلمانوں کا کیا ہو گا۔

امت کے مسائل وہ حل کر سکتے ہیں
جو قومیت کی بات نہ کرتے ہوں جو لسانیت کی بات نہ کرتے ہوں
جو وطنیت کی بات نہ کرتے ہوں۔
لعنت بھیجتے ہوں قومیت پر۔
لعنت بھیجتے ہوں وطنیت پر۔
لعنت بھیجتے ہوں لسانیت پر، ایک اسلامی قوت کی بات کرتے ہوں۔
امت کے مسائل وہ حل کر سکتے ہیں
جن کے منہ پر تھوکا جائے تب بھی دین کا کام نہ چھوڑیں۔
جن کے چہروں پر تھپڑ لگیں تب بھی دین کا کام نہ چھوڑیں۔
جن کی آنکھیں نکل جائیں تب بھی دین کا کام نہ چھوڑیں۔
جن کے بازو توڑ دیئے جائیں تب بھی دین کا کام نہ چھوڑیں۔
جن کی کھال اتار دی جائے تب بھی دین کا کام نہ چھوڑیں۔
جن کے سامنے ان کے بچوں کو ذبح کر دیا جائے تب بھی دین کا کام نہ چھوڑیں۔
جن پر شرمناک تہمتیں لگائی جائیں تب بھی دین کا کام نہ چھوڑیں۔

اللہ کی قسم! ان لوگوں کے سامنے امت کے مسائل پیش کئے جا سکتے ہیں جو بات بعد میں سنتے ہوں تلوار ہاتھ میں پہلے لے لیتے ہوں۔ جن کے سامنے حضرت عمرؓ کی طرح نبی ﷺ کے دشمنوں کا ایک ہی علاج ہو اور وہ تلوار ہو۔ جو تلوار کے دھنی ہوں جو کلاشنکوف کی فائرنگ میں نغمے کا سرور محسوس کرتے ہوں۔

جن پر تلواروں کی جھنکار سے مستی اور کیفیت طاری ہو جاتی ہو۔ جو ہر وقت اللہ کے عشق میں یہ کہہ رہے ہوں کہ

اسی لئے تجھے ماں بھی رکاوٹ لگتی ہے، بہن بھی رکاوٹ لگتی ہے، تجھے بھائی بھی رکاوٹ لگتا ہے، تجھے بیٹیاں بھی رکاوٹ لگتی ہیں۔ اگر تو نکل جاتا تو رب تعالیٰ نے اعلان کر دیا تھا" تو نکل تو سہی جہاد کے رستے میں، تیرے رستے میں کھولوں گا۔

دنیا نے دیکھا کہ زبیرؓ (مشہور صحابی) کا قرض کس نے اتارا؟ کسی نے نہیں اتارا، زبیر کے اس مولا نے اتارا جس کی خاطر زبیر قتال کیا کرتے تھے۔ بتاؤ تو سہی حضرت جابر بن عبداللہؓ کی بہنوں کا نکاح کس نے کروایا؟ ان کے والد شہید ہو گئے تھے، اس رب نے کروایا جس رب کے لئے عبداللہؓ نے اپنی جان قربان کر دی تھی۔ اور حضرت عمرو بن جموحؓ کے بچوں کا کیا ہوا؟ ان کے بچوں کی کفالت رب نے خود سنبھالی تھی۔

تیرے اپنے نظریئے میں کھوٹ تھی، تیرے اپنے دل کے اندر کھوٹ تھی۔ تو نے سامنے والے کو مجبور کر دیا کہ وہ تجھے کہے کہ تیرا گھر پر رہنا زیادہ ضروری ہے۔ اگر تو اس مسئلے کو یوں پوچھتا، حضرت مسائل میرے اوپر ہیں لیکن میرے انفرادی مسائل تو کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ بیماری کے بدلے میں زیادہ سے زیادہ موت آجائے گی۔ مالی تنگی کے بدلے میں زیادہ سے زیادہ فاقہ آجائے گا۔

مگر جہاد چھوٹا تو قرآن پاک کے احکامات پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔

حضرت اگر جہاد چھوٹا، تو لوگوں نے کل خدا کا جنازہ نکالا تھا،

آج نعوذ باللہ قرآن کا جنازہ نکالیں گے۔

حضرت اگر جہاد چھوٹا پندرہ پندرہ ہندو ایک بہن کی عزت لوٹیں گے۔

حضرت اگر جہاد چھوٹا تو مدارس نہیں بچیں گے، خانقاہیں نہیں بچیں گی۔

اور یہ دین کے کام نہیں ہوں گے۔

مجھے بتائیے میں کیا کروں؟

تب حضرت یہی کہتے، تو نکل جا جہاد میں اللہ تیرے تمام مسائل حل کرے گا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا ورد کرتے رہنا،

اللہ تیرے لئے کافی ہوتا چلا جائے گا۔

تو رب کی طرف متوجہ رہنا رب تیری طرف متوجہ ہو جائے گا۔

اگر تیرا نظریہ صحیح ہوتا تو تجھے جواب یہی ملتا۔

جو لوگ جہاد پر آئے ہوئے ہیں، جن لوگوں نے جہاد کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا، جن کی زندگیاں جہاد پر گذر رہی ہیں، کیا ان کی مجبوریاں نہیں ہیں۔

اور اگر بھائی رشید پوچھ لیتے بیٹے کا جنازہ گھر میں پڑا ہوا ہے۔ جب پیدا ہوا تھا تو باپ گھر نہیں تھا، آج مر رہا ہے تو باپ کے کندھے کو ترس رہا ہے، میرا خوست میں رہنا ضروری ہے یا بیٹے کے جنازے میں۔ اسے اجازت مل جاتی کہ جاؤ بیٹے کے جنازے میں شریک ہو کے پھر آجانا۔ لیکن نہیں پوچھا، اس لئے کہ وہ سمجھتا تھا کہ زندگی کا مقصد یہ نہیں بلکہ زندگی کا مقصد وہ ہے جس میں، میں لگا ہوا ہوں۔

اس لئے دوستو! دوسروں پر الزامات لگانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ جہاد کی مخالفت کل بھی ہوتی تھی آج بھی ہوگی آئندہ بھی ہوتی رہے گی۔ ہمیں تو ایک مرزا غلام احمد قادیانی سے پالا پڑا ہے جس نے جہاد کی تحریف کا اعلان کیا، جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا۔

مگر حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں منافقوں کا پورا ٹولہ اس کام میں لگا ہوا تھا کہ صحابہ کرامؓ کو جہاد سے روکیں، صحابہ کو جہاد سے بٹھادیں۔ دعوتیں دیتے تھے باقاعدہ کہ گرمی میں نہ نکلو مختلف طریقے بتاتے تھے۔ لیکن حضرات صحابہ یہی کہتے تھے، جب تک جسم میں جان موجود ہے۔ جب تک جسم میں خون کا آخری قطرہ موجود ہے کوئی عبداللہ بن ابی منافق آجائے، کوئی بڑے سے بڑا موذی آجائے یہودی آجائیں، نصرانی آجائیں نبی پر باتیں بنانے

والے آجائیں ہم جہاد ضرور کریں گے، کیونکہ صحابہ کرام کا اپنا ایک نظریہ بن گیا تھا۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ کو دیکھیں کہ جس وقت جہاد کا حکم ملا یہ نہیں دیکھا کہ ہمارے سامنے کون سا میدان ہے کس قسم کا لشکر ہے:

صحابہ کرامؓ نے یہ نہیں دیکھا گھر میں بیوی بچے ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے یہ نہیں دیکھا کہ کھیتی پکی ہوئی ہے۔

صحابہ کرامؓ نے یہ نہیں دیکھا

کہاں سے کمائیں گے، کہاں سے کھائیں گے۔

صحابہؓ نے یہ نہیں پوچھا پیچھے یتیموں کا کیا ہوگا۔

صحابہؓ نے یہ نہیں پوچھا بیواؤں کا کیا ہوگا۔

صحابہؓ نے یہ نہیں کہا اعلیٰ قسم کی تلواریں چاہئیں۔

صحابہؓ نے یہ نہیں کہا مشکی گھوڑے چاہئیں۔

صحابہؓ نے یہ نہیں کہا فلاں قسم کا اسلحہ چاہیے۔

جب جہاد کا حکم ملا تو کہا لبیك اللّٰهم لبیك،

تین سو تیرہ ایک ہزار کے لشکر سے لڑ پڑے۔

جب حکم ملا اے سات سو صحابہ کی جماعت

تم آج تین ہزار کے ساتھ لڑ پڑو، کہا لبیك اللّٰهم لبیك،

ارے کہاں ہیں میرے صحابہؓ؟

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہیں۔

کس حال میں ہو، جسم زخموں سے چور چور ہیں،

میں حکم دیتا ہوں، زخموں سے چور چور حالت میں دشمنوں کا پیچھا کرو، کہا لبیك اللّٰهم لبیك۔

حکم دیا گیا تیس ہزار کافروں سے لڑو، کہا لبیک۔

حکم دیا گیا مدینہ میں رہ کر خندق کھود کے لڑو کہا لبیک۔

حکم دیا گیا بنو قریظہ سے جا کے لڑو، کہا لبیک۔

کسی صحابیؓ نے کوئی بہانہ نہیں کیا۔

حکم دیا گیا سمندروں میں کود جاؤ، گھوڑے ڈال دیئے۔

حکم دیا گیا جہاد کرو! یا اللہ تلواریں نہیں،

کہا ٹہنی اٹھا کے کود پڑو۔ رب نے تلوار بنادی۔

میرے عزیز دوستو! حضرات صحابہ کرامؓ کا اپنا نظریہ درست تھا، اپنا مزاج اچھا تھا اس لئے گھروں میں عورتیں روتی نہیں تھیں، بلکہ نکالا کرتی تھیں۔

آج تو ہماری عورتیں روتی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا اپنا نظریہ درست تھا تو گھر والے مسخر ہوتے تھے۔

دوستو! صحابہ کرامؓ کو اتنا ہی پیٹ لگا ہوا تھا جتنا آج ہمیں لگا ہوا ہے، وہ ہم سے زیادہ کھا پی سکتے تھے۔ صحابہؓ میں بھی وہ تمام خواہشات تھیں جو ہمیں لگی ہوئی ہیں لیکن جب انہیں بتادیا گیا اس دین کی حفاظت کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ اس دین کے غلبے کا صرف ایک ہی راستہ ہے، تو پھر پیچھے نہیں ہٹے۔

دوستو! ان کا نظریہ بن گیا تھا اس لئے!

دنیا میں رسول اللہ موجود تھے تب بھی لڑتے رہے۔

رسول اللہ دنیا سے چلے گئے تب بھی صحابہ لڑتے رہے۔

اپنے سامنے اپنی قوم کے کافر آگئے باپ کے سامنے بیٹا آگیا۔

بھتیجے کے سامنے چچا آگیا۔

بھائی کے سامنے بھائی آگیا۔

ماموں کے سامنے بھانجا آگیا تب بھی لڑتے رہے۔

ان کا نظریہ تبدیل نہیں ہوا ان کے نظریئے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ صرف یہ سمجھتے تھے کہ یہ رسول اللہ کا دشمن ہے اللہ کا دشمن ہے۔ ان کی تلوار پھر یہ نہیں دیکھتی تھی کہ ہمارے آگے کس کی گردن ہے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ اسلام کا دشمن ہے۔

ان کا ایک ہی اعلان تھا کہ اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے۔

اللہ کی دھرتی پر اللہ کا نظام ہوگا۔

صرف اللہ کی عبادت ہوگی۔

صرف اللہ کا قانون ہوگا۔

اس اسلام کی خاطر وہ اپنے جسموں کو کٹوا دیا کرتے تھے۔

اور اسلام کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو بھی کاٹ دیا کرتے تھے۔

اگر انسان آسمان سے زیادہ اپنے عزم کو بلند کرلے۔

اگر انسان پہاڑوں سے زیادہ اپنے عقیدے کو مضبوط کرلے۔

تو خدا کی قسم دنیا میں کوئی کفر نہیں ٹھہر سکتا، دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔

ایک انسان کا عزم مضبوط ہو جائے۔

ایک انسان کا ارادہ مضبوط ہو جائے۔

ایک انسان عزم کرلے یا اللہ آج سے میں نے

ایک تنہا انسان کی زندگی نہیں گذارنی

بلکہ ایک عالمگیر، ایک محمدی غلام کی زندگی گزارنی ہے۔

تو اس دن سے اللہ اسے سورج بنا دے گا، جو مشرق سے نکلے گا آسمان پر چڑھے گا پوری دنیا منور ہوگی، اور پھر اپنے نور کو لے کر غروب ہو جائے گا۔ میں مذاق نہیں کر رہا

حقیقت ہے جہاد چھڑا کر ہمیں کیڑا بنایا گیا۔ ہمیں وہ جانور بنایا گیا جو اپنی گھڈ اور اپنی غار تک محدود رہے۔ اللہ نے ہمیں جہاد دے کے سورج بنایا تھا کہ تم نکلو گے تو تمہاری روشنی پوری دنیا کے کونے کونے تک پہنچے گی، دعوتِ جہاد کی آواز دنیا کے جن جن کونوں تک پہنچ چکی ہے ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

اے انسان تو اپنی ذات کو بھول جا، پورا عالم تیرے سامنے ایک مٹھی کی حیثیت رکھے گا اور پوری دنیا کے اندر تو نہیں سمائے گا۔ پوری دنیا کو تو فتح کر کے کہے گا یا اللہ اور میدان کہاں ہیں؟ جہاں تیرے دشمنوں کو قتل کرتا رہوں۔ تیرے نزدیک وسعتیں سمٹ جائیں گی، بلندیاں پست ہو جائیں گی، طاقتور کمزور ہو جائیں گے، مضبوطیاں موم بن جائیں گی۔

صرف تو اپنے عزائم کو بلند کر "اونٹ کو دیکھ کتنا صبر والا جانور ہے" اس کی طرح صبر اور مشقت برداشت کرنے والا بن۔

تو نازک جسم نہ بن کہ تیرے قریب سے رکشہ گذرے

اور تجھ پر غشی طاری ہو جائے۔

تو نازک چڑیا نہ بن کہ کسی کی تیز آواز کو سنے

تو وہاں پھدکنا شروع ہو جائے۔

تو نازک کبوتر نہ بن کہ تو ہر کسی کی گولی کا شکار ہو

اور تیرے پنجے کسی کو شکار نہ کر سکیں۔

تو ایک خرگوش نہ بن کہ سینکڑوں خرگوشوں کو ایک شکاری آ کے گرا لے۔

ارے تو اتنا نازک اور موم کا پتلا نہ بن کہ

کپڑوں میں لگی ہوئی تھوڑی سی مٹی سے تیرا دماغ الٹا ہو جائے، تیرا مزاج تبدیل ہو جائے۔

تو اتنا نازک نہ بن کہ دشمن کا زخم کھا کر بستر پر چت ہو جائے۔
تو اتنا ڈھیلا نہ بن کہ تجھے تھوڑا سا بخار ہسپتال میں ڈاکٹروں کے پاس پہنچا دے۔
تو اتنا نازک نہ بن کہ تھوڑا سا نزلہ تیرے ناک کے راستے
تیرے دماغ کے نظریئے کو بہا کے لے جائے۔
تو اتنا بے وقوف نہ بن کہ اس دنیا کے پیچھے پھرتا رہے
کہ جس دنیا میں رب کریم نے تیرے لئے مقدار کو مقرر کر دیا ہے۔
تو اونٹ کی طرح بن جا ایک دفعہ پانی پی لے پھر پیاس میں چلتا چلا جا،
تیرا امیر تیری ناک میں نکیل ڈال کر جدھر کھینچے تو ساتھ ساتھ چلتا چلا جا۔
دنیا کی بستیاں اور بوجھ تیرے کندھوں پر ڈالا جائے،
بوجھ شرما جائے مگر تیرا کندھا ڈھیلا نہ ہو۔
نازک نہ بن تیری نزاکت سے اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔
تو اپنی نزاکت کی لذت چٹ پٹی کر کے لوگوں کو تو سنا لے گا،
لیکن رب کریم کے ہاں تیری نزاکت کی کوئی قدر نہیں ہو گی۔

رب کریم نے تو ان لوگوں کا ذکر کیا جنہیں زخم لگے ہوئے تھے اور وہ نبی ﷺ کے حکم پر چلتے چلے جا رہے تھے۔ رب کریم کو تو وہ لوگ پسند تھے، کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا جاؤ میرے صحابی سعد بن ربیع کی حالت معلوم کر کے آؤ کہ سعدؓ کا کیا حال ہے۔ یہ صحابیؓ جب وہاں گئے تو سعد کے جسم پر ستر سے زیادہ نشانات تھے لیکن سعد مسکرا رہے ہیں۔ اس صحابی نے جا کے کہا اے سعد اللہ کے نبی ﷺ پوچھتے ہیں، تیری حالت کیا ہے؟ کہا اللہ کی قسم جنت کی خوشبو اپنی ناک سے محسوس کر رہا ہوں۔

اور میرے ساتھیوں سے جا کے کہہ دینا کہ قیامت کے دن اگر تم اس حالت میں آئے کہ نبی کو کوئی کانٹا چبھا ہو اور تمہارے جسم سالم ہوں تو اللہ کے سامنے کھڑے نہیں ہو سکو گے۔

کسی نے نزاکت کی قدر کی؟ نبی ﷺ کے جسم کو اللہ نے کتنا نازک بنایا تھا۔ اللہ اکبر۔ آج اگر نبی کے حسن کو بیان کرتے ہیں تو یہ چاند، یہ سورج اور یہ دنیا کا حسن ایسا ماند پڑ جاتا ہے کہ ان کا حسن نظر نہیں آتا۔ لیکن وہی حسن والے نبی ﷺ دین کی خاطر کتنی مشقتیں برداشت کر رہے ہیں۔

اپنی نزاکت پر نبی ﷺ نے فخر نہیں کیا بلکہ نبی ﷺ نے فرمایا میں تو تلوار والا نبی ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا میں تو جنگوں والا نبی ہوں۔ میں تو گھمسان کی جنگوں والا نبی ہوں۔ کیا کہیں نبی ﷺ نے فرمایا میں تو ہنس کھ قتال کرنے والا نبی ہوں؟

نبی ﷺ نے ان مشقتوں کو اپنے جسم پر سہہ لیا۔ امت پر کتنی آسانیاں کر دیں۔ آج ہم ہی نے ان مشقتوں کو ہٹا کے ساری مشقتیں اس امت پر تقسیم کر دیں۔ اونٹ خدا نے ایسے ہی پیدا نہیں کیا تمہارے لئے پیدا کیا ہے اس سے عبرت لو۔

اگر اونٹ بھی بیٹھ جائے کہ میں تھک گیا ہوں اور بوجھ کیسے اٹھاؤں؟ تو لوگ اونٹ کو اونٹ کہنا چھوڑ دیں گے، چلتا ہے تو تھکتا نہیں۔ صحرا اس کے سامنے ختم ہو جاتے ہیں وہ صحراؤں کے سامنے ختم نہیں ہوتا۔

دوستو! اپنے اندر یہ مشقت کا عمل پیدا کرو، اپنی زندگی کو مشقت کا عادی بناؤ۔ اللہ پاک کامیابی کے دروازے کھولے گا۔

کیا نام ہے آپ کا؟ میرا نام محمد فلاں۔ مذہب کیا ہے آپ کا؟ میں مسلمان، نیت کیا ہے آپ کی؟ اللہ پاک ایک چھوٹی سی گاڑی دے۔ ایک اپنا چھوٹا سا غریب خانہ ہو، ایک ایسی بیوی ہو جس کو دیکھ کے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں، چار پانچ ننھے منے بچے ہوں بس یہ جنت

جیسی زندگی چاہئے۔ ہائے تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا اے ناداں کیا ان چند کلیوں کی خاطر زندگی ملی تھی؟

حضرت آپ کا کیا ارادہ ہے؟ جی وفاق المدارس کی سند بغل میں ہے حضرت ممتاز (امتحان میں کامیابی کے چار درجے ممتاز، جید جدا، جید، مقبول) میں پاس ہوا ہوں۔

کتابیں یاد ہیں؟ یاد ہیں۔ اب آپ کا ارادہ کیا ہے؟ ایک اچھی امامت مل جائے، مقتدی اور مرید سارے فرمانبردار ہوں سبحان الذی، پڑھ کے جب پھونکوں سارے سر جھکا دیں۔ اگر فجر میں دیر سے آؤں تو گر گر نہ کریں۔ اگر نماز جلدی پڑھا لوں تو کوئی میرے سامنے ٹر ٹر نہ کرے۔ ہدایا اس ادا سے آئیں کہ ایک ہاتھ سے لوں تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ بس یہی ایک تمنا ہے، خوب دین کا کام کروں خوب محنت کروں۔ سارے لوگوں کو میں اپنے گرد جمع کر لوں تاکہ وہ میرے بن جائیں بس یہی میرے دل کی تمنا ہے۔

حضرت آپ بتایئے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ میں چاہتا ہوں لوگوں کی اصلاح کروں ان کی جیبوں سے دنیا کی گندگی نکال کر اپنی جیب میں منتقل کر لوں۔ ان کے دلوں سے تکبر کو نکال کر اپنے اندر داخل کر لوں۔ ان کے دلوں سے نفاست کو نکال کر اپنے اندر داخل کر لوں

؎ تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگیٔ داماں بھی ہے

کیا تیری زندگی کا یہی مقصد ہے، کیا تیرا دنیا میں آنے کا یہی مقصد ہے؟ صرف پیٹ یا صرف شرمگاہ۔ یا تیری زندگی کا مقصد صرف تیری راحت والی گاڑی یا تیری میراث صرف ایک بنگلہ یا ایک مکان۔

خدا کی قسم! تو جب دنیا میں آیا نبی ﷺ کا امتی بن کے آیا۔ جب تو نے علم حاصل کیا تو نبی ﷺ کا وارث بن گیا۔ کیا نبی ﷺ نے یہی تمنائیں رکھی تھیں؟ تو امامت بھی کر، تو اصلاح بھی کر، تو تدریس بھی کر، یہ دین کے شعبے ہیں مگر حوصلہ بلند رکھ، پوری کائنات پر

نظر رکھ۔

تیرا نظریہ یہ ہونا چاہئے کہ آسمان کو دیکھ کہ کتنا اونچا ہو گیا لوگ دیکھتے دیکھتے تھک جاتے ہیں آسمان اپنی بلندی پر تھکتا نہیں ہے۔ دیکھو آسمان کتنا بلند ہے۔ انسان تو تو اس آسمان سے بھی افضل ہے، لیکن کتنا پست۔ مٹی سے بنی ہوئی چیزیں تجھے اچھی لگتی ہیں۔ عورت مٹی سے بنی ہوئی ہے۔ گاڑی مٹی سے بنی ہوئی ہے۔ مکان مٹی سے بنا ہوا۔

بڑے غمگین نظر آتے ہیں، جی ہاں قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں چار بچے ہیں ان کے لئے کوئی مکان چھوڑ کے نہیں جا رہا ہوں۔ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اس لئے فکر مند ہوں۔

صاحب کیا آپ کو یہ فکر ہے کہ پاکستان میں تیرہ سو ساٹھ قوانین اسلام کے خلاف ہیں؟

کیا آپ کے دل میں یہ درد ہے کہ حکومت پاکستان نے یہ کہا ہے کہ قرآن وسنت سپریم لاء ہوں گے لیکن اگر ہمارے قانون سے ٹکرائیں گے تو قرآن وسنت کو ہم پاش پاش کر دیں گے۔ آپ اس لئے غمگین ہیں؟ نہیں نہیں میں تو اس لئے غمگین ہوں کہ وہ بچی کا رشتہ آیا ہوا ہے، اچھے لوگ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں؟ ہاں کبھی کبھار ہم نے ان کو مسجد میں دیکھا تھا؟ ڈاڑھی ہے؟ نہیں، مگر اچھے ہیں؟ کیسے اچھے ہیں؟ الحمدللہ گاڑی ہے بچے کا اپنا کاروبار ہے، انشورنس اس نے کرائی ہوئی ہے، بینک سے اس کے اچھے تعلقات ہیں۔

بس اب یہ فکر ہے کہ بچی کے لئے پانچ تولے سونے کا کہیں سے بندوبست ہو جائے۔ کئی ساتھیوں سے کہا کہ زکوٰۃ بھیج دیں۔ کسی کو فون کیا صدقات بھیج دیں۔ اسی فکر میں بیٹھا ہوا ہوں، اسی میں کُڑھ رہا ہوں۔

حضرت آپ بتائیں آپ کیوں اتنے پریشان ہیں آپ کیوں اتنے غمگین ہیں، آپ کیوں اتنے دل گیر بیٹھے ہوئے ہیں؟ کیا کشمیر کی بچیوں کی فکر نے آپ کے دل کو اداس کر دیا۔

کیا آپ کو درد ہے کہ کشمیر میں آپ کے بیٹے ذبح ہو گئے۔ کیا آپ کو یہ درد ہے کہ قرآن جلایا گیا؟

جواب ملا نہیں یہ تو اپنے گناہوں کی وجہ سے ہو رہا ہے، ان مصائب سے ہمارا کیا تعلق، دور کا واسطہ نہیں۔

مجھے اصل میں یہ پریشانی ہے کہ روزانہ موٹر سائیکل پر جاتا ہوں صبح صابن سے منہ دھوتا ہوں، موٹر سائیکل پر بیٹھتا ہوں، گرد و غبار منہ کو کالا کر دیتی ہے۔

صابن اتنا خرچ ہو گیا اب یہی موٹر سائیکل جو دو پہیوں پر کھڑی نہیں ہو سکتی، مجھے اٹھائے پھرتی ہے۔ جب تک گاڑی نہیں ملتی تو کام ہی نہیں ہو سکتا ہے، مجھے تو بس یہی درد و فکر ہے۔

اللہ اکبر! اگر خود کو دین کی خاطر وقف کر دیتے، گاڑی کے پیچھے نہ بھاگتے بلکہ گاڑیاں آپ کے پیچھے بھاگتیں، خدا کی قسم گاڑیاں پیچھے بھاگتیں۔ آپ دنیا کے مکانات کے پیچھے نہ دوڑتے بلکہ یہ مکانات آپ کے پیچھے دوڑتے۔ آسمان اونچا رہا تو ہر چیز اس سے نیچے رہی اگر آسمان نیچے آکر ان چیزوں کو اٹھانے لگے تو آسمان نہیں رہے گا۔ او انسان او مسلمان، آسمان ہو کے نیچے زمین کی چیزیں اٹھانے آتا ہے۔ آسمان ہو کے جھکتا ہے۔ کیسا آسمان ہے تو، تیری سوچ اور فکر کے محور وہ چیزیں ہیں جن کی رب کے ہاں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔

رب کے ہاں دین کا کام کرنے والوں کے لئے گاڑی کی کوئی حیثیت نہیں۔ رب ایک نہیں ہزاروں دینے پر تیار۔ رب کے ہاں مکانوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں، رب ایک نہیں ہزاروں مکانات دینے کو تیار۔ پہلے مجاہدین کو دھکے لگتے تھے، کہیں سر چھپانے کی جگہ نہیں ملتی تھی، دفاتر کرائے پر لئے ہوئے تھے، ہر پانچویں دن کرائے دار آجاتے تھے۔ ساتھیوں نے محنت کی، خون گرا، اللہ نے دفاتر دیئے اور اتنی قیمت میں دیئے جس کا تصور نہیں کر سکتے تھے۔ آج دنیا اس طرح سے جلتی ہے جس طرح سے ہماری گاڑیوں کا پٹرول جلتا ہے۔ مگر

ہمارا دل مطمئن ہے کہ اللہ کے دین کے لئے ہمارا خون اسی طرح جل جائے۔

دوستو! کوئی حیثیت نہیں ان فضول چیزوں کی۔ اپنے اکابر کی طرف دیکھو کہ ان میں سے کس کس کی زندگی کا مقصد اس دنیا کو مسخر کرنا تھا۔ مجھے دکھ ہوتا ہے ان لوگوں پر جو آکر کہتے ہیں ہمیں کوئی عمل سکھاویں۔ کیسا عمل؟ عمل تسخیر، لوگ مسخر ہو جائیں۔ کتابوں میں لکھا ہے بلی ذبح کرو پھر اس کا پتہ نکالو پھر اس کا سرمہ آنکھوں میں ڈالو سب کچھ مسخر ہو جائے گا، کیا شوق ہو گیا مسخر کرنے کا؟ مسخر کرنے سے سوائے اس کے کہ یہ دنیا کی گھٹیا سی عزت مجھے مل جائے، دنیا کی کمینی سی گھٹیا سی منافقت سے بھری ہوئی عزت مجھے مل جائے۔ اور کیا ملے گا؟

دوستو! جو آپ کے سامنے آکے ہاتھ چومتے ہیں یہی پیٹھ پیچھے جاکے آپ کی غیبتیں کرتے ہیں۔ اپنی عزت سے مطمئن بیٹھنے والو! یہ حضور حضور اور حضرت کہنے والے جب پیٹھ پیچھے جاتے ہیں تو شیطان تک کہنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اس دنیا کی گھٹیا سی عزت کی خاطر تسخیر کا عمل پڑھتے ہو، ہاتھ اٹھا کے یہ نہیں کہتے یا اللہ دنیا کو مسخر کرنے والا عمل جہاد ہمیں نصیب فرمادے۔ تمہیں تسخیر کا عمل رب کائنات نے دیا، جہاد کرو پوری دنیا تمہارے لئے مسخر ہو جائے گی۔

لیکن تم چاہتے ہو کہ تسخیر کا عمل کر کے لوگوں سے عزت کرواؤ، کتنے دن یہ تمہاری عزت کریں گے۔

ان بتوں سے اپنی پوجا کروانا چاہتا ہے، تو نہیں چاہتا کہ یہ رب کے پجاری بنیں۔

تو اپنی عزت کا خواہش مند ہے، او اپنے آپ کو بت بنانے والے، سن لے سن لے کان کھول کے سن لے سرور کونین ﷺ نے فرمادیا۔ جس کے دل میں اتنی سی خواہش ہوئی کہ لوگ مجھ سے کھڑے ہو کے ملیں تو وہ ابھی سے جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے۔

تم اپنی عزت کی خاطر عمل تسخیر پڑھتے ہو، تم لوگوں کو مسخر کرنے کے لئے حیلے

کرتے ہو۔

اللہ کے نبی نے فرمایا۔ یاد رکھو اگر تم کسی مجلس میں داخل ہوئے تمہارے دل میں خواہش آگئی کہ لوگ مجھ سے کھڑے ہو کر ملیں تو جہنم میں تمہارا ٹھکانہ تیار ہے۔ اس وقت نبی تو دعا سکھاتے ہیں: "یا اللہ مجھے میری آنکھوں میں حقیر بنادے لوگوں کی آنکھوں میں بڑا بنا۔"

ہر وقت اپنی کمزوریوں پر میری نظر ہو، ہر وقت اپنے گھٹیاپن پر میری نظر ہو۔

لیکن آج ہمیں اپنی پوجا کروانے کے شوق نے کہاں سے کہاں تک پہنچادیا۔

جو انسان اپنی حیثیت سے اونچا ہوتا ہے اس کی مثال اس مٹی کی طرح ہے جو کہتی ہے میں کب سے زمین پر پڑی لوگوں کے پاؤں کے نیچے آتی ہوں، میں ذرا اڑوں ذرا اڑوں تاکہ ترقی کروں پھر یہ مٹی اڑتی ہے تو بے قیمت ہو جاتی ہے۔ اب اس مٹی کو کوئی نہیں پوچھتا کسی کی آنکھوں میں پڑتی ہے تو گالی دیتا ہے۔ کسی کے چہرے پر پڑتی ہے تو گالی دیتا ہے۔

اے انسان! اگر تو زمین پر رہتا تو اچھا تھا، تو برے کاموں میں پڑ کر لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور کمینہ ہو گیا۔

ارشاد ربانی ہے کہ: ترجمہ! "عزت اللہ کے لئے، رسول کے لئے، ایمان والوں کے لئے ہے۔ لیکن منافقین کو پتا نہیں ہے۔" (المنافقون۔ آیت:۸)

تھوڑا سا جہاد کے موضوع پر بات کر دیجئے مسجد کمیٹی ناراض ہو جائے گی۔ تھوڑی سی لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے دیجئے، جی ان کے ماں باپ میرے دروازے پر آجائیں گے:

ہمیں ایسا دین چاہئے جس دین میں لینا ہو دینا نہ ہو۔

ہمیں وہ دین چاہئے جس میں عزت ہو ذلت (وقتی اور ظاہری) نہ ہو۔

ہمیں وہ دین چاہئے جس میں راحت ہو مشقت نہ ہو۔

ہمیں وہ دین چاہئے جس دین میں واہ واہ ہو۔

ہر طرف سے، کسی طرف سے لعن طعن نہ ہو۔

ہمیں وہ دین چاہئے جس دین میں جینا ہو مرنا نہ ہو۔

صحابہ کو دیکھو! رسول اللہ کو دیکھو وہ اس دین کو چاہتے تھے جس دین میں مرنا تھا جینا نہیں تھا، آخرت کا جینا تھا دنیا کا مرنا تھا۔

وہ اس دین کو مانتے تھے جس میں مشقت تھی راحت نہیں تھی۔

وہ اس دین پر تھے جس میں دیتے تھے لیتے نہیں تھے۔

وہ اس دین پر تھے جس پر جان کٹادیا کرتے تھے اور کاٹ دیا کرتے تھے۔

وہ اس دین پر تھے جس کی خاطر وہ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

اللہ پاک نے انہیں کتنا بلند کیا۔ قرآن مجید نے کہا اللہ ان سے راضی ہو گیا۔ انہوں نے کسی قومیت کا پرچار نہیں کیا تھا اسی لئے مقبول ہو گئے تھے۔ اپنا عزم بلند کیا تھا، صحرا سے اٹھے۔ آج ہر دل کی دھڑکن بنے ہوئے ہیں۔

محمد بن قاسم کو مشہور کرنے میں "بی بی سی" کا ہاتھ نہیں تھا، جہاد فی سبیل اللہ کا ہاتھ ہے۔ (اس کی تفصیل تو میں چھوڑتا ہوں بہت زیادہ تفصیل ہو جائے گی سارے دن کے آپ حضرات تھکے ہوئے ہیں مزید تھکانا مناسب نہیں۔)

سب سے پہلی چیز ہے اپنا نظریہ بنانا۔ آج سے اپنا نظریہ بنالیں۔ ہمارا نظریہ ہے صرف ایک اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ یا یہ نظریہ ہے کہ میرا کلمہ بلند ہو جائے؟ نہیں۔ ہم اونچے ہو جائیں، نہیں۔ عزت مل جائے گاڑی مل جائے بنگلہ مل جائے کار مل جائے بیوی مل جائے ہرگز نظریہ یہ نہیں ہے۔ یہ سب چیزیں تو اس نظریئے کی غلام بن کے آئی ہیں۔

نظریہ یہ ہے کہ صرف اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے۔ اللہ کے کلمہ کے دو معنی ہیں: اللہ کا نام بھی بلند ہو اللہ کا نظام بھی بلند ہو۔

یا اللہ ہماری جان لے لے اپنے کلمے کو بلند کردے۔

ہماری عزت لے لے اپنے کلمے کو بلند کردے۔

ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرادے اپنے کلمہ کو بلند کردے۔

ہم عزت میں ہوں تیرا کلمہ رسوا ہو۔

ہم عزت میں ہوں تیرا نام رسوا ہو۔

ہم عزت میں ہوں تیرے جنازے نکلیں۔

ہم عزت میں ہوں تیرا نظام دنیا سے دھکے دے کے نکال دیا جائے۔ ہمیں یہ سربلندی گوارا نہیں۔

ہائے میرا دل جلتا ہے، دوستو! اس آگ کو اپنے دل میں بھر لو۔ لینن کے نظام کو بچانے کے لئے پانچ کروڑ روسی قربانی دینے پر تیار ہیں۔ مارکس کے نظام، اسٹالن کے نظام کو بچانے کے لئے ٹینک اور ایٹم بم تیار ہو رہے ہیں۔ ہائے میرے رب کے نظام کو بچانے کے لئے کوئی جان دینے پر تیار نہیں ہوتا۔ سوچو تو سہی کتنی پستی ہے۔ کیا لینن کا نظام اللہ کے نظام سے اچھا ہے؟ اس کے لئے جان دینے والے ہیں کہ نہیں۔

اب آپ نے اور میں نے خود یہ نیت کرنی ہے کہ اللہ کا نظام دنیا میں ہوگا۔ اگر نہیں ہوگا تو ہم جان دے دیں گے

؎ سوچا ہے کفیل اب کچھ بھی ہو ہر حال میں اپنا حق لیں گے
عزت سے جیئے تو جی لیں گے یا جام شہادت پی لیں گے

سوچو تو سہی جس نظام کو اللہ رب العزت نے کتنے ناز کے ساتھ اتارا تھا۔ جب یہ نظام اتر رہا تھا تو آسمان سے لوہا بھی اتارا تھا، ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ! "اور ہم نے لوہا بھی اتارا۔"

یہ نظام لوہے کے ذریعے نافذ ہوگا غالب ہوگا رکاوٹیں کٹیں گی دعوت کے بازوؤں پر چلے گا۔ یہ نظام اڑتا چلا جائے گا۔ اس نظام کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی

دی کیا آج یہ نظام دنیا میں نافذ ہے ذرا سوچو؟

کیا جمہوریت اللہ کا نظام ہے؟

کیا سوشلزم اللہ کا نظام ہے؟

کیا کمیونزم اللہ کا نظام ہے؟

کیا آج پاکستان میں اللہ کا نظام ہے؟

کیا سعودیہ میں اللہ کا نظام ہے؟

کیا امریکہ میں اللہ کا نظام ہے؟

اللہ کا کلمہ اگر بلند ہوگا تو اسی عمل سے بلند ہوگا۔

جس عمل سے رسول اللہ کے زمانے میں بلند ہوا تھا۔

دوستو سودا سستا ہے۔

اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے ہم گر جائیں۔

اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے ہم مٹ جائیں۔

اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے ہم فنا ہو جائیں، ہم نہ رہیں اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے یہ سودا سستا ہے۔

اللہ کا کلمہ اگر بلند ہوگا جہاد کے ذریعے ہوگا۔

اللہ کا کلمہ اگر بلند ہوگا قتال کے ذریعے بلند ہوگا۔

اللہ کا کلمہ اگر بلند ہوگا جان دینے کے ذریعے ہوگا۔

اللہ کا کلمہ اگر بلند ہوگا خون کی ندیاں بہانے کے ذریعے ہوگا۔

اللہ کا کلمہ اگر بلند ہوگا کفر کی جڑیں کاٹنے کے ذریعے ہوگا۔

اللہ کا کلمہ اگر بلند ہوگا جسموں کو چور چور کرانے کے ذریعے ہوگا۔

اللہ کا کلمہ بلند ہوگا صفوں میں کھڑے ہو کر،

میدان جہاد میں لڑنے سے۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو، نظریہ بنالو کہ ہم دنیا میں اس لئے آئے ہیں کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ جس کے دو معانی ہیں، اللہ کا نام بھی بلند اور اللہ کا نظام بھی بلند۔ خلاصہ یہ کہ اللہ کا دین اس دنیا میں غالب ہو جائے۔ جب دین غالب ہو گا کشمیر میں کوئی عزتیں لوٹ نہیں سکے گا۔ جب اعلاء کلمۃ اللہ ہو گا کوئی کفر سر نہیں اٹھا سکے گا۔ یہ کس طرح سے ہو گا؟ اپنی زندگی میں سوچ پیدا کرنی ہو گی۔

قومیت کا نعرہ بلند نہ کرنا دوستو۔ بدبودار نعرہ ہے غلیظ نعرہ ہے۔ قومیت کا نعرہ بڑا بدبودار خبیث اور ظالم نعرہ ہے۔ کافروں نے کوشش کی کہ مسلمانوں کو قومیت کی سوچ میں بند کر دیا جائے۔ ہم واقعۃً بند ہو گئے۔ آج ہم پنجابی، پٹھان، سرائیکی، بلوچی، سندھی، ہندی سب کچھ ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو مسلمان نہیں۔

آج ہم دوسری قوموں کے عیوب بیان کرتے ہیں آج ہمیں وطنیت کا بت دے دیا گیا جس کی ہم پوجا کرتے ہیں۔ کوئی پاکستان کی پوجا کرتا ہے تو کوئی سعودیہ کی پوجا۔ ہمارے نزدیک کوئی وطن نہیں ؂

ہر ملک ملک ما است   کہ ملک خدائے ما است

جو زمین خدا کی ہے وہ زمین ہماری ہے ہمیں وہاں رہنے کا حق ہے۔ اس میں شک نہیں ہم کراچی میں پیدا ہوئے۔ اس میں شک نہیں پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اس میں شک نہیں سرحد اور بلوچستان میں پیدا ہوئے۔

لیکن یہ بھی تو دیکھو سورج مشرق سے نکلتا ہے کیا مشرق میں بیٹھا رہتا ہے، کیا نعرے لگاتا ہے مشرق زندہ باد، مشرق زندہ باد۔

اگر سورج ایسا ہوتا تو اس کے منہ پر تھوک دیا جاتا۔ اگر سورج ایسا ہوتا تو اسے دھتکار دیا جاتا۔ اگر سورج ایسا ہوتا تو کوئی اس کا نام نہ لیتا۔ نکلتا مشرق سے ہے لیکن پہنچتا درمیان میں

ہے پوری دنیا کو منور کر دیتا ہے۔ اور مغرب کی طرف اپنا نور لئے ایک دامن میں چھپ جاتا ہے۔

دوستو! ہم پیدا ہوئے ہیں تو کسی نہ کسی قوم سے ہونگے کسی نہ کسی قبیلے سے ہونگے لیکن یہ قوم مقصود نہیں یہ قبیلہ مقصود نہیں یہ وطن مقصود نہیں۔ ہمیں آسمان کی بلندی پر پہنچنا ہے جہاں پوری دنیا ہماری منتظر ہے۔

دیکھو! بابری مسجد ہماری منتظر ہے اسے تم جیسے سورج کی ضرورت ہے اگر تمہاری کرنیں اس تک نہیں بلکہ سندھی، ہندی، بلوچی، پٹھان تک جاتی رہیں تو بابری مسجد کو کون آزاد کرائے گا؟ دوستو اگر اپنے گھر کے رہے اپنی بیوی کے رہے اپنے بچوں کے رہے۔ اپنی لذتوں کے رہے تو کون اس کو آزاد کرائے گا؟ دوستو دیکھو جب کائنات پر تاریکی چھا جاتی ہے تو اس تاریکی میں چور ڈاکو نکل آتے ہیں۔

ذرا کان لگا کے سنو! اگر تمہارے پاس کان موجود ہیں، چیخوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ یہ تمہاری بیٹیوں کی آوازیں ہیں۔ یہ تمہاری بہنوں کی آوازیں ہیں۔ جو تمہیں سگے بھائی سے کم نہیں سمجھتیں۔ جو تمہیں محمد بن قاسم، محمود غزنوی سمجھتی ہیں۔

مگر اندھیرا ہے ہندو عزت لوٹے چلا جا رہا ہے۔

بوسنیا میں سربی کافر عزت لوٹے چلا جا رہا ہے۔

ہر طرف عزتیں لٹ رہی ہیں۔

دوستو اندھیرا ہے اس اندھیرے میں لوٹ مار ہو رہی ہے۔

مسلمانوں کا مال چھین لیا گیا۔ مسلمان غریب ہو گئے۔

دوستو اندھیرا ہے اندھیرے کو روشنی سے بدل دو۔

یہ روشنی کس چیز سے ہو گی کیا زبان کی باتوں سے ہو گی؟

یہ روشنی کس سے ہو گی؟ ہماری ذہنی فکر و سوچ سے ہو گی؟

نہیں نہیں اس روشنی کے لئے خدا نے ایک چمک دار چیز دی ہے۔

خدا نے ایک منور چیز دی ہے۔ وہ میرا اور تمہارا خون ہے۔

آؤ دوستو! اسلام کے اس چراغ میں اپنے اس خون کو ڈال دیں اور اپنی کلاشنکوف سے فائر کر کے اس چراغ کو روشن کر دیں۔

ہمارے خون سے جب یہ چراغ جلے گا تو روشنی ہو جائے گی۔

عزت کے لٹیروں کو ہم چن چن کے ذبح کریں گے۔

مساجد کے گرانے والوں کا ہم قیمہ بنا دیں گے۔

عزتوں کو لوٹنے والے لٹیروں کو ہلاک کر دیں گے۔

علماء کی توہین کرنے والوں کی زبانیں ہم گدیوں سے کھینچ لیں گے۔

جب روشنی ہو گی کفر تو قدموں میں ہو گا۔ اسلام بلندی پر ہو گا۔

دوستو! اندھیرا ہے کہ نہیں، اس اندھیرے کے لئے کون چراغ جلائے گا؟ اگر ہمیں توقع ہوتی کہ کافروں کے خون سے چراغ جل جاتا تو شاید ہم بیٹھ جاتے۔ مگر نہیں اس کے لئے میرے اور تمہارے مبارک خون کی ضرورت ہے۔ دوستو یہ خون میرا اور تمہارا کسی ایکسیڈنٹ میں سڑک پر بہہ جائے گا۔ اور اگر یہ کشمیر کی دھرتی پر بہہ گیا تو خدا کی قسم یہ خون کوئی مٹا نہیں سکے گا۔

ہم تاشقند گئے ایک قرآن دیکھا سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون اس طرح نظر آ رہا تھا کہ وجد طاری ہو گیا دنیا کہتی ہے شہید مر گیا۔ شہید کے خون کو کوئی نہیں مٹا سکا۔ شہید کے مشن کو کوئی نہیں مٹا سکے گا۔

چودہ سو سال کا عرصہ گزر گیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون چمک رہا ہے۔

اس خون کو گھٹیا نہ کریں نیت ہے خون دینے کی۔ (انشاء اللہ) جس کی نیت ہو وہ ہاتھ کھڑا کرے۔ (ماشاءاللہ)

لیکن کیا کریں ایک مظلومیت تو نہیں جس کا رونا روئیں۔ ایک شخص تو نہیں جس کی بات کریں۔ ہمارے یہی ساتھی جب ٹریننگ کر کے اپنے گھروں کو جاتے ہیں تو امت کی ماؤں بہنوں کو بھول جاتے ہیں۔

دوستو! ہمیں شکوہ ہے آپ سے، اور اگر آپ سے شکوہ نہیں کریں گے تو کس سے شکوہ کریں گے۔ اس ٹریننگ سینٹر میں ٹریننگ حاصل کرنے والے آج سب ہمارے ساتھ ہوتے تو آج کئی جگہوں کے رخ اور تاریخ پلٹ چکی ہوتی۔

لیکن الجہاد الجہاد کا نعرہ لگانے والے بیوی کے دو میٹھے بولوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

الجہاد الجہاد کا نعرہ لگانے والے والدہ کے چند آنسوؤں کے ہاتھوں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

ایک ماں روتی ہے، یہ نہیں دیکھتے کہ کروڑوں مائیں رو رہی ہیں آنسو نہیں خون کے آنسو رو رہی ہیں۔ یہی نوجوان معاشی تنگی کا شکار ہو کر جہاد کو الوداع کہہ دیتے ہیں۔ قومیت اور وطنیت کا شکار ہو کر جہاد سے چھٹی کر بیٹھتے ہیں۔ اپنے دلوں میں بغض اور حسد اور مجاہدین کی مخالفت لا کے جہاد سے دور ہوتے ہیں۔

دوستو! ہر کسی سے شکوہ نہیں کیا جاتا، آپ میں بڑی خیر نظر آ رہی ہے آپ کے چہروں پر خیر چمک رہی ہے۔ مجھے یقین ہے اس مجلس میں شہداء بیٹھے ہیں۔ جو آج نہیں کل یقیناً شہادت کا تاج پہن کر جائیں گے۔ ان شاء اللہ، میرا دل بول رہا ہے۔ ان شہداء کی موجودگی میں عہد کرو جہاد کو نہیں چھوڑو گے۔ ان شاء اللہ۔

جہاد کو نہیں چھوڑنا۔ یہ نظریہ بنا لیں۔

امیر سے اختلافات ہونگے تب بھی جہاد نہیں چھوڑیں گے۔

تنظیم کی طرف سے ظلم ہو گیا تب بھی جہاد نہیں چھوڑیں گے۔

اپنوں نے سزا دی تب بھی جہاد نہیں چھوڑنا۔

غیروں نے جفا کی تب بھی جہاد نہیں چھوڑنا۔

جہاد چھوڑنے کی چیز نہیں ورنہ نبی کہتے،

یا اللہ مجھے توفیق دے دو سال جہاد کروں۔

جہاد تو مرنے کے بعد بھی چھوڑنے کی چیز نہیں۔

دنیا میں جہاد کو چھوڑنے کی بات کرنے والو

کیا امت مسلمہ کو یتیم و بے آسرا چھوڑنا چاہتے ہو؟

کیا یہ چاہتے ہو کہ کافر اسی طرح سے مذاق اڑاتے رہیں؟

کیا آپ چاہتے ہو دنیا میں اللہ کی نہیں کلنٹن کی حکومت چلتی رہے۔

ہائے تم تڑپتے کیوں نہیں ہو

جب تم دیکھتے ہو کہ کلنٹن کی بات چلتی ہے۔

رب کی بات تو مسلمان تک ٹھکرا دیتے ہیں،

تمہاری آنکھوں سے خون کے آنسو کیوں نہیں نکلتے۔

دوستو ہنسو، خوب مذاق کرو، خوب آپس میں خوشدلی کرو مگر جب تنہائی میں بیٹھو تو اپنے آپ کو کوسو، روؤ آنسو بہاؤ۔ کہ یا اللہ کیا فائدہ اس جوانی کا، اخبار اٹھاتے ہیں عزتوں کے لٹنے کی بات آتی ہے۔ اور اتنا ظلم کہ ہم نے اپنا آقا اقوام متحدہ کو بنایا، اقوام متحدہ نے ایک کمیشن بنایا تاکہ سربیا میں گرفتار بوسنیا کی مظلوم عورتوں کو جا کے دیکھے۔

جب یہ خبیث وہاں پہنچے تو خود انہوں نے ہماری ماؤں بہنوں کی عزتیں لوٹیں۔ بتاؤ جنہیں تم اپنا خدا بنا کے بیٹھے ہو انہوں نے کیا کیا؟ علماء بھی کہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کے قوانین کی پاسداری کرو، انہوں نے ہمارے ساتھ یہ رویہ روا رکھا۔ نہیں اقوام متحدہ ہمارا خدا نہیں ہے، کلنٹن ہمارا خدا نہیں ہے۔ انہیں تو ہم اپنے قدموں کی ٹھوکروں میں رکھیں گے، اگر نوجوان ساتھ دے دیں، اگر ان کا خون ہمارے ساتھ مل جائے، خدا کی قسم تاریخ کا رخ پلٹ

دیا جائے گا۔ عزت والوں کو ذلیل کر کے قدموں میں روند کر اسلام کو عزت ملے گی۔

رب وعدہ کرے شہادت والی موت دوں گا،

ہم کہیں نہیں سکرات والی موت چاہیے۔

رب کہے میں حوریں دے دوں گا،

ہم کہیں حوروں کی ضرورت نہیں۔

ارے کیا یہ خیانت والی باتیں نہیں؟

کیا یہ دوری والی باتیں نہیں؟

کیا یہ عشق سے دوری نہیں ہے؟ عاشق تو ایسا نہیں کیا کرتے۔

محبت کے راستے میں کانٹے ہی کانٹے مگر اس کی منزل بڑی ہی سہانی، ذرا چل کے تو دیکھو۔ محبت کی خاطر یہ سب چیزیں سستی ہیں۔ اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو شہادت کے لئے تیار ہو جاؤ، اس سے روکنے کے لئے شیطان کی دو بڑی چالیں ہیں۔

دو بڑی چالیں ہیں شیطان کی اللہ پاک مجھے اور آپ کو بچائے رکھے۔ (آمین)

ایک یہ احساس کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اگر ہم آ بھی گئے تو کیا کر سکتے ہیں۔

مدرسے میں بھی رونا تھا اساتذہ کے ہاں میری کوئی قدر نہیں تھی مقام نہیں تھا، میں کر کیا لوں گا۔

اگر ڈیرہ اسماعیل خان کی گلیوں میں چرس پینے والا ایک شخص افغانستان کے ایک بہت بڑے حصے کا کمانڈر بن سکتا ہے تو اللہ ہم سے بھی کام لے سکتا ہے۔ نیت تو کرو۔ یہ ہے شیطان کی ایک چال کہ ہم آخر کس طرح سے جہاد کریں۔ یا پھر کہتے ہیں کہ دفتر والوں نے ہم سے رابطہ ہی نہیں کیا۔ وہاں تو زوردار تقریریں کیں کہ آجاؤ، ہم نے پوری زندگی دے دی انہوں نے ہم سے رابطہ ہی نہیں کیا۔ کیا دوستو ہم ایک ایک کے دروازے پر آئیں؟ اگر آپ حکم دیں ہم ان شاء اللہ امیر مرکزی سے لے کر عام کارکن تک، تمام کارکن آپ تمام

ساتھیوں کے دروازے پر جانے کے لئے تیار ہیں۔ کیا یہی چاہتے ہیں؟ یا خود آئیں گے ان شاءاللہ۔ (سامعین نے کہا..... خود آئیں گے، خود رابطہ رکھیں گے، ان شاءاللہ)۔ ٹھیک ہے احساس کمتری میں نہ رہیں۔

دوسری بڑی مصیبت جو لوگ جہاد میں لگ جاتے ہیں کچھ عرصہ جہاد میں رہنے کے بعد جبکہ جہاد ان میں رچ بس جاتا ہے۔ جس طرح پرانے ذکر کرنے والے کو ذکر کی لذت نہیں آتی اس لئے کہ ذکر رچ بس جاتا ہے مزاج کے اندر اور اس کی بہت ساری مثالیں ہیں تو پرانے جہاد کرنے والے کہتے ہیں کہ اب ہم نے بہت جہاد کر لیا:

نہ وہ فکر ان میں ہوتی ہے نہ وہ تڑپ ان میں ہوتی ہے۔

نہ وہ بھاگ دوڑ ان میں ہوتی ہے۔

نہ وہ شب بیداری ان میں ہوتی ہے۔

نہ وہ قربانی، جتنا اونچا چلتے جاتے ہیں۔

اتنے ختم ہو جاتے ہیں۔

یہ چیز نہیں ہونی چاہئے۔

جتنا اونچا اللہ پاک مقام دے۔

جتنا اونچا منصب ملے اس کے اعتبار سے فکر بڑھنی چاہئے۔

اگر پہلے مورچوں میں لڑنے کی فکر تھی آج عہدہ ملا تب بھی وہی فکر دل میں ہونی چاہئے۔ ہاں اگر امیر کہہ دیں کہ آپ نے نہیں لڑنا آپ نے فلاں جگہ کام کرنا ہے اس کے لئے تیار۔ لیکن تڑپ، فکر ہمیشہ یہی ہونی چاہئے۔ اگر پہلے دو گھنٹے کام کرتا تھا آج اگر ذمہ داری ڈال دی گئی تو تین گھنٹے کام شروع کر دے۔ اگر پہلے کسی کی بات کم برداشت کرتا تھا اب زیادہ برداشت کرے۔ پہلے اگر عزت کا شوق تھا اب نکال دے۔ عبادت انسان میں تواضع، محنت اور جہد مسلسل پیدا کرتی ہے۔

لیکن دیکھا گیا کہ عہدہ ملا بستر ہمراہ آ گیا۔ اب اس کے بعد بستر اور عہدے کا زور ہے۔

تیسری کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ دل میں ولولہ ختم، تمنا ختم، اب انتظار میں ہیں کہ کوئی کافر خود ہی تکلیف کر کے ہمیں آ کے شہید کر دے تاکہ ہماری دعائیں قبول ہو جائیں۔

لیکن ہم جاتے نہیں شہید ہونے۔

یہ دو امراض ہیں کہ نہیں؟

کیا ان دو امراض کا آپ لوگ شکار ہوں گے؟

نہیں ہونگے ان شاءاللہ۔

سب کی نیت ہے جہاد کی ان شاءاللہ۔

دل سے نیت ہے، ان شاءاللہ۔

یہ آپ کے صرف ان شاءاللہ کہنے سے امریکہ پر چوٹ پڑ رہی ہے۔

انہی میدانوں میں ہم کہتے تھے۔

سوویت یونین توڑنا ہے تو ساتھی کہتے تھے ان شاءاللہ۔

آج دنیا میں سوویت یونین نام کا کوئی کتا بھی دم اٹھا کے نہیں پھر رہا۔

اسی طرح ایک دن آئے گا کہ

امریکہ نام کی کوئی سلطنت نہیں ہوگی۔

بلکہ امریکہ کے اوپر ایک جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔

جس جھنڈے پہ کلمہ لکھا ہوگا (ان شاءاللہ)۔

ہاں ہر جگہ الجہاد کے جھنڈے ہونگے۔

اور ہر طرف اسلام ہی اسلام ہوگا۔

اور وہ دن دور نہیں آپ میں سے بہت سارے آدمی اس دن کو

دیکھیں گے ان شاءاللہ۔

اب تک جو حالات سامنے آئے ہیں اس کے مطابق (تجربہ تو ہم کہہ نہیں سکتے اس لئے کہ اپنی نہ عمر ہے نہ تجربہ ہے کہ لفظ تجربہ کو ہم بدنام کریں) جو دیکھا ہے وہ یہ ہے دو وجہ سے لوگ مجاہدین کے ساتھ نہیں چلتے

ایک تو یہ مجاہدین کہتے ہیں کہ جہاد فرض عین ہے تو فرض عین کہنے سے وہ علماء صلحاء فاسق ہو جاتے ہیں جنہوں نے ہماری اصلاح کی جن سے ہم نے دین سیکھا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو ہم جانوروں اور حیوانوں کی طرح پھر رہے ہوتے۔

یہ کہتے ہیں کہ فرض عین ہے، تو فرض عین کا ترک کرنے والا تو فاسق ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کی یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی، سوچتے ہیں کہ اگر جہاد فرض عین تھا تو فلاں عالم سے دس سال پڑھا فلاں عالم سے نو سال پڑھا تو وہ کیوں نہیں کہتے کہ جہاد فرض عین ہے۔

یاد رکھیے کہ جہاد فرض عین کہنے کا مطلب یہ نہیں علماء صلحاء فاسق ہیں نعوذ باللہ۔ اس بات کو غور سے سن لیجئے ان حضرات نے ہمیں جہاد سکھایا۔ ان حضرات نے ہی شہداء کو کھڑا کیا۔ ان حضرات نے ہی ان میدانوں کو فراہم کیا ان پر فسق کا الزام کیسے۔ دیا جاسکتا ہے۔

لیکن اگر بفرض محال مسئلے کی حد تک ہو، تو کیا فاسق ہو جانے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی ولی ہو تو کیا ولی سے فسق نہیں ہو سکتا، صدیق سے فسق نہیں ہو سکتا؟ شہید سے فسق نہیں ہو سکتا؟ اللہ کے بندو نبی کے سوا ہر آدمی سے گناہ کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔ ہمیں اس میں دل گیر اور غمگین ہونے کی کیا ضرورت ہے، ممکن ہے ان کا گناہ کم ہو اور ان کا استغفار زیادہ ہو۔

آج حضرت مفتی نظام الدین صاحب اسی موضوع پر عجیب و غریب اشعار سنا رہے تھے۔ ان میں ایک شعر کا مفہوم اس طرح ہے

اس دل کی حالت پر رشک آتا ہے کہ جس دل سے
ایک دفعہ گناہ ہو جاتا ہے تو سو دفعہ ندامت بھی آجاتی ہے

ہم ان کے لئے تو کوئی نہ کوئی بات کر سکتے ہیں۔

لیکن اپنی ذات کی حد تک سوچیں کہ کیا واقعی جہاد فرض کفایہ ہے؟ کس دن جہاد فرض عین ہوگا؟ وقت نہیں ورنہ اس مسئلے کو میں تفصیل کے ساتھ عرض کرتا، ہم علماء صلحاء کے گستاخ نہیں ہیں انہیں سر کا تاج سمجھتے ہیں۔ ان حضرات کے قدموں میں بیٹھ کے دین سیکھتے ہیں۔ روحانی فیض حاصل کرتے ہیں لیکن عقیدہ یہی رکھتے ہیں کہ جہاد فرض عین ہے۔ امت کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے اور ہر مسلمان کو چاہئے اس جہاد میں حصہ لے۔

ایک مسلمان بیٹی مشرق میں قید ہو جائے
مغرب کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔
مغرب میں ایک بچی قید ہو جائے
مشرق کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔
آج کروڑوں، لاکھوں بچیاں اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئیں بے عزت ہو گئیں۔
کون سا دن آئے گا جس دن جہاد فرض عین ہوگا؟
ٹریننگ تو فرض ہے بتاؤ کتنے لوگوں نے ٹریننگ کی ہے؟
جہاد کو غیر شرعی کہنے والوں سے پوچھو
اگر شرعی جہاد شروع ہو جائے تو تمہاری چہیتی بیگم تمہیں جہاد میں جانے دے گی؟
تمہاری یہ لاڈلی بچیاں تمہیں جہاد کے لئے چھوڑیں گی؟
نہ اپنا نظریہ بنایا نہ بچوں کا نظریہ بنایا۔
نہ جسم کو بنایا نہ اپنے ذہن کو اس کے مطابق بنایا۔
کون سا جہاد ہے جس کی بات کرتے ہو؟

علامہ اقبال نے کہا اس قوم کے سدھرنے کی مجھے کوئی امید نہیں ہے جس قوم میں فتویٰ ہو چکا کہ جہاد اب حرام ہو چکا ہے۔ کتنے مسلمان ہیں جو بغیر جہاد کی نیت سے مر جاتے ہیں۔ جہاد کی نیت کے بغیر مرنا منافق کی موت ہے۔ ہے کہ نہیں؟ کتنے مسلمان ہیں، ایک نہیں کئی مسلمانوں کو دیکھیں ان سے آپ پوچھیں جہاد کے بارے میں ان کے دل میں کبھی خیال تک نہیں گذرا۔

مرزا قادیانی کے اشعار ہیں،

ع چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین میں حرام ہے اب جنگ وقتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی خاطر اب تمام جنگوں کا اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
منکر ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے جہاد
دشمن نبی کا ہے جو کرتا ہے جہاد

ہم نے مرزا سے کہا مرزا تو کافر ہے۔ مرزا تو ملحد ہے۔ مرزا تو زندیق ہے۔ لیکن تیرا شکریہ تو نے جہاد سے ہماری جان چھڑالی:

سوچو تو ذرا، جھانکو تو ذرا گریبانوں میں۔

مرزا کی بات پر عمل ہے اور رسول اللہ کی بات پر عمل نہیں۔

کیونکہ نیت نہیں ہے جہاد کی؟

دوسری بات سن لیجئے جہاد فرض ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر آدمی میدان جہاد میں لڑتا ہوا نظر آئے بلکہ امیر کی اطاعت میں اپنے آپ کو جہاد کے لئے وقف کردینے کا

نام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

اللہ کے نبی نے ان لوگوں کو بھی غنیمت دی جو میدان میں لڑ رہے ہیں۔ ان کو بھی دی جو گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کی تشکیل کے مطابق ان کا گھر میں بیٹھنا جہاد کے لئے مفید تھا۔ نبی نے ان لوگوں کو بھی غنیمت دی جو راستے میں بچھڑ گئے تھے۔

صحیح بخاری شریف کی روایت ہے (خوش قسمت ہے وہ انسان جو اللہ کے نبی کو مقرب اور محبوب ہے۔) کہ امیر اس سے کہے آگے جا کے لڑو تو آگے جا کے لڑتا ہے۔ امیر کہے پیچھے مرکز کی حفاظت کرو وہ پیچھے بیٹھا ہوا نظر آئے گا۔ تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ممکن ہے بہت سے علماء صلحاء نے اپنی زندگیاں جہاد پر وقف کردی ہوں اور ان کی تشکیل اس پر ہوئی ہو کہ وہ جہاد کی ترغیب دیں، جہاد پر ابھاریں۔

لیکن اگر اتنا بھی ہم کرنے پر تیار نہیں کہ اپنی جان اپنا مال جہاد کے لئے وقف کریں:

تو ہمیں اللہ کے ہاں جواب سوچ لینا چاہئے،

قرآن کی تقریباً ساڑھے چار سو آیتوں کا۔

نماز بھی سر آنکھوں پر، جہاد بھی سر آنکھوں پر

لیکن جہاد کی قدر کیوں نہیں کی جاتی۔

کیا قرآن کی قدر دل سے نکل گئی۔

قتال قرآن مجید میں ۷۹ جگہ استعمال ہوا ہے۔

کیا اس قتال سے ہمیں نفرت ہے؟

قتال کو ہم نے مجبوری کا نام سمجھا۔

دوستو! زندگیاں اس جہاد کے لئے وقف کردو اور خود کو مجاہدین کے قافلے میں شامل کرلو اس قافلے کی ابتدا کسی دستور اور منصوبے سے نہیں ہوئی۔ اس قافلے کی ابتدا بہنوں کی چیخوں پر۔ ماؤں کی پکار پر۔ قرآن کی فریاد پر ہوئی ہے۔

افغانستان میں چند نوجوانوں نے اپنی کشتیاں اس آگ اور خون کے دریا میں ڈال دی تھیں۔ انہوں نے صرف یہی سوچا تھا کہ لڑتے لڑتے شہید ہو جائیں گے مگر اللہ کے ہاں تو مقام مل جائے گا۔ حساب وکتاب سے تو بچ جائیں گے۔ اللہ ہم سے پوچھے گا تو نہیں۔ یہی نوجوان لڑتے رہے۔ کبھی کسی محاذ پر لڑتے رہے تو کبھی کس محاذ پر لڑتے رہے۔ جس سے مجاہدین کا ایک لشکر وجود میں آگیا:

کیا اس میں سب اسکالر تھے؟ کوئی اسکالر نظر نہیں آتا۔

کیا سارے محقق تھے؟ کوئی محقق نظر نہیں آتا۔

ہم جیسے نااہل لوگ بھی شامل ہوتے چلے گئے۔

اللہ نے اہل قرآن بھی عطا فرما دیئے۔

یہ قافلہ بڑھتا چلا گیا اپنی شہرت سے بے نیاز اپنی عزت سے بے نیاز۔

اس قافلے کو اللہ نے عبدالرشید جیسا تحفہ دیا قافلے نے شکر ادا کیا۔

اللہ رب العزت نے عبدالرشید کو واپس لے لیا قافلے نے صبر و شکر کا مظاہرہ کیا۔

اللہ نے مولوی شبیر شہید دے دیا پھر انہیں بھی لے لیا پھر شکر کیا۔

اللہ نے فیصلہ کیا اس قافلے کی آواز کو ان ایوانوں تک پہنچایا جائے جن ایوانوں تک ان درویشوں کی رسائی نہیں ہوتی۔

اللہ نے اختر اور رب نواز جیسے بھائی دے دیئے انہوں نے شکر ادا کیا۔

اللہ نے پھر ان دونوں کو واپس بلا لیا ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا، کہ یا اللہ چلو تو نے انہیں قبول کر لیا۔

مجاہدین کو ضرورت تھی متقی ملے۔

ابو عبیدہ جیسا رات کو اٹھ کے آہ سحر گاہی بلند کرنے والا ملا ہم نے شکر

کیا۔

اللہ نے اسے بھی واپس لے لیا تب بھی شکر کیا۔

قافلہ بڑھتا رہا کمسنوں کی ضرورت پیش آئی سلیم آگیا یونس آگیا۔

یہ لوگ اس قافلے میں شریک ہو گئے۔

اس قافلے کے لئے ان لوگوں کی ضرورت پیش آئی،

جن کی پرانی زندگی بھیانک، موجودہ زندگی مثالی تھی۔

نورالاسلام بابر مل گیا۔

انڈیا کے ریڈیو میں گانے گانے والا افغانستان میں ترانہ جہاد گانے لگا۔ اور جب وہ شہید ہو گیا تو ساتھیوں نے خچر پر اسے لادا تاکہ واپس لے جائیں خچر چلنے سے انکار کر دیتا ہے۔ ساتھیوں نے سوچا تو وصیت یاد آگئی کہ اس نے کہا تھا جہاں شہید ہوں وہیں دفن کر دینا۔ خچر کی کیا ہمت کہ شہید کی وصیت کے خلاف کر سکے۔ آج راغ بیلی کے محاذوں پر نورالاسلام بابر شہید پڑا ہوا ہے۔

ژاور محاذ کی طرف دیکھو مفتی ابو عبیدہ سوئے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے جرنیل آگئے اللہ نے بڑے بڑے افراد دے دیئے سرور شہید جب آئے تو چار چاند لگا دیئے۔ ساتھیوں کو کمانڈر بنانے کے لئے رات کو ورزش دن کو ورزش، ایک نئی مہک محاذ پر مہکنے لگی۔

لیکن سرور کو کہاں برداشت کہ رشید چلا جائے سرور یہاں ایسے ہی رہتا رہے۔ ہم سمجھاتے ہیں شہداء کو کہ ہمیں بھی دیکھو پیچھے رہنے والوں کو۔ کہتے ہیں کہ پہلے جانے والے تم سے اچھے تھے۔ تم ان سے اچھے نہیں ہو ہم ان سے ملیں گے تم سے نہیں مل سکتے سرور بھی مل گیا جا کے شہداء کیسا تھ۔

جہاد کا قافلہ حق کا قافلہ ہے اس میں جو آدمی نکلا ہے جان دینے کے جذبے سے نکلا۔

اس میں جو آدمی نکلا کشتیاں جلا کے نکلا۔

کتنے نااہل آئے اللہ نے انہیں بھی قبول کرلیا۔

کتنے جاہل آئے اللہ نے انہیں علم کی دولت سے روشناس کرادیا۔

یہ قافلہ تھا جسے کوئی نہیں جانتا تھا مگر رب العالمین جانتے تھے۔

جس کا کوئی رسالہ نہیں تھا مگر لوگوں کے دلوں میں اس کا پیغام تھا۔

اچانک اس قافلے کو مفتی احمد الرحمان جیسے سالار مل گئے۔

جنہوں نے کہا میاں یہ کیا ہے؟ اتنے عظیم کام کو چھپائے بیٹھے ہو۔ آؤ اس کام کی لوگوں کو بھی دعوت دو چنانچہ دعوت کے نتیجے میں قافلے کے قافلے تیار ہوگئے۔

چھٹیاں ہوئیں تو یہ قافلے روانہ ہوئے۔

ارے یہ مولوی کہاں جارہے ہیں۔

ارے یہ مولوی اب تمہیں ختم کرنے کے لئے کلاشنکوف سیکھنے جارہے ہیں۔

ارے اس مولوی کو تو سلادیا گیا تھا۔

نہیں اب جاگ چکا ہے۔

اس کو تو لٹادیا گیا تھا۔

نہیں اب بیدار ہو چکا ہے۔ اسے اس اسلحے سے تو متنفر کردیا گیا تھا۔

ارے اسلحہ تو اب یہ چوم رہا ہے۔ اسلحے کو دل سے لگا رہا ہے۔

اسے اسلحہ بھلادیا گیا تھا۔

ارے نہیں آ کے دیکھو اب تو مولوی اسلحہ سکھلا رہا ہے۔

اسے نشانہ بازی سے ہٹادیا گیا تھا۔

اب دیکھو تو مولوی کا نشانہ ایسا سیدھا کہ چڑیا کے دو ٹکڑے برابر کے ے اپنی کلاشنکوف سے۔ ارے ہم نے اسے سمجھایا تھا کہ تو زندہ رہے گا تو دین زندہ رہے گا۔ ارے

نہیں اب مولوی ذمہ دار بن گیا کہ میں شہید ہونگا تو دین زندہ ہوگا۔ ہمیں کسی ملک سے امداد نہیں ملی۔ اور نہ لیں گے ان شاء اللہ۔ کسی گروپ نے کھڑا نہیں کیا اور نہ ہی کوئی نیا فتنہ ہے جو امت کے لئے ابھار آگیا ہو۔

جن مدارس سے ہم نکلے ہیں ان کا نام سب کو پتہ ہے۔ جن اکابر کا نام لیتے ہیں ان کا تعارف سب کے سامنے ہے۔ انہی سے وابستہ ہیں انہی کے عقیدے پر جینا چاہتے ہیں انہی کے عقیدے پر مرنا چاہتے ہیں۔

اللہ پاک نے ایسا کرم کیا کہ کراچی کے ایک اجتماع میں ۴ سالہ بچے نے کھڑے ہو کر تقریر کی، واللہ چار سال اس کی عمر تھی اور اس کی تقریر سن کر لوگ کانپ گئے ایسا اس کا انداز تھا۔ یعنی چار سال کے بچے کو خدا نے جہاد کا داعی بنا کے کھڑا کردیا۔ ایک دن تھا جب جہاد کے مسئلے کو چھپایا جاتا تھا:

آج گلیوں میں کوچوں بازاروں میں،

سری نگر میں جہاد کی کیسٹیں چلتی ہیں۔

لندن میں جہاد کی کیسٹیں چلتی ہیں۔

امریکہ میں جہاد کا پیغام گونجتا ہے۔

امارات میں جہاد کا پیغام گونجتا ہے۔

دوستو! آپ جیسے اہل لوگ اگر آگئے تو کام بہت اونچا ہو جائے گا۔

خدا کے لئے ہاتھ جوڑ کے آپ حضرات سے درخواست کرتے ہیں، ہم آپ جیسے اہم ساتھیوں کے لئے اپنا ہر مقام ہر منصب چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔

خدارا آئیے جہاد کے کام کو سنبھالئے۔

دوستو! منت کرتا ہوں جہاد کے کام کو سنبھالئے۔

زیادہ عرصہ یہ قائدین زندہ نہیں رہیں گے۔

دشمن ان کے پیچھے کتوں کی طرح پھر رہا ہے۔
ان میں سے ہر آدمی جتنا مسکین اور عاجز نظر آتا ہے۔
دشمن کے لئے اتنی ہی بڑی موت ہے۔
یہ کل پرسوں شہید ہو جائیں گے کہیں دنیا یہ نہ کہے کہ
ہم نے انہیں مار دیا تو اسلام مٹ گیا۔

نہیں ایک مرے دوسرا۔ دوسرا مرے تیسرا۔ یہاں تک کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ ان کو مارنا چھوڑ دو اس لئے کہ جب یہ مرتے ہیں تو اگنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک سے ایک باصلاحیت نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر دنیا مرے گی ہمیں کوئی مارنے والا پیدا نہیں ہو گا، ان شاء اللہ۔

تو دوستو ہمارے پاس کوئی سرمایہ نہیں جس سرمائے کی طرف دعوت دے سکیں اور نہ ہی ہمارے پاس ایسا کوئی پروگرام ہے جس پروگرام کے اندر جکڑ سکیں۔ ایک دیوانہ وار کام ہو رہا ہے، اچانک بھائی سرفراز کا پیغام آیا ہے۔ یہ نوجوان ایسا ہے کہ آج انڈیا کے اخبارات میں اس کے سر کی قیمت مقرر کی گئی ہے۔ اس ایک نوجوان نے جا کے وہاں شمع جلائی۔ دوسرے نوجوان وہاں پہنچے آج ہمارا بھائی الیاس وہاں سے خط لکھ رہا ہے کہ میں پاکستان میں تھا تو مجاہدین کی کارگذاری کو مبالغہ سمجھتا تھا اب پتا چلا کہ مجاہدین کی کارگذاری تو پہنچتی ہے لیکن آپ لوگوں تک کبھی پوری پہنچی نہیں ہے۔

بھائی الیاس نے خط لکھا بھائی سجاد نے فون کیا اور کہا جب مرکزی شوریٰ کا اجلاس ہو تو کہہ دینا کہ پورے کشمیر کی نظریں مجاہدین کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اگر آپ لوگوں نے سستی کی تو جواب سوچ لینا۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہاد اور علماء کا کردار

یہ بات عیاں ہے دنیا پر ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے یا خوں میں نہا کر دم لیں گے

ہر سمت مچلتی کرنوں نے افسونِ شب غم توڑ دیا
اب جاگ اٹھے ہیں دیوانے دنیا کو جگا کر دم لیں گے

سوچا ہے کفیل اب کچھ بھی ہو ہر حال میں اپنا حق لیں گے
عزت سے جئے تو جی لیں گے یا جامِ شہادت پی لیں گے

مدارس، دین کی حفاظت کے مراکز ہیں

حضرات علماء کرام اور میرے غیور مسلمان بھائیو، بزرگو اور دوستو! آج جس مبارک تقریب میں ہم شریک ہیں یہ ایک دار العلوم، ایک اسلامی مدرسہ اور ایک اسلامی یونیورسٹی کا اجلاس ہے۔ جہاں کسی دنیا کے بنائے ہوئے قانون یا نظام کو نہیں سکھایا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا اتارا ہوا قانون اور نظام سکھایا جاتا ہے۔ جہاں دنیا کے کسی کافر کی بنائی ہوئی تعلیمات نہیں سکھائی جاتیں بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات یاد کرائی جاتی ہیں اور ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

مسلمانو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی سرزمین پر پہنچتے ہیں تو نبی کا گھر بعد میں بنتا ہے مدرسہ سب سے پہلے بنتا ہے۔ مسجد نبوی بناتے ہوئے پہلے دن ہی سے وہاں تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اصحاب صفہ کا مدرسہ جاری ہو جاتا ہے۔

وہ دن ہے، اور آج کا دن ہے کہ یہ مدارس دین کی حفاظت کے مراکز بنے ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بنے رہیں گے۔ لارڈ میکالے کا نظام آئے یا کسی اور کا طرز تعلیم۔ دنیا کا میڈیا چیخے یا چلائے، روس کے طیارے بمباری کریں یا امریکہ کے طیارے ان مدارس کو اپنا ہدف بنائیں۔ کل بھی یہ مدارس موجود تھے اور آج بھی یہ مدارس موجود ہیں اور قیامت تک ان مدارس کا وجود ان شاء اللہ تعالیٰ رہے گا۔

جن لوگوں کا خیال تھا کہ ہم اپنی طاقت کے بل بوتے پر ان مدارس کو ختم کر دیں گے۔ آج خود ان کا وجود مٹ چکا ہے۔ جن لوگوں کو اس چیز کا خیال تھا کہ ہم پروپیگنڈے اور سازش کے ذریعے مدارس کی قدر و قیمت مسلمانوں کے دلوں سے نکال کے انہیں یہ سمجھائیں گے کہ اپنے بچوں کو ملامت بناؤ! یہ دنیا سے پیچھے رہ جائیں گے۔ اپنے بچوں کو

مولوی مت بناؤ یہ کسی کام کے نہیں رہیں گے۔ اپنے بچے ان شیدائیوں کو مت دکھاؤ یہ تہذیب و تمدن سے عاری ہو جائیں گے۔

جن لوگوں نے یہ وسوسے لوگوں کے دلوں میں بٹھائے کہ اگر دنیاوی ترقی چاہتے ہو تو بچوں کو مسٹر بناؤ! بچوں کو انگریزی تعلیم دلاؤ اور انگریزی طرز تعلیم کا انہیں خوگر بناؤ، آج انہی کے علاقوں میں اس قسم کے دار العلوم اور اس طرح کے مدرسے اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ بہت کم مسلمان ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے ہیں۔

آج بھی مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ملّا بیکار نہیں ہوتے، علماء بے کار نہیں ہوتے۔ سب سے زیادہ شبہ تو سوویت یونین کو تھا جس نے ہمارے پاکستان میں بھی پمفلٹ تقسیم کرائے تھے کہ پاکستان کے مدارس بند کر دیئے جائیں گے اور وہاں پر دوسرے طرز تعلیم کو جاری کیا جائے گا۔

یہ کمیونسٹ اپنے ہاتھوں میں سرخ جھنڈیاں لئے ہوئے سمر خیل کی چھاؤنی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ روسی ٹینک آئیں گے اور ہم روسی فوجیوں کے گلے میں ہار ڈالیں گے اور ان کا استقبال کریں گے، پاکستان کے علماء ختم ہو جائیں گے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث مٹا دیئے جائیں گے، مدارس اور مساجد کا وجود ختم کر دیا جائے گا۔

لیکن سولہ سال کے بعد کیا نتیجہ نکلا، وہ روس جس نے بخارا اور سمر قند کے مدارس اور مساجد کو گرایا تھا۔

وہ روس جس نے تاتارستان کے اندر خون کی ندیاں بہائی تھیں

وہ روس جس نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے مزار سے لے کر فقیہ ابواللیث سمر قندی اور علامہ برہان الدین مرغینانی کے مزاروں تک کو کھودنے کی کوشش کی

جس نے ہمارے اولیاء اللہ کی قبروں کی توہین کرنے کی کوشش کی

اور جس شیخ جرجانی رحمہ اللہ کے مدرسے کو مسمار کیا

وہ روس سمجھ رہا تھا کہ اب دنیا سے علم مٹ جائے گا، وہ سمجھ رہا تھا کہ دنیا سے اسلام ختم ہو جائے گا۔

تاریخ نے اس وقت کو بھی نوٹ کیا جب بخارا کے ایک چوک پر ایک کمیونسٹ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ لوگو! خدا کی باتیں جھوٹی ہیں ہم خدا کا جنازہ نکالیں گے نعوذ باللہ! خدا کا جنازہ بنایا گیا اور بخارا سے باہر جا کر اس چارپائی کو پھینک دیا گیا۔

انہوں نے پمفلٹ شائع کیے کہ ہم نے زمین سے زمینی خداؤں کی حکومت کو ختم کیا اور آج ہم نے آسمان سے آسمانی خداؤں کی حکمرانی کو بھی ختم کر دیا ہے۔

وہ سوویت یونین جس نے مسلمانوں کو قرآن رکھنے سے منع کیا، قرآن کے اوراق کو ٹائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کیا، وہ سوویت یونین جس نے اسلام کو تباہ کیا، بتاؤ! اس کا مقابلہ کس نے کیا؟

جہاد اور علماء کا مقام

روس جب افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوا تو یہی مدرسے کا ملا تھا جس کو دنیا ملا کہہ کے طعنہ دیتی ہے۔ یہی مدرسہ کے علماء تھے، یہی مولانا جلال الدین حقانی تھا جو چھ مہینے تک پہاڑوں میں اپنے ساٹھ ساتھیوں کے ساتھ پتے کھاتا تھا، سر کے نیچے پتھر رکھ کر سوتا تھا لیکن روس کو بتا دیا کہ افغانستان کی سرزمین پر کفر کا نظام مدارس والے چلنے نہیں دیں گے۔ ہم اپنی جانوں کو تو قربان کر دیں گے لیکن کفریہ نظام کو یہاں نہیں آنے دیں گے۔ وہی مولانا یونس خالص تھا جس نے اعلان کر دیا تھا کہ ہماری جان چلی جائے گی مگر ایمان نہیں جانے دیں گے۔

دنیا کہتی ہے علماء کچھ نہیں کر سکتے، ماسکو کے جرنیلوں سے پوچھو کہ علماء کیا کچھ کر لیتے ہیں اور کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ ان تجربہ کار لوگوں سے پوچھو کہ جن کے طیارے کیا کچھ

نہیں کر سکتے تھے۔ فضاء کو وہ اپنے قبضے میں لینے کی کوشش کر رہے تھے۔ جنہوں نے ٹیکنالوجی کے اندر اتنی ترقی کی تھی کہ ان کے ٹینک خشکی پر چلتے تھے تو گاڑی کی طرح اور جب پانی کے اندر گرتے تھے تو کشتی کی طرح تیرنا شروع کر دیتے تھے۔ جنہیں اپنے ایٹمی پلانٹوں کے اوپر ناز تھا جنہیں اپنی قوت پر گھمنڈ تھا۔

یہی مدارس کے طلبہ تھے جنہوں نے روسی جرنیلوں کو للکارا، یہی مدارس کے علماء تھے جنہوں نے روسی سائنسدانوں کا مقابلہ کیا۔ ایک طرف اپنا جنگی لباس پہنے ہوئے روسی جرنیل فضائی طیارے اور ٹینکوں کے ساتھ میدان میں آتے تھے تو دوسری طرف یہ مدرسے کے عالم سر پر پگڑی سجائے ہوئے اپنی خوبصورت داڑھی کے ساتھ اپنے کم عمر طلبہ کو لے کر ہاتھوں میں بوتل بم بنائے ہوئے، ہاتھوں میں کچا اسلحہ تھامے ہوئے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے میدان کے اندر نکلتے تھے تو روسی جرنیل میدان چھوڑ دیتے تھے۔

دنیا نے کہا یہ پاگل ہو گئے ہیں علماء کا دماغ خراب ہو گیا ہے یہ کتنے دن تک روس کا مقابلہ کریں گے کتنے دن تک اس ہاتھی کے سامنے ٹھہر سکیں گے جن کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہ ٹھہر سکی۔ روس اپنا کمیونزم نظام افغانستان میں لے آیا اپنی طاقت افغانستان میں لے آیا۔ اس کے طیارے افغانستان کے دیہاتوں کو برباد کرنے لگے ایک ایک دن میں ۳۵،۳۵ ہزار مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ ماؤں بہنوں کو ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر ان کے جسم سے کپڑے اتار کر نیچے پھینکے جاتے، ان کو بے حرمت کر کے زمین پر پھینک دیا جاتا۔

دوستو! یہی مدارس تھے جنہیں آج ہم بیکار سمجھتے ہیں۔ یہی علماء تھے جنہیں آج ہم اپنے معاشرے میں کوئی مقام دینے کے لئے تیار نہیں۔ جنہیں دنیا پرست لوگ نصیحتیں کرتے ہیں کہ رجعت پسندی کو چھوڑ کر آگے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے مستقبل کو روشن کیجئے!

اسی عالم نے قرآن کو اٹھایا، کھول کے پوچھا:

اے قرآن ایسے وقت میں تو ہمیں کس چیز کا حکم دیتا ہے جب روسی فوجیں ہم پر حملہ آور ہو چکی ہیں؟ قرآن نے کہا: تمہارا رب ایسے موقع پر تمہیں جہاد کا حکم دیتا ہے۔

وہی بخاری پڑھانے والے عالم

وہی ترمذی پڑھانے والے عالم

وہی قرآن کی تفسیر پڑھانے والے عالم ہاتھوں میں اسلحہ لے کر میدانوں میں آگئے۔

روس اپنے طیارے لایا مجاہدین نے اپنے سینے سامنے کر دیئے۔

روس لینن کا نظام لایا مجاہدین نے اللہ کا نظام سامنے پیش کر دیا۔

روس بارودی سرنگیں زمین پر بچھانے لگا افغان مجاہدین نے ان کے سامنے اپنے خون کو پیش کر دیا۔

یہ ایک عجیب لڑائی تھی جو لڑی گئی پھر دنیا نے دیکھا کہ افغان مجاہدین پتھر پھینکتے ہیں تو روسیوں کے ٹینک تباہ ہو جاتے ہیں۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ خوست کی سرزمین میں روس کے دو سو جنگی طیارے مٹی میں ملا دیئے گئے۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ جلال آباد میں روس کے سینکڑوں ٹینکوں کو تباہ کر دیا گیا۔

پھر دنیا نے دیکھا علماء ہی تھے جنہوں نے قرآن مجید سے روشنی لی، یہ علماء ہی تھے جنہوں نے سنت سے روشنی لی۔

آج سی این این والے کہتے ہیں کہ افغان جہاد ناکام ہو گیا۔

آج بی بی سی والے کہتے ہیں کہ افغان جہاد ناکام ہو گیا۔

وہ علماء کی توہین کرنا چاہتے ہیں، وہ علماء کو رسوا کرنا چاہتے ہیں۔

اگر افغان جہاد ناکام ہوتا تو آج دنیا میں سوویت یونین موجود ہوتا، آج دنیا میں

کمیونزم موجود ہوتا۔ لیکن الحمد للہ آج دنیا کے نقشے پر سوویت یونین نام کا کوئی کتا بھی موجود نہیں۔

میرے محترم دوستو! ہمارے اساتذہ اور بڑے بڑے علماء تشریف فرما ہیں اگر وقت ہوتا تو میں عرض کرتا کہ ان علماء اور طلبہ نے کیسی کیسی قربانیاں پیش کی ہیں۔ ایک ایک موقع پر ستر ستر شہید ہوئے لیکن اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے جب تک کہ مورچے میں اسلامی جھنڈا نہیں لگا دیا۔ مولانا فتح اللہ جیسے عالم حج کر کے واپس تشریف لاتے ہیں محاذ پر جا کے شہید ہو گئے۔ مولانا احمد گل جیسے عالم جن کے چہرے کو دیکھ کر کافر مسلمان ہونے کو تیار، میدانوں میں نکلے اور اپنی جان کو نچھاور کر دیا۔ علماء آگے آگے تھے مسلمان دیوانہ وار ان کے پیچھے تھے۔

خدا کی قسم! کوئی امریکی فوجی نہیں تھا، کوئی امریکی رائفل ہمارے ہاتھوں میں نہیں تھی۔ ہم نے اپنے علماء سے یہ سنا تھا اپنے مدارس میں کہ دنیا کتنی ہی طاقت کیوں نہ لے کر آجائے تم مت ڈرنا اس لئے کہ تمہارے ساتھ تمہارا مولا موجود ہے، کافروں کا کوئی مولا نہیں۔

پہلی مرتبہ ہم طلبہ کراچی سے جب محاذ جنگ پر پہنچے تو دشمن کی بمباری سے پورا علاقہ آگ اگل رہا تھا۔ طیارے بمباری کر رہے تھے ہمارے کمانڈر نے قرآن مجید کی آیت یاد دلائی ہمارے سامنے وہ منظر آگیا جب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوتے تھے۔ اور کافر اپنے جاسوس بھیج بھیج کر انہیں ڈراتے تھے اور جاسوس ان سے کہتے تھے کہ ارے! کافروں کی بڑی تعداد تمہارے خلاف ہو چکی ہے، اب تو تم ڈر جاؤ جہاد کی بات کرنا چھوڑ دو، جہاد کا مسئلہ بیان کرنا چھوڑ دو، کافر جمع ہو چکے ہیں، مکہ والے، غسان والے، ہوازن والے، ثقیف والے، روم والے، فارس والے سارے جمع ہو چکے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے کہ جب صحابہ یہ سنتے تھے کہ کافر طاقت والا ہے تو ان کا ایمان

بڑھ جاتا تھا، کہ جب کافر طاقت والا ہو تو اللہ کی مدد بھی طاقت والی آئے گی مگر آج ہم کفر کے خلاف جہاد کا فتویٰ اسلئے نہیں دیتے کہ کافروں کی طا زیدہ ہے لیکن صحابہ کرام خوش ہوتے تھے کہ کافروں کی تعداد زیادہ ہے تو ہماری مدد کو آجائے گا۔

ادھر ابوجہل آئے گا تو آسمان سے بھی فرشتوں کا سردار جبرئیل زمین پر اترے گا۔

اللہ کے نبی نے بدر کے میدان میں کہا: ابوبکر مبارک ہو جبرئیل میدان میں لڑ رہا ہے۔ اور ان کے دانتوں پر اللہ کے رستے کا غبار لگا ہوا ہے۔

میرا رب آسمان سے جبرئیل بھیجتا ہے۔

ابھی کافر زبان سے کہہ ہی رہے ہیں کہ ہماری اتنی طاقت آگئی کہ اوپر سے فرشتہ بھی اتر کر کہتا ہے ذرا اوپر دیکھئے ایک ہزار فرشتے وردی پہنے ہوئے اتر رہے ہیں اور ان فرشتوں کو لڑنے کا طریقہ رب کریم سکھا رہا ہے۔

حضرات! یہ وہ دور تھا جس میں مسلمان افرادی قوت کو نہیں دیکھا کرتے تھے کہ دشمن کی تعداد کتنی ہے مسلمان ایک اللہ کو دیکھا کرتے تھے۔ فتوح الشام (علامہ واقدی) اٹھا کر دیکھئے! اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اپنے ایمان پر شبہ ہونے لگتا ہے کہ ہم مسلمان بھی ہیں کہ نہیں۔

آج ہزاروں بیٹیوں کی عزتیں لٹ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی امت کی بیٹیاں اپنے رحم سے کافر بچے جنم دے رہی ہیں۔

چھت پر کھڑی ہو کے اپنی عزت بچانے کے لئے چھلانگ لگا رہی ہیں۔ ہم انتظار میں بیٹھے ہیں کہ فوج ہوگی تو جہاد کا فتویٰ دیں گے، ایک امیر بنے گا تو جہاد کا فتویٰ دیں گے۔

مسلمانوں کا ماضی اور حال

ذرا دیکھو تو سہی ایک صحابی حضرت ضرارؓ کو کافروں نے گرفتار کر لیا تو حضرت خالد

بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کیا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ضرار جیسا کمانڈر گرفتار ہو جائے۔ آؤ مسلمانو! حملہ کرتے ہیں، اس کو واپس لائیں گے یا ہم بھی وہیں رہ جائیں گے۔

خالدؓ حملہ کرتے ہیں۔ دشمن نے بھی جوابی حملہ کیا۔ خالدؓ دیکھتے ہیں کہ ان کی بائیں طرف سے ایک نوجوان گھڑ سوار جس کا پورا جسم کالے کپڑے میں لپٹا ہوا ہے، دشمن کی صفوں میں گھستا ہی چلا جا رہا ہے اور کتنے ہی سر کاٹ کے زمین کے ساتھ برابر کردیئے، پھر یہ سوار دائیں طرف گیا کافروں کو برابر کیا، بائیں طرف گیا کافروں کو تہ تیغ کیا۔

حضرت خالدؓ حیران ہیں کہ مسلمانوں میں اتنا بڑا جرنیل میں نے تو کبھی پہلے نہیں دیکھا، اتنا بڑا شہسوار میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ادھر سے یہ جرنیل آکے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت خالدؓ کہتے ہیں ادھر آجاؤ! وہ قریب آیا کہا اپنا نام تو بتا تیری بہادری نے ہمارے سر کو اونچا کر دیا۔ اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میرا نام مت پوچھئے! حضرت خالدؓ نے اصرار کیا، تو ایک عورت کی آواز بلند ہوئی، کہ میں ضرارؓ کی بہن خولہؓ ہوں، میں مرد نہیں ہوں، میں ایک مسلمان بیٹی ہوں جو اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے اس میدان میں تیس کمانڈروں کو قتل کر چکی ہوں۔

مسلمانو! ایک زمانہ تھا کہ جب مسلمان عورتیں میدانوں میں نکل کر کافروں کو قتل کیا کرتی تھیں آج یہ زمانہ ہے کہ مرد بھی اپنے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ کل وہ حالات نہیں تھے جو آج ہیں۔

دنیا نے ان مناظر کو دیکھا کہ مسلمان بچوں کے سر کاٹ کے ان سے فٹبال کھیلا گیا۔ آج کتوں کے حقوق کا تحفظ کرنے والے موجود، آج گھوڑوں کے حقوق کا تحفظ کرنے والے موجود ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی امت کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی عزتیں ان کے باپ کے سامنے لوٹی جاتی ہیں۔ بوڑھے باپ کو مرنے سے پہلے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ اس کی بیٹی اس کے سامنے بے حرمت ہو رہی ہے۔

کشمیر کے بوڑھے مسلمانوں کو پینے کے لئے پیشاب دیا جاتا ہے ان کے جسم استریوں سے جلائے جاتے ہیں۔ قرآن کے اوراق کو جلا دیا گیا قرآن کا تحفظ ہم نہیں کر سکے۔ اپنے نبی کی شکل کا تحفظ ہم نہیں کر سکے، بابری مسجد کا تحفظ ہم نہیں کر سکے۔

یہ کیسی زندگی ہے مسلمانو! ہم کس منہ سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جائیں گے؟

ایک بیٹی کے سر سے دوپٹہ اترا تھا تو آپ ﷺ نے بنی قینقاع پر حملہ کر دیا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے خون کا مسئلہ آیا تھا تو چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم سے موت کی بیعت لے کے آپ ﷺ نے حرم میں لڑنے کا اعلان کر دیا تھا۔

کیا منہ دکھائیں گے اس رسول ﷺ کو جس کی بیٹیاں خط لکھ رہی ہیں کہ ہم کافروں سے سات بچے جنم دے چکی ہیں۔ کیا جواب دیں گے اس نبی کو جس کے نظام کو دھکے دے کے عدالتوں سے نکال دیا گیا ہے۔

قرآن کا نظام ماننے کے لئے کوئی تیار نہیں اس لئے کہ قرآن مجید والے بزدل ہو گئے۔ قرآن والے اپنی جانوں سے محبت کرنے لگے، اپنی جان کی محبت تو ہے لیکن دین کی محبت سمجھ میں نہیں آتی۔ جہاد پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے گھر میں کتا پالتے ہیں کہ ہمارا مال کوئی چوری نہ کرے۔ تمہارے ہاں مال کی حفاظت کے لئے کتا پالنا جائز ہے لیکن اللہ کے دین کا تحفظ کرنے کے لئے کلاشنکوف رکھنا حرام اور دہشت گردی کی علامت ہے۔

آج امت مسلمہ کٹھن حالات سے گذر رہی ہے۔ ابھی ہمارے بوسنیا کے بھائیوں کو کلمہ پڑھنے کا موقع ملا تھا کہ ان کے خون سے زمین کو سرخ کر دیا گیا، ہم صرف قرار دادیں پیش کرتے رہ گئے۔ ابھی ہمارے ازبکستان تاجکستان کے مسلمانوں کو قرآن مجید ہاتھ میں لے کر پڑھنے کا موقع ملا تھا، دوبارہ روسی طیارے امریکی پٹرول ڈال کر ان پر بمباری کرنے کے لئے آ گئے۔ ہم نے ان کے ہاتھوں میں قرآن دیا تو وہ رو رو کے کہتے تھے اگرچہ ہمیں پڑھنا

نہیں آتا لیکن ہم شروع سے لے کر آخر تک اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

کافروں کی آخری سزا ہماری پہلی تمنا ہے

دوستو! بزرگو! مایوس ہونے کی بات نہیں ہے۔ آج امت مسلمہ سوئی ہوئی ہے لیکن اگر یہ جاگ جائے (اور الحمد للہ افغان جہاد کی برکت سے پوری دنیا میں بیداری شروع ہو چکی ہے) تو نہ سوویت یونین کچھ کر سکا نہ امریکہ کچھ کر سکے گا۔

آج دنیا والے ہمیں کہتے ہیں جہاد کی بات نہ کرو ورنہ نتائج اچھے نہ ہونگے ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ بتاؤ تمہارے نزدیک ہماری آخری سزا کیا ہے؟ زیادہ سے زیادہ موت۔ جو تمہارے نزدیک آخری سزا ہے ہماری وہ سب سے پہلی تمنا ہے جسے ہم شہادت کہا کرتے ہیں۔

میرے دوستو! گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میرے بزرگو! گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم خون کے ایک ایک قطرے کا حساب چکائیں گے ان شاء اللہ۔ لٹنے والی ایک ایک عزت کا بدلہ لیں گے۔ جہاد کی شرائط اگر موجود نہیں ہیں تو ہمیں خود یہ شرائط پوری کرنی ہونگی۔ آسمان سے فرشتے اتر کر یہ شرائط پوری نہیں کریں گے۔ پھر میں یہ پوچھتا ہوں کہ جہاد کی ٹریننگ کے لئے کون سی شرط ہے جو آج موجود نہیں جس کی وجہ سے ٹریننگ نہیں کی جاتی۔

یہودیوں کا چھوٹا سا بچہ اینٹی ایئر کرافٹ چلانا جانتا ہے اور مسلمان اپنے ہاتھ میں پستل پکڑ کر کانپتا ہے۔ یہودیوں کا بچہ مسلمان کو ذبح کر کے خوشی محسوس کرتا ہے ہمارے مسلم نوجوان کی حالت یہ ہے کہ خون دیکھ کے اس کا اپنا خون خشک ہو جاتا ہے۔ اس بزدلی کی چادر کو اتار پھینکو۔ اپنے نبی کی طرف دیکھو! آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے قائد، ہمارے

مولا، ہمارے آقا جن پر ہماری جانیں نچھاور جن کے پاؤں کی خاک پر پوری امت قربان، رسول اللہ ﷺ میدان میں کھڑے ہو کر شعر پڑھ رہے ہیں جہاد کر رہے ہیں ان کے جسم سے خون بہہ رہا ہے۔

جب نبی ﷺ کا خون مبارک بہہ گیا تو مسئلہ سمجھ میں آ گیا کہ اب جہاد کے بغیر کوئی گذارا نہیں ورنہ اللہ پاک اپنے نبی کا خون اس راستے میں نہ بہنے دیتا۔

مسلمانوں کی پناہ گاہ افغانستان

دنیا میں آج اگر کسی خطے میں اسلام کی عزت ہے تو وہ افغانستان ہے۔

دنیا کے کسی خطے میں اگر مسلمانوں کے لئے کوئی پناہ گاہ ہے تو وہ افغانستان ہے۔

دنیا کے کسی خطے میں جا کے آج ہم پوری ٹریننگ کر سکتے ہیں تو وہ افغانستان ہے۔

دنیا کے کسی خطے میں اسلامی حکومت کی ساخت مکمل طور پر نافذ ہے تو وہ افغانستان ہے۔

دنیا کے کسی خطے میں ڈاڑھی والے عزت کے ساتھ اور بغیر ڈاڑھی والے شرما کے چلتے ہیں تو وہ افغانستان ہے۔

دنیا کے اگر کسی خطے پر صرف ایک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا کلمہ نہیں تو وہ سرزمین افغانستان ہے۔

ہم تو چاہتے ہیں کہ افغانستان میں دھماکے ہوتے رہیں تاکہ دنیا لرزتی رہے۔ افغانستان میں اسی طرح کلاشنکوف چلتی رہے تاکہ کافروں کا پتا پانی ہوتا رہے اور ان کافروں اور منافقوں کا خون خشک ہوتا رہے۔ آج پوری دنیا میں الحمد للہ جہاد شروع ہو چکا ہے۔ حضرات علماء کرام اس جہاد میں حصہ لے رہے ہیں۔ مدارس کے طلبہ اس جہاد میں حصہ لے رہے ہیں۔

عید الاضحیٰ کے موقع پر کشمیر جانا ہوا پندرہ ہزار فٹ کی بلندی تھی اور سامنے دشمن

کے دو لاکھ فوجی موجود تھے مگر سولہ اور سترہ سال کے طلبہ آ کے کہتے ہیں مجھے پہلے بھیجو وہ کہتا ہے مجھے پہلے بھیجو۔ دوڑ دوڑ کے شہادت کی لیلیٰ سے ہم آغوش ہونے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ جب مسلمانوں میں یہ جذبہ ہوتا ہے تو کفران کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔ ابھی تین دن پہلے ہمارا ایک بیس سال کی عمر کا ساتھی ایک میجر اور چار فوجیوں کو قتل کر کے جام شہادت نوش کر گیا۔

دوستو! جہاد کی تربیت حاصل کرو اور اپنے جسموں کو مضبوط بناؤ۔ اسلام نزاکت نہیں شجاعت سکھاتا ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم زندہ رہنے کی مشقیں اور پریکٹس کرتے رہو۔ اسلام تو یہ سکھاتا ہے کہ پوری امت کو زندہ رکھنے کی فکر کرو اگرچہ اس کے لئے تمہیں کٹ جانا پڑے۔

دوستو! اس جہاد کے مسئلے کو قرآن مجید نے تقریباً ساڑھے چار سو جگہ بیان کیا ہے۔

اسی جہاد کے مسئلے پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ستائیس مرتبہ خود نکل کے اور اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو پچپن مرتبہ بھیج کے ہزاروں احادیث کی روشنی میں ہمیں سکھا دیا کہ کوئی شبہ نہیں ہے کوئی اشکال نہیں ہے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہے۔

جہاد ہوگا امریکہ کی طاقت کچھ نہیں رہے گی اس لئے کہ ہم نہیں لڑیں گے ہمارا اللہ لڑے گا۔ اللہ رب العزت نے اعلان کر دیا:

ایمان والو! تم میدان جہاد میں نکلو میں تمہاری نصرت کروں گا۔

تم میدان میں نکلو میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈالوں گا۔

تم اپنے ہاتھ میں ٹہنیاں اٹھاؤ میں ان ٹہنیوں کو تلوار بنا دوں گا۔

تم دشمن پر مٹی پھینکو میں اس مٹی کو سب کی آنکھوں میں ڈال دوں گا۔

اللہ پاک کی نصرت کے وعدے ہمارے ساتھ ہیں۔

افغانستان کے شہداء کے خون کی خوشبو ہم نے خود سونگھی ہے۔ اس سے بڑھ کر

جہاد کی اور کیا کرامت ہو سکتی ہے۔ اس وقت جس جس ملک کے حضرات یہاں بیٹھے ہیں میں ہاتھ جوڑ کے آپ سے عرض کروں گا کہ امت پر رحم کھاؤ۔ رسول اللہ ﷺ کی امت کی عزت کے لئے اب جہاد کی بات کھلے لفظوں میں کریں۔ کسی سے نہ ڈریں کسی سے نہ گھبرائیں گلی گلی کوچے کوچے جہاد کی دعوت دیں۔ کوئی مالی تعاون کرے، کوئی جانی تعاون کرے، کوئی زبانی تعاون کرے۔ جہاد کی ایسی فضا پیدا کر دیں کہ کافروں کو دنیا میں کہیں سر چھپانے کی جگہ نہ ملے۔

آخری گذارش یہ ہے کہ یہی مدارس ہیں جہاں سے جہاد کی تحریکیں اٹھتی ہیں۔ جہاں سے خالص قرآن وسنت کی تعلیم عام کی جاتی ہے۔ ان مدارس کو بھی اور زیادہ مضبوط کریں تاکہ یہاں پر یہ کام بڑھے۔ وقت کم ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ ربّ العالمین

..............☆☆☆..............

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین کی عزّت

میرے بھائیو، بزرگو اور دوستو! اللہ رب العزت کا بہت ہی عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں اسلام جیسا دین عطا فرمایا۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نبی اور پیغمبر عطا فرمائے۔

قرآن مجید جیسی عظمت والی کتاب عطا فرمائی۔

ہمیں آخری اور سب سے بہترین امت کا شرف عطا فرمایا۔

ہمارے لئے وہ انعامات رکھے جو پہلے کسی امت کو نہیں دیئے گئے۔

وہ خصوصیات عطا فرمائیں جو ہم سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔

ہمیں قرآن کی صورت میں ہدایت عطا فرمائی۔

رسول نبی کریم ﷺ کی صورت میں ہمیں عظیم رحمت عطا فرمائی۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ہم نے تو آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کے بھیجا ہے۔

اللہ پاک نے ہمیں دین اسلام کی صورت میں بڑی رحمت عطا فرمائی۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ”آج میں نے دین پورا کر دیا اور اس عظیم الشان نعمت کو مکمل کر دیا اور میں اس پر راضی ہوا کہ تمہارا مذہب اسلام ہونا چاہئے“۔

یہ ساری نعمتیں اللہ پاک نے صرف ہمیں ہی عطا فرمائی ہیں۔ ہم سے پہلی امتوں کو یہ سب کچھ عطا نہیں کیا گیا۔ اور اللہ نے اس امت کو پہلی تمام امتوں کے لئے گواہ بنایا ہے۔ قیامت کے دن یہ امت دوسری امتوں پر گواہی دے گی۔

لیکن کیا یہ ساری فضیلتیں ایسے ہی حاصل ہو گئیں؟

یہ ساری عزتیں یہ ساری نعمتیں ایسے ہی مل گئیں؟

ایسے ہی نہیں ملیں بلکہ تمہیں ایک عظیم الشان کام سونپا گیا ہے۔

ان نعمتوں سے فائدہ اس وقت ہو گا۔ اور تمہیں اللہ کی جنت اس وقت حاصل ہو گی۔ اور تم آخرت میں اللہ رب العزت کا قرب اس وقت حاصل کر سکو گے جب تم اس کام یعنی دین کو صحیح طریقے پر لو گے، دین پر عمل کرو گے اور اس دین کیلئے قربانی دینے والے بن جاؤ گے۔

اسی چیز کا اعلان اللہ پاک نے اس وقت کرایا جب اس دین کے بدلے میں صحابہ کرام کو تکلیفیں دی جا رہی تھیں۔ کسی کے دو ٹکڑے کئے جا رہے تھے۔ کسی کو دین اپنانے کے جرم میں انگاروں پر لٹایا جاتا تھا اور چربی کے ذریعے وہ انگارے بجھتے تھے، کسی پر تھوکا جا رہا تھا۔ کسی مہذب ترین آدمی پر صرف دین کو قبول کرنے کی وجہ سے چھت کے اوپر سے کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا تھا۔

اس وقت صحابہ کرامؓ پریشان ہوئے، تو قرآن مجید نے قیامت تک کا اصول واضح

کر دیا کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم ایسے ہی جنت میں چلے جاؤ گے؟

کیا تم نے جنت کی بڑی بڑی نعمتوں کو مفت سمجھا ہے؟

کیا تم نے جنت کی حوروں کو مفت سمجھا ہے؟

کیا تم نے جنت کی نہروں اور اس کے محلات کو مفت سمجھ لیا ہے؟

کیا تم ایسے ہی اللہ پاک کو راضی کر لو گے؟ ہرگز نہیں۔

کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم ایسے ہی جنت میں چلے جاؤ گے اور تم پر وہ مصیبتیں نہیں آئیں گی جو تم سے پہلے والوں پر آئیں؟

ان پر بھوک آئی، پیاس آئی، تکلیفیں آئیں۔

ان کو اس دین کی وجہ سے جھنجھوڑا گیا یہاں تک کہ رسول بھی کہہ اٹھے، رسول کے صحابی بھی یہ کہہ اٹھے:

متی نصر اللہ۔ یا اللہ آپ کی مدد کب آئے گی؟

ہم تو ماریں کھا کھا کر تھک گئے، ہمیں تو ہر چھوٹا بڑا تکلیف پہنچا رہا ہے؟

گھٹیا سے گھٹیا آدمی اپنی زبان ہم پر استعمال کر رہا ہے۔

کوئی ہاتھ بڑھا رہا ہے، کوئی زبان بڑھا رہا ہے، کوئی گندگی ڈال رہا ہے۔

ہمیں معاشرے میں بدترین اور ذلیل ترین بنا دیا گیا۔

یا اللہ! تیری مدد کب آئے گی؟

یا اللہ! نصرت کب آئے گی، مدد کب آئے گی؟ تیری فوجیں کب آئیں گی؟

جب تکلیفیں پوری ہو جاتی ہیں، امتحان سچا ہو جاتا ہے، اللہ فرماتے ہیں:

یاد رکھو میری مدد بہت قریب ہے۔

ابھی تو تم ماریں کھاتے ہو، کل بدر کا میدان ہو گا، بدر میں تم تھوڑے ہو گے میں تمہاری نصرت کروں گا۔ حنین میں تم پیچھے ہٹ رہے ہو گے، میں تمہاری نصرت کروں گا۔

پھر یاد رکھو! آج تو وہ تمہیں دین سے روک رہے ہیں، کل میری نصرت کے ساتھ تم دنیا میں فاتح بن کے رہو گے، یہ گھٹ کے آئیں گے اور مسلمان ہوں گے۔

یا اللہ! مدد کس شکل میں آئے گی؟ فتح کی صورت میں آئے گی؟

تو ارشاد ہوا کہ اے اللہ کے نبی آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہوں گے، گروہ کے گروہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، قبیلے، کنبے علاقے کے علاقے مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

اب جب دنیا میں اسلام پھیل گیا، آپ اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے، استغفار کرتے رہئے، اس لئے کہ استغفار سے صرف گناہ ہی معاف نہیں ہوتے بلکہ درجات بھی بلند ہو جاتے ہیں۔ بے شک وہ رب توبہ قبول کرنے والا اور معافی مانگنے والے سے محبت کرنے والا ہے۔

تو میرے بھائیو، بزرگو اور دوستو!

جب صحابہؓ کی سمجھ میں یہ مسئلہ آگیا کہ یہ قرآن بھی تمہیں ملے گا، قرآن کے ذریعے شفا بھی ملے گی۔ رحمت بھی تمہیں ملے گی، نبی کا قرب اور محبت بھی تمہیں نصیب ہو گی۔ نبی کی مسکراہٹ پر تم آنکھوں کو ٹھنڈا کرو گے۔ نبی کی زبان سے وہ اسلام سنو گے جو قیامت تک کی کامیابی کا ضامن ہو گا۔ پھر جہاں جہاں نبی اقدس ﷺ کا پاؤں پڑتا چلا جائے گا اللہ اس جگہ کو بابرکت بناتے چلے جائیں گے اور دین اسلام بھی دنیا میں پھیلے گا۔

لیکن قانون یاد رکھو! کچھ دو گے تو تمہیں کچھ ملے گا، مفت کا یہ سودا نہیں ہے یہاں کچھ دینے کے بعد ملا کرتا ہے۔ تم تھوڑا سا دو گے اللہ پاک بہت دے گا، لیکن حجت پوری کرنی پڑے گی۔ تم قدم بڑھاؤ گے تو اللہ پاک کی رحمتیں تمہیں اپنی آغوش میں لے لیں گی۔

جب یہ قانون صحابہ کرامؓ کو سمجھ آگیا تو انہوں نے دین کی راہ میں آنے والی ہر قربانی کو، دین کی راہ میں آنے والی ہر مشکل کو خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے سہہ لیا۔

مکہ میں صحابہ کرام کو حکم تھا کہ تم نے صبر کا مظاہرہ کرنا ہے، لوگوں کو دین کی طرف بلانا ہے، کسی پر ہاتھ نہیں اٹھانا، کوئی مارتا ہے مارتا رہے، کوئی ظلم کرتا ہے کرتا رہے، تم نے اس ظلم کو سہنا ہے، صحابہ کرامؓ نے واقعی عمل کر کے دکھایا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے مہذب انسان کے چہرے پر تھوکا گیا اور تھپڑ مارے گئے اور جوتوں سے ان کے چہرے کو پیٹا گیا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قبیلہ غفار کے سردار ہیں، امیر ہیں، اور سربراہ ہیں، ان کو اس قدر مارا گیا کہ بے ہوشی طاری ہو گئی۔

ایک واقعہ سناتا ہوں اس واقعے سے عبرت حاصل کریں۔

آج تو ہم چار کتابیں پڑھ کے دین کے محسن بن جاتے ہیں۔ آج ہم سمجھتے ہیں کہ ہم دین پر عمل کر کے دین پر احسان کر رہے ہیں، خدا پر احسان کر رہے ہیں اپنے عالم صاحب اور مولانا صاحب پر احسان کر رہے ہیں۔ دین پر یا کسی پر کوئی احسان نہیں کر رہا، جس نے دین پر عمل کیا اس نے اپنی ذات پر احسان کیا۔ ساری دنیا کافر ہو جائے ساری دنیا مشرک ہو جائے، اللہ رب العزت کی سلطنت میں کوئی فرق نہیں آتا، اس کی بادشاہت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ وہ مالک الملک ہے بادشاہوں کا بادشاہ ہے، اس کی بادشاہت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ساری دنیا سجدہ کرے ساری ہی دنیا اللہ رب العزت کے حضور میں جھک جائے تو اللہ پاک کی سلطنت میں کوئی اضافہ نہیں ہو گا۔ یہ دین ہمیں ہمارے ہی فائدے کے لئے دیا گیا، کسی پر احسان کرنے کے لئے نہیں دیا گیا۔ ہماری نمازیں کسی پر احسان نہیں اپنی ذات پر احسان ہیں۔ مساجد کی تعمیر کسی پر احسان نہیں اپنی ذات پر احسان ہے، صحابہ کرام اس مسئلے کو سمجھ چکے تھے آپ دیکھیں کہ دین کے معاملے میں کتنی تکلیفیں ان حضرات نے برداشت کیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ سنا رہا تھا کہ آپ ﷺ ایک شخص عقبہ بن

ابی معیط کے گھر تشریف لے گئے اور اسے کہا کہ بھائی مسلمان ہو جا! اس کے گھر میں کھانے کی دعوت تھی۔ اس نے اللہ کے رسول سے کہا آیئے کھانا تناول فرمایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کے گھر کھانا نہیں کھا سکتا جو اللہ کو نہیں مانتا، تو اللہ کی وحدانیت کی گواہی دے دے اور میرے نبی ہونے کا اقرار کر لے پھر میں کھانا کھاؤں گا۔

اس شخص نے کلمہ پڑھا اور رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب پر ایمان لے آیا مسلمان ہو گیا۔ حضور ﷺ نے کھانا تناول فرما لیا، وہ شخص باہر نکلا رستے میں ابو جہل مل گیا۔ کہا تو نے کلمہ پڑھ لیا آج سے تیرا میرا بائیکاٹ، آئندہ سے تو ہماری برادری کا فرد نہیں ہے، ہماری خوشی غمی کے موقع پر تو شریک نہیں ہو سکے گا۔ اس نے کہا کوئی تدارک کی صورت بتاؤ؟

ذرا غور کیجئے! ابو جہل نے اس شخص سے کہا کہ میں اس وقت تک تجھ سے بات نہیں کروں گا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر تھپڑ نہ مارے گا اور ان کے چہرے پر جا کے نہ تھوکے گا۔ ہم میں سے مہذب سے مہذب آدمی اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ ہم میں سے کوئی چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی اس کا خیال نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ بدبخت وہ سنگدل وہ مکہ کا کافر اسی وقت گیا اور اس نے وہی کیا جس کا اس نے عہد کیا تھا۔

سرور کونین ﷺ کے اس مبارک چہرے پر جس کو دیکھنے کے لئے فرشتے آسمان سے اترا کرتے تھے، آج دین کی وجہ سے اس چہرے کیساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے تصور کر کے انسان کی روح کانپ جاتی ہے۔ میرے نبی کا مہذب چہرہ، میرے نبی کی خوبصورت ڈاڑھی، ادھر اس غلیظ کافر کا گندہ ہاتھ اور گندہ تھوک لیکن وہ نبی نے سہہ لیا آپ کو علم تھا کہ میرا رب اسی بات سے راضی ہوتا ہے۔

چنانچہ مکہ کی سرزمین پر یہ منظر بھی پیش آیا مگر دین کے معاملے میں کسی قسم کی سستی نہیں کی گئی۔ یہ مکہ میں صحابۂ کرام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز تھا، دین کو

ذلیل نہیں ہونے دیا، خود بے شک بظاہر ذلت آمیز سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔

مکہ والے کہتے تھے کہ تم اس دین کو ذلیل کرو تمہیں عزت دے دیں گے

دین کو کس طرح ذلیل کرو؟ حکومت ہماری رہنے دو تم اپنی نمازیں پڑھتے رہو

ہمارے بتوں کو کچھ نہ کہو اپنی نمازیں پڑھتے رہو

کعبہ میں ہم ننگے ہو کے طواف کریں گے تم کپڑے پہن کر طواف کرتے رہو

ہم اپنے بتوں کو پوجتے رہیں گے تم اپنے مولا کو سجدہ کرتے رہو

ہمارے بتوں کو برا نہ کہو، ان پتھر، لکڑی کے بتوں کی مذمتیں بیان مت کرو

لیکن صحابہؓ کہتے تھے کہ جب دین سمجھ میں آگیا ہے تو اب ہمیں "اَحد اَحد" کا نعرہ نہیں بھول سکتا، اس جسم سے روح کا تعلق تو ختم ہو سکتا ہے، اس جسم سے بہنے والا خون تو رک سکتا ہے لیکن زبان پر آنے والا "اَحد اَحد" کا کلمہ اب ختم نہیں ہو سکتا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ رب کی بھی پوجا کرو اور بتوں کو بھی مانو!

نہیں نہیں اب صرف ایک رب کا نعرہ ہو گا اَحد، اَحد، احد

قانون چلے گا تو اسی کا چلے گا

سجدہ کریں گے تو اسی کو کریں گے

مانگیں گے تو اسی سے مانگیں گے

جھکیں گے تو اسی کے سامنے جھکیں گے

اگر تمہیں یہ نعرہ برا لگتا ہے تو ہمارے ساتھ جو کر سکو سو کر لو۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مکہ میں صبر کا دور تھا اور کچھ کرنے، مرنے مارنے کی اجازت

نہیں تھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ مکہ میں دین ذلیل تھا۔ دین مکہ میں بھی معزز تھا اگرچہ مسلمانوں کو تھوڑی سی ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ غور سے اس قانون کو ذہن میں رکھئے کہ دین عزت میں تھا، مسلمان اگرچہ بظاہر ذلت میں تھے لیکن خدا کے دین کو ذلیل کرنا وہ گوارہ نہیں کرتے تھے، اپنی ذات پر اگر کوئی آنچ آجاتی تو کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔

ایک ایمانی منظر دیکھئے کہ ایک بھائی اپنی بہن کو مار رہا ہے پیٹ رہا ہے۔ منہ سے خون، ناک سے خون بہہ رہا ہے ایک کمزور سی عورت۔ کہتے ہیں کہ عورت شیشے کی بنی ہوئی ہے لیکن جس عورت کے دل میں ایمان بس جائے وہ عورت بھی لوہے سے زیادہ پختہ ہو جاتی ہے۔

تھپڑ لگ رہے ہیں جوتے مارے جا رہے ہیں، ناک سے خون بہہ رہا ہے، منہ سے خون نکل رہا ہے۔ اسے کہا جا رہا ہے کہ اس کلمے کو پڑھنا بند کر دے۔ وہ کہتی ہے نہیں! یہ زبان چلتی ہوئی تو بند ہو سکتی ہے، یہ دھڑکتا ہوا دل تو بند ہو سکتا ہے مگر کلمہ تو بند ہو ہی نہیں سکتا۔

آخر کار بہن کی پختگی کے آگے بھائی بھی بے بس ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ چلو ایسا کرو وہ قرآن تو لاؤ! بہن کہتی ہے کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ تم ناپاک مشرک ہو اور میں تمہارے ہاتھ میں خدا کا کلام دے دوں! ہم خود تو ماریں کھالیں گے مگر خدا کے دین کو ذلیل نہیں ہونے دیں گے، دین معزز رہے گا، پہلے تو غسل کر، وضو کر اور اس قرآن کے قابل بن۔

بالآخر بہن کی پختگی کے سامنے بھائی مجبور ہوا، غسل کر کے پاک ہوا، ہاں! اب لو اس کو، چنانچہ چند آیتیں ہی قرآن کی سنی تھیں کہ وہی عمر بن خطاب جو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے ننگی تلوار لے کر نکلا تھا وہ موم دل لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں جا رہا ہے اور اپنی بہن کی پختگی کے سامنے اس کے کفر کی مضبوط چٹان ٹوٹ چکی ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جا کر اپنے ایمان کا نذرانہ پیش کرتا ہے، اپنی طاقت کا نذرانہ پیش کرتا ہے، اپنی قوت کا نذرانہ پیش کرتا ہے، مکہ میں پہلی مرتبہ بر سر عام نماز ادا کی جاتی ہے صحابہؓ بھی کھڑے ہو کر عزت سے نماز پڑھتے ہیں۔

اس عورت نے دکھا دیا کہ ہم تو ذلیل ہو سکتے ہیں مگر خدا کا دین ہم کبھی ذلیل نہیں کریں گے، اس لئے آج کل دین کے خلاف ہونے والی حرکتوں کو دیکھ کر سستی اور بے غیرتی کا مظاہرہ کرنے والے مکہ کی زندگی کا نام مت لیں۔ مکہ میں خدا کا دین عزت والا تھا البتہ مسلمانوں پر تھوڑی سی مشکل تھی۔

خیر مکی زندگی کے تیرہ کے تیرہ سال، مبارک گذرے۔ اس عرصے میں ایک مختصر سی کھیپ تیار ہو گئی اور انہیں حکم دیا گیا اے دین والو! یہ دین مکہ کی چار دیواری کے لئے نہیں آیا، یہ دین صرف مدینے کے لئے نہیں آیا، یہ دین تو کائنات کے چپے چپے تک اپنی عظمت اور اپنی عزت کے ساتھ پھیلنے کے لئے آیا ہے۔

اے اللہ! مکہ والے تو راہیں بند کر رہے ہیں؟ کہ تم دین کی دعوت واشاعت مت کرو! حکم ہوا کہ ذرا یہ قربانی دو کہ تم اپنے گھر بار کو چھوڑ دو!

گھر چھوڑنا بہت مشکل، اپنے بیوی بچوں کو لے جا کر مہاجر بن جانا بڑا مشکل کام ہے، گھر میں آدمی روکھی سوکھی کھا کے رہ سکتا ہے مگر ہجرت کر کے خیموں کی زندگی گذارنا نہایت مشکل ہے۔

ان لاکھوں افغانی مسلمانوں سے پوچھئے! جو آج میری اور آپ کی بزدلی کی وجہ سے خیموں کی زندگی بسر کر رہے ہیں، ان کی جوان بیٹیاں خیموں کے نیچے بیٹھی ہوئی اپنے سر کے بالوں کو سفید ہوتا دیکھ رہی ہیں۔

مکہ کے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نکلو ہجرت کرو، کوئی تجارت چھوڑ کے جا رہا ہے، کوئی مکان چھوڑ کے جا رہا ہے، کوئی کس کو چھوڑ کے جا رہا ہے، اکثر نے ہجرت کی، مکہ کو چھوڑا

مدینہ کی سرزمین پر پہنچے۔ خود میرے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوان بیٹیوں کو چھوڑ کے، مکہ کو چھوڑ کے، کعبہ کو چھوڑ کر ڈبڈباتی آنکھیں لے کر سسکیاں بھرتے ہوئے مکہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اپنے رہنے کی جگہ کو اس طرح ویران ہوتا دیکھ کر ہاتھ اٹھا کے کہتے ہیں:

"اے مکہ! دل تو نہیں چاہتا کہ تجھے چھوڑ کے چلا جاؤں مگر تیری قوم والے رہنے نہیں دیتے، اے مکہ! "الوداع" تیری محبت ہم پر دین کی محبت کے مقابلے میں غالب نہیں آسکتی"۔

اگر دین سے زیادہ کوئی چیز محبوب ہو جائے تو آدمی مسلمان نہیں رہتا اور کفر کے دروازے میں داخل ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جیسی بیٹی کو چھوڑ کے جا رہے ہیں اور بعد میں وہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہجرت کرنے لگیں تو ظالموں نے نیزہ مارا اپنے اونٹ سے گریں اور حمل ضائع ہو گیا اور اسی زخم کی وجہ سے موت سے ہمکنار ہوئیں۔

یہ حضرات مدینہ منورہ پہنچتے ہیں، مدینہ پہنچنے کے بعد تربیتی دور ختم ہوا، اب دین کی ترغیب کے لئے اور اس دین کو عظمت کے ساتھ ان لوگوں تک پہنچانے کے لئے، جن میں سے بعض پانی کی عبادت میں مصروف تھے، بعض آگ کی عبادت میں مصروف تھے، بعض بتوں کو خدا سمجھے ہوئے تھے، کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ رہا تھا، کوئی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بنا رہا تھا، کوئی حضرت عزیر علیہ السلام کو رب کا بیٹا کہہ رہا تھا۔ اس پوری کائنات سے ٹکرانے کے لئے مدینہ میں اللہ رب العزت نے صحابہ کے دو گروہ بنائے ایک مہاجرین کا گروہ تھا اور دوسرا انصار کا گروہ۔

اس سے ایک تو یہ دکھانا تھا کہ مختلف قبیلوں کے لوگ دین پر کس طرح سے اکٹھے ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت ان کے دلوں میں پیدا فرمائی کہ آج تک اس کی مثال نہیں

ملتی جو محبت مہاجرین اور انصار کے درمیان تھی۔

اور دوسرا یہ کہ دین کے لئے قربانی بھی دینی ہے، اپنے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو بھی ختم کرنا ہے،

جان مال کی قربانی بھی دو اور تمہارے مقابلے میں جو اس دین کو روکنے کے لئے آئے اس کو ختم کر دو! اب خدا کی زمین پر صرف خدا کا نظام ہو گا اور اللہ کی زمین پر صرف اور صرف مسلمان غالب رہیں گے۔

چنانچہ اس کے لئے میرے بھائیو بزرگو دوستو! اللہ رب العزت نے جہاد کے مبارک عمل کو نافذ فرمایا اور قرآن مجید کی وہ عظیم الشان آیتیں نازل ہوئیں جن آیات نے صحابہ کرامؓ کے دلوں کو خوش کر دیا۔ ان کے دلوں کے غصے کو ٹھنڈا کر دیا اور روم، فارس تک اسلام کو پہنچانے کا انتظام کر دیا۔

اے کافروں کے ظلم سے پٹے ہوئے لوگو! اے دین کی خاطر ماریں کھانے والے انسانو! تمہارا رب نہ پہلے کمزور تھا نہ اب کمزور ہے، اس وقت تمہیں پکا کرنے کے لئے اور کچھ مصلحتوں کی خاطر تمہارا رب دیکھ رہا تھا کہ تمہیں ماریں پڑ رہی ہیں، تمہاری عزتوں کو مجروح کیا جا رہا ہے لیکن تمہارے رب نے ان کافروں پر عذاب نازل نہیں کیا ہاں اب رب تمہیں حکم دے رہا ہے کہ اے دین کی دعوت کو لے کر اٹھنے والو! اب قیامت تک تمہاری دعوت کا کوئی انکار نہیں کر سکے گا۔ میں قرآن مجید کی یہ آیتیں اتار رہا ہوں:

"اے مظلوم انسانو! اے مظلوم مسلمانو! اب تمہیں میدانوں میں نکل کر لڑنے کی اجازت دی جا رہی ہے"۔

یا اللہ! ہم تیرے راستے میں نکل کر کیسے لڑیں گے؟ ہمارا دشمن طاقتور ہے، ہم کمزور ہیں، وہ ظالم ہے ہم مظلوم ہیں، اللہ نے اگلی ہی آیت میں جواب دے دیا:

"اللہ تمہاری نصرت پر قادر ہے، اللہ تمہاری مدد کرے گا جب تم

میدان میں نکلو گے"۔

جنگ تمہارے اور کافروں کے درمیان نہیں ہوگی بلکہ اللہ اور کافروں کے درمیان ہوگی کیونکہ میں اعلان کر رہا ہوں کہ:

"اللہ ایمان والوں کا مولا ہے"

"اور کافروں کا کوئی مولا نہیں" (محمد۔ آیت:۱۱)

میرے محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! مکہ کا دور ختم ہونے کے بعد جہادی دور شروع ہوا، یہ دور اللہ پاک نے قیامت تک جاری رکھنا ہے۔ بات آپ کے ذہن میں ہوگی کہ مکہ میں بھی دین ذلیل نہیں تھا، دین اب بھی ذلیل نہیں ہے لیکن مدینہ میں اب جو اصول اتریں گے یہ اصول قیامت تک کے لئے ہوں گے۔

مکہ میں شراب پینا جائز تھی مدینہ میں حرام ہوگئی، اب قیامت تک حرام رہے گی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مکی دور دوبارہ آگیا اور ہم شراب پئیں گے۔

مکہ میں جو نماز تھی سُو وہ ہوگئی، مدینہ میں اب جو نماز آئے گی یہی نماز قیامت تک رہے گی، مدینہ والی نماز ہمیں پڑھنی پڑے گی۔ جس حال میں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے والا دین چھوڑ کے گئے اسی طرح قیامت تک یہی دین رہے گا۔

چنانچہ فتح مکہ کے بعد حجۃ الوداع کے دن اللہ پاک نے اپنے نبی کی زبان مبارک سے یہ اعلان فرمادیا کہ آج تمہارا دین تم پر مکمل ہو چکا ہے، اس دین پر جو چلتا رہے گا وہی کامیاب رہے گا۔

ادھر جہاد کا حکم آگیا اور دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت کیا ہے؟ ایک طرف تو غربت ہے، کھانے پینے تک کے بیچارے محتاج، پہننے کے لئے لباس ان کے پاس نہیں ہے، لڑنے کے لئے اچھی قسم کا اسلحہ ان کے پاس نہیں ہے۔ جسمانی طور پر بھی کیسے مضبوط ہوں گے؟ جبکہ کھانے پینے کے اسباب اور دوسرے اسباب ان کے پاس زیادہ

نہیں تھے۔

دوسری طرف مقابلے میں مکہ کے مشرک اعلان کر رہے تھے کہ ہم تلواروں کے سائے کے نیچے پلے ہیں۔ فارس اور روم کے لوگ جن کے اسلحے اور تلواروں کے سامنے پوری دنیا بے بس ہو چکی تھی۔ افریقہ اور اندلس کے رومی جو اپنی قوت کی وجہ سے دنیا پر غالب آچکے تھے۔ ان سب کے مقابلے کیلئے اس چھوٹی سی جماعت کو حکم دیا گیا کہ تم ان کو دین کی دعوت دو! جو نہیں مانتا اس سے کہو جزیہ دے، جو نہیں مانتا اس سے کہو میدان میں آکے لڑے، اس لئے کہ اب تو صرف خدا کا دین رہے گا۔ دین کے دشمن یا تو غلام بن کے رہیں گے یا دنیا سے تباہ ہوں گے۔

یہ کیسی بات ہے کہ دین کا دشمن بھی ہو اور اسکی حکومت بھی ہو؟

اب توکل کر کے میدانوں میں نکلو! میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں تمہارا رب ہوں، پہلے بتایا تھا اب دکھاؤں گا، میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں بہت طاقتور ہوں، پہلے بتایا تھا اب دکھاؤں گا، میں تمہیں بتا چکا ہوں میں سننے والا ہوں، پہلے میں نے تمہیں بتایا تھا اب دکھاؤں گا۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں قادرِ مطلق ہوں پہلے بتایا تھا اب دکھاؤں گا۔

آؤ ذرا ان میدانوں کی طرف میں تمہیں اپنی طاقت کا مظاہرہ دکھاتا ہوں تاکہ تمہارے دل پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائیں۔ آؤ ذرا میدان بدر میں تین سو تیرہ کو دیکھو! کتنی تلواریں ہیں تمہارے پاس؟ صرف آٹھ تلواریں۔ کتنے گھوڑے ہیں تمہارے پاس؟ صرف دو گھوڑے ہیں۔ تمہارے پاس کتنے اونٹ ہیں؟ صرف ایک سو اونٹ ہیں وہ بھی کھانا اور پانی لانے والوں کے کام کے ہیں۔ جس جگہ تم کھڑے ہوئے ہو یہ جنگی نقطۂ نظر سے اچھی یا مضبوط جگہ ہے؟ اچھی جگہ نہیں یہاں پر تو ریت ہے اس ریت میں پاؤں دھنس رہے ہیں۔

ذرا سامنے دیکھو! کون آئے ہیں، ایک ہزار کافر آئے ہیں کیا ان میں معاذ و معوذ جیسے چھوٹے بچے بھی ہیں؟ نہیں جی! سارے پلے ہوئے سانڈ کافر آئے ہیں۔

کیاان کے اندر بھی کوئی خالی ہاتھ اور نہتا ہے؟ نہیں جی! سارے کے سارے نیزے ڈھالیں کندھے پر اٹھا کے آئے ہیں۔ان کی زمین کو دیکھو جنگی نقطۂ نگاہ سے کیسی ہے؟ کہتے ہیں بہت زبردست مضبوط ہے۔ گھوڑے کتنے ہیں؟ ہر ایک کے پاس گھوڑا ہے۔ سردار کون ہے؟ ابوجہل، اس امت کا ظالم سرداری کررہا ہے۔اب کیا ہوگا؟ اب دیکھنا ٹکراؤ ہوگا میں بتادوں گا کہ میں کتنا طاقتور ہوں۔

ٹکراؤ ہوا، آٹھ تلواریں ایک ہزار تلواروں کے ساتھ ٹکرائیں، دنیا نے وہ منظر دیکھا کہ کافروں کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر گرفتار ہوگئے۔ یہ کون سی چیز لڑ رہی تھی یہ کون سی طاقت تھی؟ بدر کے اندر جس نے اتنی عظیم الشان فتح عطا فرمائی، دنیا اب تک پریشان ہے۔ کون مانتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے ابوجہل جیسے سردار کو ماردیں گے۔ آج کا کوئی بھی آدمی اتنا کمزور نہیں ہے کہ دو بچے اسے مار سکیں۔ تلوار ابوجہل کے ہاتھ میں تھی، گھوڑا اس کے نیچے تھا، وہ وقت کا فرعون تھا مگر یہ چھوٹے چھوٹے بچے جاکے اسے ماردیتے ہیں۔

غزوۂ بدر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ مسئلہ سمجھ میں آگیا کہ دینِ اسلام کو عظمت ملے گی تو جہاد کے ذریعے سے، جان و مال کی قربانی کے ذریعے سے، اور لڑنا بظاہر ہمیں ہی پڑے گا لیکن ہمارا رب خود میدانوں میں آ کے لڑے گا وہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرے گا۔

لیکن جہاد کا کام ہے ذرا مشکل کام، اس میں جان دینی پڑتی ہے، اس میں مال قربان کرنا پڑتا ہے، اس میں خون بہتا ہے، اس میں زخم لگتے ہیں مگر اللہ نے کہدیا ہے کہ میں اس کو آسان کردیتا ہوں، قرآن مجید نے جہاد پر ابھارنا شروع کیا اور ابھارتا ہی چلا گیا۔ نبی نے جہاد کی فضیلت بیان کی تو فضائل بیان کرتے ہی چلے گئے۔

قرآن مجید سے آپ پوچھیں کہ اے قرآن! ذرا جہاد کا مسئلہ سمجھا، جہاد فرض ہے؟ واجب ہے؟ یا مستحب ہے؟ قرآن کہتا ہے:

”تم پر قتال کو فرض کردیا گیا ہے“ (البقرہ : ۲۱۶)

یااللہ! جہاد نام کس چیز کا ہے؟

کہا جہاد ایک معاہدے کا نام ہے

یااللہ! یہ معاہدہ کس کس کے درمیان پایا جاتا ہے؟

معاہدے کے فریق کون کون ہیں؟

اللہ کہتا ہے میرے اور ایمان والوں کے درمیان معاہدہ ہوا۔

بتا کیا معاہدہ ہوا تھا، خریدنے والا کون تھا بیچنے والا کون تھا؟

رب نے کہا میں خریدنے والا تھا تم بیچنے والے تھے

میں نے تم سے جان و مال کو خریدا تھا

یااللہ! یہ خرید و فروخت کس منڈی میں ہوگی؟

فرمایا میدانِ جہاد میں ہوگی۔

یااللہ! ہم کب کامیاب ہونگے؟

فرمایا: تم مارو تب بھی کامیاب، تم مارے جاؤ گے تب بھی کامیاب۔

یااللہ! یہ تیرا وعدہ ہے بتا تو سہی یہ سچا وعدہ ہے؟

فرمایا: حق اور سچا وعدہ ہے

صرف قرآن میں ہی نہیں تورات اور انجیل میں بھی ہے۔

یااللہ! ہم اس وعدے پر کیا کریں؟

اللہ کہتا ہے خوشیاں مناؤ۔ اپنی اس خرید و فروخت پر خوشیاں مناؤ۔

تمہاری اس گھٹیا جان کے بدلے جو دس پیسے پر آپس میں ٹکرا کر ضائع ہوجاتی ہے۔

تمہاری اس گھٹیا جان کے بدلے جو چھوٹے سے ایکسیڈنٹ میں تباہ ہوجاتی ہے۔

تمہاری اس گھٹیا جان کے بدلے جو ذرا سا سر میں درد ہونے سے نکل
جاتی ہے

رب تمہیں جنت کا مالک بنا رہا ہے۔ اس پر خوش ہو جاؤ اس پر راضی ہو جاؤ۔

یا اللہ! لوگ نمازیں پڑھیں گے تیرے محبوب بنیں گے کوئی ذکر کرے گا، ذکر کرائے گا تیرا محبوب بنے گا۔ کوئی تیرے دین کے راستے پر چلے گا پھرے گا۔

مگر ہم مجاہد میلے پرانے کپڑے پہن کر جہاد کرنے جائیں گے تو ہمیں کون پوچھے گا کہا، اے دیوانو کیا کہتے ہو؟ تم ہی تو میرے محبوب ہو:

"اللہ محبت فرماتے ہیں ان لوگوں سے جو اس کی راہ میں نکل کے قتال
کرتے ہیں"۔ (الصف: ۴)

یا اللہ! اس وقت محبت بھی مل گئی اور جنت بھی مل گئی لیکن دنیا میں ہم نے زندہ رہنا ہے، کھانے پینے کا انتظام کہاں سے ہوگا؟ فرمایا: صبر کرو! اللہ پاکیزہ روزیاں دے گا۔

روس کا مال غنیمت، تمہیں دے گا امریکہ کا مال غنیمت تمہیں ملے گا۔ اللہ مال غنیمت کے ذریعے تمہیں پالے گا، تمہیں روزی دے گا۔ اللہ تمہیں فتح بھی دے گا نصرت بھی دے گا، حکومت بھی دے گا، یہاں تک کہ مدینہ کی مسجد نبوی کی گلیوں میں روم اور فارس کے خزانے تقسیم ہو رہے ہوں گے۔

یا اللہ! ہم جہاد کو جائیں گے تو لوگ ہم پر بہت بہت فضیلت حاصل کر لیں گے۔ کوئی علم کی خدمت جیسا عظیم کام کرے گا، کوئی دین کی اشاعت جیسا عظیم کام کرے گا۔

کہا، نہ تم سے کوئی فضیلت والا پیدا ہوا ہے نہ کوئی پیدا ہو سکتا ہے، اللہ نے اجر کے اعتبار سے تمہیں بیٹھنے والوں پر بڑی فضیلت دی ہے۔

یا اللہ! اس فضیلت کا کوئی اظہار فرما دیجئے۔

رب کہتا ہے: قسم ہے ان گھوڑوں کی جن گھوڑوں پر بیٹھ کر مجاہد جہاد کرنے کے

لئے جاتا ہے، میں تمہارے گھوڑوں کی قسمیں کھاتا ہوں۔

ہم تو گنہگار ہیں، جہاد میں نکل کے مارے گئے تو گناہوں کے ساتھ موت آئے گی، پہلے گناہ چھوڑیں پھر جہاد میں جائیں۔ جواب ملتا ہے یہ کس نے کہا کہ تم اس ترتیب کو قائم کرو، جہاد تو گناہ معاف ہونے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جہاد تو گناہ صاف ہونے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، پہلا قدم نکلتے ہی اللہ پاک سارے گناہوں کو معاف فرما دیا کرتے ہیں، تمہیں کس نے کہا کہ جہاد سے ہٹ کر تم یہ ترتیبیں قائم کرتے پھرو۔

یا اللہ! کب تک لڑتے رہیں؟ فرمایا: جب تک دنیا میں فتنہ موجود ہے تم قتال کرتے رہو۔ اس قتال سے کیا ہوگا؟ اس قتال سے تمہیں بہت فائدے ملیں گے، ایمان بھی مضبوط ہوگا، جنت بھی ملے گی۔

یا اللہ! ہم تو مر جائیں گے، لوگ پیچھے زندہ رہ کر بڑے بڑے کام کرتے رہیں گے، ہم جلدی مر جائیں گے ہمارے اعمال ختم ہو جائیں گے۔ جواب ملتا ہے: یہ کس نے کہا؟ میں اعلان کرتا ہوں: جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاتا ہے اس کا کوئی عمل ضائع نہیں ہوتا۔

یا اللہ! ہم نکلیں تو سہی مگر مصروفیات بہت زیادہ ہیں، جواب ملا:

ہلکے ہو یا بوجھل ہو خدا کی راہ میں نکلتے رہو جہاد کرتے رہو۔

یا اللہ! اگر ہم جہاد کے لئے نہ نکلے یا ہم نے جہاد کا سرے سے ہی انکار کر دیا، کہا اگر تم نہیں نکلتے:

تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دوں گا۔

علامہ ابن سیرین اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ جہاد میں نہ نکلنے پر اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا کہ "تم میں سے بعض کو بعض پر مسلط کر دے گا" تم ایک دوسرے سے لڑتے رہو گے، تفرقہ بازی کا شکار ہو جاؤ گے، ایک دوسرے کو ختم کرنے کی سازشیں کرتے رہو گے اور کافر تمہیں تباہ و برباد کر دیں گے۔

جہاد ہوتے ہوئے آپس کے اختلافات نہیں ہوتے جب جہاد نہیں ہوتا تو مسلمان ایک دوسرے کے گلے کاٹنے شروع کردیتے ہیں۔

تمہارے اندر اختلافات کا بیج بو دیا جائے گا،
جہاں چاہیں گے کافر تمہیں ماریں گے،
جہاں چاہیں گے کافر تمہاری عزتیں لوٹیں گے،
جہاں چاہیں گے کافر تمہارا ایمان خراب کریں گے،
جہاں چاہیں گے کافر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے،
جہاں چاہیں گے کافر تمہیں غلام بنائیں گے،
جہاں چاہیں گے کافر تمہاری عورتوں کو بے حرمت کریں گے،
جہاں چاہیں گے کافر تمہاری مسجدوں کو مندر بنائیں گے،
جہاں چاہیں گے تم سے اسلامی سلطنت چھین کر کفر کے دروازے کھول دیں گے۔
تم کھلونا بن جاؤ گے۔
اور کیا کیا دردناک عذاب مسلط ہوں گے۔

ایک مسلمان اخبار پڑھ رہا ہے (اللہ نے بازوؤں میں طاقت دی ہے) سرخی آگئی کہ ہندو کشمیر کے ایک گھر میں گھسے، پندرہ ہندوؤں نے مل کر ایک مسلمان بچی کی عزت کو لوٹ لیا، مسلمان نے اخبار پڑھا اور آرام سے بیٹھ گیا، اس نے نہیں سمجھا کہ ہندو کون ہے اور یہ بچی کون تھی؟ اور کس وجہ سے اس بچی کی عزت کو لوٹا گیا؟ اس نے یہ نہیں سوچا کہ کل یہ ظلم میرے گھر پر بھی دہرایا جاسکتا ہے۔

کسی نوجوان نے پڑھا اس کے خون میں ابھار پیدا نہیں ہوا وہ رب سے نہیں ڈرا، کسی دیندار نے پڑھا اسے خوف نہیں آیا۔

ظلم تو یہ ہے کہ بیسیوں واقعات پڑھ کر زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ "اجی! یہ ان کے گناہوں کا قصور ہے اس وجہ سے اس کی عزت کو لوٹا گیا"۔ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے گناہوں کا قصور نہیں میری بزدلی کا شاخسانہ ہے، یہ ان کے گناہوں کی وجہ سے نہیں یہ ہمارے اور آپ کے جہاد کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہے۔

یہ ان کا جرم نہیں، یہ ان بچیوں کا جرم نہیں، واللہ! ان بچیوں کا جرم نہیں یہ جرم ان لوگوں کا ہے جو آج دین پر جان دینے کو تیار نہیں ہوتے۔ دنیا کے ہر مسئلے پر جان دینا آسان، دنیا کے ہر مسئلے پر خود کو کھڑا کر لینے کیلئے تیار، لیکن دین پر مرنا ہم بھول گئے چنانچہ ہندوؤں کو ہمت ہوگئی مگر میرا مسلمان سویا رہ گیا میرا مسلمان غافل رہ گیا۔

میرے نبی جب دنیا سے گئے تھے تو ہمارے ہاتھوں میں تلوار دے کے گئے تھے، ہم نے یہ تلوار کافروں کے ہاتھوں میں دے دی۔ ایک زمانہ تھا جب حضرت خالد بن ولیدؓ تلوار لے کر ساٹھ ہزار کافروں سے جزیہ لینے جارہے ہیں۔ پھر ایک وہ دور تھا جب تاتاریوں نے مسلمانوں پر یلغار کی اور مسلمان جہاد کو چھوڑ چکے تھے، ایک وہ دور تھا ایک غیر مسلم عورت مسلمان نوجوانوں سے کہتی تھی، تم ٹھہرو میں تلوار بھول آئی ہوں تم یہاں انتظار کرو وہ ہاتھ باندھ کے کھڑے ہوتے تھے۔ وہ عورت جاتی ہے اپنے گھر سے تلوار اٹھا کے لاتی ہے اور ان کے سر قلم کردیتی ہے کوئی لڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

جب جہاد کی باتیں نہیں ہوں گی، جب اللہ کی نصرت نہیں سمجھائی جائے گی، جب اللہ کی طاقت کے گیت نہیں سنائے جائیں گے، لوگوں کے دل میں امریکہ کا خوف آئے گا، لوگوں کے دل میں روس کا خوف آئے گا۔ آج کس مسلمان کے دل میں اللہ کا خوف ہے، اللہ کی ہیبت دلوں سے نکل چکی ہے، آج اگر رعب ہے تو کفر کا رعب ہے۔ کفر کے طریقوں کا رعب ہے۔ روزی کے دروازے ہم پر بند کردیئے گئے، عزت کے دروازے ہم پر بند کردیئے گئے۔

مسلمانو! بابری مسجد کی دیواریں مجھے اور تمہیں چیخ چیخ کر پکار رہی ہیں مگر ہمیں اپنے مسائل سے فرصت نہیں، غلیظ ہندو اس مسجد کی اینٹوں کو اکھاڑ رہا ہے اور وہاں مندر تعمیر کر رہا ہے۔ لدھیانہ کی مسجدیں تباہ ہو گئیں، آج بخارا اور ثمر قند فریاد کر رہے ہیں مسجد اقصیٰ رو رہی ہے قرآن کی آیتیں ہم سے سوال کر رہی ہیں کہ او عالم صاحب! تو نے بار بار مجھے پڑھا او قاری صاحب! تو نے تجوید کے ساتھ مجھے پڑھا۔ عالم صاحب! تو نے تفسیر بھی بیان کی مگر بتاؤ اسی قرآن کے ساتھ روسی درندوں نے افغانستان میں استنجا کیا مگر ان ہاتھوں کو روکنے کے لئے آج کوئی نہیں، ان ہاتھوں کو کاٹنے والا آج کوئی نہیں۔

آج مسلمان مایوس ہے کہ دشمن بہت طاقتور ہے۔ روس نے اپنا ہر حربہ استعمال کیا، زہریلی گیسیں استعمال کیں، اسکڈ میزائل استعمال کئے، نقلی روبوٹ بنا کے ان کو مسلح کر کے بھیجا، زمین کو بارودی سرنگوں اور مائن سے اتنا بھر دیا کہ لاکھوں کی تعداد میں ان کو پھیلا دیا۔ طیاروں کے ذریعے بستیوں کو تباہ کیا، جوان بیٹے سے باپ کا سایہ چھین لیا، بہنوں سے بھائیوں کے سہارے چھین لئے، مسجدوں کو تباہ کیا مدارس کو ویران کیا ان پر بلڈوزر چلائے۔ مسلمانوں کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ ملایا طرح طرح کی سازشیں کیں۔

مگر جب مجاہدین اللہ کا نام لے کے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے میدانوں میں نکلے تو رب کعبہ کی قسم! طیارے بمباری کرتے ہوئے مجاہدین کا بال بھی بیکا نہ کر سکے، اسکڈ میزائل خدا نے تباہ کئے، بارودی سرنگیں خدا نے تباہ کیں۔ ہم میں سے جن کی قسمت میں شہادت کی عظیم الشان موت لکھی تھی وہ تو لیلائے شہادت کو گلے لگا گئے اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے مگر روس تباہ ہو گیا، لینن تباہ ہو گیا، مارکس تباہ ہو گیا، کمیونزم تباہ ہو گیا۔ آج روس کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملتی۔ کچے ہتھیاروں سے مجاہدین نے اس سے جنگ کی، روسی کہتے ہیں آسمان سے گھوڑے اترتے انہوں نے خود دیکھے۔

روسی کہتے ہیں لمبے لمبے آدمی آسمان سے اترتے انہوں نے خود دیکھے۔ روسی کہتے

ہیں تمہاری گولیوں سے ہماری آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ ہم بھی یقین سے یہی کہتے ہیں کہ ہمارا رب اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ کچھ نہیں روس، کچھ نہیں امریکہ، سب کچھ میرا رب ہے، سب کچھ میرا مولا ہے۔ آپ یقین کریں، جو یقین نہیں کرتا تین سو روپیہ کرایہ لے، چل کے دیکھ لے کنکر اور پتھروں کے ذریعے روسی ٹینک تباہ ہوئے جب اللہ اکبر کا نعرہ مارا گیا۔ یہ کس طاقت نے ان کو تباہ کیا؟

آج دنیا والے کہتے ہیں جہاد چھوڑ دو کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جلدی فتح ہو جاتی تھی اور تمہیں دیر سے فتح ہوتی ہے اس لئے تم جہاد کو چھوڑ دو۔ ہم بھی کہتے ہیں معافی کے ساتھ کہتے ہیں اگر صحابہ جیسا جہاد مطلوب ہے تو پھر نماز کو چھوڑ دو اس لئے کہ صحابہ جیسی تمہاری نماز نہیں ہے، اب وہ اعمال کہاں سے لائیں۔ پندرھویں صدی کی جیسی نماز ویسا ہی جہاد مگر ذرا اللہ کی طرف دیکھو! اللہ پاک کیسی نصرت اور کیسی رحمت مجاہدین کے اوپر اتار رہا ہے، اس لئے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ جہاد کے اس مبارک عمل کے ذریعے ایک طرف تو سولہ لاکھ مسلمانوں کو وہ عظیم الشان شہادت والی موت ملی جس موت کی تمنا رسول نبی کریم ﷺ کیا کرتے تھے، جس موت کے بعد انسان زندہ ہو جاتا ہے، شہید کے خون سے خوشبو آتی ہے اس کے جسم کو مٹی نہیں کھا سکتی، حوروں سے اس کا نکاح کرایا جاتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ آدمی خود کو بد قسمت سمجھتا تھا جو بستر کی موت مرتا تھا۔

تو دوسری طرف اسی جہاد کی برکت سے آج کشمیر میں مجاہدین برسرپیکار ہیں اور روزانہ پندرہ، بیس، پچاس، ساٹھ ہندوؤں کے وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ۔ کشمیر بھی آزاد ہو گا، دہلی پر بھی اسلام کا جھنڈا لہرائے گا، بمبئی کی بندرگاہ پر بھی مجاہدین اتریں گے۔ ہندو نے بہت ظلم ڈھا لیا ہندو نے حد کر دی، ہندو نوجوان اپنے مذہب کے لئے جان دینے کو تیار ہے مگر مسلمان نوجوان اس مسئلے کو بھی

نہیں سمجھا وہ مذہب کی طرف آنے کو فرقہ واریت سمجھتا ہے لیکن ایک دور آئے گا ایک وقت آئے گا یہی نوجوان اسلحہ اٹھا کے آرہا ہوگا اور اللہ پاک اس پر فخر فرمارہے ہوں گے، ہمیں یقین ہے کہ یہ نوجوان اسلحہ اٹھائے گا اور اپنے دین کی جنگ لڑے گا۔

جہاد کب ہوتا ہے اور کب نہیں ہوتا؟

یہ مسئلہ تو واقعی شرعی مسئلہ ہے۔ کسی کے پاس جاؤ جہاد کی اجازت مانگنے کے لئے تو کہیں گے کہ تم پہلے اپنے آپ کو تو درست کرو پھر جاکے کسی سے لڑنا حالانکہ نماز کے بارے میں تو آج تک کسی نے نہیں کہا کہ پہلے اپنے آپ کو تو درست کرو پھر جا کے نماز پڑھنا۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ بغیر نیت درست ہوئے نہ نماز قبول ہوتی ہے نہ جہاد قبول ہوتا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جس طرح انسان کو نماز مؤمن بنادیتی ہے اسی طرح جہاد بھی انسان کو مؤمن بنادیتا ہے۔

میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، جہاد کی مٹی اتنی مبارک ہے کے جس پاؤں کو چھولیتی ہے اس پر جہنم کی آگ حرام کردی جاتی ہے۔ ہم نے دیکھا، ہم دین کا علم حاصل کر کے ان میدانوں میں پہنچے، مگر ہم نے ان کو بھی دیکھا جو ہیروئن اور چرس پی کر ان میدانوں میں پہنچے۔ اس وقت ہم ان کے جہاد کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ ان کا جہاد بھی قبول ہوگا کہ نہیں ہوگا؟ یہ چرس اور ہیروئن پی کے یہاں آئے ہیں اور ہم فخر کر رہے تھے کہ ہم بخاری، مسلم پڑھ کر گئے تھے۔

مگر تاریخ نے ثابت کردیا، وقت نے بتادیا کہ وہ ہیرونچی اور چرسی عظمت والے نکلے ہم ان سے بہت زیادہ گھٹیا ثابت ہوئے، وہ میدانوں میں پہنچ کے اللہ کے ولی بن گئے ان کو رب پر یقین آگیا۔ ایک جنگ میں جب ہم جانے کے لئے تیار تھے، دشمن کا گولہ بارود بارش کی طرح برس رہا تھا، اس وقت چرس چھوڑ کے جانے والا کمانڈر عبدالرشید ہمارے پاس آیا اور اس نے اپنے سیدھے سادھے الفاظ میں کہا کہ میرے دوستو! جب دشمن بہت گولے

برسائے، جب طیارے منوں نہیں ٹنوں بارود برسائیں، جب چاروں طرف سے گھیر لئے جاؤ اپنی زبان سے اللہ رب العزت کو ان الفاظ میں یاد کرلینا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل (ہمیں اللہ کافی ہے بہترین کارساز ہے) رشید کہہ رہا تھا کہ تمہارے دل کا خوف مٹ جائے گا۔ میرا سر شرم کے مارے جھک گیا ہم نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ صحابہ کرام کو کوئی آکے ڈراتا تھا کہ ارے لوگ تمہارے خلاف متحد ہو چکے ہیں، ڈر جاؤ! بھاگ جاؤ تو ان کا ایمان بڑھ جاتا تھا وہ کہتے تھے ہمیں اللہ کافی ہے۔

میرے دوستو! دشمن طاقتور ہوگا مدد بھی طاقت والی اترے گی، دشمن مضبوط ہوگا مقابلے میں بھی مزہ آئے گا۔ میں نے کہا عبدالرشید تو اس کو سیکھ گیا، آج ہم یہاں پڑے ہوئے اس کو سیکھ تجھ سے رہے ہیں۔ ہم تو امریکہ کا نام سن کر خوف زدہ ہو جاتے تھے، دشمن جب گولہ مارتا تھا تو ہم کہتے تھے کہ اللہ کافی ہے تو اس کا گولہ ضائع ہو جاتا تھا۔ یہ سبق کس نے سکھایا ایک مولوی کو ایک جاہل نے سکھایا، ایک عالم کو ایک عام آدمی نے سکھایا۔

ہم اگر شہادت کی دعا بھی کراتے ہیں تو بہت سے دل ڈرتے ہیں، خون نکلے گا، حالانکہ شہادت کا مزہ یہاں بیان کروں تو سچی بات ہے کہ بستر پر سونا مشکل ہو جائے۔ ایسی لذیذ موت، ایسی پیاری موت، نہ جان نکلتے وقت تکلیف نہ غسل کی ضرورت نہ کفن کی ضرورت نہ قبر میں سوال وجواب۔ ادھر موت ادھر جنت کی زندگی شروع۔

حشر کے میدان میں جب پوری دنیا بے ہوش ہوگی تو شہداء اپنے ہاتھوں میں تلواریں لے کر عرش عظیم کے اردگرد کھڑے ہوں گے۔ جب دنیا بخشش کے لئے منتیں کرتی پھر رہی ہوگی تو اس وقت شہداء بادشاہوں کی طرح کہیں گے "جا تو جنت میں چلا جا، تو بھی جنت میں چلا جا! جس طرف شہید کی انگلی اٹھے گی رب کی رحمت وہیں متوجہ ہو جائے گی۔ ہم تو شہادت کی دعا سے بھی ڈرتے ہیں، عبدالرشید کو دیکھا کئی جنگوں سے واپس آئے اور اپنا رومال پرے پھینک کے کہا ہائے افسوس! کتنے ساتھی شہید ہو گئے اور مجھ بد قسمت کو

شہادت نہیں ملتی"۔

کس چیز نے رلایا تھا اس کو؟ شہادت نے، پھر وہ واقعی شہید ہو گیا۔ خوش قسمت بن گیا، ان خوش قسمت لوگوں کا ایمان انہی میدانوں میں جا کے پکا ہوا جن میدانوں میں معاذؓ، معوذؓ کا ایمان پکا ہوا تھا۔

رب نے کہا ہے: تم پر قتال کو فرض کر دیا گیا ہے، لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ امت میں تو جہاد کی استطاعت نہیں ہے تم مجاہدین جہاد کی دعوت دے رہے ہو؟ یہ لوگ تو صحیح نماز ہی نہیں پڑھ رہے۔

ہم کہتے ہیں یہ جہاد میں جا کے نماز عشق ادا کریں گے اس سے بھی اچھی نمازیں پڑھنے والے بن جائیں گے۔ لوگ کہتے ہیں کہ استطاعت نہیں ہے اس لئے جہاد نہیں کرتے ہم کہتے ہیں کہ آپ کا دل نہیں چاہتا اس لئے جہاد نہیں کرتے، موت نظر آتی ہے۔

آخری دو باتیں کر کے بات ختم کروں گا، شاید وقت بہت گذر چکا ہے۔

ایک بات اپنے سفید داڑھی والے بزرگوں سے جو ہمارے والدین کی جگہ ہیں، اور ایک فریاد اپنے مسلمان نوجوان بھائیوں سے کرنی ہے۔ اس فریاد کو پلے باندھ لیجیے گا کہ کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم تک بات نہیں پہنچی تھی۔

ہم لوگ الحمد للہ! تھوڑا بہت جہاد کرتے ہیں، مصروف ہیں اور کامیابی اسی کو سمجھتے ہیں کہ اللہ پاک شہادت کی موت عطا فرمادے۔ اس لئے یہ ضروری نہیں کہ یہ باتیں روزانہ یہاں ہوتی رہیں۔ کوئی خطابت وغیرہ نہیں، یہ ایک فرض کی دعوت ہے اپنے ان بزرگوں سے میں کہتا ہوں جو اپنی اولاد کو خالص دنیا دار بناتے ہیں۔ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے مستقبل کے لئے فکر مند ہو جاتے ہیں کہ پتہ نہیں کہاں سے کھائے گا؟ جس اللہ پاک نے اس کا منہ بنایا ہے تو کھانا بھی کھلائے گا۔ کہاں سے لے گا؟ اللہ نے ہاتھ بنایا ہے تو اس کے لئے لینے کی چیزیں بھی بنائی ہیں، پہلے دن سے بچے کے بارے میں یہ فکر ہوتی ہے۔ اسی کے تحت اس

کی پرورش ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہو کر طاقت ور بنتا ہے مجاہدین انتظار میں ہوتے ہیں کہ یہ بچہ اب میدان میں نکل کر اس دین کے غلبے کے لئے صدا دے گا اور یہ دین جو پوری دنیا میں ذلیل ہو کر رہ گیا ہے اس کو عزت دلائے گا۔

مگر اس وقت نوجوان کا ذہن یہ بن چکا ہوتا ہے کہ کامیابی صرف تین چیزوں میں ہے:

بہترین گاڑی ہونی چاہئے، بہترین مکان ہونا چاہئے، اور مالدار سسرال ہونے چاہئیں۔ یہ تین چیزیں مل گئیں تو کامیاب اگر یہ نہ ملیں تو ناکام۔ یہ ذہن تیار کیا گیا اس کے تحت اس کو رشوت لینی پڑے وہ لے گا، اس کو سود کھانا پڑے وہ کھائے گا، اس کو کینیڈا جانا پڑے وہ جائے گا۔ کینیڈا کے ائیر پورٹ میں ایک رجسٹر رکھا ہے جس میں کئی ہزار پاکستانی نوجوانوں نے حلفیہ لکھا ہے کہ ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی نہیں مانتے، مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو مانتے ہیں۔

کیونکہ کینیڈا میں قادیانیوں کو سیاسی پناہ ملتی ہے، بے روزگاری کا الاؤنس ملتا ہے، نوجوان دنیا کے حاصل کرنے کے مقصد کی خاطر خود کو قادیانی ظاہر کرتے ہیں۔ امریکہ جا کر بے شک اسے کسی غیر مسلم عورت سے نکاح کر کے گرین کارڈ لینا پڑے تو لے گا کیونکہ والد محترم نے اسے، تربیت ہی یہی دی ہے کہ میرے بیٹے! تو اس وقت کامیاب ہو گا جب تو نوٹوں سے کھیلے گا۔ اس بچے کو چوری کرنی پڑے، ڈکیتی کرنی پڑے، اس بچے کو انسانوں کو لوٹنا پڑے، اس بچے کو ڈاکو بننا پڑے وہ بنے گا۔ ابا جان نے بچپن سے تربیت ہی ایسی کی، امی نے بچپن سے یہی بات سمجھائی، اب اس نوجوان بے چارے کا کیا قصور ہے؟ وہ انہی چیزوں کے اندر اپنی کامیابی سمجھے گا۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! موت ہر حال میں آنی ہے اور ڈاڑھی کا ایک ایک سفید بال موت کا پیغام ہے۔ کل موت کے بعد جب انسان کہے گا کہ یا اللہ! تو نے مجھے بتایا ہی

نہیں ایسے ہی مار دیا؟ تو اللہ کہیں گے تیرے سر کے سفید بالوں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ موت تجھ پر آ رہی ہے، تیری سفید ڈاڑھی نے تجھے سمجھایا تھا کہ تو موت کے قریب پہنچ چکا ہے۔

ذرا غور کیجئے! ایک طرف مکہ کی سرزمین پر حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر تھوکا جا رہا ہے مگر دین کو ذلیل نہیں ہونے دیا، آج پوری دنیا میں میرے نبی کے لائے ہوئے دین کو کتنا ذلیل کیا جا رہا ہے۔ دین مٹتا ہی چلا جا رہا ہے کفر پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ کیا آپ اب بھی اپنے بچوں کو دنیا کا سبق دیتے رہیں گے؟ آپ اب بھی اپنے بچوں کو دنیاداری سکھاتے رہیں گے؟

کاش! آپ انہیں دین کی عظمت کا محافظ بناتے

کاش! انہیں قرآن کی عظمت کا محافظ بناتے

کاش! ان کی مائیں ان کو محمد بن قاسم بناتیں، اور محمود غزنوی بناتیں تو ماسکو میں چالیس ہزار مسلمان بچیوں کی عزتیں نہ لوٹی جاتیں۔

اندلس میں تیس ہزار مسلمان بچیوں کو پنجروں میں بند کر کے بھیڑ بکریوں کی طرح بازار کی منڈیوں میں نہ فروخت کیا جاتا۔

میرے محترم بزرگو! یہ بچے حقیقت میں اللہ رب العزت کی دین اور عطا ہیں، اللہ کی دی ہوئی امانت ہیں اگر آپ نے انہیں دنیا میں مصروف کر دیا تو یہ آپ کے لئے دنیا میں بھی ذلت کا سبب بنیں گے اور آپ کی آخرت میں بھی رسوائی ہو گی۔ یہ اس دین سے تعلق رکھتے ہیں جس میں کتے کو بھی پانی پلایا جاتا ہے مگر جب یہ دین سے دور ہوں گے تو آپ ان سے پانی مانگتے رہیں گے یہ آپ کو پانی پلانے پر بھی راضی نہیں ہوں گے۔ آپ نے انہیں اپنے چاہنے والے رب سے دور کیا، جہاد سے دور کیا تو آپ کو بتایا جائے گا کہ رب سے بغاوت کا انجام کیا ہوتا ہے؟

دنیا میں یہ ملاپ چند روزہ ہے، آپ کے کتنے ساتھی تھے جو آج آپ سے بچھڑ چکے

ہیں، کتنے آپ سے جدا ہو چکے ہیں، جہاد موت کا نام نہیں جہاد زندگی کا نام ہے۔ ان کو کہاں تک روکیں گے؟ ان کو صبح ہی میدانوں کی طرف روانہ کر دیجئے۔

ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں اس واقعے سے عبرت حاصل کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا اعلان فرمایا تو بتایا کہ اس سے جنت ملتی ہے، اس سے اللہ راضی ہوتا ہے اسلام کو غلبہ ملتا ہے۔ ایک عورت اپنے شیر خوار بچے کو اٹھا کے لائی اور کہا یا رسول اللہ! اس کو لے جائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو میں کیا کروں گا؟ وہ رونے لگی اور کہا کوئی اپنے جوان بھائی کو بھیج رہا ہے، کوئی بیٹے کو اور کوئی خاوند کو، میرا کوئی نہیں ہے جس کو میں بھیجوں، یہی بچہ ہے قبول کر لیجئے! کسی مجاہد کے ہاتھ میں دے دیجئے گا، (جب دشمن اسے تیر ماریں تو) وہ اس سے ڈھال بنائے گا، پھر یہ بچہ شہید ہو جائے گا، کل قیامت کے دن مجھے شہید کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا۔ ذرا غور کیجئے کہ کیا جذبات تھے۔

یاد کریں! جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زخمی حالت میں آئیں گے۔ قیامت کے دن سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے جسم کے ٹکڑے لے کے آئیں گے، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنا آدھا کفن لے کر آئیں گے، جعفر طیار رضی اللہ عنہ اپنے کٹے ہوئے بازو کے ساتھ آئیں گے، اور ہم اپنے ان سالم جسموں کو لائیں گے تو ساتھ میں بابری مسجد کا ملبہ اٹھے گا کہ دنیا میں ان کے جسم سالم تھے، یہ جوان تھے، یہ دنیا والوں کی باتوں پر جانیں دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے مگر مسجد گر رہی تھی اس کے تحفظ کے لئے انہوں نے تلواریں نہیں اٹھائی تھیں تو اس وقت کیا جواب دیں گے۔

میرے بزرگو! ان بچوں کو اللہ کے رستے جہاد فی سبیل اللہ میں روانہ کر دو کہ کشمیر ان کے لئے تڑپ رہا ہے، افغانستان ان کا منتظر ہے، فلسطین کی وادیاں ان کو پکار رہی ہیں۔

یہ تمہاری جنت ہے یہ تمہاری عزت ہے، عزت کا تاج اپنے سر پر رکھ لو۔ معاشرے کو عزت کا نظام سمجھاؤ کہ کہیں ایسا نہ ہو قیامت کے دن تم ان لوگوں میں کھڑے کر دیئے جاؤ

جن لوگوں نے دین کی خاطر کچھ قربانی نہیں دی اور اس دن یہ بچے تم سے اور تم ان سے جدا کر دیئے جاؤ۔

اپنے نوجوانوں کو بتاؤ کہ ہم تمہارے چہرے پر زندگی کے انوار نہیں دیکھ رہے۔ ان بے چاروں کو جس معاشرے میں جوانی ملی ہے وہ معاشرہ واقعی غلاموں کا معاشرہ ہے مگر جوانی کے سرخ خون کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی، کوئی طاقت نہیں رک سکتی۔ میری اور تمہاری جوانی کا خون، میری اور تمہاری جوانی کے ولولے اور میرے رب کی طاقت جب یہ دو جمع ہو جائیں گے اور ہم کلاشنکوف دچوم کر اپنے ہاتھ میں رکھیں گے تو انشاءاللہ اسلام کا غلبہ ہو گا۔ یاد رکھو! جو اسلحہ اٹھا لیتا ہے اللہ سے بیعت کر لیتا ہے، ہم اللہ سے بیعت کر کے میدانوں میں نکلیں گے کفر کو اپنی موت آپ مرنا پڑے گا۔ یہ جوانی تھوڑی دیر کی جوانی ہے دس پندرہ سال کے بعد ڈھل کے بڑھاپے میں تبدیل ہو جائے گی۔

میرے ساتھیو! کیا فائدہ ہے ایسی جوانی کا جو امت مسلمہ اور دین کی خاطر قربان نہ ہو۔

ہم زندہ ہیں ہماری بہنوں کی عزتیں لوٹی جا رہی ہیں،

ہم زندہ ہیں ہمارا قرآن جل رہا ہے،

ہم زندہ ہیں ہمارے حکمران دوسرے ملکوں میں جا کر پیسے کی بھیک مانگ رہے ہیں،

ہم زندہ ہیں ہم پر روزی کے دروازے بند کر دیئے گئے۔

ہم عزت سے روزی چھین سکتے ہیں۔

ہماری عمر یہ نہیں کہ ہم ہاتھ پھیلائیں ہماری عمر یہ ہے کہ ہم ہاتھ سے بتائیں۔

اپنی جوانیوں سے فائدہ اٹھاؤ! اپنی قوتوں کو استعمال کرو، اپنی جوانیوں کو یلغار بنا دو،

تمہاری یلغار کے سامنے کوئی ٹھہر نہیں سکے گا۔ جہاد افضل ترین عبادت ہے، تم خدا کے مقرب بن جاؤ گے، تم میں سے کوئی ہندوستان میں فاتحانہ انداز میں داخل ہو رہا ہو گا، کوئی روم میں فاتحانہ داخل ہو رہا ہو گا۔ اور جہاد کا یہ مبارک دور شروع ہو چکا ہے، پوری دنیا کے لاکھوں مسلمان افغانستان میں جمع ہیں۔ عرب، عجم، سوڈانی اور امریکی سب جمع ہو کر عزت عظمت کی راہ پر چل چکے ہیں۔ تم بھی آگے بڑھو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ قافلہ چھوٹ جائے۔

دنیا جانتی ہے، کافروں کو بھی پتہ ہے، مسلمانوں کو بھی پتہ ہے کہ اگر دین کے لئے کچھ کر سکتا ہے تو وہ جوان کر سکتا ہے۔

ہم صرف اللہ کے غلام، ہم صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام، باقی ہر غلامی کے طوق کو گلے سے نکال پھینکو! میری اور تمہاری عمر نہیں ہے کہ ہم کسی انسان کی غلامی کریں ہم کیوں کسی کی غلامی کریں؟ کیا ہم کسی سے کمزور ہیں؟ کیا ہم کسی سے کم ہیں؟ کیا ہم کسی سے گھٹیا ہیں کہ ہم انسانوں کے اشاروں پر ناچتے پھریں، انسانوں کے اشاروں پر ہم اپنی جوانیاں تباہ کرتے پھریں جو نہ ہمیں جنت کی گواہی دے سکتے ہیں نہ ہمیں کامیابی کا سرٹیفکیٹ دے سکتے ہیں نہ ہمیں عزت کا نشان دے سکتے ہیں۔

کیوں نہ ہم اس رب کی غلامی کریں جو ہمارے خون کا پہلا قطرہ گرنے سے پہلے مغفرت کے لئے تیار ہے۔ کیوں نہ ہم اس نبی ﷺ کی غلامی اختیار کریں جس نبی ﷺ کے راستے پر چل کے ہم کائنات میں اسلام اور قرآن کو نافذ کر سکتے ہیں۔ لعنت ہے اس زندگی پر جو کسی انسان کی غلامی میں بسر ہو جائے۔ غلامی اللہ کی، غلامی اللہ کے رسول کی، غلامی قرآن، سنت اور دین کی، اس کے علاوہ ہم کسی کی غلامی میں نہ جان دے سکتے ہیں اور نہ وقت اور کسی کی غلامی میں ہم اپنے آپ کو کٹوانے والے نہیں ہیں۔

جو ہمیں مرنے کی طرف بلاتے ہیں ہم انہیں بلاتے ہیں کہ وہ آ کر ہم پر مریں۔

رب کعبہ کی قسم! نوجوان کے لئے بے غیرتی کی بات ہے کہ وہ زندہ ہو اور اس کی

بہنوں کی عزتیں لٹ رہی ہوں، رب کی مسجدیں گرائی جارہی ہوں نوجوان اپنی اپنی چیزوں میں مشغول ہو اور امت مسلمہ کی بہنوں کی لاشیں دریاؤں میں تیر رہی ہوں۔

ہم طاقت کا گُر سیکھ چکے ہیں، ہم موت کی آگ دیکھ چکے ہیں، کلاشنکوف ہمارا زیور ہے، ہم تو بس چلائیں گے، ہم اپنی قوت ایمانی کے ذریعے دنیا پر چھائیں گے۔

اور میں خالی جذبات سے نہیں یقین سے کہہ رہا ہوں کہ اسلام کی عظمت کا دور آچکا ہے۔

لوگ پہلے شہادت سے ڈرتے تھے مگر اب صورتحال یہ ہے کہ میں نے خود افغانستان میں عرب نوجوانوں کو دیکھا کہ مکہ میں بیویاں چھوڑ کے آئے ہیں، راتوں کو روتے ہیں کہ "یا اللہ شہادت دے دے!" جب مسلمان موت سے محبت کرنے لگ جاتا ہے تو یہ موت کافروں پر ٹوٹ پڑتی ہے، کیوں؟ موت سے جب محبت کریں گے تو موت ہماری بن جائے گی۔ جس چیز سے محبت کرو وہ اپنی بن جاتی ہے، جب ہم موت سے محبت کریں گے تو موت ہماری بن جائے گی اور ہمارے کسی دشمن کو زندہ نہیں رہنے دے گی اور ہم سے اس وقت آکے گلے ملے گی جب اس کا دل چاہے گا اور کافروں پر ہمیشہ ٹوٹتی رہے گی، ہمیشہ ٹوٹتی رہے گی، ہمیشہ ٹوٹتی رہے گی۔

آؤ موت سے محبت کریں آؤ زندگی کی راہوں پر چلیں۔

آؤ غلامی کے طوق پھینک کر ایک اللہ اور اس کے رسول کی غلامی کو اختیار کریں۔

آؤ ہاتھوں سے چوڑیاں اتار کے کلاشنکوف اٹھائیں۔

آؤ اپنے رب سے بیعت کریں اور ان میدانوں میں نکل جائیں جہاں کی مٹی کبھی ہمارے جسم کو لگ گئی تو جہنم کی آگ بھی ہمیں نہیں جلائے گی،

نوجوانوں کو بتایا جاتا ہے کہ والدین کی اجازت کے بغیر جہاد نہیں ہے۔ ہاں! والدین مسلمانوں والی باتیں کریں اور اپنے بچوں سے اسلامی محبت کریں تو ٹھیک ہے ان کی خوشی سے جہاد کریں لیکن اگر والدین کا ذہن ہی نہ ہو جہاد کرنے کا، دین کے لئے قربانی دینے کا، تو ان سے کہو کہ ابو میں جہاد پر جارہا ہوں، ایک دم غصے میں آجائیں گے۔ پھر وہ کہیں گے جو تمہارا کراچی کا امیر ہے، میں اس کو تھانے میں بند کرادیتا ہوں۔ ہم کہتے ہیں تھانے میں نہیں پھندے تک پہنچادیں ہم کہتے ہیں ہم جس راہ میں نکلیں ہیں اس میں یہ چیزیں لذیذ لگتی ہیں۔ ہم نے جرم نہیں کیا ہم جہاد کی دعوت دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے اور شاید بہت سے لوگوں کو ہماری جہاد کی باتیں اس وقت سمجھ میں آئیں گی جب ان کے سامنے انکے گھروں میں فوجی داخل ہورہے ہوں گے۔

کشمیر کے ایک بوڑھے نے کہا کہ قیامت کے دن خدا کے ہاں جواب تلاش کر کے رکھنا! باپ کے سامنے بیٹی کی عزت لوٹی جاتی ہے اور ہم فتویٰ تلاش کرتے ہیں کہ جہاد فرض عین یا فرض کفایہ؟ جب حضور علیہ السلام صحابہ کو لے کر جاتے تھے کیا سارے صحابہ والدین سے پوچھتے تھے؟ یا والدین خود اجازت دیتے تھے۔ والدین خود بھیجتے تھے، صرف ایک صحابی کو واپس بھیجا کہ جاؤ والدین کی خدمت کرو۔

چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت رضوان لی، کسی سے یہ نہیں پوچھا کہ تمہارے والدین موجود ہیں یا نہیں؟ بھائی یہ اللہ کا فریضہ ہے اللہ کے فریضے کے متعلق کسی سے پوچھنے یا نہ پوچھنے کا کیا تعلق ہے؟ بیٹا کہتا ہے کہ اباجی! میں جہاد پر جارہا ہوں، خبردار اگر تو گیا، گھر سے باہر نکال دوں گا۔ اباجی! میں نے مذاق کیا تھا میرا تو! جاپان کا ویزا آیا ہے تو پوچھنا شروع کردیں گے کب جارہا ہے تو؟ خواہ مخواہ مجھے تنگ کررہا ہے، بڑھاپے میں میرے ساتھ مذاق کررہا ہے۔ اباجی! پکی بات ہے، ویزا آگیا جاپان کا، بس اب اباجان بہت خوش ہوں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کبھی کبھی قبرستان کا چکر لگانا چاہئے، وہاں کیا ہو رہا ہے شاید آنکھوں کی پٹی اتر جائے۔

اصل مسئلہ خواتین کا ہے کہ وہ علم نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کو روکتی ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ خواتین کو اللہ نے یہ مزاج دیا ہے کہ وہ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن لیتی ہیں، تو وہ مردوں سے زیادہ بہادر بن جاتی ہیں۔

آج جو باتیں ہوئی ہیں یہ باتیں جس جس ماں اور بہن نے سنی ہیں وہ یقیناً اس ماں کا کردار ادا کرے گی جو ڈیرہ اسماعیل خان کی ایک ماں نے کیا کہ جب کنڈی کھٹکھٹائی اور بتایا گیا کہ آپ کا بیٹا افغانستان میں شہید ہو گیا تو اس نے جواب دیا اس کی لاش کو اندر مت لانا، تھوڑی دیر انتظار کریں اس نے جا کے دوسرے بیٹے کو نہلایا اور اس کے کپڑے تبدیل کروائے کہا جلدی پہنچ جا تو جہاد کے میدان میں کیونکہ جب تک تو وہاں نہیں پہنچے گا اس وقت تک میں لاش کو اندر نہیں آنے دوں گی۔

میں اللہ کی بندی، اللہ سے محبت کرنے والی اس حال میں رہوں کہ میرا کوئی بیٹا اللہ کی راہ میں قربانی نہ دے رہا ہو ایسا نہیں ہو سکتا، پہلے بیٹا پہنچے گا دوسرے کی لاش تب گھر میں داخل ہو گی۔

مجھے امید ہے کہ میری مائیں اس ماں کا کردار ادا کریں گی جو پشاور میں آئی تھی اس کے دس بیٹے شہید ہو گئے وہ شکر کرتی رہی اس کو پتہ تھا ان تمام بچوں سے آخرت میں ملاقات ہو جائے گی۔ اور ضرور ہو جائے گی ان کی زندگی اتنی تھی، لیکن مزے ہیں اللہ نے قبول کر لیا۔

وہ اپنے خاوند کو دیکھ رہی ہے، خاوند نے کہا کچھ گھبرائی ہوئی ہو؟ کہا نہیں نہیں! مجھے ایک تمنا ہے جو میرے دل کے دروازوں سے بار بار مجھے آواز دے رہی ہے کہا بیٹے اور ماں کا رشتہ بھی بڑا مضبوط ہے مگر خاوند اور بیوی کا رشتہ ایک بالکل ہی الگ ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ شہید کی ماں تو بن گئی شہید کی بیوی بھی بن جاؤں تا کہ کل قیامت کے دن فخر

کر سکوں کہ میرا خاوند بھی شہداء میں سے تھا چنانچہ خاوند تو پہلے سے تیار تھا جا کے شہادت کا تاج اس نے بھی پہنا۔

پھر دنیا نے دیکھا وہ عورت اپنے گھر میں نہیں تھی ایک میدان سے اس کی لاش ملی جس سے خوشبو دار خون بہہ رہا تھا۔ وہ مردانہ لباس پہن کے خود بھی شہید ہو گئی۔ یہی لوگ مسلمان ہیں انہی لوگوں پر ان کا خدا فخر کرتا ہے۔ ایسی ہزاروں مسلمان مائیں موجود ہیں۔

افغانستان کی سرزمین پر اڑھائی سو ٹینکوں کے ساتھ دشمن کا ایک لشکر جا رہا تھا، اس قافلے پر گولیاں برسیں وہ رک گیا اس کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ دشمن نے سامنے والے پہاڑ کو گولے مار مار کر ختم کر دیا، پھر دوبارہ گولیاں برسیں دشمن مرتے جا رہے ہیں، گولیاں آتی ہیں کبھی کس طرف سے کبھی کس طرف سے۔ دشمن کا بڑا سخت نقصان ہوا، وہ تلاش کر رہے ہیں کہ سامنے کونسی فوج لڑ رہی ہے؟ فائرنگ تھمنے کے بعد آگے گئے تو برقعہ پہنے ہوئے ایک نو سال کی بچی شہید ہو کر پڑی ہے اس کے کندھے پر کلاشنکوف ہے۔

جب وہاں سے مسلمان ہجرت کر رہے تھے تو اس بچی نے یہ ٹھان لی تھی کہ اپنی سرزمین کو کافروں کے ہاتھ میں نہیں دوں گی جب تک میں زندہ ہوں، وہ کلاشنکوف لے کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی، اس اکیلی بچی نے سینکڑوں فوجیوں کو جہنم رسید کیا اور اللہ رب العزت کے دربار میں سرخرو ہوئی۔

امید ہے کہ اب امت مسلمہ کی مائیں خود ہی اپنے بچوں کو تیار کر کے میدانوں میں بھیجیں گی۔

اللہ رب العزت دین کے لئے قربانی دینے کی توفیق عطا فرمائے اور نوجوانوں کو جہاد کی محبت عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلحہ سے نفرت کیوں؟

واجب الاحترام میرے مسلمان بھائیو اور دوستو! چار روز قبل پشاور اور اسلام آباد جانا ہوا، وہاں یہ افسوس ناک اطلاع ملی کہ ہمارے دو کمانڈر جن کے ساتھ مل کر افغانستان کی سرزمین پر ہمیں جہاد کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا جن کی قوت، بہادری اور شجاعت کو ہم رشک کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک تو عمر میں ہم سے چھوٹا تھا لیکن مقام کے اعتبار سے بہت اونچا تھا۔

گذشتہ رمضان المبارک میں گرویز کی برف پوش پہاڑیوں میں دشمن کے بالکل سامنے جہاں ہر وقت گولے اور گولیاں برستی رہتی تھیں، ہم نے اس کے پیچھے تراویح کی نمازیں بھی ادا کی تھیں۔ کمانڈر ارشد اور کمانڈر وحید اللہ سری نگر کے اندر شہید ہو گئے۔ کمانڈر وحید اللہ کا تعلق ڈیرہ اسماعیل خان کے قبائلی علاقہ جات سے تھا۔

آج سے دس سال قبل جب اس کی ڈاڑھی بھی نہیں آئی تھی چھوٹا بچہ تھا۔ اس نے سنا کہ افغانستان میں روسی فوجیں داخل ہو چکی ہیں اور ظلم وستم کی وہ تاریخ دہرائی جا رہی ہے جو بخارا اور ثمر قند کے اندر دہرائی گئی تھی۔ مسلمانوں کو زندہ دفن کیا جاتا ہے، مسلمان بچیوں کو ہیلی کاپٹروں پہ اٹھا کے لے جاتے ہیں جن کے کپڑے ان کے جسم سے اتار کے نیچے پھینک دیئے جاتے ہیں پھر انہیں بے عزت کر کے ان کے ننگے جسموں کو بھی زمین پہ پھینک دیا جاتا ہے تو یہ معصوم سا بچہ جہاد کے مسئلے کو سمجھ گیا۔ کمانڈر عبدالرشید کی انگلی پکڑ کے یہ افغانستان پہنچا۔ کمانڈر عبدالرشید تو خوست کے اندر شہید ہو گئے مگر وحید اللہ افغان جہاد کے میدانوں میں لڑتا رہا، ڈٹا رہا امریکہ سے لڑنے کے لئے اس نے عراق تک پہنچنے کی کوشش کی۔

اور بالآخر عید الاضحیٰ پر وہ پاکستان کے بارڈر کو کراس کرتے ہوئے سری نگر پہنچا، اس کے ساتھ بھائی ارشد بھی تھے جن کا تعلق عباس پور کے علاقے سے تھا اور ہمارے مدرسے میں پڑھا کرتے تھے، کم سن تھے مگر حافظ قرآن تھے افغانستان پہنچ کر ایک بہترین کمانڈر بنے۔ کئی مرتبہ انہوں نے دشمن کے آمنے سامنے کھڑے ہو کر جنگ کی، دشمن کی گولیاں ان کی طرف آئیں مگر وہ نہ ڈرے۔ انہوں نے بہت سے دشمنوں کو اپنے ہاتھوں سے مردار کیا۔

یہ نوجوان پھر سری نگر پہنچا بڑی اونچی اونچی کارروائیاں کیں۔ لیکن گذشتہ مہینے کی گیارہ تاریخ کو ایک مکان کے اندر یہ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے کہ کسی جاسوس نے انڈیا آرمی کو بتا دیا اور پھر ہزاروں فوجی ٹوٹ پڑے لیکن یہ جانباز مقابلے پر اتر آئے۔

اخبارات نے لکھا، میں نے خود سری نگر کا اخبار دیکھا، انڈیا کا اخبار لکھتا ہے چھ گھنٹے تک انڈیا آرمی کا مقابلہ کیا دشمن کے کئی فوجیوں کو ہلاک کیا جب تک آخری گولی ختم نہیں ہوئی لڑتے رہے پھر اپنی جان اللہ پاک کے سپرد کر دی۔

اس خبر کے سننے کے بعد میں ابھی سفر ہی میں تھا کہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی عزت

اور عظمت کے نشان بابری مسجد کو مٹادیا گیا ہے۔ اس خبر کے سننے کے بعد دل پر جو کیفیت ہوئی کسی مسلمان کے لئے وہ بیان سے باہر ہے۔ کتنی منتیں کیں اپنے آنسوؤں کی کہ رک جائیں لیکن اللہ کا گھر اس وقت گرایا جائے جب میں جوان ہوں اور تم جوان ہو، جب مسلمانوں کے چوالیس ممالک موجود ہوں، ایک ارب بائیس کروڑ کی تعداد میں مسلمان پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں اور اللہ کے گھر کا تحفظ نہ ہو سکے اور کمینہ بزدل ہندو اس کو گرادے اس سے بڑا اور صدمہ کیا ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں کا اعتراض

ابھی اس دردناک خبر کا دل پہ اثر تھا کہ رات کو ریل گاڑی میں کچھ نوجوانوں سے بات چیت ہوئی انہوں نے مجھے مولوی سمجھ کر اپنی گفتگو کا انداز تبدیل کیا اور کہا کہ پہلے تو علماء بڑے شریف ہوا کرتے تھے اب علماء دہشت گردی پر اتر آئے ہیں۔

میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں نے دیکھا ایک عالم دین ہو کر اس کے ساتھ باڈی گارڈ تھے اسلحہ تھا کلاشنکوف تھی۔ عالم اور کلاشنکوف ان دو چیزوں کا کیا واسطہ ایک عام آدمی اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے، کیا علماء کو رب پر بھروسہ نہیں، کیا علماء کو اللہ پر اعتماد نہیں، کہ باڈی گارڈ لئے پھرتے ہیں، بعض ایسے بھی ہیں کہ نماز کے وقت ان کے باڈی گارڈ مسلح کھڑے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء دہشت گردی اور بزدلی پر اتر آئے ہیں۔

یقین جانئے میرے دوستو! مجھے ارشد کی شہادت کا اتنا افسوس ہوا تھا جو میں بیان نہیں کر سکتا وہ میرا بھائی تھا وہ میرے دل کا ٹکڑا تھا، ہم نے محاذ جنگ پر اکٹھا وقت گذارا تھا اور محاذ جنگ کی دوستی ایک مضبوط دوستی ہوا کرتی ہے، ہم ایک دوسرے سے یہی کہا کرتے تھے کہ اگر تم شہید ہو جاؤ، تو میری شفاعت کرنا اور اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں تمہاری شفاعت کروں گا۔

مجھے وحید اللہ کا بھی غم تھا، مجھے امید تھی کہ کشمیر کی تحریک آگے بڑھے گی کہ وحید اللہ جیسے تجربہ کار کمانڈر جو چاہے تو مٹی کو بھی بارود بنادے جو چاہے تو دشمن کی صفوں میں گھس کے انہیں ہلاک کردے جن کے دل میں خوف اور بزدلی نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ وہاں پہنچ چکے تھے، ہم مطمئن تھے مگر ایسا نہ ہوا بلکہ وحید اللہ جیسا کمانڈر بھی ہم سے بچھڑ گیا۔

پھر اگلا غم بابری مسجد کا کہ ہم اب کس طرح کل قیامت کے دن اللہ کو منہ دکھائیں گے اگر پوچھا گیا کہ ایک دور تھا کہ مسلمان مسجدوں کی تعمیر کیا کرتے تھے اور تمہارے جسموں میں لہو دوڑتا تھا، مگر آج تمہاری مسجدوں کا تحفظ نہیں، اس کا بھی غم تھا لیکن اس نوجوان کی باتوں کو سن کر مجھے اتنا شدید غم ہوا کہ پہلے غموں کو میں بھول گیا۔

مجھے وجہ سمجھ میں آگئی کہ کشمیر میں ظلم کیوں ہو رہا ہے؟ مجھے وجہ سمجھ میں آگئی کہ بابری مسجد کو کیوں گرایا گیا؟ مجھے وجہ سمجھ میں آگئی کہ لدھیانہ کی چھ سو بتیس مساجد کو کیوں گرایا گیا؟ مجھے وجہ سمجھ میں آگئی کہ بخارا اور ثمرقند کی مساجد کو کیوں گرایا گیا؟ کیونکہ وہ مسلمان جو کل تک اسلحے سے محبت کیا کرتا تھا اسلحے کو چوم چوم کر رکھا کرتا تھا، آج اسلحے کو دہشت گردی کا نشان سمجھ کر نعوذ باللہ! سب سے پہلے اپنے نبی ﷺ کو دہشت گرد کہہ رہا ہے اور دوسرے نمبر پر علماء کو دہشت گرد کہہ رہا ہے، حد ہو گئی!

میں نے اس نوجوان سے کہا کہ اے نوجوان! بتا تو سہی بابری مسجد کیوں گری؟ اے نوجوان بتا تو سہی کشمیر میں تیری ایک بہن کی عزت کو پندرہ پندرہ ہندو کیوں لوٹتے ہیں، صرف اس وجہ سے کہ تیرے ہاتھوں میں وہ زیور نہیں وہ اسلحہ نہیں، جب ہوا کرتا تھا تو دشمن خواب کے اندر بھی ڈرتے تھے، تجھ پر حملہ کرنے سے گھبراتے تھے تو نے اسلحہ رکھا تو نہتا ہو گیا، تجھے چیونٹی سے زیادہ کمزور بنادیا گیا جس کی وجہ سے جو چاہتا ہے تجھے گاجر مولی کی طرح کاٹتا ہے، جو چاہتا ہے تیرے ساتھ ظلم کرتا ہے، نبی ﷺ کی زندگی کو ہم بھول گئے۔

قرآن وسنت سے اتنی غفلت! صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے اتنی پہلو تہی! نبی اکرم

ﷺ کے طریقے سے اتنی بڑی دشمنی کہ اسلحہ دہشت گردی کا نشان بن گیا۔

میں نے اس نوجوان سے کہا کہ تو نے بخاری شریف کا نام سنا ہے، کہنے لگا جی ہاں سنا ہے، میں تنظیم اسلامی کا آدمی ہوں ڈاکٹر اسرار صاحب کے بیان سنتا رہتا ہوں۔ میں نے کہا بتا تو سہی بخاری شریف میں کیسی احادیث ہوتی ہیں کہا کہ بخاری شریف میں امام بخاری بالکل صحیح احادیث لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے کہا امام بخاری نے صحیح بخاری میں ایک باب باندھا ہے "باب الحراسہ" اور اس کے نیچے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت لائے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو نیند نہیں آرہی تھی اور فرمارہے تھے کہ کاش! میرے صحابہؓ میں سے کوئی خاص آدمی آتا جو میرے گھر کے باہر پہرہ دیتا ابھی یہ فرمارہے تھے کہ اسلحے کی جھنکار سنائی دی خوشی سے آواز دے کے پوچھا کہ کون ہے؟ کہا سعد ابن ابی وقاص ہوں اس لئے آیا ہوں کہ ساری رات آپ کے گھر پہ پہرہ دیتا رہوں۔

اللہ کے نبی ﷺ نے دعائیں دیں اور نیند فرمائی۔ کیا نبی ﷺ بھی متوکل نہیں تھے؟ کیا نعوذ باللہ نبی ﷺ کے توکل کے اندر فرق آگیا تھا؟ باقاعدہ اللہ کے نبی ﷺ پر مسلح پہرے داری ہوا کرتی تھی۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ گھر کے باہر باقاعدہ پہرے دار ہوا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ پاک نے قرآن مجید کی یہ آیت نازل فرمائی: واللہ یعصمك من الناس

یعنی: کہ اب اللہ پاک آپ کی حفاظت کی ذمہ داری لے رہے ہیں۔

اس دن کے بعد اس پہرے داری کو ختم کر دیا گیا، باقاعدہ یہ روایت موجود ہے، اسلحے سے نفرت کرنے والے مسلمان! اسلحہ کو اپنے ہاتھ سے رکھنے والے جانباز بتاؤ تو سہی! اس دین کے تحفظ کی خاطر تمہارے پاس کیا چیز ہے؟ ذرا قرآن کو تو اٹھا کے دیکھو، وہ تمہیں اسلحہ بنانے کا حکم دیتا ہے، اسلحہ چلانے کا حکم دیتا ہے اور اسلحے سے غافل نہ ہونے کا حکم دیتا ہے۔

حدیث کی کتابوں کو اٹھا کے دیکھ لو! امام بخاری ایک باب لائیں گے اور اس کے تحت لکھیں گے کہ تلوار کو گلے سے لٹکانے کا بیان اور نیچے حدیث لائیں گے کہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ خوف وہراس پھیل گیا لوگ تیزی سے باہر کی طرف نکلے دیکھا کہ دور سے اللہ کے نبی ﷺ گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار ہو کر گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے لا رہے ہیں، نبی کے مبارک گلے میں تلوار لٹکی ہوئی ہے اور لوگوں کو اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ اپنی اپنی جگہ رہو کوئی خوف کی بات نہیں ہے اس امت کا نبی ﷺ اتنا بہادر اتنا شجاعت کا پیکر ہے کہ گھوڑے کی ننگی پشت پہ سواری فرماتا ہے اپنے ہاتھ مبارک میں تلوار رکھتا، گلے میں تلوار لٹکاتا ہے۔ اور آپ صحابہ کرامؓ کے مجمعوں میں سے گذرتے ہیں، وہ تیر اندازی کر رہے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ جا کے ان کو اور شہہ دیتے ہیں:

"اے اسماعیل کی اولاد! اور تیر پھینکو، اور تیر پھینکو، تمہارے والد بھی تیر اندازی کے ماہر تھے۔ چلو اس جماعت کی طرف سے میں بھی تیر پھینکوں گا"۔ صحابہ کرامؓ رک گئے پوچھا کیوں رک گئے دوسری جماعت نے کہا یا رسول اللہ یہ مقابلہ کیسے چلے گا آپ ﷺ ان کی طرف ہو گئے ہم کیسے آپ ﷺ کا مقابلہ کریں، فرمایا: "چلو تم تیر پھینکو میں تم دونوں کی جماعت میں شامل ہوں"۔

تیر پھینکو تیر پھینکو، گولیاں چلاؤ اپنے نشانے درست کرو، فائرنگ کرنا سیکھو کہ گولی دشمن کے سر سے خطا نہیں جانی چاہئے، اگر تمہاری گولی دشمن کے سر سے خطا نہیں جائے گی تو پھر اس سر کے اندر کوئی خناس نہیں دوڑے گا، اس سر کے اندر مسلمان عورتوں کی عزت کا مسئلہ نہیں آئے گا۔

میرے دوستو! مسلمانوں کی ایک عورت یہودیوں کے ایک علاقے میں گئی۔ جب ایک دکان سے وہ سودا لے کے جانے لگی تو یہودی نے اس کا دوپٹہ پیچھے کیل میں اٹکا دیا وہ خاتون آگے بڑھی اور دوپٹہ پیچھے گرا ایک بہن کا سر ننگا ہو گیا، ایک بیٹی کا سر ننگا ہو گیا، ایک بیٹی

کا دوپٹہ اس کے سر سے اتر گیا۔ صحابہ کرامؓ کے مزاج کو دیکھو! صحابہ کرامؓ کے انداز کو دیکھو، صحابہؓ کے کردار کو دیکھو ایک صحابیؓ بڑھے اور یہودیوں کے بازار میں اس یہودی کو قتل کر کے پھینک دیا۔ یہودیوں نے مل کے اس صحابیؓ کو شہید کر ڈالا جب نبی ﷺ کو اطلاع ملی تو پورے کا پورا لشکر لے کر یہودیوں کا گھیراؤ کیا۔ پندرہ دن تک محاصرہ کر کے یہودیوں کو وہاں سے باہر نکالا۔ بیٹیوں کی عزت اس زمانے میں صحابہ کرامؓ اس انداز سے بچایا کرتے تھے۔

اس لئے کوئی خبر سننے میں نہیں آتی تھی کہ کسی مسلمان بچی کی عزت لٹ گئی آج بوسنیا کے اندر سربیا کے کافر مسلمان بیٹیوں کو گھر میں رکھ کے کہتے ہیں کہ جب تک ان کے پیٹ سے عیسائی بچے جنم نہیں لیں گے اس وقت تک ہم ان کو نہیں چھوڑیں گے۔

نوجوانو! کیا اب بھی تم اس اسلحے سے نفرت کرو گے؟ دشمن تمہیں للکار رہا ہے تمہارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے تم اپنے بازوؤں کو دیکھو اور یہودیوں کے بازوؤں کو دیکھو، یہاں کسی پچیس سال کے نوجوان کو کھڑا کروں اور کہوں کہ اسلام کے اے جرنیل! اسلام کے اے شہباز آج بابری مسجد کے تحفظ کے لئے تجھے نعرے نہیں لگانے، تجھے مظاہرہ نہیں کرنا، ہاتھ میں کلاشنکوف لے کر اس مسجد کے تحفظ کے لئے تو نے جنگ کرنی ہے۔

مگر یہ نوجوان کہے گا کہ مجھے کلاشنکوف چلانا نہیں آتی، مجھے پسٹل چلانا نہیں آتا، مجھے ہینڈ گرنیڈ دشمن پہ پھینکنا نہیں آتا، مجھے راکٹ لانچر چلانا نہیں آتا، اسکول سے آتے ہوئے کسی چھوٹے سے اسرائیلی بچے کو پکڑ لو، ہمارا نوجوان اس سے پوچھے کہ بتا اے یہودی! اگر تیرے ہاتھ میں پسٹل دے دیا جائے اور سامنے مسلمان ہو تو پسٹل چلا سکے گا، وہ کہے گا کہ میں نے اٹھارہ طریقوں سے اس پسٹل کو چلانے کی تربیت حاصل کی ہے۔

کچھ تو خیال کرو! بتاؤ نوجوانو بتاؤ اسرائیل کی کرکٹ ٹیم کے بارے میں تم نے سنا ہے کہ اس نے کتنے میچ جیتے؟ بولو نوجوانو! ہے اسرائیل کی کرکٹ ٹیم، ہاکی کی ٹیم؟ میرے مسلمان بھائیو! وہ کرکٹ نہیں کھیلتے وہ ہاکی نہیں کھیلتے وہ ہمارے سروں سے کھیلنے کے لئے

دن رات اسلحے کی مشق اور پریکٹس کرتے ہیں یہاں جس گلی کے اندر جاؤ بلا ہاتھ میں ہے، گیند ہاتھ میں ہے توانائیاں اسی کے اندر خرچ ہو رہی ہیں قوتیں اسی میں صرف ہو رہی ہیں۔

اور ذرا تصور تو کرو! آج امت مسلمہ کے دامن میں کیا بچا ہے، یہودی ظلم کر رہا تھا، عیسائی بھی کر رہا تھا، ہندو کو یہ جرأت ہو گئی، بزدل کو یہ ہمت ہو گئی کہ تمہاری مسجد کو گرا کے اس جگہ مندر بنا لیا تمہیں بلے سے فرصت نہیں تمہیں فٹ بال سے فرصت نہیں، تمہارا یہ فٹبال تمہارا یہ بلا امت کو تباہ کرنے کا سب سے پہلا قدم ہے۔

تحفظ کے لئے اسلحہ ضروری ہے!

اگر تمہارے ہاتھوں میں کلاشنکوف ہوتی تو رب کعبہ کی قسم! تمہاری کسی بہن پر کوئی ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا، تم کیا سمجھتے ہو کہ اللہ پاک نے اتنا بڑا دین ہمارے ہاتھوں میں دے کے اسے غیر محفوظ قرار دے دیا، علماء دے کے ان کی حفاظت کے لئے کوئی بندوبست نہیں کیا؟ مساجد دے کے ان کے تحفظ کے لئے کچھ نہیں کیا؟ رب نے مدینہ منورہ میں جہاد کو اتارا اور قیامت تک یہ جہاد جاری رہے گا۔

مسلح جہاد کے ذریعے کل بھی مسلمانوں کو عزت ملی تھی آج بھی عزت ملے گی اب اگر میں اس مجمعے سے پوچھوں کہ کتنے نوجوان ٹریننگ یافتہ ہیں، کتنے نوجوان اپنے دین کے تحفظ کے لئے گولیاں چلا سکتے ہیں، کتنے نوجوان کسی یہودی بچے کے سامنے کھڑے ہو کر اس کا مردانہ وار مقابلہ کر سکتے ہیں؟ تو تمہارے پاس کوئی جواب ہے؟

صحابہؓ بڑھاپے کی حالت میں بھی تیر اندازی کی مشقیں نہیں چھوڑتے تھے یہاں جوانوں کو اس کی فرصت نہیں کہ تیر اندازی اور کلاشنکوف چلانا سیکھ سکیں۔ اسلحہ دہشت گردی کا نشان بن گیا، علماء کے پاس اگر نظر آ جائے تو مذاق بن جاتا ہے، یہ ظلم کیوں ہوا؟ اس ظلم کی ایک لمبی داستان ہے، میرے مظلوم مسلمان دوستو! کل قیامت کا دن ہو گا میں جب

سوچتا ہوں تو جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں گے یہ کون ہیں؟ یہ وہ ہیں جنہوں نے اتنے تیر پھینکے تھے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ "اے سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تیر مار تیر پھینک۔"

ادھر سے ایک اور صحابیؓ آئیں گے جن کا نام عقبہ ابن ابی عامرؓ ہے یہ وہ صحابی ہیں کہ ادھر سے نبی ﷺ فرماتے کہ تیر پھینکو اور ان کا تیر دشمن کے سروں سے پار ہو جایا کرتا تھا۔ بڑھاپے میں تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے کسی نے کہا عقبہ! اس بڑھاپے کی حالت میں آپ اتنی مشقت کرتے ہیں ادھر آتے ہیں ادھر جاتے ہیں کہا میں نے پیارے نبی ﷺ سے سنا کہ جس نے تیر چلانا سیکھا پھر اسے بھلا دیا وہ ہماری امت سے نکل گیا اس لئے آج میں یہ پریکٹس کر رہا ہوں چنانچہ بڑھاپے کی حالت میں تیر مارتے پھر جا کے دیکھتے پھر مارتے پھر جا کے دیکھتے۔

حضرت سلمہ بن اکوع کھڑے ہوئے ہیں نبی ﷺ کی مجلس لگی ہوئی ہے کافروں کا جاسوس آ کے بیٹھ گیا۔ ادھر ادھر کی باتیں سننے لگا میرے نبی ﷺ کی نظروں نے پہچان لیا جب وہ جاسوس نکلا نبی ﷺ نے اعلان کیا کہ یہ کافروں کا جاسوس ہے کون جا کے اسے قتل کرے گا۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ میں تیزی سے نکلا آپ گھوڑے سے زیادہ تیز دوڑ لیا کرتے تھے اللہ کے نبی ﷺ کے پیارے صحابی نے جا کے اس کو قتل کر دیا۔ نبی ﷺ نے پوچھا کیا ہوا اس جاسوس کا جو ہماری جاسوسی کرنے کے لئے آیا تھا۔

(اللہ اکبر! کتنا جنگی ذہن تھا میرے نبی ﷺ کا، کتنا بہادری والا ذہن تھا میرے نبی ﷺ کا، قربان جاؤں اس ذات کے اوپر کہ جو جاسوس تک کو پہچان کے ختم کرا دیا کرتے تھے۔ ایک یہ دور ہے کہ کھلا دشمن سامنے ہے، لیکن وہ بھی نظر نہیں آتا) لوگوں نے کہا

حضرت سلمہؓ قتل کر کے آئے ہیں، فرمایا اس کا سارا سامان سلمہؓ کو غنیمت کے طور پر دے دو۔

حضرت عمرو بن العاص بھی قیامت میں آئیں گے یہ کون ہیں؟ یہ مصر کے فاتح ہیں انہوں نے مصر کے تمام علاقوں میں اذانوں کو عام کر دیا تھا۔ ادھر سے حضرت خالد بن ولیدؓ آئیں گے، ابو عبیدہ بن جراح آئیں گے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شام کے علاقوں کو فتح کیا تھا۔ ادھر سے سعید بن عثمان، حضرت قثم بن عباس آئیں گے یہ کون لوگ ہیں؟ یہ بخارا، ثمرقند اور تاشقند کے اندر گئے تھے، ادھر سے قتیبہ بن مسلم باہلی آئیں گے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ماوراء النھر کے علاقوں کو فتح کیا تھا۔

یہ کون ہیں یہ طارق بن زیاد ہیں جنہوں نے اندلس میں کشتیاں جلا کے اسلام کا تحفظ کیا تھا۔ یہ کون ہیں یہ محمد بن قاسم ہیں جنہوں نے سندھ سے لے کر ہندوستان تک پورے علاقے کو اسلام کی سرحدوں میں شامل کر لیا تھا۔ یہ کون ہیں، یہ سلطان محمد فاتح ہیں جنہوں نے خشکی پر کشتیاں چلا کے دشمن کے علاقوں کو تہہ تیغ کیا اور قسطنطنیہ کو فتح کر لیا تھا۔

اے امت مسلمہ کے نوجوانو! پھر میں اور تم قیامت میں حاضر ہونگے گردنیں جھکی ہوئی ہونگی جسم کپکپا رہے ہوں گے، کہا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جن کے جسموں پر جہاد کا نشان تک نہیں جن کے دلوں میں جہاد کا شوق نہیں، ان کی زندگی میں بابری مسجد کو مندر بنایا گیا، ان کی زندگی میں مسلمانوں کی عزتیں لوٹی گئیں، ان کے ہوتے ہوئے صلیبیوں نے بوسنیا کے اندر مسلمانوں کو شہید کر کے جسموں پر صلیبیں بنائی تھیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بیویاں عزیز تھیں، جنہیں بچے عزیز تھے، جو جہاد میں تاویلیں کرتے تھے جو گھروں میں چپ بیٹھے تھے جبکہ نبی ﷺ نے تو زخم کھائے مگر ان کے جسموں پہ جہاد کا زخم تک موجود نہیں۔

دوستو! اس وقت کیا جواب دو گے؟ اللہ رب العزت کے حضور کیسے پیش ہو گے؟ اس ذلت والے منظر کو ذرا سوچئے تو سہی!

جہاد کیا ہے!

آج میں تقریر نہیں کر رہا ایک دو مسائل عرض کرنا مقصود ہیں۔ دل بہت جلا ہوا ہے، جہاد کا مسئلہ کسی سے پوچھو کہ جہاد کا کیا حکم ہے؟ پہلے تو لفظ جہاد کی تشریح ہوگی کافی دیر تک، حالانکہ نماز کا لفظ کہتے ہی فوراً سمجھ آجاتا ہے کہ یہ ایک عبادت ہے اسی طرح لفظ جہاد کہتے ہی سمجھ میں آجائے کہ جہاد وہ عبادت ہے جو اللہ کے نبی ﷺ نے تلوار سے کی تھی۔ جہاد کا حکم کیا ہے؟ جہاد فرض کفایہ ہے، نماز جنازہ کی طرح ہے کرے تو ٹھیک ہے ثواب مل جائے گا جو نہ کرے کوئی حرج نہیں۔

دوستو! امتیں لٹ جائیں، عزتیں تباہ ہو جائیں، مسلمانوں کو تباہ کر دیا جائے تب بھی جہاد فرض کفایہ ہے، دوستو! علماء سے پوچھ لینا، اکابر بیٹھے ہوئے ہیں، کون سا جہاد فرض کفایہ ہے؟ مسلمان دین کی دعوت لے کے کافروں کے کسی علاقے میں جائیں اور ان سے کہیں کہ مسلمان ہو جاؤ وہ کہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہوتے مسلمان ان سے کہیں ٹیکس دو اور ہمارے غلام بن کے رہو وہ کہیں کہ ہم ٹیکس بھی نہیں دیتے تو مسلمان ان سے کہیں آؤ پھر ہمارے ساتھ لڑو، یہ جہاد فرض کفایہ ہے۔ کوئی ایک جماعت کرتی رہے پوری امت کی طرف سے ادا ہوتا رہے گا۔

بتاؤ پوری دنیا میں یہ جہاد کہیں ہو رہا ہے؟ مسلمانوں کی کوئی جماعت کوئی لشکر کافروں کے کسی ملک میں جا کر اس انداز سے جہاد کر رہا ہے؟ آج ہم جتنی ماریں کھا رہے ہیں یہ اپنا دفاع کر رہے ہیں ابھی تک ہم افغانستان میں لڑ رہے تھے اپنے وطن کا دفاع کر رہے تھے، کشمیر میں ہم لڑ رہے ہیں اسلامی سرزمین کا دفاع کر رہے ہیں۔

عبداللہ عزامؒ نے ان تمام احادیث کو ایک رسالے کے اندر جمع کیا ہے جس میں پیارے نبی ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ جس جگہ جس علاقے کو مسلمان فتح کرلیں قیامت تک

مسلمانوں کا اس علاقے پر حق ہے کافروں کا کوئی حق اس پر نہیں ہو سکتا۔

ہم تو آج اپنے علاقوں کا تحفظ کر رہے ہیں، ہم تو آج اپنی لٹی ہوئی چیزوں کو واپس لینے کے لئے جنگ کر رہے ہیں، آج تو ہم اپنی زندگی بچانے کے لئے دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

بتاؤ کون سا علاقہ ہے جہاں اقدامی جہاد ہو رہا ہو، اور مسلمان خود کافروں کے کسی ملک پر حملہ آور ہوئے ہوں غنائم آرہے ہوں، یہ تو اپنے ملکوں کا دفاع ہو رہا ہے اور دفاع کے اندر پوری طاقت سے شامل ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مسلمانو اپنے کو تقسیم نہ کرو!

آج میں آپ سے چھوٹا سا سوال کرتا ہوں؟

مجھے بتاؤ کہ کشمیر پاکستان کا ہے یا ہندوستان کا ہے؟ اگر پاکستان کا ہے تو انڈیا کی فوجیں آج پاکستان میں داخل ہو چکی ہیں اس اعتبار سے تو اہل پاکستان پر جہاد فرض ہو گیا؟ یا کہہ دو کہ کشمیر ہندوستان کا ہے تاکہ ہمارا اور انڈیا کا دعویٰ ایک ہو جائے۔ اب کہاں جان بچاؤ گے یا تو پھر علاقے تقسیم کرو کہ حیدرآباد میں دشمن آئے گا کراچی والوں پر جہاد فرض نہیں ہوگا۔ کراچی میں جب ناظم آباد میں دشمن آئے گا تو لالو کھیت والوں پر فرض نہیں ہوگا۔ لالو کھیت میں جب دشمن آئے گا تو گلشن اقبال والوں پر فرض نہیں ہوگا۔

اگر ملکی اعتبار سے جہاد کی فرضیت کی بات کرتے ہو تو آج چھ لاکھ انڈین آرمی تمہارے پاکستان میں داخل ہو چکی ہے، اس پاکستان کے اندر آکر وہ گھروں کو جلا رہی ہے، مساجد کو ویران کر رہی ہے۔ وہیں میرا ارشد شہید ہو گیا، وہیں وحید اللہ کٹ گیا، وہیں عبدالرزاق کی لاش کو ہندوؤں نے جلا ڈالا وہیں بھائی فیاض برف میں لڑتے لڑتے دب کے شہید ہو گئے۔ کیا پاکستان والوں پر ابھی تک جہاد فرض نہیں ہوا؟ یا کہو کہ وہ کشمیر کا مسئلہ ہے یہ

پاکستان کا اور کشمیر کیونکہ ہندوستان کا ہے اس لئے ہم پر جہاد فرض نہیں ہے۔

دوستو! جب دشمن کسی ملک میں داخل ہو جائے تو ملک کے ایک ایک جوان کے اوپر، ایک ایک عورت کے اوپر جہاد فرض ہو جاتا ہے اگر وہ اپنی بساط اور اپنے طریقے کے مطابق حصہ نہیں لیں گے تو گنہگار ہوں گے۔ اللہ کے نزدیک مجرم ہونگے کیسے مجرم نہیں ہونگے؟ ہمارے جسم کا ایک ایک حصہ کاٹا جا رہا ہو، پیسا جا رہا ہو، اور ہم آرام اور سکون سے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہوں، کہاں گئی ہماری غیرت؟ کل یہی ہوگا کہ ہمیں پیسا جا رہا ہوگا اور دوسرے مسلمان یہی کہہ رہے ہوں گے کہ جہاد ہم پہ فرض نہیں ہے۔

مسلمانوں کی مدد کیلئے کافر نہیں آئینگے

دوستو! اب جہاد فرض ہے یا نہیں؟ خود فیصلہ کرو دل سے، ہاں تو اس فریضے کے لئے ہم "صدر کلنٹن" کو لکھیں کہ وہ آئے اور اپنی فوجیں کشمیر میں داخل کرے، اس فریضے کی ادائیگی کے لئے ہم "رابیل" کو لکھیں کہ وہ اپنی اسرائیلی فوجیں بھیجے، نہیں؟ بلکہ ہم آپ حضرات کے آگے ہاتھ جوڑیں گے کہ ارشد اور وحید اللہ کی جگہ کو پر کرنے والے بن جاؤ ہم آپ حضرات کے سامنے ہاتھ جوڑیں گے کہ خدا کے لئے شہادت کی موت کو گلے لگا لو جو بستر کی موت سے کروڑوں گنا زیادہ افضل ہے، اور جس موت میں خدا نے وہ لذت رکھی ہے، جو لذت جنت میں بھی نہیں ملے گی، اس لئے شہید جنت میں جا کے کہے گا کہ یا اللہ! مجھے دوبارہ دنیا میں لوٹا دے تا کہ شہادت کا مزہ حاصل کر سکوں۔

میرے دوستو اسلحہ سیکھنا، اسلحے کو چلانا ایک ایک مسلمان پر فرض ہے اللہ کی طرف سے اسلام کا تحفظ ہم پر فرض ہے۔ قرآن، مساجد اور علماء کا تحفظ ہم پر فرض ہے اس فریضے کی ادائیگی اگر نہیں کر سکے اور بڑھاپے کی حدود تک پہنچ چکے ہو اپنے اموال سے مجاہدین کی مدد کرو اور اپنے جوان بچوں کو گھر میں نہ بٹھاؤ شہادت کی راہ پر لگاؤ۔

نوجوانو! کسی کی بات نہ سنو یہ مظاہرے کروانے والے، یہ نعرے لگوانے والے اور ہمیں بٹھا دینے والے یہ ہمیں مروانا چاہتے ہیں، یہ ہمیں دشمن کے سامنے تر لقمہ بنانا چاہتے ہیں، ہم مظاہرہ کر کے یہی تو دکھاتے ہیں کہ ہم خالی ہاتھ ہیں آ جاؤ، ہمیں بھی اسی طرح ہلاک کر دو جس طرح سے تم نے دوسرے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔

اگر ہمارے صدر کے اندر غیرت ہوتی، اگر سعودیہ کے شاہ کے اندر غیرت ہوتی تو چون اسلامی ممالک موجود ہیں پھر مساجد کا تحفظ کیوں نہ ہو سکتا، ہزاروں ٹینک مسلمانوں کے پاس موجود ہیں مساجد کا تحفظ کیوں نہیں ہو سکتا، اپنی کرسی کی خاطر کروڑوں اربوں روپے خرچ کر سکتے ہیں لیکن اسلام کے تحفظ کے لئے کچھ کرنے کو تیار نہیں اگر نہتی عوام بھی مظاہرے کرے بااختیار حکمران بھی مظاہرے کریں تو دونوں میں کیا فرق؟

مسلمانوں کو چاہئے کہ بلوں میں گھس جائیں، اس لئے کہ دشمن کے مقابلے کے قابل نہیں رہے، مت آؤان کے دھوکے میں، جہاد کے طریقے کو زندہ کرو، اسلحہ سیکھو سینے سے اسلحہ کو لگاؤ، توپوں کو چلانا سیکھو، بموں کو بنانا سیکھو، پھر دیکھو کہ ہم کس طرح سے اسرائیل سے مسجد اقصیٰ واپس لیتے ہیں۔

نوجوانو! اگر تم ساتھ دو، بزرگو اگر تم اپنے بچوں کی تھوڑی سی جدائی اس دنیا میں برداشت کر لو تو امت مسلمہ کا ہر مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

آج کے والدین!

اگر کسی نوجوان بیٹے نے گھر جا کے بتایا کہ میں تقریر سن کے آیا ہوں مولوی صاحب نے بتایا کہ افغانستان میں روسیوں نے قرآن کے اوراق کی بے حرمتی کی، اس لئے امی! مجھے اجازت دے دے کہ میں جا کے انتقام لوں، (یہ ہماری آنکھوں دیکھے واقعات ہیں وہ قرآن ہم نے خود دیکھے، اس لئے ایک ایک دروازے پہ جا کے ایک ایک نوجوان کو ابھار رہے ہیں کہ

خدا کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔) امی مجھے اجازت دے دو، کہے گی بیٹا نہیں نہیں، سینے سے لگا لے گی، روئے گی بیٹا تو نافرمان ہو جائے گا، اس کا باپ اس کو کہے گا چل تجھے میں مسجد کے مولانا صاحب کے پاس لے چلتا ہوں وہ کہے گا والدین کی اطاعت فرض ہے۔

وہ بیٹا اگلے دن آتا ہے اور کہتا ہے امی وہ دوست ملا تھا اور اس نے کہا کہ جاپان کا ویزہ مل گیا کہے گی چل جھوٹے مجھ سے مذاق کر رہا ہے، بڑھاپے میں۔ کہتا ہے نہیں سچی بات ہے واقعی ویزہ مل گیا، کہا چل چل میرے ساتھ زیادہ مذاق نہ کر۔ کہتا ہے اماں مل گیا ویزا، بس خوشی میں وہ ماں ناچنا شروع کر دے گی، تین سال کی جدائی برداشت جاپان کے لئے۔ مگر وہی ماں بیٹے کی ٹریننگ کے لئے دو ماہ دینے کے لئے تیار نہیں۔

لندن جا کے یہ بیٹا انگریزوں کے برتن دھوئے، یہ مسلمان انگریزوں کے ہوٹلوں میں جا کے کام کرے، ماں باپ کو یہ برداشت ہے کہ ڈالر ملتے رہیں پاؤنڈ ملتے رہیں۔ اگر یہی بیٹا اسلام کا غازی اور محافظ بن کے جائے ماں ہسپتال میں پہنچ جاتی ہے کہ میں مرنے والی ہوں۔

افسوس ہے ہماری زندگی پر کہ اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے کچھ بھی نہیں بچا ہمارے پاس۔ اللہ کے دین کے تحفظ کے لئے ہم کچھ قربان کرنے کو تیار نہیں اور دعویٰ یہ کہ ہم مسلمان ہیں حالانکہ محبت ہمارے دلوں میں ریالوں، درہم، پاؤنڈوں اور ڈالروں کے علاوہ اور کسی چیز کی نہیں۔

دوستو! زندگی کا انداز بدل لو، موت جھٹکے لے لے کے آ رہی ہے مختلف شکلوں میں آ رہی ہے، اپنے بیٹوں کو اسلام کا غازی بناؤ، حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی شادیوں کے بعد یہ اعلان کرتے ہیں کہ ۹۹ بیٹے پیدا ہونگے سب کو غازی اور مجاہد بناؤں گا، گھڑ سوار بناؤں گا۔ آج کا مسلمان اپنے بچوں کو بغل میں دبا کے بیٹھا ہوا ہے تو بتاؤ اپنی اولادوں کو جہاد پر بھیجو گے کہ نہیں بھیجو گے؟

اب وعدہ کرو!

مسلمانو! وعدہ کرو اللہ دیکھ رہا ہے پہلے میں نوجوانوں سے وعدہ لوں گا کہ وہ جہاد کی ٹریننگ کریں گے۔ بتاؤ اسلام کا تحفظ کرو گے کہ نہیں کرو گے؟ چھوڑ دو کرکٹ، کافروں کو شکار کرنا سیکھو۔

کون بزرگ ہیں جو اپنے بچوں کو جہاد کے لئے بھیجیں گے۔ آج اللہ پاک اس منظر کو دیکھ کے راضی ہو جائے گا، اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اسلحے سے جو نفرت ہے اس کو محبت میں تبدیل فرمائے، اس لئے کہ ایمان کا جز ہے، امام بخاری نے باب باندھا ہے (جہاد ایمان کا حصہ ہے) اللہ ہمیں ایمان کا یہ شعبہ نصیب فرمائے بابری مسجد کی دوبارہ عالی شان تعمیر اور ہندوؤں کے مندروں کے لئے تباہی کا ذریعہ ہم مسلمانوں کو بنا دے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

..........☆☆☆..........

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت عمل

میرے مسلمان بھائیو! بزرگو اور دوستو! جیسا کہ آپ حضرات حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب سے سن رہے تھے کہ اس وقت کفر ہر طریقے سے مسلمانوں کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

دنیا کے یہ نام نہاد دانشور اپنے آپ کو مہذب سمجھتے ہیں عقل مند سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس نہ عقل ہے نہ تہذیب ہے۔ اگر ان کے پاس عقل اور تہذیب ہوتی تو آج جو کچھ بوسنیا میں ہو رہا ہے ایسا نہ ہوتا۔ اگر ان لوگوں میں ذرا برابر بھی انسانیت یا تہذیب ہوتی تو آج جو کچھ کشمیر میں ہو رہا ہے اس طرح نہ ہوتا۔

یہ تو خونخوار درندے ہیں جنہوں نے اپنے ناخنوں پر پالش لگا رکھی ہے تاکہ وہ ہمیں نظر نہ آئیں۔ ورنہ ان کے ناخن اس انداز سے مسلمانوں کو نوچ رہے ہیں کہ جس کا مسلمان

آج تصور بھی نہیں کر سکتے۔

آج پوری دنیا کے کفر نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مسلمان دنیا کا کینسر ہے اور جب تک اس کینسر کو ختم نہیں کیا جائے گا دنیا ترقی نہیں کر سکتی۔ ایسے وقت میں جبکہ چیلنج دے کر کافر میدان میں نکل آئے ہیں مسلمان کو ہر میدان میں باشعور ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ کافر جتنا زیادہ مسلمانوں کو ختم کرنے اور مٹانے کی فکر کرتا جا رہا ہے مسلمان اتنے ہی غافل ہوتے جا رہے ہیں۔ اتنی ہی زیادہ سستی اور اتنی ہی زیادہ بے شعوری اور اتنی ہی زیادہ بزدلی مسلمانوں میں آتی چلی جا رہی ہے۔ وقتی طور پر کوئی حادثہ ہوتا ہے تو تھوڑا سا اثر لے لیتے ہیں اس کے بعد کچھ پتہ نہیں چلتا۔

جب سوویت یونین ٹوٹا اور اللہ پاک نے مجاہدین کے ہاتھوں اسے شکست دی اور کروڑوں مسلمانوں کو آزادی ملی تو اس وقت سلمان رشدی ملعون ایک کتاب لکھ رہا تھا اور مسلمان صرف مظاہرے کر رہے تھے جس کے نتیجے میں ہم چند دن کے بعد بھول گئے کہ اس کی اصل کیا تھی اور اس کا مقصد کیا تھا۔

جس بدبخت کو دیکھو اپنی زبان اور اپنے قلم سے مسلمانوں کو ستانے کے لئے تیار ہے۔ اور یہ سازشیں شروع ہو چکی ہیں کہ جو مسلمان کافروں سے آزاد ہوئے ہیں یہ کم سے کم مسلمان نہ رہیں۔ ہم نے روس سے آزادی حاصل کی اور آج قازقستان کے علاقے میں ڈاڑھی والے کا جانا ممنوع ہے۔ وہاں کے سفارت خانے میں اگر کوئی ڈاڑھی والا اپنا پاسپورٹ دے کہ مجھے ویزہ چاہئے تو اسے ویزہ نہیں ملتا تاکہ ان ریاستوں میں مسلمان اور اسلام نہ آسکے۔ اور اگر کوئی ہندو ویزہ لینے کے لئے جائے تو اسے خوشی سے دے دیتے ہیں۔

میرے دوستو اور بزرگو! اللہ رب العزت نے ہمیں پہلے ہی یہ بات سمجھا دی کہ کافر تمہارے دشمن ہیں۔ آج لوگ اپنی باتوں میں امریکہ پر الزام دیتے ہیں کہ یہ امریکہ کا قصور ہے یہ برطانیہ کا قصور ہے۔

تو امریکہ کوئی ہمارا دوست تھوڑی تھا کہ ہم اس سے دوستی کی توقع رکھتے۔

یہودی کوئی ہمارے دوست تھوڑے ہیں کہ ہم ان سے دوستی کی توقع رکھیں۔

آج انہی کے میڈیا پر ہمیں اعتماد۔

انہی کے بنائے ہوئے معاشی نظام پر ہمیں اعتماد۔

اس سب کے باوجود ہم انہی کو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے دشمن ہیں ہمارے ساتھ یہ کر رہے ہیں ہمارے ساتھ وہ کر رہے ہیں۔ یہودیوں کا تو کام ہی اسلام دشمنی ہے۔

اللہ پاک نے قرآن مجید میں ہمیں پہلے سے سمجھا دیا کہ تمہارا بدترین دشمن یہودی ہے اور اس کے بعد مشرک جو اللہ رب العزت کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ خواہ وہ گائے کا پجاری ہو یا وہ کسی بت کا پجاری ہو، اللہ پاک نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا کہ یہ کافر تم سے لڑتے ہی رہیں گے:

"یہ تم سے لڑتے رہیں گے ہر حالت میں یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے ہٹا دیں اگر ان کے اندر طاقت ہو"۔ (القرآن)

اللہ پاک نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا کہ "ان کے منہ سے تمہارے خلاف دشمنی ظاہر ہو چکی ہے۔ لیکن جو یہ دلوں کے اندر چھپائے بیٹھے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے"۔

(القرآن)

تمہیں تو صرف اتنا نظر آ رہا ہے کہ بوسنیا میں ایک لاکھ مسلمان شہید ہو گئے:

تمہیں تو صرف اتنا نظر آ رہا ہے کہ کشمیر میں ساٹھ ہزار مسلمان شہید ہو گئے۔

تمہیں تو صرف اتنا نظر آ رہا ہے کہ بیس ہزار مسلمان عورتوں کی بے عزتی ہو گئی۔

تمہیں تو صرف اتنا نظر آ رہا ہے کہ قرآن مجید کے اوراق جلا دیئے گئے۔

تمہیں تو صرف اتنا نظر آ رہا ہے کہ کافر مسلمانوں کے خلاف بک رہا ہے۔

لیکن تمہیں یہ نظر نہیں آ رہا جو یہ اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے ہیں۔

تمہیں وہ نظر نہیں آ رہا جس کا یہ پلان بنائے بیٹھے ہیں۔

تمہیں وہ نظر نہیں آ رہا جس کی یہ تیاری کئے بیٹھے ہیں اگر ان کا بس چلے تو زمین پر تمہیں رہنے دیں نہ تمہارے دین کو۔

جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں رہنے دیا آنحضرت ﷺ کو نکالا۔ آنحضرت ﷺ کے قتل کی سازشیں کیں ان سے یہ توقع ہو کہ یہ ہم سے خیر کا معاملہ کریں گے۔ ان سے یہ توقع ہو کہ یہ ہمیں زندہ رہنے کا حق دیں گے۔ کسی کافر کی ڈکشنری میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ مسلمان کے لئے زندگی ہے۔ آج کتوں کے حقوق کی تنظیمیں موجود ہیں۔ آج گھوڑوں کے حقوق کی تنظیمیں موجود ہیں۔ لیکن مسلمان عورت کے پیٹ سے عیسائی بچے نکالنے کے خلاف بات کی جائے اس کے لئے کوئی تنظیم موجود نہیں ہے۔

آج پوری دنیا کے اندر جانوروں کے حقوق کی تنظیمیں چڑیا گھر کے چکر لگاتی پھر رہی ہیں مگر کوئی انسانیت کا علمبردار کشمیر کے ان علاقوں میں جانے کے لئے تیار نہیں جہاں مکانوں کو مکینوں کے ساتھ جلا دیا گیا۔ جہاں مسلمان عورتیں چھتوں پر چڑھ کے چھلانگ لگاتی ہیں کہ ان کی عزت کو خطرہ ہے۔

آج کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ مسلمانوں کے ساتھ فلسطین میں کیا ہو رہا ہے؟ مسلمان کیوں فلسطین سے باہر کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہوئے ہیں۔

کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ جیلوں میں مسلمان عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ کوئی نام نہاد تنظیم یہ سوچنے کے لئے تیار نہیں۔

میرے دوستو! اللہ پاک نے ہمیں ایسی چیز دی تھی کہ جس چیز کو اگر ہم اپنے سینے سے لگائے رکھتے تو کافر کبھی ہمارا سامنا کرنے کی جرأت نہ کر سکتا، کافر ہمارا غلام بن کے رہتا۔

وہ عمل جو اللہ پاک نے ہمیں دیا تھا وہ عمل جہاد کا عمل تھا۔ یہ عمل اللہ پاک نے

سمانوں سے اتارا اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر آسمان سے مدد اتاری فرشتوں کے ذریعے اور پ کو حکم دیا کہ آپ اللہ کے رستے میں نکل کے خود قتال کیجئے اور اپنے صحابہ کرامؓ کو قتال پر ھاریئے!

چنانچہ حضرت حنظلہؓ فرض غسل اور پہلی رات کی بیوی چھوڑ کے میدان میں نظر ئے۔

حضرت عمرو بن جموحؓ لنگڑی ٹانگ کے ساتھ میدان میں نظر آئے۔

معاذؓ، معوذؓ جیسے معصوم بچے بھی میدان کے اندر نظر آئے۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ مکہ کے شہزادے میدان جہاد میں آدھا کفن پہن کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

بہن حضرت حمزہؓ کے ٹکڑے جمع کر رہی ہیں۔

حضرت صفیہؓ اپنے بیٹے حضرت زبیرؓ کو آگے ہی آگے دوڑاتی چلی جا رہی ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ جیسے مفسر بھی میدان میں نکلے۔

حضرت ابن مسعودؓ جیسے فقیہہ بھی میدان میں نکلے۔

حضرت ابی ابن کعبؓ جیسے قراء بھی میدان میں نکلے۔

حضرت کعب بن مالکؓ جیسے شاعر بھی میدان میں نکلے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ جیسے ادیب بھی میدانوں میں نکلے۔

حضرت طلحہؓ، زبیرؓ جیسے جوان مرد بھی میدانوں میں نکلے۔

حضرت ابو بکرؓ جیسے صدیق بھی میدانوں میں نکلے۔

حضرت فاروق اعظمؓ جیسے عادل بھی میدانوں میں نکلے۔

حضرت عثمانؓ جیسے غنی بھی میدانوں کے اندر نکلے۔

حضرت عمرو بن جموحؓ جیسے معذور بھی انہی میدانوں کے اندر نظر آئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جیسے تاجر بھی میدانوں میں نظر آئے۔

حضرت بلال حبشیؓ جیسے غلام بھی انہی میدانوں میں نظر آئے۔

حضرت اسامہؓ بن زید جیسے جوان بھی انہی میدانوں میں نظر آئے۔

حضرت زید بن حارثہؓ (رسول اللہ ﷺ کے منہ بولے بیٹے) بھی انہی میدانوں میں نظر آئے۔

حضرت جلیبیبؓ جیسے آدمی اپنی شادی چھوڑ کے (کہ اسی رات نکاح ہونے والا ہے) میدان میں آتے نظر آئے۔

اے اللہ کے نبی! آپ ان کو ایسی ترغیب دیجئے کہ ان کی عورتیں بھی میدانوں میں نظر آئیں ان کے مرد بھی میدانوں میں نظر آئیں اور ان کو اُحد کے پہاڑ سے جنت کی خوشبو آنا شروع ہو جائے۔

مگر آج لوگ کہتے ہیں جہاد بند ہو جائے گا مجاہدین کی باتیں سناتے ہیں کہ آپس میں لڑ پڑے۔ افغان مجاہدین کو یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔

سوچتے ہیں جہاد پر اثر پڑے گا۔ اللہ کی قسم اگر جہاد کسی کتاب میں لکھا ہوا کوئی قصہ ہوتا تو بند ہو جاتا۔ جہاد کسی کا خواب ہوتا تو بند ہو جاتا۔ اس جہاد میں جب رسول اللہ ﷺ کا خون شامل ہو گیا اب یہ جہاد بند نہیں ہو سکے گا۔ اگر جہاد کے بغیر دین کی حفاظت یا تکمیل ہوتی تو اللہ رب العزت اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کا خون اس رستے پر بہانا گوارا نہ کرتے۔

لیکن جب میرے نبی ﷺ کا خون اس رستے پر گر گیا اور اللہ کے نبی خود اس رستے میں نکلے اب بات سمجھ میں آگئی کہ جہاد کے بغیر کوئی گزارا نہیں جہاد کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اسی لئے حضرات صحابہ کرامؓ کی پوری زندگی جہاد میں گزری۔

جب مدینہ منورہ میں جہاد فرض ہوا تو صحابہ کرامؓ نکل کھڑے ہوئے اور عمر اسی فریضے کی تکمیل میں گذار دی۔

وقت کم ہے ورنہ میں تفصیل سے افغانستان کے حالات اور دوسری چیزیں بتاتا۔

افسوس یہ ہے کہ آج مسلمان "بی بی سی" کی خبریں سن لیتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ ہمارا فریضہ کیا ہے۔ "سی این این" کی رپورٹ دیکھ لیتے ہیں اور سوچنے لگتے ہیں کہ افغان مجاہدین تو آپس میں لڑ پڑے اور تباہ ہوگئے، ختم ہوگئے۔ جیسا میں نے کل ایک جگہ عرض کیا کہ ایک آدمی نے دوسرے کو تھپڑ مارا تو اتنا زور سے مارا کہ اس کا منہ سرخ ہو گیا کان سوج گئے اور منہ سے خون نکلنے لگا۔ تو اب اس کو شرم آئی کہ میں نے تھپڑ تو کھالیا منہ بھی سوج گیا اور مار بھی نہیں سکتا اب اپنی شکست کا بدلہ کس طرح سے لوں۔ تو اس نے تالیاں بجانا شروع کردیں کہ دیکھو مارنے والے کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ کسی نے کہا کہ پاگل ہے اپنے سوجے ہوئے منہ کو نہیں دیکھ رہا سامنے والے کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہے۔

کافروں کو افغانستان میں اتنی عبرتناک شکست ہوئی کہ جس کا ہمیں تصور بھی نہیں۔ مجاہدین یہ تو سوچتے تھے کہ انشاء اللہ روس نکل جائے گا لیکن یہ نہیں سوچا تھا کہ دنیا کے نقشے پر سوویت یونین نام کی کوئی چیز بھی باقی نہیں رہے گی۔ آج پوری دنیا تلاش کرے سوویت یونین نام کا کوئی جانور بھی نہیں ملے گا جسے کسی چڑیا گھر میں رکھیں۔ وہی جنہوں نے اللہ کا جنازہ نکالا تھا بخارا کی سرزمین میں ان کا اپنا جنازہ نکل گیا۔ جنہوں نے کہا تھا لینن کا نظام سرخیل سے ہوتا ہوا پاکستان کی سرزمین پر جائے گا۔ انہوں نے دیکھا مجاہدین نے اس لینن کے نظام کو ایسا تباہ کیا کہ آج لینن کے نظام کو ماسکو میں بھی سر چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی۔

دوسری طرف اسلام پہلے کی طرح سے زندہ و تابندہ ہے۔

اسلام کا ایک مستحب نہیں مٹا اور کمیونزم پورا مٹ گیا۔

اللہ پاک نے ہمیں فتح عطا فرمائی افغانستان میں اذانیں گونج رہی ہیں۔

افغانستان میں عدل و انصاف کے چرچے ہیں۔

افغانستان میں آج ڈاڑھی والے مہذب ہیں۔

افغانستان میں آج پگڑی کی عزت کی جارہی ہے۔

افغانستان میں رسول اللہ ﷺ سب سے بڑی آئیڈیل اور پسندیدہ شخصیت ہیں۔

افغانستان میں لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی کلمہ نہیں بولا جاتا کوئی کفر وہاں پر نہیں پھیلا سکتا۔

اس سے بڑھ کر فتح اور کس چیز کا نام ہوگا۔

آج افغانستان کی برکت سے پوری دنیا میں جہاد ہو رہا ہے دنیا کے پیٹ میں درد ہے۔

مصر میں جہاد ہوتا ہے ٹریننگ افغانستان سے ہے۔

جہاد الجزائر میں ہوتا ہے ٹریننگ افغانستان سے ہے۔

کشمیر میں جہاد ہوتا ہے ٹریننگ افغانستان سے ہے۔

ہندوستان کے اندر دہلی کی جڑوں تک جہاد ہوتا ہے، ٹریننگ افغانستان سے ہے۔

فلپائن مورو کے علاقے میں جہاد ہوتا ہے ٹریننگ افغانستان سے ہے۔

تھائی لینڈ کے علاقے میں جہاد ہوتا ہے ٹریننگ افغانستان سے ہے۔

اب چاروں طرف سے مسلمان کھڑے ہوگئے۔

ہر طرف سے نوجوان جوانیاں دے رہے ہیں۔

شفیق مدنی مدینہ منورہ سے چلا جلال آباد میں جا کے شہید ہوا۔

نور الاسلام کلکتہ ہندوستان سے چلا اور جا کے راغ بیلی کے میدان میں شہید ہوا۔

مفتی ابو عبیدہ بنگلہ دیش سے اٹھتے ہیں اور جا کے خوست کی سرزمین پر شہید ہوتے ہیں۔

نصرت کا ایسا دور آیا کہ کوئی کہیں سے جا کے شہید ہو رہا ہے کوئی کہیں سے۔

آئرلینڈ سے جانے والے تو مسلم افغانستان میں جا کے شہید ہوئے۔

افغانستان میں روسی جرنیلوں نے کہا کہ ہم نے آسمان سے خود گھوڑے اترتے ہوئے دیکھے جو ہمارے اوپر حملہ کیا کرتے تھے۔

افغانستان میں کافروں نے خود کہا کہ ہمارے اوپر آسمانی آگ آئی جس نے ہمیں جلا دیا۔

خود روس کے کافروں نے کہا سانپ اور بچھو مجاہدین کو نہیں کاٹا کرتے تھے لیکن وہی روسیوں کو کاٹ کاٹ کے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا کرتے تھے۔ انہوں نے خود کتابوں میں لکھا کہ ہم نے مسلمانوں کے خدا کو افغانستان کی سرزمین پر دیکھ لیا ہے۔

انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مجاہد پتھر اٹھا کے اللہ اکبر کہہ کے مارتا ہے تو ٹینک تباہ ہو جاتے ہیں۔

انہوں نے خود دیکھ لیا کہ جس مجاہد کو گولی لگتی ہے وہ زبان سے کہتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا۔ اللہ اکبر کا نعرہ لگا کے گرتا ہے اور اس کے خون سے خوشبو آنا شروع ہو جاتی ہے۔ جس خوشبو کو کافروں نے بھی سونگھا۔ جس خوشبو کو مسلمانوں نے بھی سونگھا انہوں نے خود دیکھا کہ تیس (۳۰) مجاہدین تین تین ہزار کے لشکروں کو شکست دے رہے ہیں۔

تیس تیس ہزار لشکروں کو پسپا کر رہے ہیں، روس کے دو ہزار طیارے افغانستان کی مٹی کے ملبے میں مل گئے، پانچ ہزار ٹینک اس کے تباہ ہو گئے کل چالیس لاکھ کمیونسٹ افغانستان کے اندر مردار ہوئے۔

جب وہ تباہ ہو گئے تو پوری دنیا کے میڈیا نے شور مچا دیا کہ افغان مجاہدین آپس میں لڑ پڑے۔

میرے بزرگو اور دوستو! اگر افغانستان میں مجاہدین آپس میں لڑ بھی رہے ہوں تو میرے اور تمہارے اوپر سے جہاد کا فریضہ ساقط نہیں ہوتا۔ جہاد اللہ پاک نے مسلمانوں پر

فرض کیا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ: "جہاد کو ماننا فرض ہے جو نہیں مانے گا کافر ہو گا" بالکل واضح لکھا ہے۔ ہمیں تو افسوس ہوتا ہے مسلمانوں کے ایمان پر، ہم تو مسلمانوں کے ایک ایک گلی کوچے میں الحمدللہ اس نیت سے جاتے ہیں کہ مسلمان کہیں جہاد کی نیت اور ارادے کے بغیر مر نہ جائے۔

وہ فریضہ جس کے لئے اللہ رب العزت نے تقریباً ساڑھے چار سو آیتیں اتاریں، سورتوں کی سورتیں اتاریں، مسلمانوں کو اس کا شعور اور ادراک تک نہیں، مسلمان کے دل میں اس کی نیت اور ارادہ تک نہیں۔

آج پیری مریدی کا زمانہ ہے حضرت صاحب اگر جھاڑو اٹھا کر کمرے کی صفائی شروع کر دیں تو چار مرید شاہینوں کی طرح جھپٹیں گے حضرت آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟

حضرت فرماتے ہیں نہیں نہیں میں نے خود دینا ہے جھاڑو۔ نہیں حضرت یہ نہیں ہو سکتا، ہماری جان چلے جائے گی آپ جھاڑو نہیں دے سکتے، حضرت کو جوتا نہیں اٹھانے دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھائی کوئی امتی آگے بڑھ کر تلوار اٹھانے کے لئے تیار نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں لی ہوئی تلوار نہیں اٹھاتے۔

اللہ کے نبی ﷺ جب دنیا سے گئے ہیں تو اپنے ورثے میں یا علم چھوڑا یا تلوار چھوڑی۔

بخاری شریف اٹھا کے دیکھ لیں اللہ کے نبی ﷺ اسلحہ سے کتنی محبت کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرامؓ اسلحہ اپنے تکیے کے ساتھ رکھ کر سوتے تھے۔ نیند نہیں آتی تھی بغیر اسلحہ کے کہ یہ اسلام کے تحفظ کا نشان ہے۔ کیوں کہ آسمان سے اللہ کہہ رہا تھا جس کا مفہوم یہ ہے، ارے اپنے آپ کو مضبوط کر کے رہنا ان کافروں کے لئے اپنے آپ کو تیار کرتے رہنا۔ اللہ پاک فرما رہے ہیں: "یہ کافر چاہتے ہیں کہ تم اپنے اسلحے سے غافل ہو جاؤ تاکہ یہ تم پر حملہ کریں اور تمہیں ختم کریں"۔

آج ہم اپنے اسلحے سے غافل ہو گئے آج اسلحہ غنڈہ گردی کا نشان ہے۔ اگر کوئی عالم اسلحہ اٹھا لے تو اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ کوئی عالم ورزش کرتے ہیں دوڑتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب خراب ہو گئے۔ حضرت عمر فاروقؓ مسجد میں امامت کرانے کے بعد مسجد نبوی سے دوڑ کے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔

اسلام نزاکت نہیں سکھاتا اسلام شجاعت سکھاتا ہے۔ اسلام بہادری کا مذہب ہے۔ اسلام وہ دین ہے جس میں اللہ کے نبی ﷺ جب رات کو یہ دعا کرتے تھے یا اللہ! مجھے کفر سے بچا مجھے نفاق سے بچا تو یہ بھی دعا کرتے تھے یا اللہ! مجھے بزدلی سے بچا یا اللہ! مجھے بزدلی سے بچا مجھے بخل سے بچا۔

جہاد نہیں ہوگا تو نہ تم رہو گے نہ تمہارا دین رہے گا کوئی چیز تمہارے پاس باقی نہیں رہے گی۔ یہاں تک کہ تمہاری عزت اور نام و نشان مٹ جائے گا۔

آج کافر ہر غلاظت کر رہے ہیں۔ دنیا کو ایڈز سے انہوں نے گندا کر دیا، اسلحہ سے حکومت کر رہے ہیں۔ اور ہم ایمان والے ہونے کے باوجود مسلمان چور۔ مسلمان ہیروئن کا کاروبار کرنے والے۔ مسلمان ڈرگ مافیا۔ فلاں ملک میں پاکستان والوں کے لئے ویزہ بند فلاں ملک میں فلاں مسلمانوں کے لئے ویزہ بند۔

جب جہاد کو چھوڑا تو آج ہماری یہ حالت ہے کہ دنیا میں نہ ہماری کوئی شخصیت ہے نہ دنیا میں ہمارا کوئی نام ہے۔ یہی کافر جو ہمارے جوتے صاف کر کے زندگی گزارتے تھے آج ہم ان کے جوتے صاف کرتے ہیں۔

میرے محترم دوستو! کچھ چیزیں اپنے ذہن میں بٹھا لیجئے:

پہلی چیز یہ ہے کہ جہاد کو ماننا فرض ہے۔ ہر مسلمان جہاد کو اسی طرح سے مانے جس طرح مسلمان نماز کو مانتا ہے، روزے کو مانتا ہے اور زکوٰۃ کو مانتا ہے۔ کسی کے کہنے اور دبانے سے جہاد کا انکار ہماری زبان سے نہ نکلے ورنہ ایمان کا خطرہ ہے۔ یہ نہ کہیں کہ جہاد کو ماننے کے

لئے کسی چیز کا ہونا ضروری ہے حدیث پاک سنئے تفسیر ابن کثیر میں بھی ہے اور سنن کبریٰ میں بھی ہے۔ ایک صحابیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! کہ اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے بیعت فرمالیجئے!

نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں اللہ کا نبی ہوں۔ اور تم نماز پڑھو گے، روزہ رکھو گے اور زکوٰۃ دو گے اور جہاد کرو گے۔ اس آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں تمام چیزوں پر بیعت کرتا ہوں مگر دو کام مجھ سے نہیں ہو سکتے۔ ایک زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ کیوں کہ میرے پاس تو مال ہی نہیں ہے میں کہاں سے زکوٰۃ دوں۔ اور دوسرے جہاد نہیں کر سکتا اس لئے کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ جب مسلمان جہاد میں نکلے اور پھر پیٹھ پھیر کے بھاگ جائے تو اللہ کا غضب اس پر نازل ہوتا ہے۔ میرا ایمان تو ابھی نیا نیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں پیٹھ پھیر کے بھاگ جاؤں کمزور ایمان ہے تو یہ دو چیزیں میں نہیں کر سکتا۔

بظاہر تو اس کی دلیل مضبوط تھی۔ ہمارے پاس تو ایسے بے شمار دلائل ہیں جہاد سے بچنے کے لئے۔ حقیقت میں ہم اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں کہ جب کافر کنڈی کھٹکھٹائے گا کہ آگیا ہوں اور تمہاری جان بھی لوں گا تمہارا ایمان بھی لوں گا، ورنہ جہاد کے فرض ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی تمام شرائط پوری ہو چکی ہیں۔

دلائل ان صحابیؓ کے مضبوط تھے مگر اللہ کے نبی ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور عجیب بات سمجھائی، فرمایا: کہ نہ تو جان خرچ کرے گا نہ مال خرچ کرے گا جنت میں کس چیز سے جائے گا۔

دین تو قربانی کا نام ہے دین اس چیز کا نام نہیں ہے کہ اللہ کے نام پر لو، دین تو اس کا نام ہے کہ اللہ کے نام پر دو اور دینے کے لئے دو ہی چیزیں ہیں ایک جان ہے اور ایک مال ہے۔ نہ تو زکوٰۃ دے کے مال قربان کرے گا اور نہ تو جہاد کر کے جان قربان کرے گا بتا جنت میں

کیسے جائے گا تو فوراً وہ صحابی سمجھ گئے ان کے دل میں ایمان بیٹھ گیا۔ کہنے لگے کہ اللہ کے نبی ﷺ میں ان تمام چیزوں پر بیعت کرتا ہوں۔ فرمایا کہ اب تیرا ایمان مکمل ہو گیا۔

تو جہاد کو ماننا اسی طرح ضروری ہے کہ جس طرح دین کے دوسرے احکام و آداب اور اسلامی فرائض کو ماننا ضروری ہے۔

اگر کوئی آدمی جہاد کو نہیں مانتا اور وہ جہاد کا انکار کرتا ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا نعوذ باللہ من ذالک۔ اللہ کے قرآن کی ایک آیت کا انکار کرنا کفر ہے تو قرآن کے اتنے بڑے حصے کا انکار کرنا کیسا ہوگا؟

تیسری چیز ہے دوستو! جہاد کرو! نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں، اے نوجوانو! آج اسرائیل کے نوجوان اپنے ہاتھوں میں اسلحہ تھام کر ہمیں ختم کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ وہ ہمارے سروں سے کھیلتے ہیں فٹبال سے نہیں کھیلتے۔ وہ ہماری عزتوں سے کھیلتے ہیں کرکٹ بال سے نہیں کھیلتے۔ آج مسلمان کرکٹ میں ورلڈ چیمپئن ہیں اور میدان جہاد میں اُن کی کوئی حیثیت نہیں اور اسرائیل کا ایک چھوٹا سا بچہ اینٹی ائر کرافٹ چلانا جانتا ہے۔

نوجوانو! آج نبی اقدس ﷺ کے دین کے لئے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ اُحد کے میدان میں جب اللہ کے نبی ﷺ کھڑے تھے اور کافروں کے جھگھٹے ان پر حملہ کر رہے تھے تو فرمایا کون ہے جو آج ان کو مجھ سے دور کرے کل جنت میں میں اس کا ہاتھ پکڑ کے لے جاؤں گا۔ سات نوجوان جن کی ابلتی ہوئی جوانیاں تھیں آگے بڑھے اور ان کافروں کو پیچھے دھکیل دیا اور خود شہید ہو گئے۔ آج اللہ کے رسول کے دین کا یہی حال ہے۔ کافر حملہ کر رہے ہیں آج نوجوانوں کی ضرورت ہے کہ میدان میں نکلیں۔

آج ہم کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر کے کتنے خوش ہوتے ہیں اور خوش ہونا بھی چاہئے۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ: جس نے اپنے ہاتھ میں تلوار اٹھالی اس نے اللہ سے بیعت کر لی۔ اس نے اللہ سے بیعت کر لی اس کا اللہ سے معاہدہ ہو گیا۔ اب اللہ اس کی

دعاؤں کو ایسے سنے گا جس طرح انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اللہ پاک اس کے مقامات کو اتنا اونچا کر دے گا کہ اس کے پاؤں کی مٹی جہنم کی آگ حرام ہونے کا ذریعہ بن جائے گی۔

اے نوجوان دوستو! مجھے اور آپ کو کافر بنانے کے لئے تمام طریقے آزما لئے گئے، ہمارے رستے میں فحاشی اور منکرات کو عام کر دیا گیا۔ کافروں نے اپنی بیٹیوں اور عورتوں کو ہم پر مسلط کیا کہ ہمیں اللہ کے دین سے دور کر دیں آج میری اور تمہاری جوانی کی موجودگی میں مسجد اقصیٰ کو چھین لیا گیا ہے، اگر اب بھی ہماری جوانی دین اور اسلام کے تحفظ کیلئے قربان نہیں ہوتی تو آخر پھر یہ جوانی کس کام کی؟

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ تمام کو دین اسلام کیلئے جوانیاں قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ ربّ العالمین

..............☆☆☆..............

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایمان والوں کی فتح

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعلنا من لدنک ولیا واجعلنا من لدنک نصیرا٥ (النساء: ۷۵)

ترجمہ: اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو دعاء کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس بستی سے باہر نکال دے جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لئے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لئے غیب سے کسی مددگار کو بھیجئے!

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا٭

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن مومن کیلئے مثل دیوار کے ہے کہ دیوار کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: المسلم اخو المسلم لایظلمہ ولایسلمہ٭

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے کسی ظالم کے سپرد کرتا ہے۔

آہ! بابری مسجد:

میرے غیور مسلمان بھائیو، بزرگو اور دوستو! ۱۹۹۲ء کا سال، دسمبر کا ٹھنڈا مہینہ اور اس مہینے کی ۶ تاریخ، جب کافروں نے ہمارا امتحان لینے کی کوشش کی تھی۔ لاکھوں مشرک اپنے بتوں کا نام لیتے ہوئے، اسلام کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے اور مسلمانوں کی غیرت کو للکارتے ہوئے ''اجودھیا'' کی ''بابری مسجد'' کیطرف بڑھ رہے تھے، عالم اسلام پر سکتہ طاری تھا، کسی کو کوئی خبر نہیں تھی کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور کوئی گھٹ گھٹ کر، سسک سسک کر رو رہا تھا۔ بالآخر آسمان نے وہ نظارہ دیکھا اور زمین نے بھی وہ منظر دیکھا کہ ایک ارب، بائیس کروڑ مسلمانوں کی موجودگی میں مشرک ہندوؤں نے ساڑھے پانچ سو سال سے بنی ہوئی بابری مسجد کو شہید کر دیا۔

بابری مسجد کی شہادت سے مشرک مسلمانوں کا امتحان لے رہے تھے کہ مسلمان کیا کرتے ہیں؟ مسلمان حکومتیں کیا کرتی ہیں؟ مسلمان عوام کیا کرتے ہیں؟ وہ ہندوستان جو کشمیر میں پہلے ہی سے خون کی ہولی کھیل رہا تھا، وہ ہندوستان جس نے پاکستان کے دو ٹکڑے کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا، وہ ہندوستان جس کے ایجنڈے میں لکھا ہوا ہے کہ ہم اکھنڈ بھارت (متحدہ بھارت) بنائیں گے اور پاکستان پر بھی بھارت کا جھنڈا لہرائیں گے۔ ہندوستان نے یہ آخری وار کیا تھا اور یہ وار آئندہ بہت سارے واروں کا آغاز تھا۔

بابری مسجد گرا کر انہوں نے دیکھا کہ کوئی فوج ہماری طرف نہیں بڑھی، انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا کوئی لشکر ہم پر نہیں ٹوٹا، انہوں نے دیکھا کہ مسلمان رو تو رہے ہیں مگر کچھ کر نہیں

سکتے تو اگلے دن ایڈوانی نے اعلان کر دیا کہ اب تین ہزار اور مسجدیں گراؤں گا۔ وہ سوچتے تھے کہ پہلے ہندوستان میں بنی ہوئی مسجدیں گرائیں گے اور پھر اس کے بعد پاکستان کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے جو ایک مقدس ملک دیا ہے اس کی طرف وہ اپنا ہاتھ بڑھائیں گے۔

میرے عزیز دوستو! اس دردناک منظر اور ان دردناک حالات میں ایک کمزور سا انسان، ایک نہتا انسان کبھی کراچی کی کسی مسجد میں کھڑے ہو کر چیختا تھا، کبھی سندھ کے علاقے میں جا کر شور مچاتا تھا، کبھی علماء کے پاس جا کے جھولیاں اٹھا اٹھا کر ان کی منتیں کرتا تھا اور کبھی افغان مجاہدین کے پاس جا کر انہیں اسلام کی دہائی دیتا تھا۔

اس کمزور سے انسان نے اپنے ربّ کے بھروسے پر اسی کراچی کی سرزمین میں اپنے سے بہت زیادہ طاقتور نظر آنے والے لال کرشن ایڈوانی کو چیلنج کر دیا اور کہا کہ ایڈوانی! اب تو ہماری مسجدیں نہیں گرا سکے گا، ایڈوانی! تو تین ہزار تو کیا، تین مسجدیں بھی نہیں گرا سکے گا، ایڈوانی! تو ان تین ہزار مسجدوں کی بات کرتا ہے ہم بابری مسجد بھی تجھ سے چھین لیں گے، ہم کشمیر بھی تجھ سے چھینیں گے۔

بابری مسجد! ہم شرمندہ ہیں:

یہ کمزور سا نہتا انسان در در کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا تھا، ہر ایک کی منتیں کرتا پھر رہا تھا اور ایک ایک کے پاس جا کر جھولی پھیلاتا تھا اور کہتا پھر رہا تھا:

''بچاؤ بابری مسجد کو، ہائے بابری مسجد......!!! ہائے بابری مسجد......!!!''

وہ یہ صدائیں دیتا دیتا بالآخر بابری مسجد کے پاس جا پہنچا، مجھے وہ دن یاد ہے جب میں وہاں کھڑا ہوا تھا اور میرے سامنے بابری مسجد کا ٹوٹا ہوا ڈھانچہ تھا اور میں غصے سے اپنا پاؤں زمین پر مار کر انڈیا کی خاک اڑا رہا تھا اور میں کہہ رہا تھا......

اے بابری مسجد! ہم شرمندہ ہیں
اے بابری مسجد! ہم نادم ہیں
ہم تمہیں کھڑا کر کے دم لیں گے
تو ہماری عظمت کا نشان تھی

یہ نہتا اور کمزور انسان کشمیر پہنچا، لال کرشن ایڈوانی کی فوج نے اسے گرفتار کر لیا اور علماء

سے کہنے لگا کہ کہاں ہے وہ تمہارا شور مچانے والا؟ کہاں ہے وہ تمہارا بابری مسجد کے لئے چیخنے والا؟ کہاں گیا وہ ''ہائے بابری مسجد......!!! ہائے بابری مسجد......!!!'' کرنے والا؟ علماء نے کہا کہ ہم اسے بھی تجھ سے چھڑائیں گے اور بابری مسجد کو بھی چھڑائیں گے۔ بالآخر چھ سال چوبیس دن انڈیا میں قید کاٹنے کے بعد انڈیا کا وزیر خارجہ اس نہتے انسان کو طالبان کی امارت اسلامیہ کے حوالے کر کے کہتا ہے:

''اس مولانا کو واپس لے لو! اب ہم اسے اپنی جیلوں میں رکھنے کے قابل نہیں رہے''

ایڈوانی! میں پھر آگیا ہوں:

میرے عزیز دوستو! آج میں پھر آپ میں موجود ہوں اور آپ کو گواہ بنا کر پھر لال کرشن ایڈوانی سے کہہ رہا ہوں:

''ایڈوانی! میں پھر آ گیا ہوں......!!! ایڈوانی! میں پھر آ گیا ہوں......!!!

اس وقت تو دنیا میں امارتِ اسلامی بھی قائم ہو چکی ہے، تم جس اسلام کو مٹانا چاہتے تھے اب وہ بہت بلندیوں پر پہنچ چکا ہے۔ میں تو علماء کا ایک ادنیٰ سا فرد ہوں تم نے ہمارے اصل اسلاف تو دیکھے ہی نہیں۔ ایڈوانی! جس طرح میرے نوجوان، میرے مجاہد ساتھی، میرے پیارے ساتھی، میرے پیارے مفتیءِ اعظم، میرے علماء اور میرے اکابر مجھے تجھ سے چھین کر لائے ہیں، ایڈوانی! میں تجھ سے اسی طرح بابری مسجد اور کشمیر چھین کر دم لوں گا۔ انشاء اللہ!......

انڈیا والو! ہم نے اب تمہیں بہت قریب سے دیکھ لیا ہے
انڈیا والو! اب ہم نے تمہاری گردن اور شہ رگ کو بھی ناپ لیا ہے
انڈیا والو! باز آ جاؤ! مسلمانوں کا خون بہانے سے
انڈیا والو! دنیا میں ایک مہذب ملک بن کے رہو

انڈیا والو! تم صرف پاکستان اور آئی ایس آئی پر الزام لگا کر خوش ہو جاتے ہو، تمہاری موت کا سرٹیفکیٹ تو کہیں اور چھپتا ہے، تمہاری موت کا اعلان تو کہیں اور سے ہوتا ہے۔

انڈیا والو! تم مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے کو نہیں سمجھ سکتے، تمہیں تو صرف طالبان

اور پاکستان نظر آتے ہیں جبکہ میرے آقا، میرے مولیٰ، میرے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں جو رشتہ قائم کر کے گئے ہیں اس کو تم نہیں سمجھ سکتے۔ اس رشتے کی قدر تم نہیں پہچان سکتے۔ میں مسلمانوں کا ایک ادنیٰ سا فرد تھا میں جب جیل میں تھا کتنے مسلمانوں کی نیندیں حرام ہو گئیں، کتنے بزرگوں کی نیندیں حرام ہو گئیں، مسلمان میری رہائی کے لئے کتنے پریشان تھے۔

مسلمانو! تمہیں یاد ہوگا کہ وہ کون کون سے ایکشن تھے جو ان نوجوان مجاہدین نے ہندوؤں کے خلاف نہیں کیے؟ مجھے وہ اٹھارہ نوجوان یاد آتے ہیں جنہوں نے مجھ ناچیز کی آزادی کے لئے شہادت کی موت کو تو گلے لگایا مگر دنیا کو یہ بتا گئے کہ:

''ہم اپنے بھائیوں کو کافروں کی قید میں نہیں دیکھ سکتے، ہم تو وہی ہیں جنہوں نے چودہ سو سال پہلے حضرت عثمان ؓ کو قید میں دیکھا تھا تو چودہ سو ہاتھ نبی کے ہاتھوں میں ڈال دیئے تھے، ہم عزت والے لوگ ہیں، عزت سے جینا جانتے ہیں، عزت سے مرنا جانتے ہیں، عزت چھیننا جانتے ہیں، عزت کے ساتھ دنیا میں رہنا جانتے ہیں''

ذلیل مشرکو! پوچھو ان اٹھارہ نوجوانوں سے جنہوں نے اپنا خون دیکر تمہیں بتا دیا ہے کہ تمہاری جیلیں اتنی مضبوط نہیں ہیں، یہ ایک دن ٹوٹ جائیں گی، تمہاری جیلیں ختم ہو جائیں گی، آقاء عربی نے مسلمانوں میں جو رشتہ قائم کیا ہے وہ ہمیشہ غالب ہو کر رہے گا۔

بتوں کا پیشاب پینے والو!

انڈیا والو! تمہیں مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ نہیں، تم صرف کمزوروں کو لاٹھیاں مارنا جانتے ہو۔ میری آواز انڈیا کے ایوانوں تک پہنچے گی، میں کہتا ہوں کہ بزدلوں والی حرکتیں چھوڑ دو! کشمیر کے مسلمانوں پر ظلم کرنا چھوڑ دو! ورنہ تمہاری نسلیں بھی یاد رکھیں گی جب ہم تمہیں صحیح سبق سکھائیں گے۔

جسونت سنگھ بھی کہتا ہے کہ پاکستان نے ہائی جیکنگ کرائی ہے، لال کرشن ایڈوانی بھی یہی کہتا ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں اور سچی بات بتاؤں گا کہ پاکستان میں تو اس ہائی جیکنگ کا کسی کو علم بھی نہیں تھا، تمہاری موت کا پروانہ تو کہیں اور سے چھپتا ہے۔

بتوں کا پیشاب پینے والو! تم کہتے ہو کہ پاکستان ہائی جیکروں کو ہمارے حوالے کرے، تمہاری تیرہ لاکھ فوج کہاں گئی؟ تمہاری خفیہ ایجنسیاں کہاں گئیں؟ ''راء'' کے ایجنٹو بتاؤ! تم ان پانچ آدمیوں کو بھی نہیں پکڑ سکے؟ تم انہیں نہیں پکڑ سکو گے۔ انشاء اللہ!

تم نے ہندوستان کے مسلمانوں کو مغلوب کر کے یہ سمجھ لیا تھا کہ مسلمان مٹ گئے ہیں۔ وہ چنگاریاں دبی راکھ کے اندر موجود ہیں جب وہ بھڑکیں گی تو تمہیں اچھی طرح سبق سکھا دیں گی۔

میں زندہ باد تب بنوں گا:

میرے عزیز دوستو! میرے مسلمان بھائیو! ابھی کام مکمل نہیں ہوا، ہم کس چیز کا جشن منائیں گے؟ ہم کس چیز کی خوشی منائیں گے؟ مجھے لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا استقبال ہونا چاہیے۔ ہاں! اگر آپ کے پاس جوتوں کا ہار ہو تو میرے گلے میں ڈال دو! خدا کے لئے پھولوں کا ہار نہیں ڈالنا! جب تک بابری مسجد مشرکین سے رہا نہیں ہو جاتی۔ اگر تمہارے پاس توے کے ذریعے میرا منہ کالا کرنے کا انتظام ہو تو میرا منہ کالا کر دینا! میرے لئے ''زندہ باد'' کے نعرے نہ لگانا۔

اس زندگی کا کوئی مزہ نہیں جس زندگی کے ہوتے ہوئے کشمیر کے نہتے مسلمانوں پر آگ کی بندوق لٹک رہی ہے۔ میرے لئے ''مردہ باد'' کے نعرے لگاؤ! زندہ باد کے نعرے نہ لگانا، اس لئے کہ......

میں اس دن زندہ باد بنوں گا جب اسلام زندہ ہوگا
میں اس دن زندہ باد بنوں گا جب ایمان زندہ ہوگا
میں اس دن زندہ باد بنوں گا جب دین زندہ ہوگا
میں اس دن زندہ باد بنوں گا جب انڈیا برباد ہوگا
میں اس دن زندہ باد بنوں گا جب کشمیر آزاد ہوگا
میں اس دن زندہ باد بنوں گا جب بابری مسجد دوبارہ چمکے گی
میں اس دن زندہ باد بنوں گا جب اس کے محراب ومنبر سے
''اللہ اکبر...... اللہ اکبر'' کی صدائیں بلند ہوں گی۔

میں اس دن زندہ باد بنوں گا جب کفر مغلوب اور اسلام غالب ہوگا۔

جب مسلمان تاجر کو پتا چلے گا کہ تجوری بھرنا اصل کام نہیں ہے، اس پیسے کے ذریعے کفر کو مغلوب کرنا اور اسلام کو غالب کرنا اصل کام ہے۔

اس وقت میرے لئے تم زندہ باد کا نعرہ لگا دینا جب میری ہر ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے سے پہلے یہ نصیحت کرے گی کہ میرا بیٹا! یہ میرا دودھ تیرے جسم میں ایمانی کرنٹ بن جانا چاہئے، تو بہنوں کو آزاد کرائے گا، تو ماؤں کو آزاد کرائے گا۔

تم میرے لئے کس بات پر زندہ باد کے نعرے لگاتے ہو؟ چیچنیا میں میری بہن برستی آگ میں کھلے آسمان تلے بیٹھی ہوئی ہے۔ روس اس پر بمباری کر رہا ہے، اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں، کس چیز کے لئے زندہ باد کے نعرے لگاتے ہو؟ کوسوو میں ہماری ماؤں کے گلے کاٹ دیئے گئے، ہمارے بچوں کو ذلیل کر دیا گیا، تم کس بات کے نعرے لگاؤ گے؟

خود کو دھوکہ مت دو!

اگر کلنٹن کسی عورت کے ساتھ بدکاری کرتا ہے اور دنیا اس پر طعنہ لگاتی ہے تو وہ دنیا کی توجہ ہٹانے کے لئے افغانستان پر راکٹ داغتا ہے۔ اگر روسی صدر "بورس یلسن" کی حکومت پر کوئی بات آتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے چیچنیا میں موت کا رقص کراتا ہے۔ جہاں کافر ایک دوسرے کو خوش کرنے کے لئے ہمارا خون بہاتے ہوں، ہماری عزتیں لوٹتے ہوں وہاں زندہ باد کے نعرے لگانے سے کیا ملتا ہے؟

خود کو دھوکہ مت دو! ہم دنیا میں آرام کرنے کے لئے نہیں آئے، شادیاں کرنے اور بچے جننے کے لئے نہیں آئے۔ شادیاں کرو! جہاد کے لئے کرو، بچے جنو! جہاد کے لئے جنو! مال کماؤ! جہاد کے لئے کماؤ، بیٹوں کو پالو! جہاد کے لئے پالو۔

جب تک دنیا سے امریکہ کی بدمعاشی ختم نہیں ہو جاتی، انڈیا کی بدمعاشی ختم نہیں ہو جاتی اس وقت تک اپنے اوپر آرام کو حرام کر دو!

ان کے آنسو آپ کے حوالے:

اگر میں رہا ہونے کے بعد اپنی ماں کے پاس جا بیٹھتا اور اپنی بہنوں کے پاس جا بیٹھتا تب کافرو! تم خوش ہوتے، میں ابھی تک ان کے پاس نہیں جا سکا اور میں مچل رہا ہوں کہ میری

چیچنیا والی ماؤں اور بہنوں کا کیا ہوگا؟ مجھے اپنے وہ ساتھی یاد آرہے ہیں جو مجھے جیل سے رخصت کرتے وقت دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے، وہ کہتے تھے کہ چلو جیل میں کوئی بخاری پڑھانے والا تو تھا، کوئی قرآن پڑھانے والا تو تھا، ڈنڈے لگتے تھے ہم سہہ لیتے تھے، دشمن گالیاں دیتے تھے ہم سہہ لیتے تھے، چلو اللہ کا دین تو پڑھ رہے ہیں، ان کے وہ آنسو میں آپ کے حوالے کرتا ہوں، وہ تمہارے بھی بچے ہیں، وہ تمہارے بھی بھائی ہیں۔

اگر پانچ نوجوان انڈیا سے آکر انڈیا کا طیارہ اغواء کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کو چھڑا کر واپس انڈیا پہنچ سکتے ہیں تو مسلمانو! تم بھی ان سے زیادہ کام کر سکتے ہو، میں ان قیدیوں کے آنسو آپ تک پہنچاتا ہوں، میں ان کی امانت آپ تک پہنچاتا ہوں۔ مسلمانو! سوچو تو سہی، کتنا غضب ہے کہ مسلمانوں کو دنیا میں کہیں سر چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی۔

اللہ والوں کا انتقام:

مجھے لوگوں نے کہا کہ تم پاکستان نہ جاؤ، تمہارے لئے پاکستان میں بڑا خطرہ ہے، کیا انڈیا کی کسی جیل سے رہا ہونا پاکستان کے قانون میں جرم ہے؟ پاکستان تو ہمارا مقدس ملک ہے، اس کے ایک ایک چپے کی حفاظت ہم اپنی جان سے کرتے ہیں، ہم پر دنیا کی زمین تنگ کرنے والے زیادہ دیر دنیا میں قائم نہیں رہ سکیں گے۔ وہ امریکہ جس نے اسامہ بن لادن پر زمینیں تنگ کیں اور حرمین شریفین تک اپنی فوجیں پہنچائیں عنقریب اپنے انجام سے دوچار ہو جائے گا۔

لیکن انڈیا! تو تو ہمارا پڑوسی ہے، تیرا پہلا حق ہے، انڈیا کہتا ہے کہ مولانا صاحب کو جانے دو ہم پیچھے انتقام لے لیں گے، اب دیکھتے ہیں کہ یہ اللہ والے مجاہد پہلے انتقام لیتے ہیں یا بتوں کے مشرک پہلے آزماتے ہیں؟

مجاہد قیدیوں کی رہائی:

میرے دوستو! اس وقت مختصر عرض کرتا ہوں، انشاء اللہ! تفصیل سے باتیں بھی ہوں گی، میدانوں میں بھی نکلیں گے اور عنقریب کشمیر کی آزادی کا جشن بھی منائیں گے۔ آپ حضرات نظم وضبط کو قائم رکھیں، یہ مصافحے یہ معانقے ہوتے رہیں گے، جہاد کے میدانوں میں اکٹھے نکلنے کی بات کریں۔ میں اکیلا آیا ہوں مجھے ساتھیوں کی ضرورت ہے جو میرے ساتھ چل کر انڈیا کی تمام جیلوں سے کشمیری حریت پسندوں کو، مجاہدین کرام کو رہا کروا سکیں۔ مجھے ایسے

مجاہدین کی ضرورت ہے جو کشمیر کی آزادی کے لئے جنگ لڑسکیں، جو انڈیا کو سبق سکھاسکیں۔

آپ حضرات اس میدان میں ہمارا ساتھ دیں گے یا نہیں؟ مصافحے کرنے کی بجائے اپنے بازوؤں میں بجلیاں بھرو! دو دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کہو کہ اے اللہ! اب انشاء اللہ! تو ہم سے وہ دیکھے گا کہ جسے دیکھ کر تو بھی خوش ہو جائے گا۔

میرے بھائیو! وہ لوگ جنہیں اپنے مکان بنانے کی فکر ہے انہوں نے لال کرشن ایڈوانی کے اس بیان کو سنجیدگی سے نہیں لیا تھا۔ وہ لوگ جنہیں دنیا میں اپنی کوٹھیاں اور بنگلے بنانے کا شوق ہے ان کے دل پر کوئی آری نہیں چلی تھی لیکن ہم اپنے اکابر کو دیکھ رہے تھے کہ وہ سخت بے چین ہیں کہ دنیا میں ایک ارب بائیس کروڑ مسلمانوں کے باوجود بابری مسجد شہید کر دی گئی تو مزید تین ہزار مساجد بھی گر سکتی تھیں۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر چیلنج کیا، مسجد نبوی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے سامنے بیٹھ کر ہندوستان کے مسلمانوں سے عہد لیا کہ انشاء اللہ! اب کوئی مسجد نہیں گرے گی بلکہ بابری مسجد بھی دوبارہ تعمیر ہو گی۔

غیور مسلمان کا چیلنج:

میں ہندوستان گیا اور وہاں گرفتار ہو گیا، ایڈوانی نے کہا کہ اب کون چیلنج کرے گا؟ وہ چیلنج میں نے تو نہیں دیا تھا، وہ چیلنج تو ایک مسلمان نے دیا تھا، وہ چیلنج کسی ایک فرد کی طرف سے نہیں تھا ایک باغیرت قوم کی طرف سے تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے بعد انڈیا میں کوئی مسجد نہیں گری۔

"وشوا ہندو پریشد" آر۔ایس۔ایس کے ایجنڈے میں لکھا تھا کہ اگلے سال ہی "متھرا" اور "کاشی" ان دونوں جگہوں پر مسجدوں کو گرا کر ان کی جگہ مندر بنائے جائیں گے، الحمدللہ! آج ان دونوں جگہوں کی مسجدوں میں جمعے کی نماز ادا کی جاتی ہے۔

دشمن خوش ہوتا تھا کہ ہم نے اسے پکڑ لیا ہے، ہم کہتے تھے کہ تم نے اسے پکڑ انہیں اپنے سر ایک مصیبت مول لے لی ہے۔ جس طرح دنیا میں کوئی کسی کے گھر میں غلط تعویذ ڈال کر اسے تباہ کرتا ہے میرے بزرگوں نے بھی مجھے انڈیا میں پھینک کر انڈیا کو تباہ کرنا تھا، الحمدللہ! اس سے انڈیا کو بہت نقصان ہوا، میرے اللہ نے مجھے آپ تک دوبارہ پہنچا دیا، میں اپنے شیخ سے ملا،

اپنے مرشد سے ملا اور ان کے ہاتھ چومے۔

وہ کونسی چیز ہے جو انہوں نے ہم سے چھینی؟ انڈیا کی جیلوں میں بیٹھ کر ہم نے ان کے خلاف صفیں تیار کیں، وہاں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ مجاہدین کو منظم کیا جائے، وہاں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ اس کے کلمہ کو بلند کیا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا، جیل کے چاروں طرف انڈیا کے مسلح پہرے ہوتے تھے اور وہاں مجاہدین ہر خوف سے بے خطر ہو کر "نعرۂ تکبیر: اللہ اکبر" کے نعرے لگاتے تھے۔

جب درس قرآن ہوتا تھا تو تین تین سو، چار چار سو مجاہدین قرآن کریم کھول کر آسمان سے اتری ہوئی اس مقدس کتاب کو سنتے اور پڑھتے تھے۔ الحمدللہ! احادیث نبویہ یاد کی جاتی تھیں، کوئی ساتھی ایسا نہیں تھا جسے چالیس مسنون دعائیں اور چالیس احادیث یاد نہ ہوں۔

معرکۂ حق وباطل:

لیکن انڈیا نے اسے اپنی ناک کا مسئلہ بنایا، انہوں نے کہا کہ ہم اسے نہیں چھوڑیں گے، مسلمانوں نے کہا کہ ہم اسے ضرور چھڑوائیں گے، ایڈوانی نے کہا کہ ہم اسے نہیں چھوڑیں گے ہمارے اکابر نے کہا کہ ہم اسے چھڑوائیں گے۔ کفر و اسلام کا یہ معرکہ ہم کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کیونکہ زندگی تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے، جنازہ تو ہر حال میں اٹھنا ہے جیل سے بھی، باہر سے بھی لیکن یہ جنگ دیکھنے میں بڑا لطف آ رہا تھا۔ ایک طرف مفتیٔ اعظم مفتی رشید احمد لدھیانوی دامت برکاتہم لکھ کر بھیجتے ہیں کہ انشاء اللہ! ضرور آؤ گے، محبت کے اشعار لکھ کر بھیجتے ہیں۔ دوسری طرف ایڈوانی برطانیہ کا دورہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم اسے نہیں چھوڑیں گے، امریکہ سے کہتا ہے اسے نہیں چھوڑنا، کینیڈا والوں سے کہتا ہے کہ اسے نہیں چھوڑیں گے۔

یہ مولوی بہت خطرناک ہے کل تک مولوی کو کوئی خطرناک نہیں سمجھتا تھا اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ لوگوں نے مولوی کو خطرناک سمجھنا تو شروع کر دیا ہے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ دنیا کی سب سے زیادہ مسکین قوم مولویوں کی ہے جدھر چاہو ہنکا لو، آج ایک مولوی ملا محمد عمر مجاہد دنیا والوں سے نہیں سنبھل رہا، اس مرد مجاہد نے امریکہ کو لوہے کی لگام لگا دی ہے۔

انڈیا والے کہتے تھے کہ ہم نے اسے نہیں چھوڑنا یہاں مجاہدین کہتے تھے کہ ہم نے اسے چھڑوانا ہے۔ میں کہتا تھا کہ یا اللہ! تیرے بندوں اور تیرے دشمنوں کی جنگ ہے دیکھتے ہیں کیا

ہوتا ہے؟ مجاہدین نے مجھے چھڑوانے کی کوشش کی، اس کوشش میں تقریباً اٹھارہ مجاہد شہید ہوگئے، اللہ رب العالمین ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

ہزاروں لاکھوں مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں نے اپنے جذبات لکھ کر بھیجے کہ ہم آپ کو چھڑوانا چاہتے ہیں کوئی صورت ہو تو ہمیں بتائی جائے، ہم نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آزاد ہونا چاہتے ہیں مگر کسی کو یہ نہیں کہیں گے کہ ہمیں چھڑواؤ، ہم تو کسی کے لئے جہاد کرنے نہیں آئے تھے صرف اللہ کے لئے جہاد کرنے آئے تھے۔

اسلام اور کفر کی یہ جنگ، حق و باطل کا یہ معرکہ کئی دفعہ اٹھا، پانچ بڑی کوشش ہوئیں دوبار جیل کے اندر سرنگ کھودی گئی، اس دوران مشرکین کے بیسیوں لوگ معطل ہوئے، لڑائیاں ہوئیں، جھگڑے ہوئے، ہر پانچویں اور چھٹے مہینے یہ مسئلہ اٹھتا تھا کہ اسے چھوڑا جائے یا نہیں؟ وہ کہتے تھے کہ اس کا جنازہ یہیں جیل سے اٹھے گا۔ ایک مرتبہ طنز کر کے مجھے کچھ افسروں نے کہا کہ ہم تو آپ کو انڈیا کی شہریت دیں گے یعنی آپ کی قبر یہاں بنے گی۔ میں نے کہا کہ میرا اللہ جو چاہے گا وہ کرے گا، اسے ڈراؤ جسے موت سے عشق نہ ہو، ہم تو الحمد للہ! اس موت کو میٹھے شربت سے زیادہ لذیذ سمجھتے ہیں، ہم تو موت کے انتظار اور موت کی تمنا میں جیتے ہیں۔

مندر والے ہار گئے

بہرحال ایمان کا یہ معرکہ چلا اور یہ ہائی جیکنگ کا واقعہ ہوا۔ آپ سب حضرات نے سنا کہ انڈیا کا وزیر خارجہ اپنے نوے کمانڈوز کے ساتھ جہاز میں بٹھا کر مجھے طالبان کے حوالے کر کے واپس چلا گیا چنانچہ حضرت مفتیٔ اعظم جیت گئے اور ایڈوانی ہار گیا، مسجد والے جیت گئے مندر والے ہار گئے، ایمان کے محافظوں کو اللہ تعالیٰ نے عظمت بخشی اور کفر کے پجاری خاک چاٹنے پر مجبور ہوئے اور یہ تا قیامت ہوتا رہے گا، انشاء اللہ تعالیٰ!

۲۱ویں صدی میں داخلہ:

جب تک ہمارے ساتھی جیل میں ہیں، امریکہ کی جیلوں سے لیکر فلسطین اور جموں کی جیلوں تک، ہم خود کو رہا نہیں سمجھ سکتے، ان سب قیدی مجاہدین کو آزاد کرانا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جس نے ایک مسلمان قیدی کو چھڑایا گویا اس نے مجھ محمد ﷺ کو چھڑایا'' ہم نے انشاء اللہ! یہ فضیلت حاصل کرنی ہے اور کافروں کو خاک چٹانی ہے۔

مشرکین نے کہا تھا کہ ہم نئی صدی بڑی خوشی سے منائیں گے، خدا نے انہیں نئی صدی روتے روتے منوائی۔ اٹل بہاری واجپائی کی سالگرہ تھی، چھوٹے منے کی سالگرہ، چھہترویں سالگرہ۔ منہ میں دانت نہیں اور سالگرہ منا رہا تھا، جب طیارہ اغواء ہوا تو کہنے لگا کہ اب سالگرہ نہیں منائیں گے۔ اس کے بعد ''ملینیم'' پروگرام تھا کہ اکیسویں صدی میں باعزت داخلہ ہوگا، باعزت داخلہ یہ ہوا کہ انڈیا کا وزیر داخلہ اکیسویں صدی کی ابتداء میں کابل ائرپورٹ پر کھڑا منتیں کر رہا تھا کہ مجھے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد سے ملاؤ! ملا عمر کہتے ہیں کہ میرے پاس ملاقات کے لئے ٹائم نہیں۔

یہ ہے ان کا اکیسویں صدی میں داخلہ اور یہ ہے ہمارا داخلہ، یہ ہمارے داخلے کی ابتداء ہے، اور انشاء اللہ! انتہا بہت اچھی ہوگی مگر ایمان پر قائم رہنا ہوگا، دین پر قائم رہنا ہوگا، اس دنیاوی زندگی کو عارضی سمجھنا ہوگا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑنا ہوگا، آپس کے اختلافات کو بھلانا ہوگا اور ایک عظیم مقصد کے لئے مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ اگر ہم یہ شرطیں پوری کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے بہت دین کا کام لے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی جہاد کا کام لے، آپ سے بھی اور اتنا کام لے کہ وہ راضی ہوجائے اور جب موت آئے تو ہم بھی اس سے راضی ہوجائیں۔

احد احد کے نعرے:

جب مشرکین بے بسی کے عالم میں بہت کامیابیوں کے دعوے کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے مسئلے پر جس پر ساری دنیا کے کافر متحد تھے انہیں لا کھڑا کیا چنانچہ انہوں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ ہم کسی قیمت پر بھی نہیں جھکیں گے، انکار کرتے تھے کہ نہیں جھکیں گے اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد اپنی ناک زمین پر رگڑ کر ان کا وزیر خارجہ خود، مجھے قندہار طالبان کے حوالے کر کے چلا گیا۔

میں اللہ تبارک تعالیٰ کا اس عظیم نعمت پر شکر اداء کرتا ہوں کہ اس نے عزت اور عافیت کے ساتھ رہائی عطاء فرمائی، کوئی سودے بازی نہیں ہوئی کیونکہ اگر ایمان بیچا جائے اور اپنے نظریات میں کمی اور سستی لائی جائے پھر تو قید لمبی نہیں ہوسکتی لیکن اگر جیل میں بیٹھ کر بھی ''احد احد'' کے نعرے لگائے جائیں، مشرکین کی تکالیف سہ کر بھی اپنے نظریئے کو نہ چھوڑا جائے تو ایسے لوگوں کیلئے رہائی کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنی

نصرت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اسلام کی ایک عظیم فتح:

یہ اسلام کی ایک عظیم الشان فتح ہے۔اور الحمدللہ! اس فتح کا پوری دنیا میں جشن منایا جارہا ہے، جیلوں میں، جیلوں سے باہر اور ہر جگہ خوشی منائی جارہی ہے، وہ مجاہدین جو امریکی پابندیوں کیوجہ سے دربدر ہیں انہیں جب میری رہائی کی خبر ملی تو اپنی کلاشنکوفوں کے منہ کھول دیئے اور دیوانہ وار نعرے اور فائرنگ کر کے اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

اس عظیم خوشی کے موقع پر محبت رکھنے والے دوست احباب تشریف لارہے ہیں، اس محبت کا پورا حق تو ادا نہیں ہورہا، ممکن ہے کہ کسی کی دلشکنی بھی ہوجاتی ہو۔اس سلسلے میں میں آپ حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے مجھے معاف کیجئے گا! کیونکہ اب تو انشاء اللہ! اکٹھے رہنا ہے، اکٹھے محاذوں پر جانا ہے اور ابھی بقیہ قیدی بھی چھڑانے ہیں۔اس کے لئے اب ہم سب کو مل کر کام کرنا ہوگا، دشمن کی جیل میں جو قیدی بند ہیں انہیں کون چھڑائے گا؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے یہ قیمتی افراد، یہ ایمان والے لوگ، انہیں چھڑانے کے لئے آخر ہم ہی نے جانا ہے، انشاء اللہ! اس کے لئے جو محنت ہے وہ شروع ہو چکی ہے اور اب الحمدللہ! یہ محنت چل پڑی ہے۔جس طرح انڈیا نے ناک رگڑ کر ہمیں حوالہ کیا ہے اسی طرح کچھ دنوں بعد وہ کشمیر بھی دینے والا ہے، اس کے بعد جو کچھ ہم انڈیا سے مانگیں گے وہ دیگا اس لئے کہ ہندوستان ہمارا ملک ہے مشرکین کا نہیں۔ہندوستان کبھی ہندوستان تھا ہی نہیں مسلمانوں نے اسے ایک مملکت بنایا تھا اور اسے متحد کیا تھا، انگریز ان ہندوؤں کو ایک پلیٹ میں رکھ کر دے گیا اب وہ نہ ہمیں جینے دیتے ہیں اور نہ ہمارے ملک پاکستان کی سلامتی کا خیال کرتے ہیں۔اب انشاء اللہ! ہم نے انہیں سبق سکھانا ہے۔

میرے عزیز بھائیو! جہاد کے اس مبارک عمل کے بدلے اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا وآخرت کی سعادتیں عطاء فرمارہے ہیں۔ہمیں تھوڑا سا اپنے ظاہری جذبات کو قابو میں رکھنا ہوگا ملاقاتوں کے سلسلے میں آپ حضرات کو جو دقت پیش آرہی ہے اس پر ہم سب معذرت خواہ ہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ دشمن بھی اپنی کوشش میں ہے اور اپنے زخم چاٹ رہا ہے اس لئے کچھ امور کے تحت اور کچھ حالات کیوجہ سے عمومی ملاقات نہیں رکھی گئی۔آج شام دس بجے تراویح کے بعد ہم نے

وقت رکھا ہے، آپ کے ساتھ انشاء اللہ! کچھ تفصیلی گفتگو ہوگی جو حضرات تشریف لانا چاہیں آجائیں۔یہ بھی آپ حضرات کے بار بار اصرار پر ترتیب بنائی گئی ہے ورنہ ارادہ تھا کہ کچھ دنوں بعد آپ حضرات سے بات چیت کی جائے۔تو آج تراویح کے بعد جو حضرات احوال سننا چاہتے ہیں وہ تشریف لائیں، انشاء اللہ! سیر حاصل گفتگو کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو خوشی نصیب فرمائی ہے وہ اس کی تکمیل فرمائے اور زیادہ سے زیادہ جہاد اور دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی
آلہ وصحبہ اجمعین. برحمتک یاارحم الراحمین

اسیر مجاہدین کی حالتِ زار

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم، وعسٰی ان تحبوا شیئا وھو شرلکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون • (البقرہ: ۲۱۶)

ترجمہ: تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ (جہاد) تم پر شاق ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تم کو ناپسند ہو اور وہی تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو اور وہ چیز تمہارے لئے بری ہو۔ اور ہر شے کی حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار، عصابۃ تغزو الھند، و عصابۃ تکون مع عیسی ابن مریم. (نسائی: ج ۲/ ۶۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حرام کر دیا ہے، ایک وہ جماعت جو غزوۂ ہند لڑے گی اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔

مکہ کا مشرک رونے لگا:

بہاولپور کے غیور مسلمانو! ماضی کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو مکہ کے بڑے بڑے مشرک ہاتھوں میں تلواریں لئے ایک گھر کا محاصرہ کئے کھڑے نظر آتے ہیں، فیصلہ ہو چکا ہے کہ آج اس دھرتی پر ایک گناہ کیا جائے گا، ایک ایسا ظلم کیا جائیگا جس ظلم کے بعد دنیا میں ظلم کی جاگیرداری ہوگی۔

ذرا کلیجہ تھام کے سنئے! مکہ کے یہ مشرک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لئے آپ کے گھر کے گرد جمع ہیں، سب نے اپنے ہاتھوں میں تلواریں لی ہوئی ہیں، آقا اپنے گھر کے اندر موجود ہیں، ہر مشرک انتظار میں ہے، بتوں کے پجاری انتظار میں ہیں کہ توحید کو بیان کرنے والا یہ شخص باہر نکلے گا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے مگر میرے رب کی قدرت دیکھئے کہ آقا مدنی اسی وقت گھر سے باہر نکلتے ہیں اور اپنے ہاتھوں میں مٹی لیتے ہیں، مٹی کو ان کے چہروں کی طرف پھینک کر ان کے بیچ سے نکل جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مشرک دیکھتے ہیں مکان خالی ہو چکا ہے آقا مدنی تو مدینہ کی طرف روانہ ہو چکے، مشرک دوبارہ گھر کا محاصرہ کرتے ہیں، غار ثور کو گھیرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہاں بھی ربّ بچا کر لے جاتا ہے۔ دشمن مارنا چاہتا ہے ربّ بچانا چاہتا ہے، یمکرون ویمکر اللہ ''وہ دنیا کی سازشیں لیکر آتے ہیں مگر میرے رب کی تقدیر کے سامنے ان کی سازشیں کیا حیثیت رکھتی تھیں؟'' مکہ کا مشرک رونے لگا، مکہ کا مشرک ماتم کرنے لگا، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم حفاظت کے ساتھ چلے گئے، مکہ میں صف ماتم بچھ گئی......

نہ وہ انہیں پکڑ سکے
نہ وہ انہیں روک سکے
نہ وہ انہیں شہید کر سکے
نہ وہ ان پر کوئی آنچ لا سکے

ہم اسے نہیں چھوڑیں گے!

آج چودہ سو سال کے بعد ایک منظر ہمیں پھر نظر آ رہا ہے، ایڈوانی قسم کھاتا ہے کہ مسعود اظہر کو میں نہیں چھوڑوں گا۔ انڈیا کی حکومت قسم کھاتی ہے کہ ہم اس شخص کو نہیں چھوڑیں گے جس نے ہمیں بابری مسجد پر للکارا، جس نے جہاد کی صدائیں دنیا کو سنائی تھیں جو پاگلوں کی طرح جھولی اٹھائے پھرتا تھا، مسلمانوں کو حی علی الجہاد ....حی علی الجہاد کی دعوت دیتا تھا، اب یہ ہمارے نرغے میں آ چکا ہے ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔ سارے مشرک یہی کہتے تھے کہ تم اسے چھڑانے کی کوششیں کرتے رہو اس کا جنازہ جیل سے نکلے گا، اسے انڈیا کی سرزمین میں دفن ہونا پڑے گا کیونکہ......

ہمارے پاس چودہ لاکھ مسلح فوج ہے
ہمارے پاس بی. ایس. ایف جیسا ایک مضبوط ادارہ ہے
ہمارے پاس "را" جیسی خفیہ طاقتور ایجنسی ہے
ہمارے پاس "راشٹریہ رائفل" جیسا خونخوار ادارہ ہے
ہم ایٹمی طاقت ہیں...... ہم اسے کبھی نہیں چھوڑیں گے
ہمارے پاس ایٹم بم ہے، ہم اسے نہیں چھوڑیں گے

مگر......

پاکستان میں بیٹھا ہوا مسلمان
سعودیہ میں بیٹھا ہوا مسلمان
انگلینڈ میں بیٹھا ہوا مسلمان
دنیا میں ہر ملک کا مسلمان

کہہ رہا تھا کہ ہمارا رب ہمارے اس دوست کو چھڑا کے ضرور لائے گا۔ انڈیا نے کہا

کہ اسے نہیں چھوڑیں گے، ہم ایٹمی پاور ہیں، ہمارے پاس بہت بڑی طاقت ہے۔ مگر وہ جمعہ کا دن تھا، وہ اکتیس دسمبر ۱۹۹۹ء کا دن تھا، آج جیسا ایک دن تھا، اس دن پورے انڈیا پر ماتم طاری تھا۔

انڈیا والو! آج کیوں روتے ہو، تمہارا وزیر خارجہ "جسونت سنگھ" اپنے نوے کمانڈوز کے ساتھ اپنی ایٹمی طاقت پر تھوکتا ہوا، اس غریب انسان کو اٹھا کر ایک ہوائی جہاز میں لاتا ہے اور آ کر کہتا ہے کہ ہم اسے چھوڑنے پر مجبور ہو چکے ہیں، اب ہم اسے انڈیا میں نہیں رکھ سکتے۔

واہ...... میرے اللہ! تو نے چودہ سو سال پہلے میرے آقا مدنی کو مشرکین سے نجات دلائی تھی اور آج چودہ سو سال بعد آقا کے ایک غلام کو نجات دلائی ہے، آج مشرک کہہ رہا ہے کہ ہم ہار گئے مسلمان جیت گئے۔

تلواروں کے سائے تلے:

مشرک کہتے تھے کہ ہم نے اسے بڑی مشکل سے پکڑا ہے، ہم اسے نہیں چھوڑیں گے، کہتے تھے کہ سارے قیدی چھوڑ دیں گے مگر اسے نہیں چھوڑیں گے۔ اس نے کیا جرم کیا ہے کہ تم اسے نہیں چھوڑو گے؟ کہا کہ اس نے دنیا کا سب سے بڑا جرم کیا ہے کہ اس دور میں جہاد کی بات کرتا ہے، میں نے کہا......

یہ جرم تو میں جیل میں بھی کروں گا
یہ جرم تو میں زنجیر پہن کر بھی کروں گا
یہ جرم تو میں تمہاری سنگینوں کے تلے بیٹھ کر بھی کروں گا
یہ جرم تو میں تمہاری بندوقوں کے نیچے بیٹھ کر بھی کروں گا

لیکن دشمن کو یہ بات اس وقت سمجھ میں آئی جب کوٹ بھلوال جیل میں نو سو قیدی مجاہدین میرے سامنے بیٹھے تھے اور میں اسی طرح ان کے سامنے جہاد کی بات کر رہا تھا جس طرح پاکستان میں کیا کرتا تھا۔

جہاد کی دعوت کو روکنے والو! یہ دعوت اس لئے نہیں رک سکتی کہ اس دعوت کے پیچھے شہیدوں کا خون ہے، سورج کی روشنی کو تم روک سکتے ہو تو روک لو! لیکن جہاد کی دعوت کو تم نہیں روک سکو گے، جہاد کی دعوت دینے والوں کو تم نہیں روک سکو گے۔

اے مشرکو! تم نے چھ سال ہماری گرفتاری کا جشن منایا۔ بالآخر تمہیں کہنا پڑا کہ:

''مشرک ہار گیا مسلمان جیت گیا''

اسیر مجاہدین کی حالت زار:

بھاولپور کے غیور مسلمانو! ہمارے پڑوس میں بیٹھا ہوا یہ ظالم مشرک پڑوسی، وہ کونسا ظلم ہے جو مسلمانوں پر نہیں ڈھا رہا؟ وہ کونسا تشدد ہے جو اس نے مسلمانوں پر نہیں کیا؟ یہ گائے کا پجاری، یہ گائے کا پیشاب پینے والا ہندو جسے وہاں کی حکومت مفت میں مل گئی، اس نے اپنی کال کوٹھڑیوں میں مجاہدین کو بند کر کے رکھا ہوا ہے۔

مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی حالتِ زار سنانے کے لئے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اپنے نرم بستروں میں آرام کرنے والو! تمہارے مسلمان بھائی جب ٹارچر سیلوں میں مار کھا کھا کر پانی مانگتے ہیں تو ان کے منہ پر پیشاب کیا جاتا ہے۔

مسلمانو! ایک زمانے میں مسلمانوں کی عزت یہ تھی کہ روم کے بادشاہ کے دربار میں وہاں کے ایک فوجی جرنیل نے ایک مسلمان قیدی کو تھپڑ مار دیا تھا، مسلمان قیدی تھپڑ کھا کر تلملا اٹھا، اس نے اپنے امیر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہیں سے آواز دیکر کہا:

''معاویہ! آپ ہمارے امیر ہیں اور ہمارے چہروں پہ تھپڑ مارے جا رہے ہیں۔ معاویہ! قیامت کے دن اللہ کے سامنے جواب تیار کر کے رکھنا۔''

وہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی جاسوس بیٹھا تھا، فوراً اطلاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے، امیر المومنین نے نیند اپنے اوپر حرام کر دی اور کھانا پینا چھوڑ دیا کہ میں مسلمانوں کا حکمران ہوں، مسلمانوں کا امیر ہوں اور مسلمان کے چہرے پر تھپڑ مارا جا رہا ہے، اس طاقت کا کیا فائدہ؟ جس کے ہوتے ہوئے عزتیں محفوظ نہ ہوں، اس قوت کا کیا فائدہ؟ جس کے ہوتے ہوئے چہرے محفوظ نہ ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کمانڈر کو بلایا اور کہا کہ یہ خزانہ ہے اور یہ اس کی چابیاں ہیں، جاؤ! جتنا کچھ خرچ کر سکتے ہو کرو لیکن وہ رومی جرنیل جس نے مسلمان کو تھپڑ مارا ہے چند دنوں کے اندر میرے دربار میں میرے سامنے حاضر ہونا چاہئے تاکہ اسلام کو بٹا نہ لگے، تاکہ کوئی مشرک یہ فخر نہ کر سکے کہ میں نے مسلمان کو مارا تھا۔

ہم مسلمان ہیں:

کمانڈر نے کشتیاں تیار کروائیں، تحفے لئے، ہدیئے لئے اور سمندر کے راستے تین بار روم کا سفر کیا۔ بالآخر اس موذی جرنیل کو پھنسا کر، گرفتار کر کے زنجیروں میں باندھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر کیا۔ آپ نے اس مسلمان قیدی کو فدیہ دے کر آزاد کروایا اور اسے بلا کر کہا کہ تیرا مجرم تیرے سامنے حاضر ہے تو بھی اس کے چہرے پہ تھپڑ مار کر اپنا بدلہ لے لے، اس مسلمان نے کھڑے ہو کر اس رومی جرنیل کو تھپڑ مارا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس جرنیل سے کہا کہ جا! اب تیری جان بخش رہا ہوں لیکن روم کے بادشاہ کو کہہ دینا......

ہم مسلمان ہیں
ہم ایمان والے ہیں
ہم اللہ کا نام لیتے ہیں
ہم محمد عربی کا کلمہ پڑھتے ہیں
ہم ایک جسم ہیں
ہم ایک جان ہیں
ہمارے خون ایک ہیں
ہمارا نظریہ ایک ہے

اگر ایک مسلمان کے چہرے پر تھپڑ لگے گا تو پوری قوم تجھ سے انتقام لینے کے لئے کھڑی ہو جائے گی۔

رومی جرنیل کے چہرے پہ تھپڑ لگا تو رومی بادشاہ بھی اپنے دربار میں بیٹھا کانپ گیا۔ میرے بھائیو! آج آپ کے جو مجاہد ساتھی گرفتار ہیں ان کے چہروں پر ایک نہیں ہزاروں تھپڑ مارے جاتے ہیں۔

ہمیں جہاد کی دعوت سے روکنے والو! یہ تمہارا کام تھا کہ تم ان قیدیوں کی حفاظت کرتے، یہ تمہاری ذمہ داری اور تمہارا فرض تھا کہ تم ایک ایک مسلمان کی آبرو کی حفاظت کے لئے اور آقاء مدنی کے دین کی حفاظت کے لئے اپنی جان و مال کی قربانی دیتے۔

اودنیا کے بزدل انسانو! مزید کتنے دن زندہ رہ لوگے؟ قبرستان تو آباد ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اپنے گھروں میں امن کی زندگی گزارنے والو! کتنے دن امن سے بیٹھو گے؟ عنقریب یہ امن کی زندگی ختم ہونے والی ہے۔

جہاد کیوں چھوڑیں!:

دنیا کی مصلحتوں سے ڈر کے جہاد کی دعوت کو روکنے والو! مجھ غریب انسان کو دیکھو، چھ سال چوبیس دن دشمن کی قید میں رہ لینے کے بعد آج تمہارے سامنے زندہ کھڑا ہوں......

وہ کونسا ظلم ہے جو ہم پر نہیں ہوا؟

وہ کونسا تشدد ہے جو ہم پر نہیں ہوا؟

وہ کونسا جبر ہے جو ہم پر نہیں ہوا؟

لیکن جب رب بچانے پر آتا ہے کوئی نہیں مار سکتا اور جب رب مارنے پر آتا ہے کوئی نہیں بچا سکتا۔ پھر جہاد کیوں چھوڑیں، اپنا ایمان کیوں چھوڑیں؟ اپنا مشن کیوں چھوڑیں، اپنا نظریہ کیوں چھوڑیں؟

ظالم انڈیا! تو کتنے دن تک یہ ظلم کرتا رہے گا، ظلم کی رات آخر ختم ہو جاتی ہے اور ظلم، ظلم کرنے والوں کی طرف لوٹ جایا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے ملک پہنچا دیا ہے، اپنے بزرگوں میں اور اپنے بھائیوں میں پہنچا دیا ہے۔ الحمدللہ! کراچی سے خیبر تک خوشیاں منائی جارہی ہیں، میری رہائی کی نہیں اسلام کی جیت کی خوشیاں منائی جارہی ہیں۔ میں کیا ہوں؟ میں کچھ بھی نہیں، میری رہائی کی نہیں شرک کی شکست کی خوشی منائی جارہی ہے۔

مسلمانو! کشمیری تمہارے بھائی ہیں:

انڈیا، سن لے! جس طرح اس موقع پہ تجھے شکست ہوئی ہے۔ انشاء اللہ! کشمیر میں بھی تجھے شکست ہونے والی ہے۔

کشمیر کا جہاد خالص شرعی اور خالص ایمانی جہاد ہے، آج کشمیر میں جو جدوجہد ہو رہی ہے اس کے بارے میں ہمارا نظریہ بالکل واضح ہے کہ کشمیر پاکستان کا حصہ ہے، کشمیر کے مسلمان پاکستان سے ملنے کے لئے تڑپ رہے ہیں لیکن ظالم انڈیا ہر دن وہاں اپنی فوج بڑھاتا چلا جارہا ہے۔

او پاکستان کے مسلمانو! کشمیری تمہارے بھائی ہیں، جو ظلم وستم ان پر ڈھایا جارہا ہے حقیقت میں آسمان جب اس ظلم وستم کو دیکھتا ہے تو وہ بھی رو پڑتا ہے۔ چند دن پہلے جب میں جموں کی جیل میں تھا انڈیا آرمی کے ایک دستے نے ''راجوری'' کے علاقے میں ایک مسلمان خاندان پر حملہ کیا، ان مسلمانوں کا جرم یہ تھا کہ اگر کوئی مجاہد ان کے گھر میں آتا تھا تو وہ اسے کھانا کھلا دیتے تھے، انڈیا آرمی کے درندے وہاں فائرنگ کرتے رہے ان سب خاندان والوں کو شہید کر دیا۔ ایک حاملہ عورت تھی اس کا پیٹ چاک کیا، اس کا بچہ نکال کر ذبح کر دیا۔

مسلمانو! کیا آج اسلام اتنا گر چکا ہے؟ کیا آج اسلام کی عزت اتنی گر چکی ہے کہ آج امت محمدیہ کے افراد کو دنیا میں آنے سے پہلے موت کا پروانہ دیدیا جاتا ہے......

کل تک ہماری جانیں محفوظ تھیں
کل تک ہماری عزتیں محفوظ تھیں
کل تک تو ہم کافروں کی عزتوں کی حفاظت کیا کرتے تھے
آج حاملہ ماؤں کے پیٹ چیرے جارہے ہیں
صرف ہماری سستی کی وجہ سے
صرف ہماری بزدلی کیوجہ سے
او تجوریاں بھرنے والو! کتنے دن تک
نوٹ گن گن کے پاگل ہوتے رہو گے۔
بتاؤ تو سہی! ان نوٹوں نے تمہیں کیا دیا ہے؟
ان نوٹوں نے مسلمانوں کو کیا دیا ہے؟
امن امن کی بات کرنے والو!
ہم پر تو ہر وقت جنگ مسلط کیجارہی ہے
ہمارا یہ مقدس ملک دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا
آج بھی اس کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں
آج بھی ''را'' کے ایجنڈے میں لکھا ہے کہ
پاکستان کو چھین لیں گے

پاکستان کو ہم تباہ کر دیں گے

مسلمانو! توبہ کرو بزدلی سے

مسلمانو! توبہ کرو مال کی محبت سے

مسلمانو! توبہ کرو منافقت سے

مسلمانو! توبہ نہیں کرو گے تو پھر

"تمہاری داستان بھی نہیں ہوگی داستانوں میں"

میں دوٹوک بات کہتا ہوں اور صاف صاف کہتا ہوں کہ اس ملک کی حفاظت ہم پر فرض ہے، کشمیر کو چھیننا ہم پر فرض ہے۔ میرے بھائیو! جس دھرتی پہ اذان ہوتی ہو وہاں کافروں کو حکومت کرنے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔

پاک سرزمین:

جب پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے تو اس وقت کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلک بلک کر رو رہے ہیں، آقاء مدنی کو ٹھیس پہنچی کہ ایک ملک جو اسلام کے نام پہ بنا تھا آج وہ بھی مسلمانوں سے چھینا جا رہا ہے، اس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کئے جا رہے ہیں، پاکستان میں رہتے ہوئے ہمیں پاکستان کی قدر نہیں آتی۔

اگر انڈیا کی کسی جیل میں جاؤ گے تو تمہیں پاکستان ایک مقدس جنت کی طرح نظر آئے گا......

جہاں ایمان ہے

جہاں اسلام ہے

جہاں دین ہے

جہاں جہاد ہے

جہاں غیرت ہے

جہاں ولولہ ہے

چند لوگوں کے خراب ہو جانے سے دھرتی خراب نہیں ہو جاتی، مدینہ میں بھی تو عبداللہ بن ابی منافق رہا کرتا تھا۔

او ہندوؤ، سن لو! پاکستان ایک مسجد ہے اس مسجد کی حفاظت کیلئے ہم اپنی جان دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ!

ہمارے ملک کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنے والوں سے میں کہتا ہوں کہ تمہاری آنکھیں نکال دی جائیں گی، اس مقدس دھرتی نے تو ابھی مکمل ہونا ہے۔ انشاء اللہ! اس میں تو ابھی کشمیر نے شامل ہونا ہے۔

جذبۂ انتقام:

میرے مسلمان بھائیو! آج کراچی سے خیبر تک، سعودیہ سے امریکہ تک خوشی ہی خوشی منائی جا رہی ہے کہ ہمارا ایک مسلمان بھائی مشرکین کی قید سے آزاد ہو گیا ہے، جب ہمارے ایک کروڑ کشمیری مسلمان بھائی آزاد ہوں گے تو کتنی خوشی ہوگی اور انشاء اللہ! عنقریب یہ خوشی مسلمانوں کو ملنے والی ہے۔

انڈیا! تو ہمارا پڑوسی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ تو امن سے رہے لیکن تجھے بھی دہشت گردی چھوڑنی ہوگی، وہ سرکاری دہشت گردی جو تو کشمیر کی سرزمین پر کر رہا ہے تو اگر اسے بند نہیں کریگا تو پھر ہمارے سامنے یہ رونا مت رونا کہ فلاں دہشت گردی ہوگئی اور فلاں دہشت گردی ہوگئی، ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والی قوم ہیں۔ ایک بار انڈیا کے حکمران آئے اور کشمیری مسلمانوں سے کہنے لگے کہ بتاؤ کشمیر کا حل کیا ہے؟......

ہم کشمیر میں سڑکیں بنا دیں گے

ہم یہاں سکول، کالج اور یونیورسٹیاں بنا دیں گے

ہم یہاں نہریں جاری کر دیں گے

ہم یہاں بجلی دے دیں گے

ہم نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں بھکاری نہیں

ان باتوں سے طوائفوں کو تو راضی کیا جا سکتا ہے

ان باتوں سے عورتوں کو تو راضی کیا جا سکتا ہے

مسلمان کے نزدیک مال غلاظت کی طرح ہے

ہم وہ قوم ہیں جو انتقام لئے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکتے

ہم وہ قوم ہیں جو اپنی عزتوں کا سودا نہیں کر سکتے
ہمارے خون کا جو قطرہ گرایا جاتا ہے
ہم اس کا بدلہ لے کر رہتے ہیں
ہماری جب عزت چھینی جاتی ہے
ہم پھر پوری دنیا کی حکومتیں چھین کر
انہیں بے عزت کرنا جانتے ہیں
ہمیں عزت سے رہنے دو!
ہم تمہیں عزت دیں گے
ہمیں امن سے رہنے دو!
ہم تمہیں امن دیں گے

لیکن ہماری طرف غلط نظریں اٹھاؤ! اور پھر یہ تصور کرو کہ سازش کرنے سے کام ہو جائے گا تم احمقوں کی جنت میں رہتے ہو۔

میرے آقا کی پیشینگوئی:

میرے مسلمان بھائیو! آخری بات کہہ رہا ہوں، غور سے سن لیں۔ وہ لوگ جن کا کام میری باتوں کو لکھ کر حکام بالا تک پہنچانا ہے ان سے بھی کہتا ہوں کہ تم بھی مسلمان ہو، یہ قرآن صرف میرے لئے نہیں تمہارے لئے بھی ہے، صرف میں نے قبر میں نہیں جانا تم نے بھی جانا ہے، میں اگر اپنے بوڑھے ماں باپ کو چھوڑ کر کشمیر جا سکتا ہوں تم بھی جا سکتے ہو، جو فرض مجھ پر بنتا ہے تم پر بھی بنتا ہے۔ میری باتیں ضرور لکھو اور ڈٹ کر لکھو، مگر میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ تم سے بھی کہہ رہا ہوں، ان سب سے بھی کہہ رہا ہوں اور اپنے آپ سے بھی کہہ رہا ہوں۔

مسلمانو! کشمیر کا جہاد فرض ہو چکا ہے، انڈیا کے کشمیر میں داخل ہونے کے بعد چونکہ کشمیر پاکستان کا حصہ ہے اس لئے پاکستان والوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے، جہاد فرض ہو جانے کے بعد جو شخص جہاد نہیں کریگا یا مجاہدین کے ساتھ تعاون نہیں کریگا خدا اسے مرنے سے پہلے کسی زوردار مصیبت میں مبتلاء کرے گا، یہ میرے آقا مدنی کا فرمان ہے۔

جو شخص جہاد فرض ہونے کے بعد جہاد نہیں کریگا وہ منافقت کے ایک شعبے پر مریگا......

مسلمانو......!
قبریں کھودی جا چکی ہیں
آج یہ سارا مجمع یہاں بیٹھا ہے
کل یہ سارا کہیں قبرستانوں میں ہوگا
ان کے بعد یہاں کچھ اور لوگ بیٹھے ہوں گے
یہ پیسہ اور مال و دولت سب ختم ہو جائے گا
میں تمہیں کہتا ہوں کہ اللہ کو راضی کرو!
مظلوم مسلمانوں کی مدد کرو!
اپنی جیبیں کھولو! جہاد کے لئے
اپنے ایمان پختہ کرو! جہاد کے لئے
نوجوانو! مسلح ہو جاؤ! اور انڈیا کو بتا دو کہ
اگر تم نے دہشت گردی جاری رکھی تو ہم
تیری دہشت گردی کو توڑنا جانتے ہیں

ہمیں موت سے ڈراتے ہو؟

جب بھی مجاہدین نے ہمیں چھڑانے کی کوشش کی تو کئی لوگوں نے کہا کہ جیل میں آپ کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے، ہم نے کہا کہ الحمد للہ! ہمیں تو خطرہ ہے ہی نہیں، اس لئے کہ جس رب نے یہ جان دی ہے اس جان نے اس کے پاس ہی تو جانا ہے۔

یاد رکھو! جس موت کو تم سب سے بڑی سزا سمجھتے ہو وہ موت تو مسلمان کے نزدیک سب سے بڑی سعادت ہے، مجھے کہا کہ طیارہ اغواء ہو چکا ہے شاید آپ پر کوئی حرف آئے میں نے کہا کہ اگر طیارہ اغواء ہونے کی وجہ سے تم مجھے موت کے گھاٹ اتارو گے تو میں طیارہ اغواء کرنے والوں کا شکریہ اداء کروں گا کہ تم نے مجھے اپنے مالک کے پاس جانے کا راستہ فراہم کیا ہے۔

ہمیں موت سے ڈراتے ہو! ہم تو دن میں کتنے سجدے کر کے اپنے رب کے پاس پہنچے ہوتے ہیں، جس رب کو ہم سجدہ کرتے ہیں اس رب کے پاس جانے سے کیا ہم ڈریں گے؟ تم

جسے ایک مرتبہ سلام کر لیتے ہو اس کے پاس جانے سے تم نہیں ڈرتے، ہم تو ہر وقت کبھی رکوع میں اپنے رب کے سامنے، کبھی سجدے میں اپنے رب کے سامنے، ہم تو دن رات اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں کہ اے مالک! ہماری یہ جان اپنے رستے میں قبول فرمالے!

ہمیں موت سے ڈرانے والو! جب مجاہد کو موت آتی ہے تو وہ موت نہیں ہوتی وہ تو زندگی ہوتی ہے......

جب شہید دنیا سے رخصت ہوتا ہے
آسمانوں پر جشن منایا جاتا ہے
آسمانوں پر شادی کا سا سماں ہوتا ہے
حوریں اتر آتی ہیں، پہلے آسمان پر آکر بیٹھ جاتی ہیں
وہ شہید کو دیکھتی ہیں کہ کب اوپر آئے گا؟
آسمان سے جوڑے لائے جاتے ہیں
آسمان سے لباس لایا جاتا ہے
آسمان سے خوشبوئیں لائی جاتی ہیں

میں تم سب کو جہاد کی دعوت دیتا ہوں:

نوجوانو! شہادت کی موت سے بڑی اور کوئی نعمت نہیں ہے اگر ہمیں شہادت کی موت مل جائے تو اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں......

میں آپ سب کو جہاد کی دعوت دیتا ہوں
عزت و سربلندی کے راستے کی دعوت دیتا ہوں
اس راستے کی دعوت دیتا ہوں جس راستے کی دعوت
اللہ نے آسمان سے ساڑھے چار سو آیات میں دی ہے
اس راستے کی دعوت دیتا ہوں جس میں خود آقا عربی ستائیس بار نکلے ہیں
اس راستے کی دعوت دیتا ہوں جس میں جنت ملتی ہے
جس راستے میں سکھ اور سکون ملتا ہے
جس راستے میں آدمی غلامی کی زنجیروں کو توڑ دیتا ہے

بہاولپور والو! جہاد کرو گے کہ نہیں؟
انڈیا سے لڑو گے کہ نہیں؟
جہاد کرنے نہیں جاؤ گے تو یہاں کسی کے راکٹ گریں گے
جہاد کرنے جاؤ گے تو کسی کے راکٹ ادھر نہیں آسکیں گے
جہاد کرنے نہیں جاؤ گے تو انڈیا پاکستان کو
ہڑپ کرنے کا منصوبہ بنائے بیٹھا ہے
بہاولپور والو! اگر تم نے جہاد کرنے کی نیت کر لی تو
انڈیا آدھا انڈیا چھوڑنے پر راضی ہو جائے گا
اسلئے کہ بنئے کو جان عزیز ہوتی ہے
اور مسلمان کو ایمان عزیز ہوتا ہے
تیار ہو کہ نہیں جہاد میں جانے کے لئے؟
کشمیر جانے کے لئے تیار ہو کہ نہیں؟
کل موت سے ڈر تو نہیں جاؤ گے؟
ڈنڈے اور ہتھکڑی سے ڈرو گے تو نہیں؟
بزدلی تو نہیں دکھاؤ گے؟
کسی بنئے کو پیٹھ تو نہیں دکھاؤ گے؟
کہیں خون دیکھ کر گھبراؤ گے تو نہیں؟

جب تم جہاد میں خون دینے سے نہیں گھبراؤ گے تو خدا تمہارے خون میں مشک کی خوشبو پیدا کر دے گا اور یہ خوشبو جہاں جہاں تک پھیلے گی وہاں غلامی کے طوق ٹوٹ جائیں گے اور وہاں قرآن اور خلافت کا نظام نافذ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ہماری سچی عید کب ہوگی؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ۔من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ.واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ،واشھد ان سیدنا وسندنا وحبیبنا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ.

اما بعد:فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كتب عليكم القتال وهو كره لكم وعسىٰ ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم وعسىٰ ان تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا تعلمون ○ (البقرہ:٢١٦)

ترجمہ:تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ (جہاد) تم پر شاق ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تم کو ناپسند ہو اور وہی تمہارے لئے بہتر ہو۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو اور وہ چیز تمہارے لئے بری ہو۔اور ہر شے کی حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار:عصابۃ تغزو الھند، وعصابۃ تکون مع عیسیٰ ابن مریم۔ (نسائی:ج۲/۶۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ ایک وہ جماعت جو ہندوستان میں جہاد کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔

میرے بزرگو، بھائیو اور دوستو! آج عید کا مبارک دن ہے، پورے عالم اسلام میں مسلمان خوشیاں منا رہے ہیں اور اسلام نے ہمیں اجازت ہی نہیں بلکہ حکم دیا ہے کہ ہم آج خوشی منائیں لیکن آج مسلمانوں کیلئے خوشی کے دروازے بند کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ہماری عید کب ہوگی؟

آج عید کا دن ہے لیکن چیچنیا کے مسلمانوں پر کیا بیت رہی ہے؟ آج کے دن بھی ظالموں

نے ان پر بمباری بند نہیں کی، آج ہمارے بچوں نے نئے کپڑے پہن لئے ہیں لیکن چیچنیا کے مسلمان آج نئے کپڑے پہننے سے محروم ہیں، ہماری بیٹیاں اپنے گھروں میں خوشیاں منارہی ہیں لیکن چیچنیا کی مسلمان بچیاں آج بھی اپنے گھر کے تہہ خانوں میں پڑی اس بات کا انتظار کر رہی ہیں کہ معلوم نہیں کونسا بم اور کونسا راکٹ ان پر آ گرے گا؟

مسلمان بھائیو! عید کے دن کی خوشی اس وقت مکمل ہوگی جب کشمیر پر سے انڈیا کا غاصبانہ قبضہ ختم ہوگا، آج ہم تو امن کے ساتھ عید منارہے ہیں لیکن ہمارے کشمیری مسلمان آج بھی بندوقوں اور سنگینوں کے نیچے عید گزارنے پر مجبور ہیں اور ان پر وہ ظلم وستم ڈھایا جارہا ہے جس پر انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے:......

ہمارے لئے عید کی خوشیاں منانا، اس لئے بھی مشکل ہورہا ہے کہ
آج ہماری مسجد اقصیٰ یہودیوں کے قبضے میں ہے
ہماری لئے عید کی خوشیاں منانا اسلئے بھی مشکل ہورہا ہے کہ
آج مسلمان نے اس راستے کو چھوڑ دیا ہے
جس راستے پر چل کر انہیں عزت ملتی تھی
جس راستے پر چل کر وہ دنیا میں امن قائم کرتے تھے
جس راستے پر چل کر وہ اللہ کا دین دنیا میں غالب کرتے تھے

ہمارے آقا، ہمارے مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن یتیم بچوں کا خیال رکھتے تھے، مگر آج ہمارے پاس یتیموں کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ پوری امت مسلمہ حیران و پریشان ہے:......

آج دنیا میں بننے والے راکٹ اور گولے
ہمارے یتیموں میں اضافہ کررہے ہیں
ہماری بیواؤں میں اضافہ کررہے ہیں
مسجد اقصیٰ ہم سے پکار پکار کر پوچھ رہی ہے کہ
تم تو عید منارہے ہو؟ مگر میری عید کب ہوگی؟
میں کس دن آزاد ہوکر عید مناؤں گی؟

مسلمان بچے ہم سے پوچھتے ہیں کہ
کیا ہم اس امت کے افراد نہیں؟
مسلمان عورتیں ہم سے پوچھتی ہیں کہ
کیا ہم اس امت کی عورتیں نہیں ہیں؟
کیا ہم اس امت کی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں نہیں ہیں؟

عید کی خوشیاں منانے والو! آج ذرا اپنے ان مسلمان بھائیوں کو یاد کرو جو ظلم وستم میں جکڑے ہوئے قید میں جیلوں کے اندر ہیں اور ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جارہے ہیں اور جیلوں کی تاریک کوٹھڑیوں میں ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جارہا ہے جو کسی انسان کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا بلکہ کوئی مہذب انسان ایسا سلوک جانوروں کے ساتھ بھی نہیں کرتا۔

اسلامی غیرت:

آج ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا دنیا کا سب سے محبوب ترین مشغلہ بن چکا ہے، جو بھی چاہتا ہے کوئی نئی کتاب لکھ مارتا ہے، کسی کو قرآن پر اعتراض کرنے کا موقع ملتا ہے، کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے، دنیا ایسے لوگوں کو پناہ دینے کیلئے تیار بیٹھی ہوئی ہے۔ آج دنیا میں کسی کو عزت پانی ہے تو اسے......

ہمارے نبی کو گالی دینا ہوتی ہے
ازواج مطہرات کو گالی دینا ہوتی ہے
ہمارے دین اور ہمارے اسلام کو گالیاں دینا ہوتی ہیں
مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کی سازشیں کرنی ہوتی ہیں
آج ان حالات میں مسلمان بھول چکا ہے کہ......
اسلام کیا ہے؟
ایمان کیا ہے؟
قومی غیرت کیا ہے؟
ہماری عید تو اس وقت ہوگی
جب مسلمان سچا مسلمان بن جائے گا

جب کافر ہم پر ظلم کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا
کہ یہ ایسی قوم ہے جو......
اپنے ایک ایک خون کے قطرے کا حساب چکا کر رہتی ہے

مسلمان بھائیو! آج میں یہاں کوئی رسمی باتیں کرنے نہیں آیا، ہمارے اوپر دشمن نے نظریں جمائی ہوئی ہیں، میرے سر کی قیمت لگائی جا چکی ہے، میں نہیں جانتا کہ بقیہ کتنے دن آپ کے درمیان رہوں گا؟

لیکن مسلمانو یاد رکھو! آج دنیا میں کتوں کے حقوق کی بات کرنے والے تو زندہ رہ سکتے ہیں مگر مسلمانوں کے حقوق کی بات کرنے والے کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔

مسلمانو! آج دنیا میں جانوروں اور پرندوں کے حقوق کی بات کرنے والے تو بہت ہیں لیکن اسلام کے حق کی بات کرنا اور مسلمان کے حقوق کی بات کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اس جرم کے بعد دنیا میں زندہ رہنے کی اجازت نہیں دیجاتی۔ ہم نے اس سرزمین پاکستان کو امن کا گہوارہ بنایا تھا آج اسے ہم پر تنگ کیا جا رہا ہے۔

موت پر بیعت:

مسلمانو! تھوڑا سا ماضی کی طرف جھانک کر دیکھو، ہمارے آقا مدنی ہمارے لئے ایک نظام چھوڑ کر گئے تھے، وہ نظام یہ تھا کہ جب ایک مسلمان کے خون کا مسئلہ آیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تھی کہ مشرکوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ کو شہید کر دیا ہے یا انہیں گرفتار کر لیا ہے۔ آقا نے اپنے یاروں کو بلوایا اور فرمایا کہ ایسی زندگی کا کیا مزہ کہ جب ہمارے مسلمانوں کی جان محفوظ نہ ہو، ایک درخت کے نیچے آپ تشریف فرما تھے، آپ کا چہرہ ایمانی جذبات سے سرخ ہو رہا تھا۔

آج دنیا والے کہتے ہیں کہ تم خونریزی کی باتیں کرتے ہو، تم مولوی اور عالم دین ہو کر لڑائی اور جھگڑے کی بات کرتے ہو۔ خدا کی قسم! ہم امن پسند لوگ ہیں لیکن جب کوئی ہمارے خون کے ساتھ کھیلتا ہے اور ہماری عزتوں کے ساتھ کھیلتا ہے پھر ہم خون اگلنے والی تلواریں بن جایا کرتے ہیں، پھر ہم وہ بم بن جایا کرتے ہیں کہ جب وہ پھٹتا ہے تو اپنے دائیں بائیں ہر طرف اپنی قوت کو واضح کر دیتا ہے۔

چنانچہ ہمارے آقا بیٹھ گئے اور بیعت شروع ہو گئی، کس چیز پر بیعت لی جا رہی تھی؟ یہ بیعت موت پر لی جا رہی تھی کہ ہم مر جائیں گے لیکن مسلمان کے خون کا بدلہ لے کر رہیں گے۔ مسلمان کی جان قیمتی ہے، مسلمان کی عزت قیمتی ہے، چودہ سو صحابہ اپنے آقا کے ساتھ، اس کائنات کے سب سے بہترین انسان کے ساتھ، اللہ کے بعد سب سے افضل ہستی کے ساتھ مرنے کے لئے تیار ہو گئے......

مسلمانو! حضرت عثمان کی جان محفوظ ہو گئی
سب مسلمانوں کی جانیں محفوظ ہو گئیں
مگر......

آج کہاں ہیں وہ بیعت کرنے والے؟
آج کہاں ہیں وہ چیچنیا کے مسلمانوں کا انتقام لینے والے؟
آج کہاں ہیں بوسنیا کی ان ننگی لاشوں پر رونے والے؟
جنہیں کفن تک میسر نہیں آیا

آج ہم سے قرآن چھینا جارہا ہے:

مسلمانو! آج زمین کو جہاں سے کھودا جاتا ہے وہاں سے مسلمانوں ہی کی لاشیں نکلتی ہیں اور کسی کی لاش کیوں نہیں نکلتی؟ آج دنیا میں کسی کافر ملک کا آدمی کہیں پکڑا جائے تو ان کی فوج حرکت میں آجاتی ہیں مگر ہمارے بہت سارے مسلمان پکڑے گئے اور پکڑ کر ذبح کر دیئے گئے، عقوبت خانوں میں مار دیئے گئے مگر ان کی بات تک کرنے والا کوئی نہیں......

ہم سے ایمان چھینا جارہا ہے
ہم سے مسجدیں چھینی جارہی ہیں
ہم سے قرآن چھینا جارہا ہے
ہم سے اسلام چھینا جارہا ہے
ہم سے مدارس چھینے جارہے ہیں
ہم سے ہمارا القدس چھینا جارہا ہے
ہم سے ہماری پیاری مسجد، مسجد اقصیٰ چھینی جا چکی ہے

ہم سے بابری مسجد چھینی جاچکی ہے
ہم ہیں کہ ٹکڑیوں میں بٹتے چلے جارہے ہیں
ہم ہیں کہ علاقوں میں بٹتے جارہے ہیں
ہم ہیں کہ قومیتوں میں تقسیم ہوتے جارہے ہیں
جہاد کا نام سن کر ہمیں سانپ سونگھ جاتا ہے
ہم نے موت سے ڈرنا شروع کیا تو......
آج ہم پر ہر طرف سے موت مسلط کی جاچکی ہے

کل خدا کو کیا جواب دو گے؟

اے میرے مسلمان بھائیو! اے ایمان والو! اللہ کا خوف اپنے دل میں پیدا کرو، آج خوبصورت کپڑے پہن کر ہم سب یہاں بیٹھے ہیں، ہم سب نے مرنا ہے کل خدا کو جا کر کیا جواب دیں گے؟۔ قیامت کے دن جب کشمیری بہن کھڑی ہوگی اور کہے گی......

سولہ ہندوؤں نے مل کر میری عزت لوٹی تھی
مگر پاکستان والوں نے میرے لئے کچھ نہیں کیا تھا
کشمیر کے معصوم بچے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے
یا اللہ! ہمارے ساتھ دنیا کا بدترین ظلم کیا گیا مگر
پاکستان والے ڈرتے رہے کہ کہیں انڈیا ہم پر حملہ نہ کردے
وہ بچہ جس کی ماں کا پیٹ چاک کر کے اسے ذبح کر دیا گیا
وہ بچہ قیامت کے دن کھڑا ہوگا اور اللہ سے کہے گا:
یا اللہ! جب نبی زندہ تھے تو کوئی کافر کسی مسلمان کو تھپڑ بھی نہیں مار سکتا تھا
جبکہ میرے گلے پر خنجر چلا دیا گیا
اور یہ پاکستان والے جو کشمیر کو اپنا حصہ کہتے ہیں
اور کشمیر کو اپنی شہ رگ سمجھتے ہیں یہ لوگ دور بیٹھے رہے اور نوٹ جمع کرتے رہے
یہ لوگ اپنے بچوں کو پالتے رہے

اپنے گھروں میں کفر کو داخل کرتے رہے
بتاؤ تو سہی! آج ان کافروں نے ہمیں کیا دیا
انہوں نے ہمارے گھروں سے ایمان نکال کر باہر پھینک دیا
انہوں نے ہمارے گھروں سے قرآن نکال کر باہر پھینک دیا
آج ہمیں یہ کافر ذبح کرتے ہیں
ہمارے سروں سے فٹ بال کھیلتے ہیں
ہماری مسجدوں کو گراتے ہیں مگر
ان سے بات کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

موت کا وقت مقرر ہے:

آج دنیا کے کتنے ممالک ہیں جہاں کا ہر فرد ٹریننگ یافتہ ہے مگر ہمیں تو جہاد کی ٹریننگ لینے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم پر کوئی دھبہ نہ لگ جائے۔ ایک عام جانور کو بھی اپنے تحفظ کی فکر ہوتی ہے مگر مسلمان کو نہ اپنے ایمان کی فکر ہے نہ اپنے دین کی فکر ہے۔

جہاد میں جا کر موت نہیں آتی۔ اگر جہاد میں جا کر موت آتی تو آج میں آپ کے سامنے نہ بیٹھا ہوتا......

جب موت کا وقت آتا ہے وہ اٹل ہوتا ہے
جب کسی کو موت نہیں آنی ہوتی تو کوئی اس کو نہیں لا سکتا
جو رات اللہ کے پاس گزارنی ہے
وہ رات کوئی شخص دنیا میں نہیں گزار سکتا
تو پھر مسلمانو!
ہم کیوں ڈریں اور کیوں پیچھے ہٹیں

مگر افسوس ہوتا ہے مسلمان کی بے حسی پر کہ جب کارگل میں پاکستان اور ہندوستان کی لڑائی ہو رہی تھی تو پورا ہندوستان پاکستان کے خلاف جنگ کے لئے متحد اور تیار ہو چکا تھا۔ ہندو بنئے کو لڑنے کا طریقہ تو آتا نہیں مگر وہاں کے تاجر تجوریاں کھول کھول کر ہندو فوج سے تعاون کر رہے تھے جبکہ پاکستان کا مسلمان جہاد کا نام لینے سے ڈرتا رہا کہ کوئی مجھے غیر مہذب نہ کہہ دے۔

لیکن یہ جہاد وہی ہے جس کے لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آیتیں اور سورتیں نازل کی ہیں ۔ یہ جہاد وہی ہے جو عزت کا نشان ہے مگر اس جہاد کو چھوڑنے کے بعد ہم دنیا میں ذلیل ہو چکے ہیں۔

شمشان گھاٹ:

آج میں اس عیدگاہ میں مسلمانوں کو بھی ایک دعوت دیتا ہوں اور کافروں کو بھی ایک بات بتاتا ہوں ، اللہ تعالیٰ نے چھ سال چوبیس دن کی بدترین قید کے بعد اپنے فضل وکرم سے مجھے باعزت رہائی عطا فرمائی ہے۔

لال کرشن ایڈوانی اور انڈیا کے بڑے بڑے حکمرانوں نے کہا تھا کہ اس شخص کو نہیں چھوڑیں گے ، اسے ہندوستان کی زمین میں دفن ہونا ہوگا مگر......

میرے اللہ نے ان کی قسموں کو توڑ دیا
میرے اللہ نے ان کی طاقت کو مکڑی کا جالا بنادیا
میرے اللہ نے ان کی طاقت وقوت کو ختم کردیا
میرے اللہ نے مجھے یہ کہنے کا موقع دیا کہ......
مجھے ہندوستان کی سرزمین پر دفن نہیں ہونا
میں تو وہیں دفن ہوں گا جہاں میرے رب نے چاہا
لیکن اگر کشمیر میں انڈیا نے ظلم وستم بند نہ کیا تو
ہم پورے کشمیر کو شمشان گھاٹ بنادیں گے

اللہ ہمارا ہے:

مسلمانو! ہم نے بہت ظلم وستم سہہ لیا،
مسلمانو! میں اُس اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں......
جس کے قبضے میں یہ سورج ہے
وہ جب اسے نکلنے کا حکم دیتا ہے
وہ اس کے حکم پر نکل آتا ہے
جس اللہ کے ہاتھ میں یہ آسمان ہے

جس اللہ کے ہاتھ میں یہ زمین ہے
وہ اللہ ہمارا ہے، ان کافروں کا نہیں
ذلک بان اللہ مولی الذین آمنوا
اللہ تو ایمان والوں کا مولیٰ ومددگار ہے
وان الکافرین لامولیٰ لھم
کافروں کا کوئی مولیٰ ومددگار نہیں
اے کافرو! تم نے تو ایٹم بم بنائے ہیں
مگر میرے نبی کا ہر امتی......
تمہارے ایٹم بم سے زیادہ طاقتور ہے
تم نے ہائیڈروجن بم بنائے ہیں
ہمارا ایک بچہ تمہارے ہائیڈروجن بم سے زیادہ طاقتور ہے
اسلئے کہ تم موت سے ڈرتے ہو
اور ہم موت سے لڑتے ہیں
تم موت سے بھاگتے ہو......
ہم موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہیں
تم موت سے گھبراتے ہو......
ہم موت کو چاہتے ہیں
تمہیں موت کڑوی لگتی ہے
ہمیں موت ......
شہد سے بھی زیادہ میٹھی لگتی ہے

رب کعبہ کی قسم!

ہندو مشرکو! میں تمہیں بتادینا چاہتا ہوں کہ روز روز پاکستان کو جنگ کی دھمکیاں دینا بند کردو! اللہ نے مجھے یہاں بھیج دیا ہے اگر تم نے ہمارے وطن عزیز کی طرف ٹیڑھی نگاہوں سے دیکھا تو میں سب سے پہلے پانچ لاکھ مجاہدین اپنے ساتھ لیکر انڈیا میں گھس جاؤں گا اور اس کیلئے

عنقریب میں پورے پاکستان کا دورہ کرنے والا ہوں ۔انشاءاللہ!

پانچ لاکھ مجاہدین تو ابتدائی ہدف ہے اور پورے ملک سے مجھے جو پیغامات مل رہے ہیں، الحمدللہ! پاکستان میں پانچ لاکھ سے بھی زیادہ مجاہدین موجود ہیں......

مسلمان مائیں اپنے بچے دے رہی ہیں کہ
ان کو محمد بن قاسم بنادو!
انہیں کسی انگریز کا پجاری نہیں بنانا
میری بہنیں اپنے بھائی حوالے کر کے کہہ رہی ہیں کہ
انہیں اسلام کا غازی بنانا
انہیں بزدل نہیں بنانا!
بوڑھے بزرگ کہہ رہے ہیں کہ
ہماری ڈاڑھیاں سفید ہو چکیں
لیکن آج بھی ہم اپنے ہاتھوں میں
بندوق لے کر جہاد کرنے کے لئے تیار ہیں
ہم اللہ کے لئے اپنا سب کچھ دینے کے لئے تیار ہیں
ہندو بنیو!......
اپنے ایٹم بم پر غرور مت کرنا!
اپنی شیو سینا پر غرور مت کرنا!
یاد رکھو! ہمارا بچہ بچہ ایٹم بم ہے
ہمارا بچہ بچہ لڑنے کیلئے تیار ہے
ہم امن پسند لوگ ہیں، ہم نے آج تک
کسی نہتے انسان پر ہاتھ نہیں اٹھایا
مگر یہ کونسا ظلم ہے جو تم نے
مسلمانوں پر ڈھایا ہوا ہے
اگر تم نے دہشت گردی بند نہ کی تو

ہم اس دہشت گردی کو بند کر کے چھوڑیں گے

مسلمانو! ساتھ دو گے کہ نہیں! پانچ لاکھ مجاہدین میں سے بہاولپور والے اپنے حصے کے مجاہدین دیں گے کہ نہیں؟ کون کون ہے جو اٹھ کر کہے کہ یا اللہ! ہم جہاد کے لئے تیار ہیں؟

آج بہت سارے مسلمان ''جہاد'' کے لفظ سے گھبراتے ہیں، ہم انشاءاللہ! ان بھائیوں کو بھی جہاد سمجھائیں گے اور اس کے لئے عنقریب پورے ملک میں جا کر بتائیں گے کہ جہاد کتنا عظمت والا راستہ ہے۔

آج دنیا میں ''ترقی ترقی'' کی جو رٹ لگائی جارہی ہے کوئی ترقی نہیں آرہی، ان موبائل ٹیلیفونوں کو، ان گاڑیوں، کمپیوٹروں اور انٹرنیٹوں کو ترقی مت سمجھ لینا! جب تک دینِ اسلام کو عظمت نہیں ملے گی ہم ہر دنیاوی ترقی کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر تلے سمجھتے ہیں۔

اسلام کے عروج کی صدی:

انسانیت کے سوداگرو! تم نے اکیسویں صدی میں اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے مگر ہم جس سورج کو طلوع ہوتا دیکھ رہے ہیں اس میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی کے لئے عظمت نظر نہیں آرہی۔

پورا ہندوستان اکیسویں صدی کے آنے کا جشن منا رہا تھا، ان کی ایجنسیاں کہہ رہی تھیں کہ اکیسویں صدی میں ہم پاکستان کو بھی لے لیں گے اور ہڑپ کر لیں گے مگر بیسویں صدی کے آخری دن، ۳۱/دسمبر ۱۹۹۹ء انڈیا کو بدترین شکست ہوئی، اسے اتنی بڑی فوج کے باوجود مجھے مجبوراً رہا کرنا پڑا اور اپنے جہاز میں بٹھا کر، اپنے وزیر خارجہ کے ساتھ مجھے قندھار کے ائر پورٹ پر لا کر چھوڑنا پڑا۔

انڈیا کے مشرکو! ۳۱/دسمبر کا یہ پیغام یاد رکھنا، انشاءاللہ! وہ دن دور نہیں جب تم ہاتھ جوڑ کر ہم سے کہو گے کہ اپنا کشمیر واپس لے لو!

مظلوم مسلمانو!

کشمیر کے مظلوم مسلمانو!!!
آج ان تمام مسلمانوں کی طرف سے
میں تمہیں ''عید مبارک'' پیش کرتا ہوں

میری کشمیری ماؤں......!

مجھے شرم آرہی ہے کہ......

آج تمہارے بیٹے بندوقوں کے نیچے ہیں

مجھے ان ماؤں سے شرم آرہی ہے

جن ماؤں کے بیٹے آج جیلوں میں ہیں

مجھے ان بہنوں سے شرم آرہی ہے

جن کے بھائیوں کو آج ذبح کیا جا رہا ہے

کشمیر کے مسلمانو! گھبرانا نہیں

مسلمانوں تک تمہاری آواز پہنچ رہی ہے

انشاءاللہ! ایک دن آنے والا ہے

جب ہم اور تم مل کر عید پڑھیں گے

جب ہمارا دشمن ذلیل ہو جائے گا

جب ہمارا دشمن رسوا ہو جائے گا

انشاءاللہ! ثم انشاءاللہ!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ
سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ
اجمعین. برحمتک یا ارحم
الرحمین

"لشکر محمدی" صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ وحدہ. والصلاۃ والسلام علی من لانبی بعدہ
امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم

الجنة،یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون.

(التوبۃ:۱۱۱)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لودت ان اقتل فی سبیل اللہ،ثم احیی ثم اقتل، ثم احیی ثم اقتل،ثم احییُ ثم اقتل.

(بخاری ج ۱/ ۳۹۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور شہید کردیا جاؤں۔

ایمانی یا سیاسی مسئلہ:

میرے عزیز دوستو! اتنی طویل اسیری کے بعد، جیل کی تاریک راتوں میں مسلمانوں کے دردناک حالات پر طویل غور فکر کرنے کے بعد اور آپ سے ایک لمبی جدائی کے بعد آپ حضرات سے ملاقات ہو رہی ہے۔ میں آپ حضرات سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں، ہم نے آپس میں بہت ساری باتیں کرنی ہیں اگر ہم آپس میں مل بیٹھ کر بات چیت نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟

اگر روس کی برسرِ اقتدار سیاسی پارٹی اپنا اقتدار بچانے کے لئے چیچنیا کے ہمارے مسلمان بھائیوں کو شہید کرتی ہے، ان کے خون کے سیلاب بہاتی ہے، ہم اس ظلم کو کہاں برداشت کر سکتے ہیں، ہم نے اس ظلم کے خلاف بولنا ہے اور حق بات کرنی ہے چاہے کسی کی چھت ٹوٹے یا دیوار گرے۔

کشمیر کا مسئلہ ہمارے نزدیک کوئی سیاسی مسئلہ نہیں، کوئی دہشت گردی کا مسئلہ نہیں، جس طرح ہمارے ملک پاکستان کے کسی شہر مثلاً کراچی، لاہور اور ملتان میں، خدانخواستہ سات آٹھ

لاکھ انڈین آرمی داخل ہو جائے اور وہ وہاں حاملہ ماؤں کے پیٹ چاک کرے، وہ روزانہ پچیس تیس لاشوں کو تڑپائے اور وہ کسی بازار اور گاؤں میں بے دریغ گولی چلائے تو بتاؤ! ہمارے دلوں پہ کیا گزرے گی؟ کشمیر ہمارے نزدیک کراچی، لاہور اور ملتان سے کچھ کم نہیں۔

اگر کوئی شخص مسئلہ کشمیر کو سیاسی سمجھتا ہے تو سمجھے! ہم تو اسے اپنے دین کا حصہ سمجھتے ہیں۔ وہ حدود، وہ قیود، وہ قوانین اور وہ فیصلے جو صرف بنائے اس لئے گئے ہیں تاکہ ہم پر ظلم کرنا آسان ہو جائے ہم ان میں سے کسی کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ کشمیر میں ہمارا جہاد ہمارے دین کا حصہ ہے، جیسے کسی کو یہ حق نہیں کہ مسجد میں ہمارے نماز پڑھنے پر اعتراض کرے اسی طرح کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کشمیر میں ہمارے جہاد کرنے پر اعتراض کرے۔

میرے دوستو! ہم نے آپس میں بہت ساری باتیں کرنی ہیں اور بہت کھل کر کرنی ہیں اور بالکل صاف صاف کرنی ہیں، عنقریب مجاہدین کا وہ ریلا جو آئندہ چھ ماہ میں ایک جانباز لشکر کی شکل میں تیار ہوگا اس کے لئے بھی ہم نے کھل کر باتیں کرنی ہیں۔ لوگ اب تک ریلیاں نکالتے رہے ہیں، ہم اب انشاء اللہ! ریلی نہیں مجاہدین کا بہت بڑا ''ریلا'' تیار کرنے والے ہیں۔

مورخین حضرات نے لکھا ہے کہ ......

آپ ﷺ کا ایک لشکر تو وہ تھا
جو غزوۂ بدر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا
آپ ﷺ کا ایک لشکر تو وہ تھا
جو میدان احد میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا
آپ ﷺ کا ایک لشکر وہ تھا
جو جنگ حنین اور فتح مکہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا
آپ ﷺ کا ایک لشکر وہ تھا
جو خیبر کے دن آپ ﷺ کے ساتھ تھا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ لشکر آپ ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کی قیادت میں

چلتے رہے، مگر آپ ﷺ کے وصال کے بعد جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ روم اور فارس کی طرف لشکر لیکر روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ جو لشکر تھا، کہنے کو تو وہ ابوعبیدہ کا لشکر تھا مگر حقیقت میں وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی لشکر تھا جو حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ چل رہا تھا۔

علماء لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی جس جیش کی بنیاد رکھ کر گئے ہیں یہ جیش قیامت تک چلتا رہے گا، ہر وقت اپنی قوت اور طاقت کا مظاہرہ کرتا رہے گا اور حق کے غلبے کے لئے محنت کرتا رہے گا اور اس لشکر کی ادنیٰ سی جھلک آج سے چند سال پہلے اس وقت دنیا نے دیکھی تھی جب نوے سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور ظالم عیسائیوں میں سے ایک نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح نے ہمیں یروشلم (بیت المقدس) میں بلایا ہے، سارے عیسائی جمع ہو گئے، مسلمانوں کا قتلِ عام ہوا اور ان کے گھوڑے مسلمانوں کے خون میں چلنے لگے۔

جب عیسائیت لرزنے لگی:

مسجد اقصیٰ پر کافر عیسائیوں کا قبضہ ہوا تو......
محمد ﷺ کا لشکر تیار ہونے لگا
ماؤں نے وہ بچے پیش کئے جو
اس لشکر کا فرد بننے والے تھے
بہنوں نے ان بھائیوں کو تیار کیا
جو اس لشکر میں شامل ہونے والے تھے
ماؤں نے اپنے بیٹوں کو دودھ پلانے سے پہلے
یہ بات یاد دلائی کہ میں تمہیں
یہ دودھ اس لئے نہیں پلا رہی کہ تو
یہ دودھ پی کر مستیاں اور خرمستیاں کرے گا
یہ دودھ اس لئے پلا رہی ہوں تاکہ تو
محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں شامل ہو کر
دوبارہ مسجد اقصیٰ کو آزاد کرا سکے

چنانچہ ایک ماں نے اپنا بیٹا تیار کیا جسے دنیا نے سلطان صلاح الدین ایوبی ؒ کی صورت میں دیکھا، سارے مسلمان ان کے ساتھ جمع ہو گئے، یہ جیش محمد ﷺ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر اسی سرشاری اور جذبے کے ساتھ جو بدر کے دن ان کے دلوں میں تھا جب بیت المقدس آزاد کرانے کیلئے روانہ ہوا تو عیسائیت لرزنے لگی، ان کے ستر سے زائد بادشاہ اس لشکر محمدی ﷺ خوف سے تھر تھر کانپنے لگے اور پھر دنیا نے وہ منظر دیکھا جب سلطان صلاح الدین ایوبیؒ اسی جیش کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں فاتحانہ طور پر داخل ہو گئے۔

لشکر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم:

لوگوں نے سمجھا تھا کہ بس یہ لشکر اب ختم ہو گیا مگر اب بھی یہ جیش زندہ ہے......

یہ مجاہدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں
ان سے ہر وہ آدمی لرزے گا
جسے ہمارے نبی ﷺ سے تکلیف ہوگی
ان سے ہر وہ آدمی لرزے گا
جس نے نبی ﷺ کے بارے میں ہمیں تکلیف دی ہے
ان سے ہر وہ آدمی لرزے گا
جس نے میرے نبی ﷺ کی امت کو نہتا کیا ہے
ان سے ہر وہ آدمی لرزے گا
جس نے امت کو مظلوم و بے کس کیا ہے
ان سے ہر وہ آدمی لرزے گا
جس نے امت کو تفرقے اور اختلاف میں ڈالا ہے
ان سے ہر وہ آدمی لرزے گا
جس نے اس امت کو کاٹ کاٹ کے رکھ دیا ہے
اس امت کو جن لوگوں نے ذلیل کیا ہے
یہ جیش ان کے سامنے آئے گا
اس جیش کی اکائیاں تیار ہونا شروع ہو گئی ہیں

عنقریب اس جیش کی ریلیاں نہیں ریلے نکلیں گے

خدا کی قسم! میں مبالغہ نہیں کر رہا، ہماری مائیں بہنیں جن بچوں کو جنم دیتی ہیں وہ اس لشکر کے لئے ہی جنم دیتی ہیں، ہماری ہر بہن کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہر بھائی کو اس لشکر محمدی کے لئے تیار کرے۔

آج قرآن کو آزاد کرانے کی ضرورت ھے:

مسلمانو! آج ہمیں کافروں کا غلام بنایا جا رہا ہے۔ یاد رکھو! آزادی حاصل کرنے کے لئے سروں کی بازیاں لگانی پڑتی ہیں وہ ہم لگائیں گے انشاء اللہ! - آزادی کے لئے سینے کا خون دینا پڑتا ہے وہ ہم دیں گے۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے اور غلامی کی زنجیریں توڑنے کیلئے گھروں کو الوداع کہنا پڑتا ہے، ہم گھروں کو تو کیا! انشاء اللہ! ملکوں کو بھی الوداع کہیں گے۔

یاد رکھو! آزادی کسی پھول کی سیج پر نہیں ملتی، آزادی کے لئے گرم خون اور قربانی دینی پڑتی ہے، آج مسلمانوں کو کافروں کی غلامی سے آزاد کرانے کی ضرورت ہے۔۔۔۔

آج قرآن کو آزاد کرانے کی ضرورت ہے
آج مسجد کو آزاد کرانے کی ضرورت ہے
آج خانقاہ کو آزاد کرانے کی ضرورت ہے
آج ایک ایک مسلمان کو آزاد کرانے کی ضرورت ہے
آج ہر ہر فرد کو آزاد کرانے کی ضرورت ہے
آج ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے
جس نظام میں اسلام سب سے اونچا ہو
آج ایک ایسی قوت کی ضرورت ہے
جس کے ذریعے اسلام کو غلبہ حاصل ہو
آج ایک ایسی طاقت کی ضرورت ہے
جس کے ذریعے اسلام کو عظمت حاصل ہو
آج وہ لوگ جو ہمیں غلام بنا رہے ہیں
اور ہماری غلامی پر ہنس رہے ہیں

ان لوگوں کو یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ
لا الہ الا اللہ پڑھنے والے لوگ
کبھی غلام نہیں بنا کرتے
محمد رسول اللہ ﷺ پڑھنے والے
کبھی غلام نہیں بنا کرتے
رب کے سامنے سجدہ کرنے والے
کسی کی غلامی نہیں کیا کرتے
ہم پر حکم نافذ کرنے والو!
ہم پر صرف خدا کا حکم نافذ ہوتا ہے
ہم پر صرف اللہ کا حکم نافذ ہوتا ہے
ہماری ماؤں، بہنوں کے تقدس کو کمزور کرنے والو!
ہم خون کے ہر قطرے کا انتقام لینا جانتے ہیں
ہم ہاتھوں میں ڈالی ہوئی ہتھکڑیوں کا
بدلہ لینا خوب جانتے ہیں
اب بدلہ لینے کا وقت بہت قریب ہے
ظالمو! تم نے بہت خرمستیاں کرلی ہیں

الحمد للہ! اب ہم نے بھی جہاد کرنا اچھی طرح سیکھ لیا ہے، ہم میں اتحاد کی کمی تھی اب الحمد للہ! ایک متحدہ قوت کا اعلان ہونے والا ہے۔ ہمارے مجاہدین نے کبھی جان دینے سے دریغ نہیں کیا، افغانستان کے پہاڑوں سے ہماری تاریخ جا کر پوچھو! کشمیر کے جنگلات میں جا کر ہماری تاریخ کا اندازہ لگاؤ جہاں دشمن کی فوجیں بے بس ہو جاتی ہیں۔

بابری مسجد یا رام جنم بھومی؟:

جب بابری مسجد شہید کر دی گئی تو مجاہدین نے پاکستان میں بیٹھ کر یہ اعلان کیا تھا کہ اے بابری مسجد! ہم شرمندہ ہیں کہ تو گر گئی لیکن تجھے واپس بھی لیں گے اور تیرے بعد کسی اور مسجد کو نہیں گرنے دیں گے۔

"آر. ایس. ایس" جو ہندوؤں کی بہت بڑی تنظیم ہے اور "بی جے پی" کا ہر لیڈر اپنی تقریر میں متعصب ہندوؤں کے سامنے ایک فہرست رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھو! بابری مسجد ہم گرا کر کامیاب ہو چکے ہیں ہمیں ووٹ دو، اب ہم نے "کانشی" اور "متھرا" کی مسجدیں گرانی ہیں، اب بنارس کی مسجدیں گرائیں گے، بابری مسجد کی جگہ "رام جنم بھومی" بنے گی اور کانشی، متھرا میں مساجد کی جگہ "کرشن" کا مندر تعمیر کریں گے، یہ ان کا ارادہ تھا پھر وہ تین ہزار مساجد کی فہرست دکھا کر اپنے پروگرام کا اعلان کرتے تھے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان مجاہدین نے یہاں پاکستان میں بیٹھ کر انہیں للکارا اور پھر دنیا کے ہر کونے میں اس للکار کو پہنچایا، آج وہ فہرستیں غائب ہو چکی ہیں۔ ایڈوانی بھی کہتا ہے کہ بابری مسجد گرا کر ہم سے غلطی ہوئی ہے، واجپائی بھی کہتا ہے کہ ہم نے کوئی اچھا کام نہیں کیا، ان کے پنڈت بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اب ان مسجدوں کو گرانے کا ارادہ اپنے دماغوں سے نکال دیا ہے۔

اللہ کی قسم! اب یہ ذلیل مشرک لیڈر وہ تین ہزار مسجدوں کی فہرست بھول چکے ہیں اور اب اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو بابری مسجد کس طرح سے واپس دیں۔

اب تو ہندوؤں نے باعزت طریقے سے شکست کھانا سیکھ لیا ہے، مجھے اٹھا کر مسلمانوں کو واپس دے دیا ہے، تو انشاء اللہ! وہ بابری مسجد بھی ضرور دیں گے۔ اور یہ باعزت شکست بار بار ان کو ہوتی رہے گی، اب شکست مشرکین کا مقدر بن چکا ہے۔

ایک امیر کی قیادت میں:

مجھے کئی بوڑھے بزرگ ملے جنہوں نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجاہدین کو جزاء خیر دے کہ اُن کی باتیں سن کر میرا بیٹا جہاد میں گیا تھا، اب وہ اللہ کے یہاں پہنچ گیا ہے، آج اللہ میرے گھر سے بھی کسی کا خریدار بن گیا ہے۔۔۔۔۔۔

جب ہمارے بزرگوں کا یہ جذبہ ہے
جب ہمارے نوجوانوں کا یہ جذبہ ہے
جب ہماری ماؤں کا یہ جذبہ ہے کہ
زیور اتار اتار کر پھینک رہی ہیں

جب ہماری بہنوں کا یہ جذبہ ہے کہ
ہاتھوں سے کنگن اور بالیاں
چھینچیا کے مسلمانوں کیلئے قربان کر رہی ہیں
اے کافرو۔۔۔۔۔۔!!!
اگر مجاہدین کو اپنے نام قربان کرنے پڑے
اگر مجاہدین کو اپنی عزت قربان کرنی پڑی
اگر اپنی تنظیموں کے نام قربان کرنے پڑے
اس ربّ کی عزت کی خاطر
جس کی عظمت کیلئے مجاہدین نکلے ہیں
تو مجاہدین ان تمام چیزوں کی قربانی دے دیں گے
لیکن اہل حق کو الگ نہیں رہنے دیں گے
ہم مجاہدین کو متحد کر کے رہیں گے
ہم ان سب کو ایک پلیٹ فارم پر
ان سب کو ایک امیر کی قیادت میں
ان سب کو طالبان کی طرز پر
اب اکٹھے ہونا ہے
اب یہ ریلا اور طوفان بننا ہے
جب یہ طوفان کشمیر کا رخ کرے گا
انشاء اللہ! انڈیا کی حکومت کے چھکے چھوٹ جائیں گے

سچا مجاہد:

آج اگر انڈیا یہ کہتا ہے کہ کشمیر میرا اٹوٹ انگ ہے تو الحمد للہ! مجاہدین اس کے ایک ایک انگ کو توڑنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

لیکن اے مجاہدو! تم پکے اور سچے مجاہد بن جاؤ، مجاہد جب اسلحہ لیکر دشمن کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ۔۔۔۔۔۔

یارب! جب سورج غروب ہو
میری تیری ملاقات ہوجائے
یا اللہ! میں تو تجھے ملنے کیلئے
اپنے گھر سے نکلا ہوں
میں شہادت کی تمنا لیکر
اپنے وطن سے نکلا ہوں
تیری عظمت دنیا میں نافذ کرتے کرتے
تیری عظمت کے گیت دنیا میں گاتے گاتے
اب تو تجھ سے اتنی محبت ہوچکی ہے کہ
ایک لمحہ تجھ سے دور رہنا
میرے جگر کے ٹکڑے کردیتا ہے
اے ربّ! آج مغرب کے وقت
میری تجھ سے ملاقات ہوجائے
آج اگر میری تجھ سے ملاقات نہ ہوئی تو پھر
تیرے سامنے رات کو سجدہ کروں گا
تیرے نام کی عظمت کو بلند کروں گا
مجاہد راتوں کو تہجد نہیں چھوڑا کرتے
مجاہد آپس میں نہیں لڑا کرتے
مجاہد ایک دوسرے کی غیبت کرکے
کافروں کو خوش نہیں کیا کرتے
مجاہد ناموں کے اندر نہیں بٹا کرتے
مجاہد ٹکڑیوں میں نہیں بٹا کرتے
مجاہد آپس کی صفوں میں
کوئی لکیریں اور دراڑیں نہیں ڈالا کرتے

مجاہد کی پہچان:

مجاہد تو یوں ہوتے ہیں کہ جب وہ شہادت پا رہے ہوتے ہیں اور ان کی روحیں پرواز کررہی ہوتی ہیں، ان کی جان نکل رہی ہوتی ہے، تب ان کے پاس کوئی پیاسا مجاہد پڑا ہوتا ہے تو وہ اپنا پانی اس کے پاس بھیجتے ہیں اور اس سے نہیں پوچھتے کہ......

تو کس پارٹی کا ہے؟
تو کس گروپ کا ہے؟
تیرا نام فلاں ہے کہ نہیں؟
کیونکہ میں نے تو فلاں نام کے لئے جان دی تھی
وہ کہتا ہے کہ...... نہیں! نہیں!
تو میرا مجاہد بھائی ہے
تیرا بھی خریدار میرا ربّ ہے
میرا بھی خریدار میرا ربّ ہے
ہم تو اپنی جانیں اس ذات کو دے چکے
جس ذات پر سب متحد ہوجاتے ہیں
وہ کہتا ہے کہ...... نہیں! نہیں!
میں پانی نہیں پیوں گا
وہ مجاہد اگلے مجاہد کو پانی دیتا ہے
نہیں پوچھتا کہ جناب والا
بتاؤ تو سہی! تم کس پارٹی سے ہو؟
ذرا لیٹر پیڈ دکھانا......!
ذرا رسید بک دکھانا......!
دفتر کا نمبر، پتا دکھانا......!
تم کہیں دوسرے گروپ کے تو نہیں!
نہیں...... نہیں! ہرگز نہیں!

مجاہد سب ایک ہوتے ہیں
سچا مجاہد تو تفرقہ کی بات کر ہی نہیں سکتا
وہ جہاد کے علاوہ کسی نام پر مر ہی نہیں سکتا
وہ اللہ کے سوا کسی پر......
اپنی جان دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا
وہ اپنے مجاہد بھائی کی خاطر تڑپتا ہے
انہیں نہ جدا کیا جا سکتا ہے......
اور نہ توڑا جا سکتا ہے......

ایمان افروز منظر:

ذرا ایک عجیب منظر دیکھو! صلح حدیبیہ کے موقع پر جب ایک مسلمان کو معاہدہ کے مطابق کافروں کی طرف لے جایا گیا تو پورا لشکر اسلام دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا کہ یا رسول اللہ! ہمارا مسلمان قیدی کیوں کافروں کو واپس کیا جا رہا ہے؟ اس کو ہمارے پاس لانا چاہئے، اللہ کے نبی نے اس کے بدلے بشارتیں سنائیں اور صبر کی تلقین کی اس وقت خیموں سے سسکیاں اور رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی ؓ مکہ میں اکیلے کھڑے تھے مگر ان کے پیچھے چودہ سو ہاتھ ان کی خاطر بیعت کر کے کہہ رہے تھے......

اے عثمان غنی ؓ......!
شرک و کفر کے اس شہر میں
خود کو اکیلا مت سمجھنا......!
اس لئے کہ آقا مدنی بھی......
آپ کی خاطر جان دینے کے لئے تیار ہیں
اے مہاجرین تمہیں کیا ہو گیا!
اے انصار تمہیں کیا ہو گیا!
تم مکہ والے مدینہ والوں کو حقیر سمجھتے تھے

مدینہ والے مکہ والوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے
آج تم ایک جسم و جان کیسے ہو گئے؟
آج تم کیسے متحد و متفق ہو گئے؟
رب نے ہمیں ایسا فرمان دے دیا......
رب نے ہمیں ایسا امتیاز دے دیا......
جس امتیاز کو پا کر، ہم سب امتیاز بھول چکے ہیں
اب دنیا میں صرف ایک لکیر ہے......
وہ کافر اور مسلمان کی لکیر ہے......
مسلمان ایک طرف، کافر ایک طرف

مسلمانو! اپنے پُر وقار ماضی کو یاد کرو! ایک مسلمان بہن اپنے گھر میں بیٹھی تھی، کافروں نے اسے قید کر لیا، کافر بادشاہ نے کہا......

اب تو قید ہو چکی ہے......
اس نے کہا میں قیدی نہیں ہوں
میرے پیچھے بہت بڑا طبقہ ہے
میں جو کلمہ پڑھتی ہوں......
وہ بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں

بادشاہ نے اسے طنزاً کہا کہ ایسا ہے تو میں تیرے منہ پر تھپڑ مارتا ہوں، مسلمان بہن کے منہ پر تھپڑ لگا، اس امت کی بہن کو ایک تھپڑ لگا اس کے منہ سے آواز نکلی اے معتصم! تو کہاں ہے؟ کافر بادشاہ نے ہنس کر کہا کہ معتصم تو تیری مدد کے لئے فلاں رنگ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے گا، معتصم تک یہ بات پہنچی تو......

بستر پر سونا حرام......
کھانا حرام......
ایک بہن کا یہ پیغام پہنچ گیا
معتصم نے کہا کہ......

اسی رنگ کے اسی ہزار (۸۰۰۰۰) گھوڑے جمع کرو
خزانوں کے منہ کھول دیئے گئے
مجاہدین نے تیاریاں کرلیں
مسلمانوں کے ہر گھر میں ایمانی جذبہ تھا
ہر مسلمان کے دل میں ایک آگ تھی کہ
ایک بہن کافروں کے قبضے میں ہے
چند دنوں کے بعد یہ منظر تھا کہ......
وہ بہن فاتحانہ انداز میں
مسلمانوں کے سامنے رہا ہو کر کھڑی تھی
وہ رومی بادشاہ اس بہن کے سامنے
زنجیروں میں بندھا ہوا تھا
معتصم کہہ رہا تھا کہ......
اے ذلیل کافر!......
میں اسی رنگ کے گھوڑے پر
بیٹھ کر یہاں آچکا ہوں!......

قرآن پڑھ پڑھ کر رونے والو!:

انڈیا کے زندانوں میں قید میرے ساتھیو! ہم تمہیں رہا کرانے کیلئے آنے والے ہیں۔ انشاء اللہ! راتوں کو قرآن پڑھ پڑھ کے رونے والو! ہم تمہیں نہیں بھولے، ہم مولانا ابو جندل جیسے حافظ قرآن کو کیسے بھول سکتے ہیں جو دن میں ایک قرآن ختم کرتا ہے اور رات کو جب مشرک اسے بند کرتے ہیں تو ہمارا دل تڑپتا ہے کہ قرآن کا یہ حافظ بند کردیا گیا، ہم تمہارے پاس انشاء اللہ! ضرور آئیں گے۔ جب تک تم مشرکوں سے آزاد نہیں ہو جاتے ہم اپنے آپ کو رہا نہیں سمجھ سکتے، ہم نے بابری مسجد سے کہا تھا کہ اے بابری مسجد! ہم تیرے پاس آئیں گے، کسی نے ساتھ دیا یا نہیں، ہم ضرور تیرے پاس آئیں گے۔ الحمد للہ! بابری مسجد کے شہید ملبے پر، میں خود پہنچا اور میں وہاں کھڑے ہو کر کہہ رہا تھا کہ......

اے بابری مسجد......!
تو تو ہماری ماں کی طرح ہے
میں آج تیرے قدموں میں کھڑا ہوں
تو اس وقت گری ہوئی ہے لیکن
میں تو ابھی نہیں گرا......!
مجھ جیسے لاکھوں نوجوان
ابھی کھڑے ہیں، وہ نہیں گرے
اب تو اٹھے گی۔ انشاء اللہ!

اے مشرکو! تم نے ہمیں کمزور اور بے بس سمجھ لیا تھا، کسی کی ہمت تھی کہ اس طرح ہمارے علماء، حافظوں اور مجاہدین کو جیلوں میں بند کر کے سلاخوں سے ان کو مارے پیٹے اور ان پر ظلم و تشدد کرے۔ ایک مرتبہ انڈیا کی جیل میں گائے کا پیشاب پینے والے مشرکوں نے ہمیں کہا کہ تم اپنی ماں کو گالیاں دو ہم تمہیں مارنا چھوڑ دیں گے ہم نے اپنی ماں کو گالی نہیں دی، انہوں نے ہمیں مار مار کر ہمارے جسم سیاہ کر دیئے لیکن ہم یہ سوچتے تھے کہ یا اللہ! جہاد چھوڑنے کی نحوست یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ماں جو حضور ﷺ کی امت کا ایک مقدس فرد ہے، اسے بیٹا گالی دے، اور گالی دینے کے لئے اُسے مجبور کیا جائے۔

اللہ کے لئے متحد ہوجاؤ!:

کافرو! تمہارا یوم حساب بہت قریب ہے، صرف مسلمان غفلت میں ہے، خدا کی قسم! کشمیر کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو حل نہ ہو سکے......

صرف تم مجاہد متحد ہو جاؤ!
تم پکے اور سچے مجاہد بن جاؤ!
آپس کے اختلافات ترک کردو!
ایک امیر کی قیادت میں آجاؤ!
لات مار دو ان گاڑیوں کو!
لات مار دو اس عیش و آرام کو!

جب تک اسلام کو عزت نہیں ملتی
تب تک ہماری عزتیں بے کار ہیں
جب تک اسلام کو عظمت نہیں ملتی
اپنی عظمت کا تصور دماغ سے نکال دو!
جب تک اسلام کو آزادی نہیں ملتی
ہم اپنے آپ کو آزاد نہیں سمجھتے
اس کی خاطر متحد ہونا پڑے گا
بازو مضبوط کرنے پڑیں گے
ارادے جواں کرنے پڑیں گے
اپنے پیاروں کی لاشیں کندھوں پر اٹھانی پڑیں گی
لیکن جب یہ سب کچھ ہوتا ہے
تو آسمانوں سے فرشتے اترا کرتے ہیں

ہم نے مجاہدین سے یہ بات عرض کردی ہے کہ اللہ کے لئے اکٹھے ہو جاؤ! آپس میں متحد ہو جاؤ! اگر پرانے ناموں پر نہیں تو نئے نام پر متفق ہو جاؤ! دیدو اللہ کے لئے قربانی۔ ہمارے یہ نام ایک بہن کی عزت وعظمت سے بڑھ کر نہیں ہیں......

اگر ہمیں سو نام قربان کرنے پڑے
اسلام کی خاطر قربان کریں گے
اگر یہ نام کسی مظلوم بہن کی خاطر
ہمیں قربان کرنے پڑے تو ہم کریں گے
اگر یہ نام کسی بے بس ماں کی خاطر
ہمیں قربان کرنے پڑے تو ہم کریں گے
اگر یہ نام کسی مجاہد قیدی کی خاطر
ہمیں قربان کرنے پڑے تو کریں گے
ہم ان ناموں سے بڑھ کر......

اپنی جانیں بھی قربان کریں گے

سب سے بڑا عہدہ :

ہمارے مشورے چل رہے ہیں اور کثرت سے مجاہدین ہمارے ساتھ شامل ہونے کو تیار ہیں، ہم کوئی نیا گروپ اور دھڑا نہیں بنا رہے ہیں بلکہ ۱۹۷۹ء سے ہمارے جن مخلص ساتھیوں نے متحد ہو کر جہاد کا کام شروع کیا تھا، ہم سب متحد ہو کر اس مبارک کام کو نتیجے اور انجام تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہم نے اپنے دروازے کسی کے لئے بند نہیں کئے، جو آئے اور جہاد کیلئے اپنی تشکیل کرانا چاہے انشاء اللہ! محاذوں کے اگلے مقامات پر بڑے بڑے حضرات کی تشکیلات کریں گے، ہم کسی کو جہاد سے محروم نہیں رکھیں گے۔

البتہ ہمارے ساتھ آنے والے کو ایک پکا سچا مجاہد بن کر آنا ہوگا......

مجاہد سچ بولتا ہے
ہمارا ساتھی بھی سچ بولے گا
مجاہد اللہ تعالیٰ کے دین کے سامنے
کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا
ہمارا ساتھی بھی پرواہ نہیں کرے گا
مجاہد تو اللہ کی نافرمانی کا تصور بھی نہیں کرسکتا
ہمارا ساتھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا
مجاہد تو دنیا کے کفر کو گولیاں مارتا ہے
اس کے اندر کفر کیسے پل سکتا ہے؟
وہ اپنے اندر کسی کفر کو نہیں پلنے دیتا

میرے دوستو! کوشش ہے کہ مجاہدین کی صحیح نہج پر تربیت کی جائے، اس کے لئے ہم نشستیں رکھ رہے ہیں اور ہمارے مشورے چل رہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ ہم ایک ہفتے کے اندر کراچی یا لاہور کی کسی کھلی جگہ پر، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے والے ایک منظم لشکر کا اعلان کریں گے، جو ساتھی ہمارے ساتھ مل کر جہاد کا مقدس کام کرنا چاہیں ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں لیکن یاد رکھئے! ہمارے یہاں کوئی عہدے نہیں ملیں گے، ہمارے پاس کوئی عہدہ نہیں کہ آپ

کو دے دیں۔ ہمارے پاس سب سے بڑا عہدہ یہ ہے کہ ہم الحمدللہ! مجاہد ہیں۔

اے ابو سعید! تم ہمیں بہت یاد کرتے تھے:

شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ آپ حضرات نے سنا ہوگا کہ وہ میدانِ جہاد میں ایسا لڑتے تھے کہ دیکھنے والے دیکھتے رہ جاتے تھے، ایک مرتبہ وہ لڑلڑ کے واپس آئے اور روزہ افطار کرنے سے تھوڑا سا وقت باقی تھا تو لیٹ گئے اور دیکھا کہ میدانِ حشر لگا ہوا ہے، لوگوں کا حساب و کتاب ہو رہا ہے۔ ایک آدمی نے آکر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ تو مجاہد ہیں آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور دروازہ رکھا ہے، بغیر حساب و کتاب آپ کو اوپر جانا ہے چنانچہ انہیں گھوڑے پر بٹھایا گیا، گھوڑے نے پرواز بھری جنت کے باغات میں پہنچے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا کہ اے ابوسعید! تم ہمیں بہت یاد کرتے تھے، اب ہم نے تمہیں یاد کیا ہے، اب ملاقات کا وقت آچکا ہے لیکن تین راتیں تمہیں صبر کرنا پڑے گا، تیسرے دن کا افطار تم اپنی ان جنت کی حوروں کے ساتھ کرسکو گے اور ہماری بارگاہ میں حاضری دے سکو گے۔

تین دن تک وہ اس طرح لڑتے رہے کہ دشمن کے اندر گھس جاتے نہ وہ منجنیق کے پتھروں کی پرواہ کرتے اور نہ تیروں کی پرواہ کرتے اور تیسرے دن جب سورج غروب ہو رہا تھا ادھر موذن نے اللہ اکبر کی صدا لگائی تو ان کی شہادت کا وقت قریب آچکا تھا، جس دوست کو انہوں نے خواب سنایا تھا وہ قریب آکر بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا کہ کچھ نظر آرہا ہے؟ تو انہوں نے اپنی آنکھ سے اشارہ کر کے کہا چپ ہو جاؤ! اب تو مجھے جو نظر آرہا ہے وہ دیکھنے کا ہے بتانے کا نہیں ہے اور پھر ان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی اور اپنے پیارے اللہ سے جا ملے۔

اللہ والا مجاہد:

ساتھیو! ہمیں بھی ایسا انجام درکار ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہماری ملاقات بھی ایسی ہو تو یہ تب ہوگا جب ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت کیلئے ہر مصلحت کو جوتے کے نیچے دبا کر پھینک دیں گے، ہر کسی کی غلامی کا طوق گلے سے نکال دیں گے، ایک اللہ کی عظمت کا ڈنکا بجانے کیلئے ہم تفرقوں کو چھوڑ دیں گے اور ایک دوسرے کو برداشت کریں گے……

ہمارے ساتھ جس نے آنا ہے
وہ قوت برداشت لیکر آئے

صحابہ کرام نے بہت سے نعروں کو چھوڑ دیا تھا
آپ کو بھی ساری تفریقیں چھوڑنی پڑیں گی
اپنا دل ہر مؤمن مجاہد کیلئے کھولنا ہوگا
ہمارے ساتھ جس نے آنا ہے
وہ تقویٰ کی چادر اوڑھ کر آئے
تاکہ اس کے جہاد اور مجاہدے میں برکت ہو
وہ مجاہد جس میدان میں قدم رکھے
وہاں آسمان سے فرشتے اتر آئیں
وہ مجاہد جس دفتر میں رات گزارے
وہ دفتر نورِ ایمان سے جگمگانے لگے
وہاں ذکر و تلاوت اور درود شریف کی آواز آئے
اس مجاہد کو جو دیکھے اسے سکون مل جائے
ہمارے ساتھ جس نے آنا ہے امانتدار بن کر آئے
مجاہد تو خیانت کا تصور بھی نہیں کرسکتا
مجاہد وہ ہوتا ہے جو دیتا ہے
اسے لینے سے کوئی سروکار نہیں ہوتا
مجاہد تو اپنے رب کو جان بیچ چکا
وہ دنیا سے گھٹیا چیزیں کیوں وصول کرے
وہ گھٹیا چیزوں کی طرف کیوں توجہ کرے
وہ مجاہد جس کا خریدار رب ہو
وہ کسی اور کو اپنا خریدار کیوں بننے دے

میرے بھائیو! جو ان شرطوں کے ساتھ ہمارے ساتھ آنا چاہتا ہو، ہم انشاء اللہ! چند دنوں کے بعد کسی کھلے مقام میں اپنی متحدہ قوت کا اعلان کرنے والے ہیں۔ آج سے آپ حضرات ہمارے اس مشن کی دعوت دینا شروع کر دیں اور جب کراچی کی کسی کھلی جگہ پر ہم اعلان کریں تو

کراچی سے کم ازکم دس ہزار کارکن ہمارے ساتھ شریک ہوں۔

میرے ساتھیوں پر کیا گزری؟:

میرے دوستو! ہم جس مقدس کام کو لے کر نکلے ہیں اس میں صرف ایک ہی خطرہ ہے اور وہ خطرہ آپس میں غلط فہمیاں ہیں۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ چند دن کے لئے اپنے دل مجاہدین کے لئے صاف کرلیں، اللہ تعالیٰ آپ سے دین کا بڑا کام لے گا، اب تک ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ بہت بغض کرلیا، بہت عداوتیں کرلیں۔ انڈیا کی ایجنسیاں تو باقاعدہ اس کیلئے کام کرتیں ہیں کہ مجاہدین میں اختلافات ڈالے جائیں، آپ کے پاس جو خبر پہنچے آپ اس کی طرف دھیان نہ دیں، ہمیں جب بھی کسی سے بات کرنی ہوگی ہم بیٹھ کر آمنے سامنے بات کرلیں گے، ہمیں کیا ضرورت ہے کہ کسی کو ذریعہ بنا کہ آپ تک بات پہنچائیں۔

چند دن پہلے خبر آئی کہ میں کوئی سیاسی پارٹی بنا رہا ہوں حالانکہ میں جب سے رہا ہوا ہوں مجھے چین نہیں آرہا کہ پیچھے میرے ساتھیوں پر جیل میں کیا گزر رہی ہے؟ ہم جیل میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کی ایسی ضرورت اور ایسی محبت بن گئے تھے کہ میری رہائی کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ وہاں انڈیا کی جیلوں میں میرے ساتھی تین دن تک اتنا روتے رہے کہ بعض دفعہ روتے روتے گرجاتے تھے اور بعض ساتھیوں نے تین دن تک کھانا نہیں کھایا پھر دعائیں کرکر کے ان کی یہ کیفیت جاکے ذرا درست ہوئی، وہ وہاں کھانا چھوڑ کے رو رہے ہوں اور میں آزادی کی فضاؤں میں آکر انہیں بھول جاؤں اسلام تو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

طالبان کے طرز پر:

میرے بھائیو! شیطان ہمیں وساوس اور شرور سے بچائے۔ انشاء اللہ! ہم جہاد نہیں چھوڑیں گے، اس لئے جو غلط خبریں پہنچیں انہیں پاؤں کے نیچے مسل دیں، یہ افواہیں ہمارے ریلے کو روکنے کے لئے ہیں۔ انشاء اللہ! اب یہ ریلا چلے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی جھلک اب دنیا نے دیکھنی ہے اور جب یہ کافر اور منافق لشکر محمدی ﷺ کو دیکھیں گے تو ان کی پالیسیاں تبدیل ہوجائیں گی اور ان کے دماغ بھی بدل جائیں گے اور انڈیا کے وہ مشرک جو آج فخر سے بیٹھے ہیں وہ گھٹنوں میں اپنا سر دینے پر مجبور ہوجائیں گے۔

میرے عزیز دوستو! اپنا یہ عہد نہیں بھولنا، چھوٹے چھوٹے وساوس میں مبتلا نہیں

ہونا۔ عنقریب انشاء اللہ! جماعت کا اعلان ہوگا اور بالکل طالبان کے طرز پر ہوگا، طالبان کی برکات بھی ہمیں حاصل ہوں گی، ان کی دعائیں بھی ہمیں حاصل ہوں گی، اپنے علماء اکابر کی سرپرستی اور شفقت بھی ہمیں حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ! اب ہم آرام سے نہیں بیٹھیں گے، رات دن ایک کرکے چھ مہینے میں اپنی ایک مضبوط و مستحکم قوت بنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی عمل کی توفیق دے اور آپ کو بھی۔ یا اللہ! ہمارے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو معاف فرما۔ یا اللہ! ہماری اس مجلس کو قبول فرما۔ یا اللہ! اس مجلس کو ہمارے جہاد کے اعمال میں لکھ دے۔ یا اللہ! ہم نے جو کچھ کہا ہے اور سنا ہے ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمادے۔ یا اللہ! ہم حضور ﷺ کے جس لشکر کو جمع کرنے کے لئے نکلے ہیں، یا اللہ! ہم کمزور ہیں ہمیں لشکر محمدی ﷺ کا ابابیل بنادے۔

یا اللہ! ہم سب کو اس لشکر کا فرد بنادے اور ہم سب کو ایک مجتمع قوت عطاء فرمادے۔ ہمیں اپنے اکابر، مشائخ اور بزرگوں کی سرپرستی عطاء فرمادے۔ جتنے مجاہد اب تک کسی وہم و وسوسے کا شکار ہیں یا اللہ! ان کے دل بھی صاف فرمادے۔ یا اللہ! ہمارے دل بھی صاف فرمادے۔ یا اللہ! ہم سب کے قلوب صاف فرمادے۔ یا اللہ! ہم سب کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمالے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی
آلہ وصحبہ اجمعین. برحمتک یا ارحم الرحمین

مجاہدین کے لئے چار کام

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم (الانفال: ٦٠)

ترجمہ: اور اے مسلمانو! تم سے جس قدر ہو سکے کافروں کے مقابلے کے لئے ہر قسم کے سامانِ جنگ سے اور پلے ہوئے گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے تیاری کرتے رہو تاکہ اس آمادگی اور تیاری کے باعث تم اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر دھاک بٹھائے رکھو!

اسلام کا دفاعی نظام:

میرے مسلمان بھائیو! ایک وہ زمانہ تھا کہ جب ہر مسلمان جہاد کی تربیت رکھتا تھا، ہر مسلمان جہاد کی ٹریننگ سے آراستہ تھا، اسلئے کہ قرآن نے جہاد کو ایک بار نہیں دو بار نہیں کم وبیش ساڑھے چار سو بار بیان فرمایا ہے، پوری کی پوری سورتیں جہاد کیلئے نازل ہوئیں۔

آج یہ اہم فریضہ لاوارث ہو چکا ہے اس پر نہ عوام کی زیادہ توجہ ہے اور نہ حکومت کی، بتاؤ! سب سے زیادہ بجٹ کس چیز پر خرچ کیا جاتا ہے؟ سب سے زیادہ بجٹ دفاع پہ خرچ کیا جاتا ہے اور ساری قوم بھوکی مرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمارا دفاع کمزور نہیں ہونا چاہئے ہماری فوجیں اور آرمی کمزور نہیں ہونی چاہئے۔ پوری دنیا میں کس کی بات چلتی ہے؟ جس کے پاس زیادہ فوج ہو، جس کے پاس زیادہ آرمی ہو، جس کے پاس زیادہ ہوائی جہاز ہوں اور جس کے پاس بہترین اسلحہ ہو اسی کی بات مانی جاتی ہے، اسی کو سجدے کیے جاتے ہیں، اسی کی شکل اپنائی جاتی ہے اور اسی کی تہذیب کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔

اسلام اتنی عظمت والا دین ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے آیا، دنیا میں غالب ہونے کیلئے آیا اور دنیا میں چھانے کیلئے آیا......

کیا اس میں دفاع کا کوئی پروگرام نہیں ہوگا؟

کیا اس میں موذیوں کو کاٹنے کا پروگرام نہیں ہوگا؟

کیا اس میں اپنے رستے کی رکاوٹوں کو ہٹانے کا پروگرام نہیں ہوگا؟

اسلام نے ہمیں اپنے دفاع کا بہترین پروگرام دیا ہے ایسا پروگرام جو کسی دوسرے مذہب کو نصیب نہیں، میں کہتا ہوں کہ......

اسلام نے ہماری جانوں کے تحفظ کا انتظام کیا

اسلام نے ہمیں اپنے چہروں کے تحفظ کا پروگرام دیا

اسلام نے ہماری عزت کے تحفظ کا انتظام کیا

اسلام نے ہماری سرحدوں کے تحفظ کا انتظام کیا

اس انتظام کا نام جہاد تھا

جسے مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا تھا

مسلمانوں کا بچہ بچہ جہادی تربیت سے واقف تھا

کوئی سپہ گری سیکھتا تھا

کوئی گھڑ سواری سیکھتا تھا

کوئی تیراکی سیکھتا تھا

مسلمان سمجھتے تھے کہ......

وہ بزدلی والا دین لے کر نہیں آئے

وہ دنیا میں ذلیل ہونے کیلئے نہیں آئے

وہ دنیا میں مغلوب ہونے کیلئے نہیں آئے

وہ سمجھتے تھے کہ......

اسلام غالب ہونے کیلئے آیا ہے

اسلام دلوں میں اترنے کے لئے آیا ہے

اسلام کے دشمن بے شمار ہیں

اسلام پر یلغار کرنے والے بیشمار ہیں

وہ مسلمان سمجھتے تھے کہ اگر اسلام کا دفاع نہ کیا گیا تو نہ اسلام باقی رہے گا نہ مسلمان باقی رہیں گے۔

تلوار والے نبی ﷺ:

میرے بھائیو! اس مختصر سے وقت میں، میں آپ حضرات سے کیا کیا عرض کروں اور کس طرح عرض کروں؟ جہاد کے بارے میں سنجیدگی اور فکر دیکھنے کہ خلیفۃ المسلمین جہاں بیٹھے ہوتے تھے ان کی توجہ مجاہدین کی طرف ہوا کرتی تھی، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے کہ آپ نے دس سال میں ستائیں جنگیں لڑی ہیں، بڑی خوشی اور بڑے شرح صدر کے ساتھ آپ ان غزوات کے لئے نکلے، دنیا نے آپ کا وہ فاتحانہ انداز دیکھا جس پر آج اسلام کی تاریخ فخر کرتی ہے......

کبھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں تلوار ہے

کبھی آپ ﷺ کے پاس خنجر ہے

کبھی آپ ﷺ کے پاس نیزہ ہے

کبھی آپ ﷺ کے سر پہ جنگی ٹوپی ہے

کبھی آپ ﷺ قیدیوں کے معاملے نمٹا رہے ہیں

کبھی آپ ﷺ مجاہدین کی صفوں کو سیدھا کر رہے ہیں

کبھی آپ ﷺ انہیں اتفاق اور اتحاد کا درس دے رہے ہیں

کبھی آپ ﷺ تیروں کی یلغار میں اشعار پڑھ رہے ہیں

کبھی آپ ﷺ پر تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے

کبھی آپ ﷺ پر تلواروں کی یلغار ہو رہی ہے

اگر ہمارے نبی دس سال میں ستائیس جنگیں لڑ سکتے ہیں، علم کی خدمت بھی کر سکتے ہیں، قرآن کو اپنے سینے میں محفوظ فرما کر پوری امت تک پہنچا بھی سکتے ہیں اور دین اسلام کی ایسی بنیاد بھی رکھ سکتے ہیں جو قیامت تک انشاء اللہ! زندہ و تابندہ رہے گی تو ہمیں بھی انڈیا سے کوئی خوف و خطرہ نہیں ہونا چاہئے کہ وہ ہم پر حملہ نہ کر دے۔ ہمیں کس چیز سے ڈرایا جاتا ہے؟ ہمیں اس چیز سے ڈرایا جاتا ہے جو ہمیں محبوب ترین ہونی چاہئے، شہادت کا تصور تو کیجئے!

خدا کی قسم! جنت تو ایسی جگہ ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، جس کو کسی کان نے نہیں سنا اور جنت کی حوریں اتنی خوبصورت ہیں کہ وہ سمندر میں تھوک دیں تو سارا سمندر میٹھا ہو جائے۔ جنتی ان حوروں کو چالیس سال تک مدہوشی کے عالم میں دیکھتا رہے گا مگر شہادت کی موت ان

حوروں سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔صحیح بخاری شریف کی روایت ہے کہ شہید کو جنت کی ساری نعمتیں دیدی جائیں گی پھر اللہ تعالیٰ اس شہید سے پوچھیں گے کہ تمہیں اور کیا چاہئے؟ وہ شہید کہے گا یااللہ! شہادت کے وقت جو مزہ آیا تھا مجھے وہی مزہ دوبارہ چاہئے یااللہ! مجھے پھر دنیا میں بھیج دیجئے! تاکہ میں دوبارہ شہید ہوکر وہی مزہ حاصل کروں۔

اللہ کے نام کی سربلندی:

آج اگر ہماری کسی سے ایک دومرتبہ ملاقات ہوجائے تو کہتے ہیں جی! ہمارا یہ پرانا دوست ہے،ہمیں اس سے محبت ہے چلو اس سے ملتے ہیں تاکہ دوبارہ ملاقات ہوسکے۔ہم اپنے ربّ سے معلوم نہیں روزانہ کتنی بار نمازوں میں سجدے کرکے ملاقات کرتے ہیں، روزانہ اسی نوے بار اس کو سجدہ کرکے اس ربّ سے وفاداری کا اعلان کرتے ہیں۔

ہمیں موت سے ڈرانے والو! ہم کسی غیر کے پاس نہیں جائیں گے ہم تو اس ربّ کے پاس جائیں گے جس کو الحمدللہ! رات کو بھی سجدہ کرتے ہیں اور دن کو بھی سجدہ کرتے ہیں، جس ربّ نے مجاہدین کو اپنا بندہ بنایا ہے، مجاہدین نے اس ربّ سے عرض کردیا ہے کہ......

یااللہ! اس دنیا میں تیری عظمت
قائم کرکے رہیں گے
اس دنیا میں تیری کبریائی
قائم کرکے دم لیں گے
یااللہ! تیری عظمت کے خلاف
ہم یہاں کسی کو نہیں کھڑا ہونے دیں گے
یااللہ! یہاں تیرے غیر کا امر چلے
ایسا نہیں ہونے دیں گے
یااللہ! یہاں کسی کا حکم چلے
ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے
یااللہ! تیری عظمت رہے گی
یااللہ! تیرا نام رہے گا

یااللہ! تیرا نام اونچا ہوگا
یااللہ! تیرا نام لینے والے اونچے ہوں گے
یااللہ! اسلام کی خاطر ہمیں ذلیل ہونا پڑا
ہم خودکو ذلیل کریں گے
یااللہ! ہمیں تہمتیں سہنی پڑیں
ہم تہمتیں برداشت کرلیں گے
یااللہ! اس اسلام کی خاطر
ہمارے ٹکڑے ہوجائیں
ہمیں یہ گوارا ہے
یااللہ! ہمیں کتے کھالیں
ہمیں یہ گوارا ہے
مگر تیرے نام کی عظمت پر بٹا لگے
خدا کی قسم! ہمیں یہ ہرگز گوارا نہیں

ہمارا خریدار تو ہمارا رب ہے:

دنیا میں اپنی عظمت کے خواب دیکھنے والو! جب تک لاالٰہ الا اللہ کہنے والا ایک مجاہد بھی زندہ ہے تم دنیا میں سپر پاور نہیں بن سکو گے، سپر پاور ایک ہے اور ایک رہے گی، اس کے علاوہ کسی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں کی تقدیر کا فیصلہ کرے۔ہم مسلمان ہیں اور مسلمان آزاد پیدا ہوتا ہے، ہم نے جب اپنے ربّ کو سجدہ کرلیا ہے تو اب اور کوئی ہمیں اپنے آگے سجدہ نہیں کراسکتا۔

ہمیں ایک اور فخر بھی حاصل ہے کہ ہمارا تعلق الحمدللہ! اکابر علماء دیوبند سے ہے اور میں بڑے شرح صدر کے ساتھ کہتا ہوں کہ دیوبند کے کسی مدرسہ کی چٹائی پر جس شخص نے اپنے استاد سے حدیث کا سبق پڑھا ہے اسے کوئی نہیں خرید سکتا، اسے کوئی نہیں جھکا سکتا۔

لوگ ہمارے بارے میں کہتے ہیں کہ انہیں ایجنسیاں خرید لیں گی، لوگو! ہمیں تو ہمارے ربّ نے خرید لیا ہے، وہ ہمارے مال وجان کا خریدار بن چکا ہے، ہم اپنی جان بھی اسے بیچ چکے

ہیں، اپنا مال بھی اسے بیچ چکے ہیں، اب دنیا میں اور کون ہوتا ہے جو ہماری بولی لگا سکے؟ الحمدللہ! ہم علماء دیو بند سے تعلق رکھتے ہیں، ہم میں سے کسی کو نہیں خریدا جاسکتا۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جہاد کو جتنی سنجیدگی سے لینا چاہئے تھا، جہاد کو جس طرح بلند کرنا چاہئے تھا، جہاد کو جس طرح منظم کرنا چاہئے تھا اور جہاد کو جس طرح مضبوط بنیادوں پر چلانا چاہئے تھا حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ شرمندہ ہیں کہ جہاد کا حق ادا نہیں کر سکے۔

قیدی مجاہد کس سے فریاد کریں؟

جہاد میں ضروری ہوتا ہے کہ سارے مسلمان خواہ وہ روحانیت کی بلندیوں پر ہوں یا کسی علاقے میں جا کر مزدوری کر رہے ہوں، وہ اپنا ایک امیر منتخب کریں اور اس امیر کو اتنا طاقتور بنا دیں اور اپنی ساری قوتیں اور صلاحیتیں اس امیر کے پاس اس طرح سے جمع کرادیں کہ وہ امیر مسلمانوں کا مرکز بن جائے، جب وہ مسلمانوں کا مضبوط مرکز بنے گا تو......

دنیا میں کسی مسلمان کے چہرے پر
کوئی کافر تھپڑ نہیں مار سکے گا
دنیا میں کسی مسلمان پر
کوئی کافر ہاتھ نہیں اٹھا سکے گا
دنیا میں کسی مسلمان کے ساتھ
ظلم کی بات نہیں کی جاسکے گی
آج جموں کی جیل میں ہمارے ساتھی قید ہیں
ان میں ایسے مجاہدین کرام بھی ہیں
جن کا اللہ کے ہاں بہت بڑا مقام ہے
روزانہ ایک ایک قرآن ختم کرنے والے بھی وہاں ہیں
ساری ساری رات جاگنے والے بھی ہیں
مگر ان پر ظلم وتشدد کیا جارہا ہے
ان کی ڈاڑھیاں نوچی جاتی ہیں
ان کے چہروں پر پیشاب کیا جاتا ہے

انہیں پیشاب پینے پر مجبور کیا جاتا ہے
وہ مجاہد ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ
کاش! مسلمانوں کا کوئی امیر ہوتا
کاش! کوئی مسلمانوں کا قائد ہوتا
کاش! کوئی مجاہدین کا رہبر ہوتا تو
ہم ایک پرچی لکھ کر اسے بھیج دیتے کہ
فلاں فلاں شخص ہم پر ظلم کرتا ہے
اس کفر کے سرغنے کو ماردو
جس کے ظلم کی وجہ سے راتوں کو آہیں بلند ہوتی ہیں
جس کی وجہ سے قرآن کی تلاوت متاثر ہوتی ہے
جو ظالم انہیں چیلنج دیکر کہتا ہے کہ
میں تمہارے اوپر ظلم کرتا رہوں گا
مجھے کوئی خوف وخطرہ نہیں
مجھے اس سے کوئی نہیں روک سکتا
مگر وہ قیدی مجاہد اپنی فریاد کس کو لکھیں؟
پیچھے گروہ ہیں
پیچھے تفرقے ہیں
پیچھے اختلافات ہیں
ہر شخص دوسرے کا دشمن ہے
مجاہد غیرت مند تھے
مگر وہ آپس کے اختلاف میں الجھ گئے
بتاؤ! جموں جیل والے کس سے کہیں کہ
سری نگر جیل میں فلاں ظالم اہلکار کا خاتمہ کردو!
تاکہ اسلام کو عزت وعظمت حاصل ہو

بتاؤ! جموں جیل والے کس کو خط لکھیں کہ
فلاں ظالم فوجی کو ہلاک کردو تاکہ اسیر قیدیوں کو راحت ملے
ان قیدی مجاہدین سے کوئی رابطہ نہیں کرسکتا
آج ان سے کوئی تعلق نہیں رکھ سکتا

مسلمان قیدی اور ظالم عیسائی:

لیکن ذرا ماضی کی طرف دیکھئے! حضرت معاویہ ؓ کے زمانے میں رومیوں نے ایک مسلمان کو گرفتار کرلیا اور اسے اپنے عیسائی بادشاہ کے دربار میں لاکھڑا کیا، بادشاہ اس قیدی سے سوال وجواب کرنے لگا، وہ مسلمان سمجھتا تھا کہ میں اکیلا نہیں ہوں، میں تفرقے میں بٹی ہوئی کسی امت کا فرد نہیں ہوں، اس نے بادشاہ کو دوٹوک سنا دیں۔ ایک رومی جرنیل بیٹھا تھا اس کو غصہ آیا کہ تو رومیوں کے بادشاہ سے گستاخی کرتا ہے، اس نے آگے بڑھ کے اس مسلمان قیدی کو تھپڑ مار دیا، مسلمان کے چہرے پہ تھپڑ لگا تو اس کی زبان سے نکلا:

"اے امیر معاویہ! آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم پر ظلم کیا جارہا ہے، قیامت کے دن اللہ کے سامنے جواب ڈھونڈ کے رکھنا"

حضرت امیر معاویہ ؓ کا کوئی جاسوس اس محل میں موجود تھا، مسلمان اپنے قیدیوں سے غافل نہیں تھے، ان کا جاسوسی کا بہترین نظام تھا، جاسوس نے خبر پہنچائی کہ ایک مسلمان قیدی کے چہرے پر تھپڑ لگا ہے اور اس قیدی نے اپنا اور آپ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا ہے۔ حضرت امیر معاویہ ؓ بے چین ہوگئے اور اپنے فوجی جرنیل کو بلا کر کہا:

"یہ خزانہ ہے اور یہ اس کی چابیاں ہیں مگر چند دن کے اندر اندر میرے دربار میں مسلمان قیدی اور وہ ظالم جرنیل حاضر ہونے چاہئیں"

چنانچہ خزانوں کے دروازے کھول دیئے گئے، پیسوں کے انبار لگا دیئے گئے اور ایسی کشتیاں تیار کی گئیں جن کے اندر خفیہ چپو چلتے تھے۔ بالآخر دو تین مہینے کی محنت کے بعد دنیا نے وہ منظر دیکھا کہ وہ رومی جرنیل حضرت امیر معاویہ ؓ کے سامنے بندھا بیٹھا تھا اور وہ مسلمان قیدی کھڑا تھا، آپ نے اس مسلمان قیدی سے فرمایا کہ مارو اس ظالم کے چہرے پر تھپڑ! تاکہ پتا چلے کہ......

خدا ایک ہے
رب ایک ہے
اس کا کلمہ پڑھنے والے
نہ کسی رومی کو کچھ جانتے ہیں
نہ کسی پادری کو کچھ سمجھتے ہیں
سپر پاور صرف اللہ ہے
اس کے ماننے والے
دنیا میں عظمت سے رہتے ہیں
اس کے ماننے والے
دنیا میں قوت سے رہتے ہیں
اس کے ماننے والے
دنیا میں شان سے ساتھ رہتے ہیں

رومی کے چہرے پر تھپڑ لگا، حضرت امیر معاویہ ؓ نے کہا، کھول دو اسے، پھر اس سے کہا ہم تمہیں آزاد کرتے ہیں، اور تمہیں ہدیے دیتے ہیں مگر روم کے بادشاہ سے کہہ دینا کہ "مسلمان کا چہرہ اس لئے نہیں ہوتا کہ اس پر تھپڑ مارا جائے"

مسلمانوں کا جب ایک امیر ہوتا تھا تو رومیوں کے دربار میں کھڑے قیدی بھی تحفظ محسوس کیا کرتے تھے مگر آج کس طرح ان قیدیوں کا تحفظ ہو۔ آج کتوں کے تو محافظ ہیں مگر مسلمانوں کے حقوق کی بات کرنا جرم ہے، آج دنیا میں جانوروں کے حقوق کی بات کرنے والے تو موجود ہیں مگر مسلمانوں کے حقوق کی بات اس لئے نہیں کی جاتی کہ مسلمانوں نے ابھی تک جہاد کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔

جہاد کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانیے!

اللہ کی قسم! اگر ہم جہاد کو سنجیدگی سے اپنالیں تو اگرچہ ہم چند افراد ہوں مگر دنیا میں کسی کو ہمت نہیں ہوگی کہ وہ ہمارے خلاف آواز بلند کرسکے، یہ بات میں پورے وثوق اور شرح صدر کے ساتھ کہہ رہا ہوں، پورا قرآن مجید یہی بات کہتا ہے، حدیث رسول ﷺ بات بیان کرتی

ہے۔اول تو ہم نے کافی عرصہ جہاد کو چھوڑے رکھا اور ہماری ماؤں کو وہ لوریاں بھول گئیں جو وہ اپنے بچوں کو سنایا کرتی تھیں، ہمیں پیدا ہوتے ہی آزادی نہیں غلامی کا تصور سکھایا جاتا ہے تاکہ ہم تہذیبی طور پر، ثقافتی طور پر اور معاشی طور پہ ایسے غلام ذہنیت والے بن جائیں کہ نہ آزادی کا تصور کرسکیں اور نہ ہی آزادی کی بات کرسکیں۔

دنیا میں جہاد کے خلاف بڑے بڑے ادارے بنادیئے گئے ہیں تاکہ جہاد دنیا سے مٹ جائے، ختم ہوجائے۔مرزا قادیانی ملعون نے جہاد کے خلاف وساوس اور شکوک وشبہات پھیلا دیئے کہ جہاد کرنے کے لئے فلاں چیز ضروری ہے اور جہاد کرنے سے پہلے فلاں عمل ضروری ہوتا ہے؛

میں شرح صدر سے کہتا ہوں کہ……

بے شک جہاد کے لئے ایمان کی ضرورت ہے
جہاد کے لئے مسلمان ہونے کی ضرورت ہے
جو مسلمان کلمہ پڑھتا ہے
اس مسلمان پر نماز بھی فرض ہے
اس مسلمان پر روزہ بھی فرض ہے
اگر اس کے پاس مال موجود ہے تو
اس مسلمان پر زکوۃ بھی فرض ہے
اگر دنیا میں کفر کی یلغار ہو
اگر مسلمانوں کے علاقے کافروں کے قبضے میں ہوں تو
اس مسلمان پر جہاد بھی فرض ہے

ہم کافی عرصے تک اس اہم فریضہ کو فراموش کئے رہے، دنیا میں نئی نئی طاقتیں وجود میں آنا شروع ہوگئیں۔اللہ جزائے خیر دے افغانستان کے علماء کو جنہوں نے کھڑے ہوکر جہاد کے مسئلے کو سنجیدگی سے لیا اور دوبارہ قرآن مجید سے پوچھا کہ روسی مسئلے کا حل کیا ہے؟ سوویت یونین کا علاج کیا ہے؟ قرآن نے انہیں جواب دیا کہ دنیا میں بڑے بڑے جابر آئیں گے، دنیا میں بڑے بڑے ظالم آئیں گے سب کا علاج جہاد ہے، چنانچہ بے سروسامانی کی حالت میں انہوں

نے درانتیاں اٹھائیں، کلہاڑے اٹھائے، بندوقیں اٹھائیں اور جہاد کے مسئلے کو سنجیدگی سے لیا، جہاد کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔

ایک زمانہ تھا کہ دنیا کے شمال میں سوویت یونین کی حکومت تھی، درانتی اور کلہاڑے کی حکومت تھی، خدا کے وجود کا انکار کرنے والوں کی حکومت تھی، زندیقوں اور ملحدوں کی حکومت تھی۔

افغان جہاد کی برکات دیکھئے کہ آج دنیا کے شمال میں سوویت یونین کی بجائے دنیا کا سب سے بڑا طاقتور حکمران ایک مولوی نظر آرہا ہے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد جو……

نہ کسی کلہاڑے کو مانتا ہے
نہ کسی درانتی کو مانتا ہے
نہ کسی رنگ برنگے کو مانتا ہے
نہ کسی ستارے کو مانتا ہے
وہ ایک ربّ کو مانتا ہے
وہ اسی ایک کو سجدہ کرتا ہے
وہ اسی ایک سے مانگتا ہے
وہ اسی کے سامنے جھکتا ہے
آج دنیا کہہ رہی ہے کہ وہ
کوفی عنان سے بھی زیادہ طاقتور ہے

ایک زمانہ تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ مولوی بچارے پتا نہیں دنیا میں پیدا کیوں ہوگئے ہیں؟ جب میں انڈیا کی جیل میں تھا تو وہاں کے اخبارات میں تین دن تک ایک عجیب خبر چھپتی رہی۔اور ہمارے اکابر علماء نے چٹائی کے اوپر بیٹھ کر جو باتیں بتائیں تھیں ان کی صداقت آنکھوں کے سامنے آتی رہی، خبر کیا تھی؟

انڈیا کا متعصب وزیر داخلہ لال کرشن ایڈوانی پریس کانفرنس میں کہتا ہے کہ ہمارا طیارہ اغواء ہوچکا ہے، ہمارے ایک سو ساٹھ آدمی اور طیارے کے عملے کی جان خطرے میں ہے، ہم مسلسل اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح سے ہمارا رابطہ ملا محمد عمر مجاہد سے ہوجائے مگر تین دن کی مسلسل

کوشش کے باوجود ہمیں کامیابی نہیں مل رہی، اب ہم نے ایک ذریعہ تلاش کر لیا ہے، متحدہ عرب امارات کے ایک شخص نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمارا رابطہ ملا محمد عمر مجاہد سے کرا دیگا، جب ہمارا رابطہ ملا محمد عمر سے ہو جائے گا تب ہم اپنی عوام سے کہہ سکیں گے کہ طیارے کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

مسلمانو، ذرا غور کرو! دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت اور ایک ارب آبادی والا ملک، اس کا وزیر داخلہ ایک ملاّ سے ملنے کے لئے، اس تک اپنی بات پہنچانے کے لئے تین دن سے اپنی ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ کوفی عنان کا دفتر کھلا ہوا تھا، اقوام متحدہ کا دفتر کھلا ہوا تھا، دنیا کے سارے ملک انڈیا سے کہہ رہے تھے کہ طیارے کے معاملے میں ہر قسم کا تعاون کرنے کیلئے ہم تیار ہیں مگر تلاش کسے کیا جا رہا تھا؟

جہاد کو کھیل اور سیاست نہ بنائیے:

جہاد کو سنجیدگی سے لینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج مسلمانوں کو یہ عزت، یہ شوکت، یہ دبدبہ اور یہ مقام نصیب ہو گیا ہے کہ پہلے کسی مسلمان کو دنیا میں کہیں سر چھپانے کی جگہ نہیں ملتی تھی مگر آج پناہ گاہ اور امن کا گہوارہ ہے تو وہ افغانستان ہے۔

آج سب سے زیادہ زور اس پر دیا جا رہا ہے کہ اگر تم نے جہاد کو سنجیدگی سے لیا تو تمہارے اوپر معاشی پابندیاں لگ جائیں گی اور تمہیں بھوکا پیاسا مار دیا جائے گا۔ افغانستان والوں نے جہاد کو سنجیدگی سے لیا ہے یا نہیں لیا؟ دنیا والوں نے ان پر اقتصادی پابندیاں لگائی ہیں یا نہیں؟ جن لوگوں نے پابندیاں لگائی ہیں وہ تو تھوڑی سی ڈبل روٹی اور بسکٹ کھاتے ہیں مگر افغان دو وقت کی روٹی کھا رہے ہیں، اس روٹی کو اگر یہ پابندی لگانے والے دیکھ لیں تو انہیں بدہضمی ہو جائے، یہ لوگ آلو کا سوپ پی کر خوش ہوتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ آج ہم نے آلو کا سوپ پیا ہے اور پھر ڈکار لیتے پھرتے ہیں، افغانی تو بکرے کھا کر بھی ڈکار نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے افغانستان میں زمین و آسمان کی برکات نازل کر دیں مگر پاکستان کا مسلمان ابھی یہ سوچ رہا ہے کہ جہاد کو کھیل و سیاست بنائے رکھیں یا اسے سنجیدگی سے لے لیں۔

میرے مسلمان بھائیو! اور عزیز دوستو! جب تک جہاد کے بارے میں غفلت تھی، تو تھی۔

اس وقت الحمد للہ! شہداء نے اپنا پاکیزہ خون دیکر وہ غفلت توڑ دی ہے، ایک وقت تک جہاد کے بارے میں بے خبری اور لاعلمی تھی لیکن اس وقت ہمارے اکابر علماء نے اپنی تقریروں، بیانات اور تحریروں سے اس جمود کو بھی ختم کر دیا ہے۔ آج جہاد کے موضوع پر لٹریچر عام ملتا ہے، کتابیں ملتی ہیں، کیسٹیں ملتی ہیں اور ہر گلی کوچے میں جہاد کی ٹریننگ کئے ہوئے مجاہد بھی موجود ہیں، آج جہاد کا نام اتنا اجنبی نہیں رہا جتنا کل تک اجنبی تھا۔

میرے مسلمان بھائیو! ایک اہم بات ذہن میں رکھیں اور اسے نہ بھلانے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آج دنیا نہیں چاہتی کہ مسلمان جہاد کریں، یاد رکھو! کافروں کو مسلمانوں کے کسی عمل سے اتنا ڈر نہیں جتنا جہاد سے ڈر ہے، اس لئے وہ اپنی اس کوشش میں تو ناکام ہو گئے کہ مسلمان جہاد سے رکے رہیں، اللہ کے فضل سے مسلمان جہاد سے نہیں رکے اور ہزاروں نوجوان اس مبارک میدان میں نکل چکے ہیں۔

اب کافروں کی کوشش ہے کہ جہاد کو سنجیدہ مسئلہ نہ بننے دیا جائے، جس طرح قرآن ہمیں جہاد کا حکم دیتا ہے، جس طرح حدیث میں جہاد آیا ہے، جس طرح سے صحابہ کرام نے جہاد کیا ہے اس جہاد کی طرف مسلمانوں کو نہ جانے دیا جائے اس لئے کہ افغانیوں کو اس اصل جہاد کی طرف جانے دیا تو وہاں ملا محمد عمر مجاہد پیدا ہو گیا۔ اگر دوسرے مسلمانوں کو اس اصل جہاد سے نہیں روکو گے تو کوئی بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو جائے گا، ان کو کوئی ایسا ہی جہاد کرنے دو جس کی وجہ سے ان میں تفرقے ہوں، اختلافات ہوں، جس کی وجہ سے یہ ایک دوسرے پر الزامات لگائیں اور ایک دوسرے کے خلاف بولیں، انہیں مسائل میں الجھائے رکھو! انہیں کبھی جمع نہ ہونے دو! جہاد کو کبھی طاقتور نہ ہونے دو! آج ساری دنیا کی توجہ اس کام پر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر پاکستان میں موجود مجاہدین نے بلکہ صرف ایک طبقے نے اپنے دلوں سے بغض، عناد اور یہ روز روز کی فضول باتیں اور بے کاریاں نکال کر جہاد فی سبیل اللہ کو تھام لیا اور اسے مضبوطی اور سنجیدگی سے لے لیا اور اسے......

وہی جہاد بنا لیا جس میں اللہ جان و مال کا خریدار ہوتا ہے

وہی جہاد جس میں مجاہد کا ہاتھ خیانت سے محفوظ رہتا ہے

وہی جہاد جس میں مجاہد کی زبان پر سوائے ذکر کے اور کچھ جاری نہیں ہوتا

وہی جہاد جس میں مجاہد اپنی عظمت کی نہیں اللہ کی عظمت کی بات کرتا ہے
وہی جہاد جس میں نکلنے کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھنے کا کوئی خیال نہیں ہوتا
وہی جہاد جس میں ایک امیر ہوتا ہے باقی سارے مامور ہوتے ہیں
وہی جہاد جس میں صرف ایک امیر کی چلتی ہے
وہی جہاد جس میں امیر پر صرف شریعت کی چلتی ہے
وہی جہاد جس میں امیر صرف شریعت کا تابع ہوتا ہے
وہی جہاد جس میں سارے مجاہدین امیر کے تابع ہوتے ہیں
وہی جہاد جسمیں شہداء کے خون کا انتقام لینے کیلئے
سب مجاہد متحد ہو کر کھڑے ہوتے ہیں
وہی جہاد جس میں تو تو، میں میں نہیں ہوتی
وہی جہاد جس میں الزام تراشیاں نہیں ہوتیں
وہی جہاد جس میں فضولیات ولغویات نہیں ہوتیں

بلکہ اس جہاد کا نقشہ کچھ یوں ہوتا ہے کہ مدینہ میں یہ اعلان ہوتا ہے: ''حی علی الجہاد، حی علی الجہاد'' (آؤ جہاد کی طرف! آؤ جہاد کی طرف!) لوگ جہاد کیلئے نکل رہے ہیں، بچے، جوان، بوڑھے، عورتیں سب جہاد کے لئے نکل رہے ہیں، بچے بھی پنجوں کے اوپر کھڑے ہو کر اپنا قد بڑا دکھا رہے ہیں۔ ہمارے بچے بھی یہی جذبہ لیکر جہاد میں نکل پڑیں، عورتیں مجاہدین کو پانی پلانے کے لئے مجاہدین کے ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہیں، ہماری عورتوں کے اندر بھی یہی جذبہ پیدا ہو جائے تو بہت جلد فتح ہمارے قدم چوم لے گی۔

وہ عجیب منظر تھا کہ ہر شخص کے دل میں ایک جذبہ موجزن تھا، ہر شخص کے دل میں اپنے ربّ سے ملنے کی تمنا تھی، معذور اپنے آپ کو گھوڑوں سے باندھ رہے تھے، بوڑھے آپس میں مشورے کر رہے تھے کہ دیکھو! تمہاری ہماری زندگی تو تھوڑی سی رہ گئی ہے اگر اس بوڑھی جان کو اللہ تعالیٰ قبول کرلے تو اس سے بڑی سعادت کیا ہوگی؟ چنانچہ لشکر روانہ ہوتا ہے، ایک امیر کی بات مانی جاتی ہے، ہر مجاہد کی نظر دوسرے پر ہے کہ کہیں میرا بھائی بھوکا تو نہیں رہ رہا، کہیں اسے تکلیف تو نہیں؟ کہیں اسے زخم تو نہیں لگا؟ کہیں یہ پیاسا تو نہیں؟

پھر جب مجاہدین میدان جنگ میں پہنچے، مسلمانوں اور کافروں کی صفیں آمنے سامنے ہوگئیں، تو آسمانوں سے اعلان ہوتا ہے کہ اے فرشتو! جب زمین پر مجاہدین صفیں بنائیں تو تم بھی آسمانوں پر صفیں باندھ لینا! جبرائیل امین کو قیامت تک کے لئے ایک ہزار فرشتے دے دیئے گئے کہ جب زمین پر مجاہدین کی صفیں لگیں تو تمہیں بھی صفیں لگانی ہوں گی، مجاہدین کی مدد کے لئے تمہیں بھی زمین پر اترنا ہوگا، فرشتے آسمانوں سے اتر رہے ہیں مجاہدین زمین پر کھڑے ہیں۔

حوریں اجازت مانگ رہی ہیں کہ یا اللہ! پہلے آسمان پر جانے دے آج تو زمین پر جو منظر نظر آئیگا وہ دیکھنے کا منظر ہوگا، آج اللہ کے نام پر جان دینے والے میدان میں کھڑے ہیں یا اللہ! آج جنت سے نکال کر ہمیں پہلے آسمان پر لے جا! حوروں کو پہلے آسمان پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ لڑائی شروع ہوتی ہے کوئی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتا، ہر ایک دوسرے کے تحفظ کیلئے فکر مند ہے، نبی کے چہرے سے تیر، اپنے ہاتھوں پر روکے جا رہے ہیں، تیروں کو سینوں پہ روکا جا رہا ہے۔

ایک صحابی زخمی ہو کر گر پڑے، ان کے منہ سے پانی لگتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ دوسرے کو پلاؤ! میری پیاس بجھ گئی ہے، وہ کہتا ہے کہ اگلے کو پلاؤ! اس کا خیال رکھو! مگر سارے شہید ہو جاتے ہیں لیکن اسلام پر آنچ نہیں آنے دی۔ شہداء کو اٹھا کر دفن کر رہے ہیں اور ہاتھوں کو جھاڑ رہے ہیں، جب وہ جہاد سے واپس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یا اللہ! ہم کچھ دنوں کیلئے جا رہے ہیں پھر تیرے رستے میں انہیں میدانوں میں نظر آئیں گے۔

میرے مجاہد ساتھیو! نہ وہاں مرتبوں کے جھگڑے تھے، نہ وہاں گروپ بندیاں تھیں اور نہ ''میری تیری'' چلنے کی بات تھی، جب دنیا میں ربّ کی چلائی ہے تو ہمیں اپنی چلانے کی ضرورت کیا ہے؟ اپنی اطاعت اور اپنی عزت کیلئے محنت کرنے والو! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے یہاں اس سے ذلیل عمل اور کوئی نہیں ہوگا، خواہ وہ میں کروں یا کوئی اور کرے، ہم دنیا میں لوگوں کو اپنے سامنے جھکانے کیلئے نہیں آئے، اللہ کے سامنے جھکانے کے لئے آئے ہیں۔

یاد رکھو! جس کے دل میں اتنی بھی تمنا ہے کہ لوگ مجھے کھڑے ہو کر ملیں تو اس کی آخرت خطرناک بن جاتی ہے، چہ جائے کہ کونوں اور خلوتوں میں بیٹھ کر اس چیز پر عہد ومعاہدے کئے جائیں کہ جو میں کہوں گا بس وہی ہوگا۔ آؤ میرے ساتھیو! ہم سب اللہ تعالیٰ کیلئے جمع ہو جائیں

اور پھر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کسی ایک امیر کی اطاعت میں جمع ہو جائیں۔ کیا یہ چیز ہمارے لئے مفید نہیں ہوگی؟ چنانچہ اب ہم سب کو چار کام کرنے ہیں۔

چار کام:

میرے مجاہد بھائیو! اور میرے مجاہد دوستو! چار کام کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ! اگر آپ حضرات نے دائیں بائیں سے اپنے کان بند کر کے ان چار کاموں کا آغاز کر دیا تو انشاء اللہ! جس طرح ۳۱/ دسمبر کو انڈیا کا وزیر خارجہ مجھ جیسے ایک چھوٹے طالبعلم کو اپنے جہاز میں بغیر پاسپورٹ کے، بغیر ٹکٹ اور بغیر ویزہ کے مفت اپنے نوے کمانڈوز کے ساتھ لاکر دارالکفر سے دارالاسلام چھوڑ کر واپس چلا گیا ہے۔ اگر تم نے یہ چار کام کر لئے تو انڈیا کا وزیر اعظم کشمیر کو اسی طرح ہمارے حوالے کرے گا۔ یہ مشرک بابری مسجد کے بارے میں بھی یہی کہیں گے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہم شرمندہ ہیں، دوبارہ تعمیر کر کے دیں گے لیکن اس کے لئے ہمیں اپنے اندر تھوڑی سی تبدیلیاں لانی ہوں گی۔ میرے بھائیو! آج میرا مقصد تقریر کرنا نہیں بلکہ خود کو اور آپ حضرات کو ان چار اہم امور کی دعوت دینا ہے۔

اعلیٰ مقصد وسنجیدگیٔ عمل:

پہلا کام یہ ہے کہ آج سے ہم سب جہاد کو اپنا سب سے سنجیدہ کام سمجھیں، سچی بات یہ ہے کہ جہاد کو ہم نے اتنی سنجیدگی سے نہیں لیا جتنا ہم گھر کے کسی چھوٹے بچے کو سنجیدگی سے لیتے ہیں، ہم نے جہاد کو ایک کھیل سمجھ لیا ہے، جہاد ایک کھیل ہے کر لیا کر لیا نہ کیا نہ کیا، جہاد کے بہت سے اہم اصول وضوابط ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، پورے ہو گئے ہو گئے نہ ہوئے نہ ہوئے۔ ذرا سی تکلیف آئی تو جہاد چھوڑ دیا اور جا کر ایک کونے میں بیٹھ گئے، بھلا جہاد بھی کوئی چھوڑنے کی چیز ہے؟

آج اگر کوئی دوکاندار سودا کر کے چیز نہ دے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے دھوکہ کیا ہے، تم مجاہدین نے تو اللہ کے ساتھ سودا کیا ہوا ہے، تم نے تو کہا ہے کہ یا اللہ! ہم اپنی جان ومال بیچنے کیلئے جہاد کے میدانوں میں نکلے ہیں، تو ہمارا خریدار بن جا! جب اللہ تعالیٰ نے تمہاری جان ومال کو خرید لیا، اب اس سودے کو پیش نہ کرنا اور ڈرے چھپتے پھرنا یہ کہاں کا انصاف ہے؟

ہم اپنے گھر کے نظم وضبط میں کسی کو اس کا اختیار نہیں دیتے کہ وہاں دو اشخاص کی چلے،

وہاں صرف ایک ہی کی چلتی ہے اور ایک ہی سربراہ ہوتا ہے خواہ کوئی سفارش ہی کیوں نہ کرے۔ بچوں کی شادی کے معاملہ کو سنجیدہ سمجھا جاتا ہے، اس میں کتنی غور وفکر کی جاتی ہے، بعض دفعہ سخت موقف اختیار کیا جاتا ہے کہ بیٹی کی شادی میں کہیں غلطی نہ ہو جائے، بیٹے کی شادی میں کہیں غلطی نہ ہو جائے، کتنے لوگ رشتہ مانگنے کے لئے آتے ہیں مگر مروت سے کام نہیں لیا جاتا کیونکہ بیٹی کی زندگی کا مسئلہ ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! جہاد ایک بیٹی کا نہیں لاکھوں مسلمان بیٹیوں کا مسئلہ ہے، چیچنیا کی بیٹیاں آج کہاں جائیں؟ ان کے سروں پر تو اب صرف آسمان ہے، وہ آسمان تلے بیٹھی ہوئی ہیں، ان کی مدد کیلئے کوئی پہنچ بھی نہیں سکتا۔ اپنی ایک بیٹی کی شادی کے لئے اتنے خرچے، اتنے مشورے اور اتنی شدت کہ پورے خاندان کو ناراض کرتے ہوئے ہم نہیں گھبراتے مگر جہاد کے مسئلے کو سنجیدگی سے لیکر ایک امیر کی اطاعت میں، ایک طرف اور یکسو ہو کر پوری قوت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے؟ حالانکہ آج کشمیری بہنوں کا مسئلہ ہے، کشمیری ماؤں کا مسئلہ ہے، ہماری مائیں اور بہنیں نیلام کی جا رہی ہیں۔

آج تو ہمارے بارے میں یہ طعنے کسے جاتے ہیں کہ پاکستانی تو اتنے بے غیرت ہیں کہ چند ٹکوں پر اپنی ماں کو بیچ دیتے ہیں۔ وہی اپنی ماؤں کو بیچنے والے، وہی اپنی بہنوں کی بولی لگانے والے، وہی اپنی ماؤں بہنوں کے ساتھ بدکاری کرنے والے۔ یہ طعنے ہم پر اس لئے کستے ہیں کہ ہم نے جہاد کو سنجیدگی سے نہیں لیا، اب تک ہم نے جہاد کو ایک کھیل کو سمجھ کر ایک عام مسئلہ کی طرح لیا ہوا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مسلمان بے غیرت ہو گئے؟ مسلمان آج بھی الحمدللہ! اتنے غیرت مند ہیں کہ انڈیا کے وزیر داخلہ نے پارلیمنٹ کے اجلاس میں میرے بارے میں کہا تھا کہ ”ہم نے اس مولوی کو پکڑا ہے، اس کا جنازہ جیل سے اٹھے گا“......

مگر مسلمان اتنے غیرت مند ہیں کہ
کچھ نے مصلّے تھام لئے
کچھ سجدوں میں گر گئے
کچھ نے کعبۃ اللہ کے غلاف پکڑ لئے

کچھ نے فضاء میں کمندیں ڈالیں

مسلمان تو غیرتمند ہیں، مسلمان تو اپنے معاملات میں ہمیشہ سے بہت حساس رہے ہیں، افسوس یہ ہے کہ جہاد کو سنجیدگی سے نہیں لیا گیا، جہاد کو ایک عام سا مسئلہ سمجھ لیا گیا ہے کہ وقت ملا دے دیا، نہ دیا تو نہ دیا! ہم لوگ جہاد کی گہرائی اور حقیقت تک ابھی تک نہیں پہنچ پائے۔

جہاد کہاں پہنچ کر اپنے نتائج دیتا ہے؟ ہم ان نتیجوں تک دو قدم پہنچ کر یا تو کسی مروت کا شکار ہو جاتے ہیں یا کسی سازش کا شکار ہو جاتے ہیں اور مظلوم مسلمان مائیں بہنیں روتی رہتی ہیں اور ہمارے قافلے وہیں رک جاتے ہیں......

جہاد میں تو ایک یلغار ہوتی ہے
جہاد میں تو ایک طوفان ہوتا ہے
جہاد میں تو یکجہتی کا عمل ہوتا ہے
جہاد میں تو اخوت ہوتی ہے

جہاد کے معاملے میں تو اتنی سنجیدگی ہوتی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ حضرت فاروق اعظمؓ کی نہیں مان رہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کہتے ہیں کہ اے خلیفۃ المسلمین! ذرا خیال کیجئے کہ کہاں کہاں اسلامی لشکر بھیج دیئے! یہ لوگ نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں، روزے بھی رکھ رہے ہیں سب کچھ کر رہے ہیں صرف زکوٰۃ نہیں دے رہے، یہ مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن آپ ان لوگوں کی طرف لشکر نہ بھیجئے کیونکہ اگر آپ نے ادھر لشکر بھیج دیا تو مسلمانوں کی قوت بکھر جائے گی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ اے عمر! تمہیں کیا ہو گیا؟ آپ زمانہ جاہلیت میں تو بہت بہادر ہوا کرتے تھے، اب یہ بزدلی اور ڈرنے والی باتیں کہاں سے آ گئیں؟ خلیفۃ المسلمین نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ زکوٰۃ میں آنے والی ایک رسی کا بھی انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا، پیچھے ہرگز نہیں ہٹوں گا اور یاد رکھو! یہ دین اسلام جس طرح سے مجھے پیارے نبی ﷺ دیکر گئے ہیں اسی طرح سے میں اپنے بعد والے خلیفہ کے سپرد کر کے جاؤں گا۔ اس میں ایک رائی کے دانے کے برابر کمی کر لی جائے اور صدیق زندہ رہے ایسا ناممکن ہے''

جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جہاد کو اتنی سنجیدگی کے ساتھ لیتے ہیں تو ہم جہاد کو اتنی سنجیدگی

کے ساتھ کیوں نہیں لیتے؟ ہمیں چاہئے کہ ہم اچھی طرح جہاد کے لئے تیار ہوں۔

میرے عزیز دوستو! اور مجاہد ساتھیو! آج کے بعد پہلا کام یہ کرنا ہے کہ جہاد کو اپنی شادی سے بھی زیادہ سنجیدہ لینا ہے، بیوی سے بھی زیادہ سنجیدہ لینا ہے......

جس چیز میں کعبہ کا تحفظ ہے
جس چیز میں اللہ کی عظمت کا تحفظ ہے
جس چیز میں رسول اللہ ﷺ کے نام کا تحفظ ہے
جس چیز میں خلافت کا وعدہ ہے
کیا یہ (جہاد) اس لئے ہے کہ
اسے کھلونا بنایا جائے
کیا یہ جہاد اس لئے ہے کہ
آپس میں دفتروں میں لڑائیاں کی جائیں
کیا یہ جہاد اس لئے ہے کہ
روز روز نئے گروپ تشکیل دیئے جائیں

ہم نے اپنے مجاہد بھائیوں میں یہ صدا لگا دی ہے کہ سارے مجاہد اکٹھے ہو جاؤ! اللہ کے لئے دیدو قربانی! آج اگر ہماری مائیں زیورات اتار اتار کر پھینک رہی ہیں اور بہنیں اپنا سونا اللہ کی راہ میں لٹا رہی ہیں تو تم بھی ان ناموں کے قلادے اپنے گلے سے اتار پھینکو! آؤ! متحد ہو کر فتنوں کے تمام نام و نشانات مٹا دیں۔

جہاد کو اب سنجیدگی سے لینے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

جہاد کو زندگی کا بہترین اور اعلیٰ مقصد بنانے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

میرے مجاہدو! جہاد کو سنجیدگی سے لے لو! جس نے ٹریننگ مکمل نہیں کی ابھی سے مکمل کر لے، مسلمان کہلانا اور جہاد کی ٹریننگ کا نہ ہونا؟ یہ بات آج تک ہمیں سمجھ میں نہیں آ سکی اس لئے کہ قرآن وحدیث نے دو طبقے ذکر کئے ہیں، ایک تو مجاہدین ہیں جو میدانِ جہاد میں جا کر لڑ رہے ہیں اور جانیں دے رہے ہیں اور دوسرے پیچھے رہ جانے والے ہیں جو جہاد میں جانے کیلئے تڑپ رہے ہیں مگر وہ دینی اور علمی خدمات میں مصروف ہونے کی وجہ سے مجبور ہیں، انہیں

امیر، جہاد میں جانے کی اجازت نہیں دیتا تاکہ مدرسے نہ اجڑ جائیں، خانقاہیں نہ اجڑ جائیں مگر ان کے دل جہاد میں اٹکے ہوئے ہیں وہ دعائیں کررہے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں جہاد میں لے جا!

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ایک مسلمان کے لئے جہاد یا جہاد کی نیت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر جہاد بھی نہیں کرتے اور نہ جہاد کی نیت کرتے ہو تو پھر منافقت کی موت کے لئے تیار ہو جاؤ!

قرآن مجید میں منافقین کے بارے میں ہے کہ منافقین کہا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ! جہاد کرنے کو دل تو بہت کرتا ہے مگر فلاں عذر ہے، فلاں چیز مانع ہے۔ قرآن نے کہا کہ ذرا ان سے ایک بات کہئے: لو ارادوا الخروج لا عدوا له عدة ''یعنی اگر جہاد میں ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا تو جہاد کی تیاری کر کے مستعد بیٹھے ہوتے'' اور پھر کہتے کہ دیکھئے! تلوار ہاتھ میں ہے، تیر تیار ہے اور جسم مستعد ہے۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ ولکن کره الله انبعاثهم ''یعنی یہ منافقین تو اتنے مردود ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مردودوں کو جہاد کے میدان میں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا''

خلاصہ یہ ہے کہ پہلا کام جو مجاہد کو کرنا ہے وہ یہ ہے کہ جہاد کو سنجیدگی سے لینا ہوگا یعنی ٹریننگ اچھی طرح ہو، آپس میں اتفاق واتحاد ہو، لڑائی جھگڑے اور فضولیات ان سب چیزوں سے پرہیز ہو۔ ہماری مظلوم مائیں، بہنیں انتظار میں ہیں، جو ظلم وستم آج کشمیر میں ہو رہا ہے وہ ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم ان لغویات وفضولیات کی طرف توجہ کریں۔

شریعت کی پابندی:

دوسرا کام یہ ہے کہ مجاہد کو شریعت کا مکمل پابند ہونا چاہئے، مجاہد کو ایسا ہونا چاہئے جیسا کہ شریعت مطہرہ کا تقاضا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دنیا میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا کہ وہ مومن جو مجاہد ہو، مجاہد میں ایمان کی صفت دوسرے مسلمانوں سے زیادہ ہونی چاہئے، دوسرے تو دن میں دو دفعہ موت سے ڈرتے ہیں مجاہد کو تو دن میں دو دفعہ اللہ سے موت مانگنی چاہئے۔

مجاہد جب شہداء احد پر کھڑا ہوتا ہے اس کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے، غیر مجاہد جب وہاں کھڑا ہوتا ہے اس کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے۔ غیر مجاہد جب شہداء احد پر کھڑا ہوتا ہے اس کے ذہن میں محض ایک تاریخ گھوم رہی ہوتی ہے اور مجاہد جب وہاں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے ذہن میں مسلمانوں کا مستقبل گھوم رہا ہوتا ہے۔

اس لئے کہ جو پارلیمنٹ کا ممبر بنتا ہے اس سے حلف اسپیکر لیتا ہے، شہداء کے سردار اور اسپیکر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ شہید کو سب سے پہلے ان کے سامنے پیش کر کے اس سے حلف برداری لی جاتی ہے۔ مجاہد جب شہداء احد پر کھڑا ہوتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ میں اپنوں کے درمیان کھڑا ہوا ہوں، اسے اسلام کی عزت وعظمت اپنے ٹکڑے کروانے میں نظر آرہی ہوتی ہے۔

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا دارومدار ہم پر ہے۔ اگر ہم دنیا سے چلے گئے تو بس اسلام گیا۔ اگر ہم چلے گئے تو اسلام خطرہ میں پڑ جائے گا، اسلام تو حضور ﷺ کے جانے سے بھی خطرے میں نہیں پڑا، یہ کسی کے جانے سے خطرے میں نہیں پڑسکتا، اسلام تو محفوظ رہے گا اس پر جتنی قیمتی قربانی لگے گی یہ اتنا ہی پھلے پھولے گا۔

پکے اور سچے مجاہد بن جاؤ:

تیسرا کام جس کی میں دعوت دینے کیلئے آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں وہ یہ کہ اب ہر مجاہد کو پکا سچا مجاہد بننا ہے، مجاہد کو مومن بننا چاہئے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ طور پر مجاہدین کی صفات بیان فرمائی ہیں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مجاہدین کی اقسام بیان فرمادی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دو طرح کے لوگ جہاد میں نکلتے ہیں، ایک تو وہ لوگ ہیں کہ جب وہ جہاد میں نکلتے ہیں تو ان کی نیت صرف اور صرف اللہ کو راضی کرنے کی ہوتی ہے، یہ لوگ میدان جہاد میں کثرت سے ذکر کرتے ہیں، ہر گناہ سے بچتے ہیں، اور مال غنیمت کی تقسیم ہوتی ہے تو ان کے ہاتھ خیانت سے پاک رہتے ہیں، ان میں سے ہر شخص دوسرے کو نیکی کی ترغیب دیتا ہے گناہوں سے روکتا ہے، وہ راتوں کو عبادت کرتے ہیں اور دن میں کافروں سے مقابلے کرتے ہیں، ان کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ سچے مجاہد ہیں، اللہ ان کا خریدار ہے، قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے ایک خاص مقام ہوگا۔

چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ جب سارے لوگ عذاب کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو جائیں گے تو اس وقت بھی شہداء اپنی تلواریں لئے اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے کھڑے ہوں

گے، جب سارے لوگ حساب وکتاب دینے میں پریشان ہورہے ہوں گے تو شہداء اپنے کندھوں پر تلواریں لئے دیکھ رہے ہوں گے کہ حساب وکتاب کس طرح سے ہورہا ہے؟ شہداء سے کوئی پوچھ تاچھ نہیں ہوگی، ان کے خون نے زمین پر گر کر بتادیا تھا کہ وہ صرف اللہ کو مانتے ہیں، اس کی عظمت کے لئے اپنی جان بھی قربان کردی، سینے اور گردن کا لہو بھی بہادیا، ان کے خون نے گواہی دیدی کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دل وجان سے مانتے ہیں، انہوں نے اسلام کی عظمت اور اس کے تحفظ کے لئے جان قربان کردی، اب ان سے مزید کیا پوچھ تاچھ ہوگی؟ شہید کو شہید کہتے ہی اس لئے ہیں کہ اس کا خون بطور شاہد (گواہ) اس کے ساتھ لگا ہوا ہے تاکہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دینا آسان ہو۔

میرے عزیز بھائیو! آپ سب سچے مجاہد بنیں گے یا نہیں؟ قیامت کے دن ایک مسلمان کے لئے بے انتہا شرمندگی کی بات ہوگی کہ اس کے چہرے پر بزدلی کا بدنما داغ ہو، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تو میرا کیسا عاشق تھا؟ کہ تو میرے لئے جان نہیں دے سکتا تھا، (لوگ گندی اور غلیظ عورتوں کی خاطر جان دے دیتے تھے، ان پیشاب کی بھری ہوئی تھیلیوں کے لئے معلوم نہیں لوگ اپنی جانیں کس کس طرح قربان کردیتے ہیں اور اپنی جانیں کٹوادیتے ہیں) اللہ کہے گا کہ اے مسلمان! تو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا تھا اور پھر میرے پاس آنے سے گھبراتا تھا، کیا تو کسی غیر کے پاس جارہا تھا؟ چنانچہ وہ لوگ ذلت کا داغ اپنے چہرے پر لیکر کھڑے ہوں گے۔

میں اپنے آپ سے بھی کہتا ہوں اور آپ حضرات سے بھی کہ ہمیں اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ صرف یہ کہہ لینا کہ ہم مجاہد ہیں، جہاد کررہے ہیں باقی تمام ''احکام شرعیہ'' سے چھٹی مل چکی ہے، یہ فضول بات ہے۔ مجاہدین کے دفاتر میں تہجد کا اہتمام ہو، ذکر اللہ کا اہتمام ہو، آپس میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اہتمام ہو، ہماری مجالس ایمانداروں اور دینداروں والی ہوں اخلاص سے بھری ہوئی ہوں تو پھر دیکھیں کہ ہمارا جہاد کس طرح کامیاب ہوتا ہے۔

جہدِ مسلسل:

چوتھا کام یہ ہے کہ ہم جہاد کرنے کا پختہ عزم کرلیں اور کسی حال میں بھی اس مبارک میدان سے پیچھے نہ ہٹیں۔ میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ سے ملا تو انہوں نے فرمایا جہاد

جیسے عظیم کام کیلئے نکلے ہو، مایوسی کو کبھی بھی قریب نہیں آنے دینا......

جہاد کبھی ناکام نہیں ہوتا
جہاد کا نتیجہ کبھی اس طرح نظر آتا ہے
جیسے بدر کے میدان میں ہوا
جہاد کا نتیجہ کبھی سالہا سال بعد نکلتا ہے
جیسے کہ حدیبیہ کے موقع پر ہوا
جہاد کا نتیجہ کبھی الٹا نظر آتا ہے
جیسے کے احد کے میدان میں ہوا

مگر مجاہد ہمیشہ اور ہر صورت میں کامیاب ہوتا ہے، ناکام نہیں ہوتا، یقتلون ویُقتلون ''مجاہد قتل کرے یا قتل کیا جائے'' مجاہد غالب ہو یا ظاہری طور پر مغلوب ہو، جہاد کے ثمرات ہر حال میں مرتب ہوکر رہتے ہیں۔

افغانستان میں کتنی پارٹیاں اور تنظیمیں تھیں بظاہر جہاد کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا تھا ہم سے ہر شخص پوچھتا تھا کہ افغانستان میں جہاد تو ہوا لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ ہمیں ایک شرمندگی سی ہوتی تھی کہ انہیں کیسے سمجھایا جائے۔ اسی طرح شہداء بالاکوٹ کو دیکھیں، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور شاہ سید احمد شہیدؒ بالاکوٹ میں جاکر شہید ہوگئے، دنیا نے سمجھا کہ وہ ختم ہوگئے، مٹ گئے اور اپنے مجاہدین کو بھی ساتھ مروادیا مگر نتیجہ کوئی نہیں نکلا، سکھ اسی طرح غالب رہے اور ان کی طاقت بھی زیادہ رہی، انگریز بھی اسی طرح غالب رہے۔

مگر میرے بھائیو! ایسا ہرگز نہیں ہوا بلکہ ہر قافلہ شاہ اسماعیل شہید اور شاہ سید احمد شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کا قافلہ بن کر یہاں سے ابھرے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کا صرف جاری رہنا اور ایک برحق جماعت کا جہاد کرتے رہنا اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے اور یہ جہاد قیامت تک ہوتا رہے گا اور اسمیں کبھی کمی بیشی نہیں ہو سکے گی۔ آج اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے افغانستان میں جہاد کا ثمرہ دکھادیا ہے، شہداء کرام کے خون کے قطرے جمع ہوئے، طلبہ نے سروں پر پگڑیاں باندھیں، ہاتھوں میں قرآن تھاما اور اپنے جیسے ایک کمزور انسان کو آگے کیا، اپنا رہبر بنایا۔ آج وہی طالبان ہیں جن سے روس اور امریکہ خوف

کھاتے ہیں۔

کافر اور منافق ہمیں کہتے تھے کہ کہاں ہے اسلامی حکومت؟ مسلمان تو قوموں، قبیلوں اور علاقوں میں بٹ چکے ہیں، کہاں ہے اسلامی غیرت؟ کہاں ہے اسلامی اخوت؟ مسلمان سے اپنی ذاتی غیرت کے علاوہ باقی ساری غیرتیں چھن چکی ہیں مگر افغانی قوم نے قرآن کے ہر حکم کو افغانستان میں زندہ کر کے دکھا دیا ہے۔ آج وہاں کوئی مسلمان اجنبی نہیں ہے، کوئی عرب ہے کوئی سوڈان کا رہنے والا ہے اور کوئی مسلمان امریکہ سے آیا ہے، وہاں صرف ایک لا الہ الا اللہ ہے۔ آج دنیا میں اسلام کو کس نے یہ عزت بخشی؟ چٹائی پر بیٹھنے والے ایک طالب علم نے......

کیا آپ حضرات اس طرح متحد نہیں ہو سکتے؟

کیا آپ لوگ بدنظمی چھوڑ کر اپنے کو منظم نہیں کر سکتے؟

کب تک ہمارے مسلمان بھائی ایک دوسرے سے الگ رہیں گے؟

اگر آپ لوگ متحد ہو گئے، جہاد کو سنجیدگی سے لیا اور مجاہد کی صفات اپنے اندر اخلاص وللٰہیت کے ساتھ پیدا کر لیں تو انشاء اللہ! ۳۱ دسمبر کا واقعہ دوبارہ دہرایا جائے گا، کشمیر بھی آزاد ہو جائے گا اور انشاء اللہ! اسلام کو بھی غلبہ اور عزت مل جائے گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلیٰ
آله وصحبه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

خطباتِ جہاد

حصہ چہارم

ارشادات

حضرت مولانا محمد مسعود ازہر

ناشر

مکتبہ حسن

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

حصہ چہارم

۱ حضرات علماء وطلباء کی خدمت میں ۱

۲ مسئلہ کشمیر اور ہماری ذمہ داریاں ۱۸

۳ اسیر مجاہدین کا پیغام ۳۰

۴ رب کی رحمت متوجہ ہے ۳۸

۵ جہاد اور دہشت گردی میں فرق ۵۰

۶ جہاد کا جنون ۸۰

۷ علماء سے گذارش ۹۶

۸ اسکول کالج اور دینی مدارس ۱۱۲

۹ اسلام سے نہ ٹکراؤ ۱۲۹

۱۰ حضرت! آپ کو شہادت مبارک ہو ۱۳۵

۱۱ طالب علم کا مقصد ۱۴۳

۱۲ انگریز کا پڑھایا ہوا سبق ۱۶۳

حضرات علماء کرام اور طلبا کی خدمت میں

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم

امابعد: فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون ۝ (الصف: ۸)

ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا اگرچہ کافر کتنا ہی برا مانیں۔

محترم ومکرم حضرات علماء کرام! میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ آپ حضرات کے سامنے کوئی بیان یا تقریر کروں، میں تو ایک ادنیٰ سا طالب العلم ہوں لیکن آپ حضرات کی محبت، شفقت اور

ذرہ نوازی ہے کہ آپ حضرات نے اپنی زیارت کا یہ موقع مجھے عطاء فرمایا، میں آپ سب حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

میں تھوڑے سے حالات آپ حضرات کو سنانا چاہتا ہوں، کوئی تقریر کرنا نہیں چاہتا، کچھ حالات باہر کے ہیں، کچھ اندر کے ہیں اور کچھ اپنے ہیں۔

آج اگر ہم آسمانوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمارے علماء وطلبہ کے طبقے کے لئے جس طرح کی نصرت، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نازل فرمارہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے استحقاق سے بہت زیادہ ہے۔ اس طبقے سے ایسے ایسے کارنامے اور ایسے ایسے نتائج سامنے آرہے ہیں کہ آج دنیا نے اپنی انگلیاں منہ میں ڈال رکھی ہیں حالانکہ......

سب سے زیادہ جس طبقے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی تھی

وہ علماء اور طلبہ کا طبقہ تھا

سب سے زیادہ جنہیں ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی تھی

وہ علماء اور طلبہ کا طبقہ تھا

سب سے زیادہ جنہیں مٹانے کی کوشش کی گئی

وہ علماء اور طلبہ کا طبقہ تھا

اس پروگرام کے لئے ایک دو دن نہیں سالوں کی میٹنگیں اور جلسے ہوئے کہ ان داڑھی اور پگڑی والوں کو کیسے قابو میں رکھا جائے؟ اور انہیں کس طرح سے مٹایا جائے؟ منبر ومحراب کی آواز کو کس طرح سے دبایا جائے؟ اور چٹائیوں پر بیٹھ کر عظمت کا جو پیغام سکھایا جاتا ہے اس پر ذلت کے پردے کس طرح ڈالے جائیں؟ تاریخ گواہ ہے اور آپ حضرات مجھ سے زیادہ واقف ہیں کہ اس کے لئے ایک کوشش نہیں ہوئی ہزاروں کوششیں کی جا چکی ہیں۔

برصغیر میں انگریز کی پشت پناہی میں ایسی تنظیمیں اور طبقے قائم ہوئے جن کا اولین مشن یہ تھا کہ گولی سے ممکن ہو یا گالی سے عالم کو ذلیل کرو، عالم کو ختم کردو! اس وقت سے ہم گولیاں بھی کھا رہے ہیں اور گالیاں بھی کھا رہے ہیں، یہ دونوں چیزیں انگریز سکھا کر گیا اور جانے سے پہلے اپنے پیچھے والوں کو یہ وصیت کرکے گیا کہ اے میرے پٹھوو! اگر تم نے دنیا میں حکومت کرنی ہے

اور میرے نظام کو چلانا ہے تو اس طبقے کو تمہیں قابو میں رکھنا ہوگا، ان کو آپس میں لڑانا ہوگا، ان میں افتراق ڈالنا ہوگا اور تمہیں ان لوگوں کو ذلیل اور رسوا کرنا ہوگا۔

سب سے بڑا جنگی ہتھیار:

آج دنیا میں سب سے بڑا ہتھیار کونسا ہے؟ جس کے ذریعے جنگ لڑی جاتی ہے، دنیا میں سب سے بڑا ہتھیار جس کے خوف سے دنیا تھر تھر کانپتی ہے، وہ اقتصادی پابندی کا ہتھیار ہے اور ہم علماء وطلبہ پر تو صدیاں گزر گئی ہیں کہ ان کافروں نے اپنے طور پر ہم پر اقتصادی پابندیاں عائد کی ہوئی ہیں۔

آج کیمرج یونیورسٹی کا پڑھا ہوا ہمارے ملک کی سرزمین پر، ہمارے وطن کی اس سرزمین پر حکومت کرنے کا مستحق کہلاتا ہے لیکن قرآن مجید پڑھنے والے شخص کو جو قرآن مجید سمجھتا ہو، قرآن کریم کے بیان کردہ عالمی احکام کی وقعت اس کے دل میں ہو ایسے شخص کو کسی دفتر کا چپڑاسی بھی نہیں رکھا جاتا۔ ملکی خزانے ہمارے لئے بند ہیں، اقوام متحدہ میں ہمارے لئے کوئی جگہ نہیں، ملکی نظام میں ہمارے لئے کوئی جگہ نہیں۔

ہر جگہ ہمیں مٹا کر اور تباہ کرکے دنیا والوں نے یہ سمجھا تھا کہ اقتصادی پابندی کے بعد تو یہ لوگ بھیک مانگنے پر مجبور ہوجائیں گے لیکن ہمارے اوپر لگائی جانے والی کوئی اقتصادی پابندی الحمدللہ! کامیاب نہیں ہوسکی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حرام روزی سے بچا کر حلال روزی کی وہ فراوانی عطاء فرمائی ہے کہ آج ہمارے بزرگوں کی قناعت پر ان منافقوں کا حرص گھٹنے ٹیکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چٹائی پر وہ سکون نصیب فرمایا ہے جو انہیں بڑی بڑی کوٹھیوں میں نصیب نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوکھی روٹی میں وہ لذت عطاء فرمادی ہے جو ان کو بڑی بڑی مرغن غذاؤں میں نہیں مل سکتی اور ہمارے دل سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے حرص کو ایسا نکالا ہے کہ جیسے کسی کو غلاظت کھانے کا شوق نہیں ہوتا ہمارے طبقے کے علماء اور طلبہ کو الحمدللہ! اسی طرح ذلیل دنیا کھانے کا شوق نہیں۔

لیکن آپ ذرا غور کیجئے! کہ قرآن پڑھنے والوں پر کس طرح سے روزی کے دروازے بند کردیئے گئے تاکہ......

کوئی اپنے بچے کو قرآن نہ پڑھائے

کوئی اپنے بچے کو حدیث نہ پڑھائے

کوئی اپنے بچے کو دین نہ پڑھائے

کوئی اپنے بچے کو ایمان نہ پڑھائے

کوئی اپنے بچے کو اللہ کی کتاب نہ پڑھائے

درویش حکمران:

اس کے بعد جو سب سے بڑی کوشش کی گئی وہ یہ تھی کہ حضرات علماء اور طلبہ کو آپس کے اختلافات اور جھگڑوں میں مبتلاء کر دیا جائے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں سمجھایا گیا کہ تم نے مدرسے کے اندر رہنا ہے، مسجد کے اندر رہنا ہے اور تمہیں دنیا میں حکومت کرنے کا کہیں بھی اختیار حاصل نہیں۔

لیکن آپ حضرات میرے اللہ کی شان دیکھیں! آج ایک عالم نہیں بلکہ ایک طالبعلم دنیا کا سب سے زیادہ طاقتور حکمران ہے۔ اگر دنیا پر اقوام متحدہ کا کوئی چپڑاسی پابندی لگاتا ہے تو دنیا کے بڑے بڑے حکمران اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں یہاں تو کوفی عنان کو بھی ملا محمد عمر مجاہد سے بات کرنے کے لئے پہلے اجازت مانگنی پڑتی ہے پھر بھی اسے اجازت نہیں ملتی۔ اگر اقوام متحدہ کے کسی چھوٹے سے دفتر کا کوئی شخص دنیا کے بڑے سے بڑے حکمران کو بلانا چاہے تو بلا سکتا ہے مگر یا اللہ! میں قربان جاؤں تیری عظمت پر کہ ہندوستان جیسا ملک جس کی ایک ارب آبادی ہے، جس کی سولہ لاکھ فوج ہے، جو ایٹمی پاور ہے، تین دن تک اس بڑے ملک کا وزیر داخلہ اخبار اور ریڈیو میں ایک ہی بیان دیتا رہا کہ اے ہندوستان کی عوام! ہم شرمندہ ہیں کیونکہ ابھی تک ہمارا براہ راست ملا عمر مجاہد سے رابطہ نہیں ہو پا رہا، ہمیں کوئی واسطہ نہیں مل رہا کہ ہم اُن تک پہنچ سکیں، اور اب ہمیں متحدہ عرب امارات نے تھوڑی سی تسلی دی ہے کہ وہ ہماری ملا محمد عمر مجاہد سے بات کرا دیں گے۔ اگر متحدہ عرب امارات نے ہم پر یہ احسان کیا اور ملا عمر تک ہمیں پہنچا دیا تو ہمارے اغواء شدہ طیارے کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

اے کافرو! اور منافقو! تم نے ان چٹائیوں پر بیٹھنے والوں کی قدر کو نہیں سمجھا تھا مگر آج اس وقت تمہیں قدر سمجھنی پڑی جب تم نے آج سے چار مہینے پہلے کہہ دیا تھا کہ افغانستان میں طالبان

حکومت میں نہ کوئی طیارہ اڑ سکے گا اور نہ اتر سکے گا پھر ایک طیارہ وہاں اترا اور پھر تمہارے طیارے ذلیل ہو کر وہاں گئے اور ذلیل ہو کر وہاں سے اڑ گئے۔

تم نے کہا تھا کہ اگر مولوی کی حکومت آ گئی تو ہم اسے بھوکا ماریں گے، تم تو ایک چھوٹا سا برگر کھا کے اوپر سے ہاضمے کی دوائی کھاتے ہو اور افغانی تو ڈیڑھ فٹ کی روٹی آرام سے کھا رہے ہیں، تمہیں تو آلو کے چپس ہضم نہیں ہوتے وہاں تو بکرا کھا کر بھی کوئی ڈکار نہیں لیتا۔

قرآن سے جہاد کو کیسے نکالا جائے؟

میرے بزرگ علماء! اور طالبعلم ساتھیو! اللہ تعالیٰ کی نصرت کو دیکھو، اللہ تعالیٰ نے کیا کچھ دکھا دیا ہے۔ افغانستان میں جن لیڈروں کی بڑی قوت اور دھاک ہوا کرتی تھی، کہتے تھے کہ ہم ملا کو کرسی کے قریب نہیں آنے دیں گے، آج افغانستان میں ان لیڈروں کو کوئی چپڑاسی رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے، وہ لوگ افغانستان میں داخل بھی نہیں ہو سکتے مگر مولوی جب چاہتا ہے مسجد میں چلا جاتا ہے اور جب چاہتا ہے کابل کے محل میں داخل ہو جاتا ہے۔

ہمارے طبقے پر اللہ تعالیٰ کی نصرت اتنی زیادہ ہے کہ آج دنیا کی حکومتوں کے بعض اداروں کا پورا بجٹ صرف اس کام کیلئے مختص ہے کہ......

دینی مدارس کو کیسے ختم کیا جائے؟

قرآن سے جہاد کو کیسے نکالا جائے؟

مولوی کی زبان پر کس طرح سے تالا لگایا جائے؟

اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کے میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں، آپ مدارس سے آئے ہیں، آپ حضرات بتائیں کہ اس سال کا داخلہ پہلے سال سے کم ہوا ہے یا زیادہ؟ کہاں گئیں وہ ایجنسیاں اور کہاں گئے ان کے وہ بجٹ؟ خدا کی قسم! اس طبقے سے جو ٹکرایا ہے وہ خاک میں ملا ہے، ایڈوانی ملعون نے انڈیا کی پارلیمنٹ کے ایک خصوصی اجلاس میں کہا تھا کہ جب تک میں زندہ ہوں یہ مولوی جیل سے نہیں نکل سکے گا۔

او ایڈوانی! تو زندہ ہے اور میں تیرے زنداں سے نکل کر اپنے اکابر کے درمیان زندہ کھڑا ہوں، کاش! تجھے چلو بھر پانی نصیب ہوتا جس میں تو ڈوب مرتا۔ ایڈوانی کہتا تھا کہ یہ مولوی جیل

سے نکلے گا کیسے؟ جیل کی دیواریں اونچی کر دی گئی ہیں، بیس فٹ سے بائیس فٹ تک اونچی دیواریں۔ ہم نے دوبار نیچے سے سرنگ کھودی تو اب نیچے لوہے کے لنٹر لگائے جارہے تھے، دیواریں اونچی کر رہے تھے کہ کہیں کوئی ہیلی کاپٹر آ کر مجاہدین کو نہ لے جائے۔ جیلوں کے اوپر لوہے کی سلاخیں لگائی گئیں اور لاکھوں روپے خرچ کیے گئے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے پاس باہر سے کوئی وائرلیس سیٹ پہنچ جائے، جیل کے چاروں طرف سخت پہرہ لگایا گیا تھا اور چاروں طرف مسلح فوجیوں کے کیمپ تھے اور جیل کے اندر دو کمپنیاں، سی آر پی ایف پولیس جنہیں آٹومیٹک خطرناک قسم کے ہتھیاروں سے لیس کیا گیا تھا، وہ ہر وقت ہر طرف سے ہماری کڑی نگرانی کرتے تھے اور ہمارے اوپر تالے سخت کر دیئے گئے تھے، ایک تالے کی جگہ تین تین چار چار تالے لگا دیئے تھے اور ہر رات انہیں بیس بیس مرتبہ آ کر چیک کرتے تھے کہ کہیں ٹوٹ تو نہیں گئے؟

مگر میرے اللہ کی طاقت دیکھو! علماء اور طلبہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت دیکھو کہ وہ تالے وہیں لگے ہوئے ہیں، وہ فوجی وہیں بندوقیں لئے کھڑے ہوئے ہیں، ان کی پولیس وہیں موجود ہے اور مواصلات جام کرنے کے آلات وہیں پڑے ہوئے ہیں اور ان کا وزیر خارجہ، بغیر ٹکٹ، بغیر ویزہ، بغیر پاسپورٹ اور بغیر بورڈنگ کارڈ، اپنے خصوصی طیارے میں، نوے کمانڈوز کے ساتھ دار الکفر سے دار الاسلام میں داخل ہو کر مجھے طالبان کے حوالے کرتا ہے۔

خدا نے تمہاری سیکورٹی تمہارے ہاتھوں سے تڑوا دی، تم نے زمین پہ انتظام کیا مجاہدین نے فضاء میں انتظام کر لیا تھا، تم نے زمین میں سوراخ کھودنے کے راستے بند کئے ہمارے مجاہد بھائیوں نے فضاء میں اپنی کمندیں ڈال دی تھیں۔

جب سے میں جیل میں گیا تھا میرے مجاہد بھائی آرام و سکون سے نہیں بیٹھے اور مسلسل انڈیا کے خلاف میری رہائی کے لئے مختلف کارروائیاں کرتے رہے، اس میں میری کوئی خصوصیت نہیں ہے میں تو چٹائی پر بیٹھنے والا مدرسے کا ایک طالبعلم ہوں، اس طبقے کو تم نہ کل دبا سکے تھے اور نہ آج دبا سکو گے۔

کیمونزم نہیں! اسلامی ازم چلے گا:

حضرات علماء کرام! اس وقت اللہ تعالیٰ کی ساری رحمتیں علماء کی طرف متوجہ ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ہم ان چیزوں کے اہل نہیں ہیں، مفت میں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ ساری نعمتیں عطاء فرمارہے ہیں۔ افغانستان کی مسلح تنظیمیں اتنی طاقتور تھیں کہ ان کے ٹوٹنے کا کوئی امکان نہیں تھا مگر یہ کمزور سے طالبان کھڑے ہو گئے؟ پھر پروپیگنڈہ اتنا سخت ہوا کہ ہر عالم دین کو ٹیلی فون پر کہا گیا کہ حضرت! طالبان سے بچیئے گا یہ لوگ امریکی ایجنٹ ہیں، یہ سی آئی اے کے ایجنٹ ہیں، یہ فلاں ایجنسی کے ایجنٹ ہیں مگر طالبان نے اپنے اللہ پر نظر رکھی، شہیدوں کا خون پیش کرتے چلے گئے......

وہ قرآن سے غافل نہیں ہوئے
وہ تقوے سے غافل نہیں ہوئے
وہ ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوئے
وہ درود شریف سے غافل نہیں ہوئے
وہ ایک اللہ کے بھروسے پہ بڑھتے چلے گئے
انہوں نے کسی کی پرواہ نہیں کی
انہیں کسی نے امریکی کہا
طالبان خاموشی سے اپنے کام میں لگے رہے
انہیں کسی نے ایجنٹ کہا
طالبان اپنا کام کرتے چلے گئے

آج طالبان کی وجہ سے ہماری صفوں میں استحکام پیدا ہوا ہے، آج لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں قوم پرستی چلے گی مگر طالبان واحد قوت ہیں جو کہتے ہیں کہ نہیں! قرآن کہتا ہے کہ اب دنیا میں اسلام پرستی چلے گی، اسلامی ازم چلے گا اور اسلامی نظام کا تقدس ہوگا۔ کہاں وہ چیچنیا والے، زبان اور، تہذیب اور، کلچر اور جب وہ افغانستان میں پہنچے تو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے ان کا ایسا استقبال کیا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نہیں رکتے تھے۔ امیر المومنین نے کہا: روس تم پر حملہ کر رہا

ہے یہ حملہ تم پر نہیں، یہ حملہ پوری ملت اسلامیہ پر ہے، میں سب سے پہلے تمہاری اسلامی حکومت کو تسلیم کرتا ہوں، اس کے بعد حضرت امیر المومنین نے روسی سفارت خانہ جو چھ سو کمروں پر مشتمل تھا چیچنیا کی اسلامی حکومت کو ہدیہ میں دیدیا۔

ہر وہ کام جو کل تک مشکل بلکہ ناممکن تھا، جسے ہم لوگ صرف کتابوں میں پڑھتے تھے یا منبر پر بیٹھ کر بیان کرتے تھے، طالبان نے اس کام کو حقیقت بنا کر دنیا کی آنکھوں کے سامنے رکھ دیا ہے۔ آج ساری دنیا کے دروازے ہم پر بند کر دیئے گئے ہیں، ہمیں آج کہیں پناہ نہیں ملتی ایک طالبان ہیں کہ جس کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں دنیا سے کہتے ہیں کہ ہمیں تباہ کرنا ہے تو کر دو! ہمیں مٹانا ہے تو مٹا دو مگر یا اللہ! ہم تیری عظمت پر آنچ نہیں آنے دیں گے، تیرے کسی حکم پر ہم آنچ نہیں آنے دیں گے، افغانستان پِستا ہے پِس جائے، طالبان ختم ہوتے ہیں ختم ہو جائیں (تاکہ کل کوئی کافر یہ نہ کہے کہ ان مسلمانوں کے نبی نے کہا تھا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کے سپرد نہیں کر سکتا مگر مسلمان تو اپنے مسلمان بھائی کو کافروں کے سپرد کر رہے ہیں) - چنانچہ طالبان اپنے موقف پر کل بھی ڈٹے ہوئے تھے اور آج بھی ڈٹے ہوئے ہیں۔

تنگ نظری کا ڈر:

ایک حدیث پر عمل کرنے کے لئے اتنے خطرات برداشت کرنا یہ صرف طالبان کا کام ہے۔ اگر کوئی اور ہوتا تو اب تک گھٹنے ٹیک دیتا۔ اللہ ہمیں معاف کرے کہ آج ہم اتنے تنگ نظر ہوتے جا رہے ہیں کہ مجلس میں دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی جدید طرز والا بیٹھا ہو تو ہمیں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ہمیں کوئی تنگ نظر نہ کہہ دے۔ اگر حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نام لینا بھی تنگ نظری ہے تو پھر کس کا نام لینا چاہئے۔ آخر حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس امت پر کیا ظلم کیا تھا؟ طالبان کے مضبوط موقف کو دیکھئے اور پھر ہم اپنے حالات کو دیکھیں کہ ہم کس طرح پیچھے کی طرف کھسکتے چلے جا رہے ہیں۔

طالبان اتنے مضبوط طریقے سے کھڑے ہیں کہ وہاں ایک امیر کی چلتی ہے اور یہاں کوئی ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہاں ہماری تعداد وہاں سے کم نہیں ہے، یہاں پر ہمارے لوگوں کا علم طالبان کے علم سے کم نہیں، کمزوری ہے تو ان بنیادوں میں ہے

جن کو طالبان نے اپنے دانتوں سے پکڑا ہوا ہے اور ہم نے ان بنیادوں کو ایسے رکھا ہوا ہے جیسے پرندے کے پاؤں تلے کوئی چیز ہو……

چھوٹی سی بات ہو
ہم مسلک حنفیہ سے دستبردار
چھوٹی سی بات ہو
ہم وقت کے امام سے دستبردار
چھوٹی سی بات ہو
ہم مسلک اہلسنت والجماعت سے دستبردار
چھوٹی سی بات ہو
ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے آگے بڑھ جاتے ہیں

جذبۂ ایثار:

حضرات علماء کرام! اللہ کے لئے! اس وقت بہت زیادہ کام ہمارے ذمہ ہیں، اس وقت ہمیں اپنا سینہ کھولنا پڑے گا۔ اگر افغانیوں نے اپنے میں سے موقوف علیہ کے ایک طالبعلم کو اپنا امیر منتخب کر لیا ہے تو ہم بھی اپنے میں سے کسی نہ کسی کو چن سکتے ہیں اور عظمت کے مقامات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر افغانستان کے وزراء صرف پانچ سو روپیہ وظیفہ پر گزارا کر سکتے ہیں تو ہم بھی سوکھی روٹیاں کھا کر عزت وعظمت کے مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔

آج ہم منبر پر بیٹھ کر بیان کر رہے ہوتے ہیں اور ہمارے ہاتھ میں زیورات ہوتے ہیں اور کہہ رہے ہوتے ہیں کہ جزاک اللہ خیراً، فلاں خاتون نے یہ زیورات جہاد کے لئے دیئے ہیں۔ جب تک یہی صورت حال ہماری اپنی خواتین کی نہیں ہوتی، علماء کے گھرانوں کی نہیں ہوتی اور ہمارے اپنے اندر قربانی وایثار کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا دوسروں سے قربانی کی بات کرنا بے کار اور بے فائدہ ہے۔

ہمیں اپنے گھروں میں عزت وعظمت کے دیپ جلانے ہوں گے، ہمیں اپنی بیویوں کو وہ کڑوی باتیں سنانی ہوں گی جو ازواج مطہرات کو سنائی گئیں کہ اگر تم نے نبی کی مخالفت کی تو تمہیں

ڈبل سزائیں ملیں گی۔ واذکرن مایتلیٰ فی بیوتکن کہ آسمان سے جو حکم نازل ہو سب سے پہلے تم اسے یاد کیا کرو! پہلے تم اسے پڑھا کرو، ہمیں اپنے گھروں کے ماحول کو بدلنا ہوگا، ہمیں اپنے سینوں میں وسعت اور کشادگی لانا ہوگی۔

بکنے کے تصور پر لعنت:

آج ایک عام سا صحافی ہم میں سے کسی عالم دین کو دیکھتا ہے کہ یہ پکا سچا عالم اللہ کے دین کے جذبے سے سرشار ہے، وہ کسی دوسرے عالم کو فون کرکے کہتا ہے کہ حضرت! آپ کے مدرسہ میں سے جو شخص آیا ہے وہ تو امریکی ایجنٹ ہے، وہ تو روسی ایجنٹ ہے ہم فوراً متاثر ہو جاتے ہیں۔

حالانکہ جس شخص نے دیوبند کی کسی چٹائی پر بیٹھ کر علم حاصل کیا ہے......

اسے نہ امریکہ خرید سکتا ہے
اور نہ روس خرید سکتا ہے
اسے نہ انڈیا خرید سکتا ہے
نہ کوئی اور ایجنسی خرید سکتی ہے

ارے ہمارا خریدار ہمارا رب ہے، ہم اسے اپنا مال و جان بیچ چکے ہیں، جب ہمیں اتنا بڑا خریدار ملا ہوا ہے تو ہم کسی اور کے سامنے بکنے کے تصور کو بھی لعنت سمجھتے ہیں لیکن ہم ہی ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے ہیں، ہمیں راتوں کو اٹھ کے مصلے پہ سر رکھ کے آنسوؤں کو ذریعہ بنا کے اپنے رویئے پہ غور کرنا پڑیگا، اس لئے کہ اگر ہمارے فضائل زیادہ ہیں تو ہماری ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں۔ چنانچہ عالم کے قلم کی سیاہی کے بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے (اگرچہ اس کی سند پر کلام ہے) کہ وہ شہیدوں کے خون کے ساتھ تولی جائے گی۔

خدا کو کیا جواب دو گے!:

ہم نے کل مر جانا ہے، ہم سب نے قبروں میں جانا ہے، یہ امت ہم پر نظریں لگائے بیٹھی ہے، کشمیر کی ماؤں بہنوں کی نظریں آپ حضرات پر ہیں، بلا مبالغہ انڈیا میں آج مسلمان قید اور غلام ہیں۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے آج امت مسلمہ کی نظریں انہی پر ہیں جن کے مدرسے

کی بنیاد اس لئے پڑی تھی کہ وہاں آزادی حاصل کرنے کی تربیت دیجائے گی، اور وہاں وہ کچھ سکھایا جائے گا جسے آج چھپانے کی بات کی جارہی ہے۔

ہم اپنی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے اگر مضبوط نہ ہوئے، متحد و منظم نہ ہوئے، ایک نہ ہوئے، اپنے دلوں کو کھلا نہ رکھا، لوگوں کی باتوں سے اپنے کان بند نہ کئے اور ایک دوسرے کی محبت سے سرشار نہ ہوئے تو یقین جانیئے! اللہ کے یہاں ہماری حاضری مشکل ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ میری ان باتوں کو برا سمجھا جائے، مجھے معذور سمجھ لیجئے!......

میں نے اپنی آنکھوں سے مجاہدین کے چہروں پر
مشرکوں کو تھپڑ مارتے دیکھا ہے
میں نے قرآن کے حافظوں کو الٹا لٹکتے ہوئے دیکھا ہے
میں نے دینی مدارس کے علماء کے جسموں سے
اترتے ہوئے کپڑے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں
میں نے علماء کے جسموں میں پڑتے ہوئے داغ
اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں

میں نے یہ سارے دردناک مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اس بات کا اندازہ کیا ہے کہ......

اگر ہم لوگوں نے اپنی فکر کو
آپ ﷺ کی فکر جیسا نہ بنایا
اگر ہم نے اپنی سوچ کو
آپ ﷺ کی سوچ جیسا نہ بنایا
اگر ہمارے دل میں وہ درد نہ ہوا جو
آپ ﷺ کے دل میں ہوتا تھا
تو پھر ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے؟

گھبرانے کی ضرورت نہیں:

چند مجاہد جہاد میں گئے ہوئے ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ان کی نگرانی اور فکر فرماتے، آپ کی تمام توجہات ان مجاہدین کرام کی طرف ہوتیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کے خون کا مسئلہ آ گیا، آقاء مدنی جان دینے پہ آ گئے تھے یا نہیں؟ پورے لشکر کو ذبح کرانے کے لئے تیار ہو گئے تھے یا نہیں؟ آج ہمارے کان میں کہا جاتا ہے کہ ذرا مصلحت سے کام لو، مار دیئے جاؤ گے۔ ارے! موت تو بنی ہمارے لئے ہے، پانچ وقت سجدے کر کے، اسّی (۸۰) بار اللہ کے سامنے سرزمین پر رکھ کے ہم اس محبوب سے ملاقات کی درخواستیں کرتے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی بم دھماکے میں مارتا ہے تو وہ ہمارا محسن ہوگا، ہمیں موت سے کیا ڈراتے ہو؟ ہم موت کے بعد کسی غیر کے پاس تو نہیں جاتے، اپنے محبوب رب کے پاس ہی تو جاتے ہیں......

بچپن سے جس کی کتاب پڑھ رہے ہیں
بچپن سے جس کا نام رٹ رہے ہیں
بچپن سے جسے خلوت وجلوت میں پکار رہے ہیں
بچپن سے روزانہ اسّی بار اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں
جب ہم ایسے پیارے رب کے پاس جا رہے ہیں
تو ہمیں پھر گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟

لشکر محمدی ﷺ رواں دواں:

اگر ہم نے اس پیارے رب سے بغاوت نہ کی تو انشاء اللہ! ہمارے لیئے وہاں محبت واکرام کے دسترخوان تیار ہیں اور سب کے لئے تیار ہیں۔ یہ چٹائیوں پر بیٹھ کر قرآن پڑھانے والے رب کو بہت محبوب ہیں لیکن تھوڑے سے ایثار وقربانی کی ضرورت ہے۔ حضرات صحابہ کرام میں بھی بہت سارے مسائل میں اختلاف تھا مگر میدان جنگ میں پانی ان کے ہونٹوں سے دوسرے کے ہونٹوں کی طرف منتقل ہو جایا کرتا تھا، ان کے ناموں کے ساتھ بھی ''اوس وخزرج'' کا مسئلہ لگا ہوا تھا، اہل مکہ اہل مدینہ کی نفرت پہلے سے دل میں رکھتے تھے مگر جب آقا مدنی ﷺ نے کہا کہ رب کے لئے سب کچھ قربان کرو تو انہوں نے سب کچھ قربان کر دیا اور اسلام کے علاوہ ساری

باتوں کو بھلا دیا۔

آج اکیس سال بیت چکے ہیں، ہمارے ہزاروں ساتھی افغانستان، تاجکستان، کشمیر اور پتا نہیں کہاں کہاں جا کے شہید ہو چکے ہیں مگر اوپر سے لے کر نیچے تک باہمی اختلافات اور تنازعات کی وجہ سے اہل حق کی قوت وطاقت آج بھی بکھری ہوئی ہے۔

میں نے ارادہ کیا ہے کہ انشاء اللہ! محنت کریں گے، کوشش کریں گے اور ایک ایک کے پاس چل کے جائیں گے، اب انشاء اللہ! کم از کم اہل حق مجاہدین کو ایک فلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے اور جو لشکر وجود میں آئے گا وہ......

آپ ﷺ کے طریقے پر ہوگا
آپ ﷺ کی شکل وصورت پر ہوگا
آپ ﷺ کے انداز پر ہوگا
آپ ﷺ کے نام پر جہاد کرے گا
یہ لشکر اللہ کی عظمت پر
کٹ مرنے کے لئے تیار ہوگا

حق پر جینے اور جان دینے والے:

ہمارا اندازہ یہ ہے کہ انشاء اللہ! ہم چھ مہینے میں اپنے اکابر کی خدمت میں پانچ لاکھ مجاہدین کی فوج دے سکیں گے۔ چنانچہ اپنے طبقے کی تمام مجاہد تنظیموں کے مجاہدین سے عرض کر دیا ہے کہ اپنے نام اور اپنے عہدے چھوڑ کر آ جاؤ! آپس میں ایک امیر کا انتخاب کر لو! اور سارے اس امیر کی اطاعت میں لگ جاؤ، کوئی مجاہد عہدہ نہ مانگے، کوئی اپنے لئے کوئی بڑی فرمائش نہ کرے، جس کو شوق ہو وہ محاذوں پہ جا کے لڑے، جہاد کے دوسرے شعبوں میں لگ جائے اور اہل حق کی ایسی طاقت وقوت منظم ہو جائے......

جو حق کو پہچانتے ہوں
جو حق کو سمجھتے ہوں

جو حق پر لڑتے ہوں
جو حق پر مرتے ہوں
جو حق پر جیتے ہوں
جو حق پر جان دیتے ہوں
جو جہاد کا حقیقی مفہوم سمجھتے ہوں

جہاد اللہ کے لئے سب کچھ دینے کا نام ہے، لینے کا نام نہیں اور جب جہاد میں لینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو وہ جہاد نہیں رہتا بلکہ فساد، غنڈہ گردی اور دادا گیری بن جاتی ہے۔ مجاہد کو دینا آتا ہے، مجاہد تو یہ تمنا کرتا ہے کہ اے اللہ! تو میری جان بھی لے لے! تو میرا مال بھی لے لے، تو میری جان و مال کو خرید لے لیکن اسلام کو عظمت عطاء فرما دے، مسلمانوں کو قوت عطا فرما دے، اپنے نظام کو غلبہ عطاء فرما دے۔

اسلامی نظام انگریزی بوٹوں کے نیچے مسلا جا رہا ہے، آج گھوڑوں اور کتوں کے حقوق کی بات کرنا تو دنیا کو بہت پسند ہے مگر جو مسلمانوں کے حقوق کی بات کرے اس پر دہشت گردی کا ٹھپہ لگا کے زمین کو اس پر تنگ کر دیا جاتا ہے۔ ان حالات میں جبکہ کفر ہمیں فروخت کئے جا رہا ہے، ہمارے گھروں میں زبردستی کفر داخل کیا جا رہا ہے، میرے دوستو! اس سے پہلے کہ آئندہ حالات میں، میرا بیٹا آپ کا بیٹا، میری بچی آپ کی بچی اور ہماری آئندہ نسل کافر یا گمراہ ہو ہمیں چاہئے کہ اپنی قوت منظم کر لیں۔

ہم نے اللہ کے بھروسے پر اس سلسلے میں کام شروع کر دیا ہے اور جس جس مجاہد سے بات کی ہے وہ اپنا عہدہ، اپنا نام اور منصب قربان کر کے ہمارے ساتھ چلنے کے لئے الحمد للہ! تیار ہے اور بالکل طالبان کے طریقے پر چنانچہ طالبان کی طرح ہمارے خلاف بھی پروپیگنڈہ اور رونا دھونا شروع کر دیا گیا ہے۔ جب طالبان وجود میں آئے تو احمد شاہ مسعود نے قرآن کو اپنے سے الگ نہیں کیا اور کہا کہ یہ قرآن پڑا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرو۔ اے ظالم! اگر تم نے مسلمانوں کے لئے کچھ کرنا ہوتا تو جب تمہیں کابل کی حکمرانی ملی تھی تو قرآنی نظام نافذ کر کے دکھاتا، جب طالبان کا دباؤ پڑا تو تب تمہیں قرآن اور علماء یاد آئے۔

افضل مقام اور بہترین جگہ:

آج تک اہل حق کی قوت کو گروہوں میں، جماعتوں میں اور پارٹیوں میں منقسم کیا جاتا رہا اور ایک آنسو کسی کی آنکھ سے نہیں نکلا، قربانی دیتے دیتے بیس سال ہو گئے ہم جہاں کھڑے تھے اب بھی وہیں کھڑے ہیں۔ آج جب قوت کے منظم ہونے کا وقت آیا ہے اب شاید بہت سے لوگ آنسو بہائیں گے اور کہیں گے کہ پتا نہیں یہ امریکی ایجنٹ آ گئے ہیں، لیکن انشاء اللہ! اہل حق کی یہ منظم قوت جب زمین پر آ جائے گی اور لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہو گی اور اللہ کے سامنے سر بسجود ہو گی تب دنیا کو پتا چل جائے گا کہ ہم صرف اللہ کے ہیں، ہم دنیا میں کسی اور کے نہیں۔

اس عظیم الشان کام کے لئے انشاء اللہ! ہم کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔ ہم نے سابقہ تمام مجاہد قائدین سے کہہ دیا ہے کہ جہاد میں سب سے افضل ترین مقام میدان جنگ میں محاذ کی اگلی صف ہے، دنیا کی سب سے بہترین جگہ گھوڑے کی زین ہے۔ یہ وہ منظر ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے، سر پہ جنگی ٹوپی، ہاتھوں میں تلوار۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین آدمی وہ ہے جو گھوڑے پہ بیٹھا اپنے کان دشمن کی طرف کئے موت کو اپنے گلے سے لگانے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

ایمان کا امتحان:

میں تو دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی فقیر اور مسکین کو کھڑا کرے جسے ہم جانتے ہی نہ ہوں تاکہ ہمارے ایمانوں کا امتحان ہو جائے تاکہ پتا چل جائے کہ ہم اللہ کے سامنے جھکنے والے ہیں یا نہیں؟ ہم لوگوں کو اپنی عظمت کی طرف بلاتے ہیں یا اللہ کی عظمت کی طرف بلاتے ہیں؟ یا اللہ! تیری عظمت کی خاطر ہم اپنی ہزار عظمتوں کو جوتوں کی خاک میں ملانے کے لئے تیار ہیں، ہم وہ نہیں ہیں کہ خود کو بت بنا کر لوگوں سے کہیں کہ ہماری پوجا کرو۔

قیامت کے دن وہ لوگ بہت شرمندہ ہوں گے جو اپنی ذات کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور اپنی اطاعت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، ہم دنیا میں اسلئے نہیں آئے کہ لوگوں کو اپنے سامنے جھکنے والا بنائیں، ہم تو لوگوں کو اللہ کے سامنے جھکانے کے لئے آئے ہیں، ہم تو لوگوں کو اللہ کا مطیع و فرمانبردار بنانے کیلئے آئے ہیں جو اس کے لئے محنت کرے گا وہی کامیاب ہے۔

اس سلسلے میں راولپنڈی، اسلام آباد اور جن جن دور دراز علاقوں سے حضرات علماء کرام تشریف لائے ہیں ان سب حضرات سے گزارش ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھروسے پہ چل رہے ہیں۔ اگر اللہ نے ہم سے کام لینا ہوگا تو وہ ضرور اس کی توفیق دے گا اور انشاء اللہ! وہ سارے انتظامات کا خود بندوبست فرمائے گا، ہم کسی کا نام استعمال کرنا نہیں چاہتے۔

نیک نامی ہو یا بدنامی:

آخر میں آپ حضرات علماء کرام سے چند گزارشات عرض کرتا ہوں:

پہلی درخواست تو یہ ہے کہ اللہ کے لئے! اللہ کے لئے! ہمارے اس کام کے لئے دعاء فرما دیجئے، سب مجاہدین ساتھی دن رات یہی دعاء کر رہے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں نفس کے شر سے بچانا، ان مجاہدین کا جذبہ صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ کا دین بلند ہو اور یہ پاکستان جلد از جلد پورا ہو جائے، کشمیر ہمیں مل جائے اور اہل حق کی یہ قوت ایک جگہ مجتمع ہو جائے، آپ حضرات اس کے لئے دعاء فرمائیں گے کہ نہیں؟

دوسری درخواست یہ ہے کہ اب شاید اس مبارک کام کو آگے بڑھانے والوں کے بارے میں بہت پروپیگنڈہ کیا جائے گا۔ میں نے بعض حضرات سے عرض کیا کہ آیئے! اتحاد و اتفاق سے مل کر جہاد کا کام کرتے ہیں، لوگوں نے اپنے بچے جہاد کے لئے ذبح کرا دیئے، ماؤں نے بیٹے شہید کرا دیئے، جوان بہنوں نے مجاہدین کے لئے زیورات اتار اتار کر پھینکے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم بھی اور تم بھی اپنا نام قربان کرتے ہیں اور کسی ایک کے پیچھے چلتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مولانا! اگر آپ نے یہ بات شروع کی تو آپ بدنام ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ یہ بدنامی کی دھمکی ہے یا پیشینگوئی ہے؟ دھمکی ہے تو سر آنکھوں پر آپ کوشش کر کے دیکھ لیجئے! اس لئے کہ بدنام تو وہ ہوتا ہے جس کا کوئی نام ہو، ایک چٹائی پہ بیٹھنے والے طالب علم کا نہ پہلے کوئی نام تھا اور نہ اب اسے کسی نام کی خواہش ہے اور اگر یہ پیشینگوئی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہوں، اللہ تعالیٰ جو معاملہ کرے گا انشاء اللہ! بہتر کرے گا۔

جس اللہ نے چھ سال چوبیس دن تک دشمن کی قید میں حفاظت کی ہے، جتنے دن یہاں زندگی لکھی ہے وہ زندہ رہنے دے گا اور جب اس کے پاس جانے کا بلاوا آئے گا تو وہ دن بہت خوشی کا

دن ہوگا، وہ دن بہت ہی زندگی کا اچھا اور پر لطف دن ہوگا انشاء اللہ! جب اس پیارے رب سے ملاقات ہوگی جس رب کے نام کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں، جس کے سواء کسی کو مانتے اور جانتے ہی نہیں ہیں، جس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، مجھے کوئی خوف و خطرہ نہیں ہے نیک نامی ہو یا بدنامی۔

لیکن مجھے یہ چیز ہرگز گوارہ نہیں کہ دوسروں کی قوت بنتی رہے مگر اہل حق بغیر قوت کے اسی طرح درمیان میں ٹوٹتے رہیں اور آپس کے اختلافات میں الجھتے رہیں۔

میں انہیں دو درخواستوں پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ اگر آپ حضرات دعاؤں کے ذریعے سے مدد فرمائیں گے اور ہمارے خلاف جو پروپیگنڈہ شروع کیا جائے، اس کا مناسب انداز میں توڑ فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اجر عظیم عطاء فرمائے گا اور اگر اس کے علاوہ بھی آپ کچھ فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے گا، آپ حضرات علماء ہیں، ہمارے سر آپ کے جوتوں کے لئے تیار ہیں، اصلاح فرمانے کے لئے آپ جو حکم دیں گے وہ انشاء اللہ! سر آنکھوں پہ ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی
آلہ وصحبہ اجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین

مسئلۂ کشمیر اور ہماری ذمہ داریاں

(آزاد کشمیر کے علماء کرام سے چند گزارشات)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم ومکرم حضرات علماء کرام! سب سے پہلے تو میں اس بات کا ممنون ہوں کہ آپ حضرات نے تکلیف فرمائی اور تشریف لائے، آپ حضرات نے اپنی زیارت کا یہ موقع فراہم کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر اجر عظیم عطاء فرمائے اور آپ کے وہ قدم جو اس میدان میں آنے میں اٹھے ہیں اور جانے میں اٹھیں گے اللہ تعالیٰ انہیں جہاد کے راستے میں قبول ومنظور فرمائے! اور جہاد میں شامل فرمائے۔

مسئلہ کشمیر کی اہمیت:

☆سب سے پہلی گزارش تو یہ ہے کہ اس وقت جو کشمیر کی صورتحال ہے، چھ سال چوبیس دن تک کی طویل قید میں رہ کر مجھے اس صورتحال کا بہت قریب سے مشاہدہ کرنے کی توفیق ملی ہے اس کے حوالے سے کچھ کام تو ہم سب کو کرنے ہیں۔ کشمیر صرف اس لئے نہیں ہے کہ اسے وادیٔ جنت نظیر کہہ دیا جائے یا اس کے حسن، اس کے چنار اور نیلم وادی کی تاریخوں پر کتابیں لکھی جائیں یا وہاں کے مظالم سنا کر چار آنسو بہالئے جائیں اور دوسروں سے چار آنسوؤں کا تقاضا کر لیا جائے، ہرگز ایسا نہیں۔

مسئلہ کشمیر اسوقت مسلمانوں کی ناک کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کی عزت، مسلمانوں کی عظمت اور تحفظ کا معیار اگر کہیں دیکھا جاسکتا ہے تو وہ کشمیر ہے اور کشمیر ہی میں اس چیز کا فیصلہ ہوگا کہ ہمیں آئندہ غلام بن کر رہنا ہے یا آزاد رہنا ہے۔ بات کشمیریوں کی غلامی کی نہیں ہے وہ تو ہمارے دل وجسم کا ایک ٹکڑا ہیں، جو کچھ ان پر بیت رہی ہے اس میں ان کا زیادہ قصور نہیں ہے ہمارا قصور زیادہ ہے۔

☆دوسری گذارش یہ ہے کہ کشمیر میں ہماری لڑائی کس کے ساتھ ہے؟ اس بات پر زیادہ غور نہیں کیا جاتا اس لئے کہ جو نعرے اور جو باتیں ہیں وہ دنیا کے چند ملکوں کی بدمعاشی پر موقوف ہیں۔ ہمارے بہت سارے لوگ انڈیا کو ایک بزدل اور بے ضرر ملک سمجھتے ہیں اور ان کی نظروں میں دوسرے دشمن زیادہ قوت رکھتے ہیں، ان کے نزدیک ان دشمنوں کا مٹانا زیادہ ضروری نظر آتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے دشمن بھی کم خطرناک نہیں ہیں لیکن ہمارا انڈیا کے بارے میں یہ سوچنا کہ یہ ہمارے لئے اپنے دل میں کوئی خیر کا پہلو رکھتا ہے یا انڈیا کے اندر جو مسلمان رہتے ہیں انڈیا کے دل میں ان کے لئے کوئی بھلائی کا پہلو ہے، یہ ہماری خام خیالی ہے۔

پاکستان کی سالمیت کے لئے خطرہ:

انڈیا کا حکمران وہی مشرک ہے جس مشرک سے جہاد کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب قرآن میں جہاد والی آیات اتر رہی تھیں۔ وہ پہلی قوم جس کے ساتھ جہاد کرنے کیلئے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ (اے نبی! آپ ان مشرکین سے لڑیئے! لاتکلف

الانفسک یعنی اگر آپ اکیلے ہوں تب بھی ان سے لڑیئے) وہ مشرک تھے اور کشمیر میں ہماری جنگ بھی مشرک کے ساتھ ہے۔

ہمیں یہ بات ہرگز نہیں بھلانی چاہئے کہ مشرک اسلام کا بہت بڑا دشمن ہے اور ہمارے پڑوس میں......

انڈیا کا طاقتور وجود ہماری اجتماعیت کے لئے خطرہ ہے
انڈیا کا طاقتور وجود ہماری سالمیت کے لئے خطرہ ہے
انڈیا کا طاقتور وجود ہماری اقتصادیات کے لئے خطرہ ہے
انڈیا کا طاقتور وجود ہماری تہذیب کے لئے خطرہ ہے

انڈیا کے ساتھ جو ہمارا فیصلہ ہونا ہے وہ کشمیر میں ہونا ہے اسی لئے آج ساری دنیا کے کافر ملک انڈیا کی پیٹھ پر کھڑے ہوگئے ہیں اور وہ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ کشمیر کو بھول جاؤ! اگر تم اپنے ملک میں تھوڑی سی بھی اقتصادی ترقی چاہتے ہو اور امن چاہتے ہو تو کشمیر کو بھول جاؤ!

عزت کا مسئلہ:

مسلمانوں کو اقتصادی پابندیوں سے کوئی ڈر نہیں لیکن آج کشمیر جس انداز میں ہمارے سامنے موجود ہے وہ ہم سے اور خصوصاً علماء کرام سے تقاضا کرتا ہے کہ اب مسئلہ کشمیر کو زبان سے نکال کر عمل پہ لایا جائے، اس کو امت مسلمہ کی ناک کا مسئلہ سمجھا جائے، اسے عزت کا مسئلہ سمجھا جائے اور جس طرح ہم لوگ اپنی ناک بچانے کی خاطر بہت کچھ کر گزرتے ہیں اور اس کے لئے ہر قدم اٹھا لیتے ہیں تو ہمیں اپنے اسلامی ناک کی خاطر بھی کچھ کرنا ہوگا اور جہاد کے بارے میں ہمیں سنجیدہ ہونا پڑے گا۔

کشمیر جس انداز اور جس رخ پر آج پہنچ چکا ہے، اس کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہماری ایک نسل اور قوم ختم ہونے کے قریب آ پہنچی ہے......

وہاں کوئی پولیس والا مرتا ہے تو وہ کشمیری
وہاں کسی کو مخبر کے نام پہ ہلاک کیا جاتا ہے تو وہ کشمیری
وہاں کوئی مجاہد شہید ہوتا ہے تو وہ کشمیری

وہاں کوئی مکان جلتا ہے تو وہ کشمیریوں کا
وہاں خون بہتا ہے تو وہ کشمیری کا
وہاں کوئی عزت لٹتی ہے تو وہ کشمیری ماں بہن کی

ان سب مظالم کے باوجود ابھی تک مسلمانوں کا رویہ جہاد کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہوا، بہت سے لوگ جہاد کشمیر کے بارے میں شکوک وشبہات رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ! یہ جہاد بھی ہے یا نہیں؟ بہت سے لوگ جہاد کشمیر کی بس اتنی مدد ضروری سمجھتے ہیں کہ کسی تنظیم کے ساتھ اپنا نام داغ لیا تا کہ دوسری تنظیموں کا منہ چڑھا سکیں حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ کشمیر میں جو شہادتیں ہو رہی ہیں، وہاں جو خون بہہ رہا ہے وہ ہمارے لئے اسلام کی عزت وعظمت کا مسئلہ ہے اور اللہ گواہ ہے کہ اگر ہم مسئلہ کشمیر کے بارے میں سنجیدہ نہ ہوئے تو شاید ہمیں خدا کے یہاں جواب دینا پڑیگا۔

محاسبۂ نفس:

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ ہمیں جہاد اور تحریک کشمیر کو سنجیدگی کے ساتھ لیکر اس کی پلاننگ کرنی چاہئے اور اس کے دو ہی طریقے ہیں:

پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ ہم رنگ، نسل، قوم اور ساری چیزوں کے امتیاز کو الگ کر کے اپنی تمام تر توجہات کشمیر پر مرکوز کریں کہ ہم نے مسئلہ کشمیر اب حل کرنا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ہم اس بارے میں روزانہ نئے پہلو سے غور وفکر کریں، سب سے پہلے میں اپنے آپ کو پیش کروں کہ میرے گھر سے کشمیر پہ کیا لگا ہے؟ میرے مال سے کشمیر پہ کیا خرچ ہوا ہے؟ افسوس تو تب ہوتا ہے کہ جب کوئی مسلمان بہن کشمیر کے لئے زیور اتار کر پھینکتی ہے تو ہم ''جزاک اللہ، جزاک اللہ'' کہہ کر اس سے وصول کرتے ہیں لیکن ہم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اپنی ماں اور بہن کو بھی جا کے وہی ترغیب دے سکیں یا اپنی بیوی کو کہہ سکیں کہ تم پر بھی فرض بنتا ہے تو ایک عالم کی بیوی ہے، تو ایک حافظ کی بیوی ہے، تیرے گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ جاہلوں نے تو زیورات اتار کر دیدیئے تیرے گھر میں تو قرآن پڑھا جاتا ہے آخر تمہیں کیا ہوا؟

ہم میں سے ہر شخص جب تک اپنے آپ کو سامنے کھڑا کر کے اپنے سے نہیں پوچھے گا

کہ......

تو نے کشمیر کے لئے عملی طور پر کیا کیا ہے؟
تو اس جہاد کو فرض سمجھتا ہے یا نہیں؟
تیرے گھر سے کوئی فرد اس کے لئے نکلا ہے یا نہیں؟
تیرے مال میں سے کچھ حصہ اس جہاد میں دیا گیا ہے یا نہیں؟

جب تک ہم میں سے ہر شخص اس بارے میں اپنا محاسبہ نہیں کرتا تو وہ سرخرو نہیں ہو سکتا، میں اللہ پر بھروسہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ ہمیں کشمیر کے مسئلے پر بولنے کا حق بھی حاصل نہیں......

کیونکہ ماؤں بہنوں کی عزتیں اس لئے نہیں ہوتیں کہ
ان سے اپنی تقریروں کو چمکایا جائے
ماؤں بہنوں کی عزتیں اس لئے نہیں ہوتیں کہ
انہیں اپنے مضامین کا غازہ بنایا جائے
شہداء کا خون اس لئے نہیں ہوتا کہ
اسے سیاست کے لئے استعمال کیا جائے
شہداء کا خون اس لئے نہیں ہوتا کہ
اس کے ذریعہ دنیاوی مراتب حاصل کئے جائیں
شہداء کا خون اس لئے نہیں ہوتا کہ
اس کے ذریعے گاڑیاں حاصل کی جائیں

یاد رکھو! اس مبارک اور پاکیزہ خون کا بہت بڑا مقام ہے، اس مقدس خون کے ایک قطرے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ سے موت پر بیعت لے رہے ہیں اور ایک دوسرے کو بدلہ لینے کی ترغیب دے رہے ہیں لیکن آج ہماری یہ حالت ہے کہ اگر کشمیر میں پچاس مرنے کی خبر آئے یا بیس شہید ہونے کی خبر آئے، ہمارے کان پر جوں نہیں رینگتی اور ہم گھر میں جا کر ایک مٹھی گندم اٹھا کے دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

لیکن کشمیر پر بولنا سب کا حق ہے، کشمیر کو تختۂ مشق بنانا سب کا حق ہے، کشمیر پر اعتراض کرنا

سب کا حق ہے اور کشمیر کے ذریعے اپنی سیاست چمکانا سب اپنا حق سمجھتے ہیں۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جس نے کشمیر کے لئے کوئی قربانی نہیں دی اور وہ دینا بھی نہیں چاہتا تو اس کے سینے میں دل نہیں کوئی پتھر رکھا ہوا ہے، اسے چاہئے کہ پہلے اپنے دل کے اندر قرآن مجید کا نور ڈال کے اسے مسلمان کا دل بنائے، اپنے گھر سے قربانی کا آغاز کرے، اپنی ذات سے قربانی کا آغاز کرے، اس کے بعد اسے حق ہے کہ کشمیر پر جو بولتا ہے بولے، اب اس کے بولنے میں برکت اور خیر ہوگی۔

کچھ دیئے بغیر پاکستان کے معاشی مفکرین کی طرح الٹی سیدھی باتیں کر لینا اور چار باتیں جوڑ لینا اور صرف مجاہدین پر نکتہ چینی کر لینا یہ چیز ہمیں خدا کے سامنے شرمندگی سے نہیں بچا سکے گی۔

تف ہو ایسے الفاظ پر!

☆ تیسری گذارش یہ ہے کہ آپ حضرات علماء کرام ہی جہاد کو بخوبی جاننے والے ہیں، جہاد اس وقت کامیاب ہوتا ہے جب ”علی منہاج النبوۃ“ ہو۔ آپ حضرات کو پتا ہے کہ بدر کے میدان میں مشرکین سے لڑائی کیسے ہوئی؟ آپ کو پتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل پہ اٹیک کرنے کی بجائے پہلے ابوسفیان کا قافلہ کیوں منتخب کیا؟ اس میں جو راز پوشیدہ ہے اس کا آپ کو پتا ہے، آپ کو پتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کیا بات ہوئی، عام لوگوں کو کچھ پتا نہیں۔

ہندوستان کا ایک جاہل مفکر جس نے قلم پکڑ لیا ہے اور اسے لکھنے کا بہت شوق ہے، اس نے چند روز قبل ایک کتاب لکھ ماری ہے، وہ کتاب کچھ لوگ میرے پاس لائے اور کہا کہ اس میں بہت پتے کی بات لکھی ہوئی ہے، میں نے کہا کہ بتاؤ! اس نے کونسی پتے کی بات لکھی ہے آج تک تو اس کے قلم سے کوئی پتے کی بات نکلی ہی نہیں، کہنے لگا کہ اس نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر دب کر صلح کی تھی۔ ہم بھی مشرکین سے تھوڑا اسے دب جائیں اور پھر دبنے کے بعد ابھریں گے۔ میں نے کہا:

”تف ہو ایسے الفاظ پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے موقع پر دب گئے تھے“

او ظالمو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس وقت بھی نہیں دبے تھے جب سجدے میں آپ

کے جسم مبارک پر بھاری اوجھڑیاں ڈالی جاتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو تپتی ریت پہ لٹا کر انکی آنکھیں نکالی جاتی تھیں۔ کیا اب آپ اس وقت جھک جائیں گے جب چودہ سو صحابہ آپ کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کر چکے تھے؟

میں نے کہا کہ اس ملحد اور منکر کو پتا ہی نہیں کہ آخر حدیبیہ کی صلح ہوئی کیوں؟ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ سے دور مکہ کے مشرکین کے نرغے میں تھے، اسلحہ اور اسباب جنگ زیادہ نہیں تھا، تعداد صرف چودہ سو تھی اور چاروں طرف سے قریش، غطفانی، ہوازن اور بہت سے قبائل نے گھیر رکھا تھا۔ مشرک چاہتے تو مل کر نعوذ باللہ! مسلمانوں کو پیس کر رکھ دیتے اور اسلام کا یہ پورا سلسلہ ختم کر دیتے، اس کے باوجود مشرکین نے صلح کی پیشکش کی تھی اس لئے کہ چودہ سو صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کر چکے تھے اور آسمان سے اعلان ہو رہا تھا **ید اللہ فوق ایدیھم** "اللہ کا ہاتھ تمہارے ہاتھوں کے اوپر ہے"۔

جب مسلمان جان دینے پہ آتا ہے تو اس کا ایک ایک فرد کافروں کے ہزاروں پر بھاری ہوتا ہے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم طاقت میں تھے اس لئے کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام سے موت پر بیعت لے چکے تھے اور جان دینے کے لئے تیار تھے چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نہیں جھکے تھے بلکہ مشرکین جھک گئے تھے اور مشرکین ہی دب کر صلح پر آمادہ ہوئے تھے۔ بتاؤ! مشرکین دبے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دبے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب ہو کر صلح کی ہے مغلوب ہو کر نہیں!

جہاد کے رابطے:

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاد کو آپ حضرات علماء کرام سمجھتے ہیں تو پھر کیوں نہ ہم لوگ آپس میں مل بیٹھیں تا کہ جہاد کشمیر کے بارے میں ہر مہینے غور ہو۔ اس پر غور نہیں ہونا چاہئے کہ کس نے کیا بیان دیا ہے؟ ان بیانوں سے کچھ نہیں ہوگا، ان بیانوں سے نہ مسئلہ کشمیر اوپر کو جاتا ہے اور نہ نیچے آتا ہے، ہمیں جنگی حکمت عملی پہ غور کرنا ہوگا کہ اب مجاہدین کو کس سمت وار کرنا ہے؟ اور اس سلسلے میں ہم کیا خدمات پیش کر سکتے ہیں؟

کیا جہاد ہم سب پر فرض ہے؟ یا یہ صرف چند دیوانوں کا فریضہ ہے۔ آسمان سے جہادی

آیات اللہ تعالیٰ نے کس کے لئے اتاری ہیں؟ کچھ علماء نے مجھے کہا کہ ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں مگر ہم سے کسی نے رابطہ نہیں کیا، میں نے کہا کہ حضرت!......

اللہ تعالیٰ نے آپ سے رابطہ کیا ہے
قرآن نے آپ سے مخاطب ہو کر
بار بار آپ سے رابطہ کیا ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے رابطہ کیا ہے
ہزاروں احادیث مبارکہ نے آپ سے رابطہ کیا ہے
صحابہ کرامؓ نے خون دے کر آپ سے رابطہ کیا ہے
حضرت حمزہؓ نے اپنے ٹکڑے کروا کر
آپ حضرات سے رابطہ کیا ہے

اگر آپ کو بھی یہ شکوہ ہے کہ ہم سے کسی نے رابطہ نہیں کیا تو بتائیں پھر رابطہ کیسے ہوتا ہے؟ اور کس کے ساتھ کیا جاتا ہے؟ عوام تو نہ قرآن کو سمجھتے ہیں اور نہ حدیث کو سمجھتے ہیں اور نہ صحابہ کرام کی سیرت و مقام کو سمجھتے ہیں آپ حضرات تو سب کچھ جانتے ہیں۔

میرے بزرگ حضرات! ہمیں کشمیر کے جہاد اور تحریک کشمیر کے بارے میں اپنے اندر سنجیدگی لانی ہوگی اور اگر علماء کرام نے اس مسئلے کو سنبھال لیا اور اپنے آپ کو پیش کر دیا، خود کو تحریک کشمیر کا حصہ اور جزو بنا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی پڑھ کر اس کے مطابق مجاہدین کرام کی راہنمائی کی اور اپنے گھر سے قربانی کا آغاز کیا تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ تحریک اپنا رخ بدل لے گی اور انشاء اللہ! بہت جلد اس میں کامیابی کے آثار پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے۔

لیکن اگر ہم صرف دیکھتے رہے اور صرف کہنے کو کافی سمجھا تو یہ چیز ہمارے لئے وبال بن جائے گی اس سے تو بہتر ہے کہ آدمی آنکھیں بند کر لے تا کہ یہ دردناک مظالم اسے نظر ہی نہ آ سکیں۔

ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے سوچا ہے کہ حضرات علماء وطلبہ کی اپنی کوئی منظم

جماعت ہو، ان کا کوئی کام ہو، ان کا ایک مضبوط پلیٹ فارم ہو اور جس چیز کی جہاد میں سب سے پہلے ضرورت ہے وہ ایک امیر اور ایک مرکز ہونا ہے کسی تنظیم کے دو دھڑے ہوں گے تو وہ کبھی کامیاب نہ ہوگی، یہ اللہ کا نظام ہے۔ کافر ظاہری اسباب کے ذریعے کامیابی حاصل کرتا ہے اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے قانون کے ذریعے کامیابی حاصل کرتا ہے۔

انتخاب امیر کی برکت:

میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ جب ہم ہندوستان کی جیل میں تھے تو دشمن جب چاہتا ہمیں گولی مار سکتا تھا، کاغذات میں ہم قیدیوں کا اندراج نہیں تھا اور گولی مارنے والے کو کسی سزا کا خطرہ بھی نہیں تھا وہاں جب بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی صرف ایک نکتے کی وجہ سے دی کہ وہاں کی جیل میں کمزور قیدی مسلمانوں نے جب بھی کسی ایک انسان کو اپنا امیر منتخب کیا اور اس کی مکمل اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی اور مشرکین کو مغلوب کر دکھایا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جیل والے ہمارے ایک ساتھی کو لے گئے اور اس کی داڑھی کی توہین کی، ہم سب نے موت پر بیعت کی، اپنا ایک امیر مقرر کیا اور بدلہ لینے کی ٹھان لی چنانچہ کسی نے لکڑی اٹھائی، کسی نے پتھر اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ! ہم سب تجھ سے ملاقات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ باتیں آپس میں ہوئیں اور مشورہ ومذاکرہ ہوا۔ ہم سب نے دو رکعت نماز ادا کی اور ایک امیر کے حکم پہ احتجاج شروع ہوگیا اور چار بجے کا ٹائم دیکر جیل حکام سے کہا کہ معافی مانگو! اور ہمارا ساتھی واپس کرو!

تصور کیجئے! ہم دوسرے ملک کے رہنے والے، بارڈر پار کے رہنے والے، ان کی جیل میں جہاں انہیں ہمیں گولی مارنے کا اختیار حاصل ہے اور ہم انہیں الٹی میٹم دے رہے ہیں کہ چار بجے تک معافی مانگو! اور ہمارا ساتھی واپس لاؤ۔ اگر چار بجے سے ایک منٹ اوپر ہوگیا تو ہم یہاں جیل کا نقشہ پلٹ دیں گے اور ہم جیل کی دیواریں توڑ دیں گے، ہم لڑیں گے اور اپنی جان دے دیں گے۔ آپ حضرات یقین کریں کہ چار بجنے میں دس منٹ باقی تھے کہ جیل حکام نے ہمارے ساتھی کو بھی واپس کیا اور ہم سے معافی بھی مانگی۔

اکابر کے غلام:

مجھے لوگوں نے کہا کہ تم جماعت بنارہے ہو بدنام ہوجاؤ گے، ہم نے کہا سبحان اللہ! مجھے ایک خاتون ملی جس کے دو بیٹے شہید ہوگئے، کسی ماں نے اپنے تین بیٹے شہید کرائے، بہنوں نے خاوند شہید کرائے، ان کی قربانیوں کو دیکھو! تم ہمیں اس بات سے ڈراتے ہو کہ ہم اپنی عزت قربان نہیں کرسکیں گے۔

لوگ یہ بھول جائیں کہ ہماری جماعت اپنے اکابر علماء دیوبند کی دینی وسیاسی جماعتوں کے خلاف بولے گی یا کوئی محاذ قائم کرے گی۔ ہم اپنے اکابر کے غلام ہیں، ہم ان کی دینی سیاسی جماعتوں کا احترام کرتے ہیں، انہیں اپنی آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اور یہاں تک کہ وہ سیاسی جماعتیں جو ہمارے خلاف کھڑی ہیں ہم ان کی غیبت کو بھی اپنے اوپر حرام سمجھ کر خاموشی اختیار کرتے ہیں اور جہاں بھی کوئی نزاع کی شکل ہوتی ہے ہم فوراً پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ساتھیوں کے دل میں یہ فکر ڈالی ہے کہ کسی طرح خالص جہاد کا عمل وجود میں آجائے اور اصلی مجاہد چلتے پھرتے نظر آنے چاہئیں، اس کی خاطر صرف اور صرف یہی قربانی مانگی جاتی ہے کہ آپ کی تشکیل ادھر سے ادھر ہوجائے، اس قربانی کیلئے سارے مجاہدین ساتھی تیار ہیں الحمد للہ! آپ سے صرف یہی مطالبہ کیا جاتا ہے کہ گالیاں برداشت کریں مگر کسی کی غیبت نہ کریں، ہم نے انڈیا کی جیل میں کافروں کی گالیاں سہہ لیں تو انشاء اللہ! اپنوں کی گالیاں بھی برداشت کرلیں گے۔ الحمد للہ! گالیاں برداشت کررہے ہیں اور بڑے کھلے دل کے ساتھ برداشت کررہے ہیں۔

ان مبارک جذبات کو مدنظر رکھ کر ہم لوگوں نے یہ تنظیمی کام شروع کیا ہے، ہماری توقع سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر وبرکت ڈالی ہے، اور الحمد للہ! بہت سارے حضرات ہمارے ساتھ تشریف لارہے ہیں لیکن ہمارے بارے میں جو حسن ظن اکابر علماء اور آپ حضرات کو ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں چند ماہ کی مہلت دی جائے، اس میں ہماری کوشش ہوگی کہ ہم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا شعبہ قائم کرلیں تاکہ وہ شعبہ امیر سے لے کر عام مجاہد تک کی اصلاح کرسکے، مجاہدین میں اگر غیر شرعی امور ہوں تو انہیں درست کرسکے، ہمیں اچھی طرح سے تشکیلات

کرنے دیجائیں۔

ہمارے ساتھ بہت سارے ساتھی وہ بھی شامل ہوئے ہیں جو پہلے اختلافات والے ماحول میں رہ چکے ہیں، تھوڑی بہت غلطیاں اب بھی ان میں آپ کو نظر آئیں گی۔ ممکن ہے یہ خامی اب بھی آپ کو نظر آئے مگر خدا کے لئے! ہمیں چھوڑ کر ایک طرف نہ ہو جائیں، ہماری اصلاح فرمائیں، ایک دو دن میں اتنی زیادہ تبدیلیاں نہیں آتیں، ہمیں چار پانچ مہینے کی مہلت دی جائے تاکہ مجاہدین اپنی اصلاح کر سکیں۔

آپ کی اپنی تنظیم:

آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ جماعت کے اندر آکر ہماری اصلاح فرمائیں اگر جوتا اٹھا کر ہمارے سر پہ ماریں گے تو ہم اف تک نہیں کریں گے بلکہ آپ کا شکریہ اداء کریں گے، جو جوتا آپ ہمیں اپنا سمجھ کر اور مجاہد بن کر اصلاح کی غرض سے ہمارے سروں پر ماریں گے ہم اس کے بدلے آپ حضرات کا شکریہ اداء کریں گے اور اگر دور رہ کر صرف ناراضگی کے پھول بھی ماریں گے تو اس سے ہمیں بہت تکلیف ہوگی کیونکہ اگر ایک طرف اندورنی مسائل ہیں، تو دوسری طرف بیرونی پریشانیاں ہیں اور اگر اپنے بھی روٹھ کر ایک طرف ہو جائیں تو پھر اس صورت میں کام کا مزہ نہیں رہتا۔

آپ حضرات کو پورا حق حاصل ہے کہ ہماری اصلاح فرمائیں لیکن جماعت کے اندر آکر باہر رہ کر نہیں، یہ جماعت آپ حضرات کی اپنی جماعت ہے، یہ جماعت آپ کو کبھی اہل حق سے جدا نہیں کرے گی، انشاء اللہ! اور اہل حق کو کبھی رسوا نہیں کرے گی۔ اس سلسلے میں آپ حضرات کی پوری سرپرستی کی ضرورت ہے، آپ حضرات تشریف لائیں ہم آپ کو تہہ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ حضرات جو تجاویز و آراء ارشاد فرمائیں گے ہم ان پر ضرور غور کریں گے، جو شخص ہمیں اپنا سمجھ کر کلمۂ خیر فرمائے گا ہم اس کا شکریہ اداء کریں گے۔

آخر میں آپ حضرات سے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ کشمیر کی تحریک اب اس دوراہے پہ پہنچ چکی ہے کہ یا تو ہم کھائی میں گریں گے یا بلندی پر پہنچیں گے۔ ہم فضول ابحاث کو چھوڑ کر بلندی کی طرف جانے کی کوشش کریں اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جہاد کو اپنا مقصد اور اپنا کام

سمجھ لیں اور سارے مل کر اس مبارک راستے میں آگے بڑھیں تب ہم اس کھائی سے بچ جائیں گے جو یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے مل کر کشمیر میں ہمارے لئے کھودی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے جس نیت سے جماعت بنی ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت و ترقی عطاء فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا

محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسیر مجاہدین کا پیغام

(کشمیری جہادی تنظیموں کے ذمہ دار حضرات سے چند گزارشات)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: فاعوذ باللہ من الشطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون باللہ ولو آمن اهل الکتب لکان خیرالهم ، منهم المؤمنون و اکثر هم الفاسقون٥

(آلِ عمران.۱۱۰)

ترجمہ:تم (اے امت محمدیہ)! بہترین امت ہو ایسی امت جو عام لوگوں کے فائدے کیلئے ظاہر کی گئی ہے، تم نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ ان اہل کتاب میں سے بعض تو مؤمن ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

سب سے پہلے تو میں تمام مجاہدین کرام کو یہاں تشریف آوری پر خوش آمدید کہتا ہوں، میں آپ حضرات کا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے قیمتی اوقات میں سے یہ چند لمحات فارغ فرمائے اور اپنی زیارت اور ملاقات کا یہ موقع فراہم کیا، کیونکہ یہ ملاقات اور یہ مجلس اس اسلامی رشتے کا واضح ثبوت ہے جو رشتہ اسلام نے ہمارے اور آپ کے درمیان قائم کیا ہے اس لئے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ آپ حضرات کی یہاں تشریف آوری پر آپ کو ہر ہر قدم پر اجر ملے گا۔

آج کل آپس کی ملاقات کے مختلف اغراض ہوتے ہیں اور ہر مجلس کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں مگر ہم تو اس مجلس کو منعقد کرنے کا ایک ہی مقصد رکھتے ہیں، وہ یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور مجاہدین کے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے انس ومحبت اور ایک دوسرے سے تعلق پیدا ہو۔ نہ تو یہاں اپنے کسی فیصلے کا دفاع کرنا مقصود ہے اور نہ ہی یہ مجلس مشاورت ہے کیونکہ آئندہ ہمارا ارادہ ہے کہ مجاہدین سے الگ الگ ملاقات کر کے تحریک کے بارے میں ان سے مشاورت لی جائے گی۔

کامیابی کا راز:

اس وقت کشمیر کی مسلح تحریک جس رخ پر پہنچ چکی ہے اس بارے میں میرا خیال ہے کہ یہ اس وقت تحریک صرف کشمیر ہی کی نہیں رہی بلکہ پوری امت مسلمہ کی ناک اور عزت کا مسئلہ بن چکی ہے۔ آج تحریک کشمیر اس دوراہے پر کھڑی ہے جہاں ایک طرف ذلت، پسپائی اور شکست کی خطرناک کھائیاں صاف نظر آ رہی ہیں اور دوسری طرف عزت وعظمت کا وہ راستہ نظر آ رہا ہے

جس پر اگر ہمارے قدم پڑ گئے تو انشاء اللہ! دنیا کی کوئی طاغوتی طاقت اُن کو نہیں روک سکے گی۔

مجاہدین کو اب طے کرنا ہے کہ وہ ان دو راستوں میں سے کونسا راستہ اختیار کرتے ہیں؟

آپ سب حضرات اربابِ بصیرت ہیں آپ جانتے ہیں کہ ہماری کامیابی کا راز صرف ایک مختصر سے نکتے میں چھپا ہوا ہے، وہ یہ کہ جب تک ہم اپنی جان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستے میں قربان کرنے کا ارادہ اور عزم رکھتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے اس وعدے پر پورے اترتے ہیں جو (ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ) میں بیان کیا گیا کہ "اللہ تعالیٰ ہماری جان اور ہمارے اموال کا خریدار بن جاتا ہے۔" پھر تو ہم کامیاب ہیں۔

کیونکہ کہاں ہماری یہ گھٹیا جان اور یہ ادنیٰ سا مال؟ اور کہاں اس کا خریدار اللہ تعالیٰ؟ اور پھر کہاں وہ شہادت جیسی سعادتِ عظمیٰ؟ جس کے بارے میں اگر قرآن وسنت میں غور کیا جائے اور احادیث کا صحیح انداز سے مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ شہادت تو جنت کی حوروں اور جنت کے دودھ اور شہد سے بھی زیادہ لذیذ اور میٹھی ہے۔

جب تک مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کا جذبہ رکھتا ہے، اس کے دل میں بزدلی، دنیا کی محبت اور موت سے بھاگنے کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک وہ کامیابی و کامرانی کی طرف بڑھتا رہتا ہے اور جب مسلمان میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے، دل میں دنیا کی محبت، عہدے اور منصب کا شوق اور موت کا ڈر، جب یہ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں تو پھر مسلمان کو ذلت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ہم مسلمان ہیں اور ہماری کامیابی صرف اور صرف اسلامی طریقوں میں ہے، کسی اور طریقے میں ہم لوگ قطعاً قطعاً قطعاً کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

اللہ کے راستے میں رکے ہوئے:

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ ۱۱ فروری ۱۹۹۴ء اسلام آباد (اننت ناگ) میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے ہم لوگ گرفتار ہو گئے جس کے بعد ہم لوگ بھارتی فوج کی زیرِ نگرانی کئی مختلف فوجی کیمپوں میں رہے، مثلاً بادامی باغ ٹارچر سیل، تہاڑ جیل، کوٹ بھلوال جیل اور تالاب تلو وغیرہ۔ ان مختلف مراحل میں کشمیری قیادت سے بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں جس سے تحریکِ کشمیر کو

قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

میں آپ حضرات تک صرف ان قیدی بھائیوں کا پیغام پہنچانا چاہتا ہوں جو آپ حضرات کی ہی تنظیموں اور تحریکوں سے وابستہ ہیں۔ یقینی طور پر ان بے بس قیدیوں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے، وہ کوئی بے آسرا اور بے سہارا لوگ نہیں ہیں جو آج ہمارے لئے ایک عضوِ معطل بن کر رہ گئے کہ ہم انہیں بھول جائیں اور فراموش کر دیں، وہ بھی امتِ مسلمہ کے نامور سپوت ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربانیاں دی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کو اچھے لگے اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے مبارک راستے میں روک رکھا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار روم میں قید مسلمان قیدیوں کو خط لکھا تھا جس کا مفہوم یہ تھا:

"معاذ اللہ! آپ حضرات اپنے کو قیدی سمجھتے ہیں! آپ حضرات قیدی نہیں بلکہ راہِ عشق کے معتکف ہیں اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اپنے راستے میں روک لیا ہے، آپ حضرات کے لئے بہت بڑی بشارتیں اور سعادتیں ہیں، انشاء اللہ! ہم اپنی جان اور مال قربان کر کے آپ کو آزاد کرائیں گے"۔

قیدی کو چھڑانے کا اجر:

صحیح بخاری کی روایت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مشرکین سے اپنے قیدیوں کو چھڑایا کرو۔ اور طبرانی میں یہاں تک الفاظ ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مشرکین کی قید سے ایک قیدی کو چھڑوایا گویا اس نے مجھ محمد ﷺ کو آزاد کرایا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول حدیث کی کتابوں میں سند کے ساتھ نقل کیا گیا ہے کہ میرے لئے ایک مسلمان قیدی کو مشرکین سے آزاد کرا لینا تمام جزیرۃ العرب سے زیادہ محبوب ہے۔

قیدیوں کی فکر:

ایک زمانے میں مسلمان اس بات کی بہت فکر رکھتے تھے کہ ان کا کوئی فرد کافروں کی قید میں نہ ہو چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں روم کے دربار میں صرف ایک مسلمان کے چہرے پر تھپڑ لگا تھا، اس قیدی نے کہا کہ اے معاویہ! تو ہمارا امیر ہے، تیری امارت میں

ہمارے چہروں پر تھپڑ مارے جا رہے ہیں ،کل قیامت کے لئے اپنا جواب تیار کر کے رکھنا! حضرت معاویہ کا کوئی جاسوس وہیں بیٹھا تھا اس نے یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی تو آپ نے اپنے خزانوں کے دہانے کھول دیئے اور فرمایا کہ مجھے وہ قیدی بھی واپس چاہئے اور وہ تھپڑ مارنے والا جرنیل بھی چاہئے۔

چنانچہ مسلمان کمانڈروں نے بڑی محنت کر کے خفیہ چپو والی کشتیاں تیار کرائیں اور طرح طرح کے تحفے اور ہدایا لے کر روم پہنچے اور اس موذی جرنیل کو اغواء کیا اور اس قیدی کو بھی آزاد کرایا، دونوں کو جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس مسلمان قیدی سے فرمایا کہ اپنے تھپڑ کا بدلہ لے لو! اس نے تھپڑ کا بدلہ لیا تو آپ نے رومی جرنیل سے کہا واپس روم چلے جاؤ! اور یہ تحفے بھی اپنے ساتھ لے جاؤ مگر اپنے رومی بادشاہ سے کہدینا کہ مسلمان کا چہرہ تھپڑ کھانے کیلئے پیدا نہیں ہوا۔

آج وہ مجاہد جو ہماری امارت کے ماتحت کام کر رہے ہیں ان کے چہروں پر تھپڑ نہیں لوہے کی سلاخیں ماری جاتی ہیں ان کی داڑھیاں نوچی جاتی ہیں۔

کاش! ان کے لئے کوئی دستور بنتا

کاش! ان کا خیال رکھا جاتا

کاش! ان کے چھڑانے کی کوشش کی جاتی

کاش! ان میں سے جو رہا ہو کر آتا

اس کا اکرام کیا جاتا

کاش! اس کو شک کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا

دشمن کی قید میں جانے والا ہر شخص قید کی بھٹی سے کندن بن کر نکلتا ہے، یہ ایک مسلمان کے لئے محال ہے کہ چند دن کی اذیت سے بچنے کے لئے کافروں کے ہاتھوں بک جائے اس لئے ہمیں اپنے اندر یہ شعور پیدا کرنا ہوگا کہ ہمارا اپنے قیدی بھائیوں کے ساتھ دلی تعلق ہو اور ہم ان کی رہائی کے لئے ہر ممکن کوششیں کریں اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ بعض حضرات تو صرف اس لئے قید کی زندگی گزار رہے ہیں کہ ان کی ضمانت دینے والا کوئی نہیں ہے، ان میں

بعض قیدی ایسے ہیں کہ ان کے پاس کوئی وکیل نہیں ہے۔ اگر ان کے لئے کوئی چھوٹا سا وکیل کر دیا جائے تو وہ آسانی سے رہا ہو سکتے ہیں۔

نصرت کا وعدہ:

ایک تو آپ حضرات کی خدمت میں یہ پیغام عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا! جو لوگ اس تحریک کشمیر سے وابستہ ہو کر مشرکین کی قید میں ہیں ان قیدیوں کا ہم لوگ خیال رکھیں۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قید سے چھڑانے کے لئے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو صحابہ کرام سے موت پر بیعت کی تو آسمانوں سے ندا آئی ”یداللہ فوق ایدیھم“ (اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تمہارے ہاتھ کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ کی قوت تمہاری قوت کے ساتھ ہو چکی ہے)

آج اگر مسلمان عمائدین اور زعماء اس کی بیعت کر لیں کہ ہم نے ہر حال میں مشرکین کی قید سے اپنے قیدی چھڑانے ہیں اور انہیں بے بسی کی زندگی میں نہیں رہنے دینا، میں گواہی دیتا ہوں کہ انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ”یداللہ فوق ایدیھم“ والی نصرت حاصل ہوگی۔ آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ نے مجھ بندہ ناچیز کو رہائی عطاء فرمائی ہے، کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی ساتھیوں کو بھی رہائی عطاء فرمائے۔

آپ حضرات سے ایک گزارش یہ ہے کہ آپ حضرات تحریک کشمیر میں محنت کر رہے ہیں، ہمارا بھی ارادہ ہے کہ مزید کوشش کریں گے چنانچہ مسلمانوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی بات کا اعتبار کریں اور ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔

میں اپنی طرف سے صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ الحمدللہ! ہم تحریک کشمیر میں کسی فتنہ وفساد کیلئے نہیں اترے اور نہ جہاد اور مجاہدین کو بدنام کرنے کیلئے تحریک کشمیر میں شامل ہوئے ہیں۔ جہاد اور مجاہدین کوئی معمولی چیز نہیں، حدیث کی کتاب کنزل العمال میں ہے کہ کسی مجاہد کی غیبت کرنا بھی اتنا بڑا گناہ ہے کہ جیسے انبیاء کی غیبت کرنے کا گناہ ہوتا ہے، مجاہد کو تکلیف پہنچانا تو بہت بڑا گناہ ہے۔ ایک مسلمان کے لئے حرام ہے کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی پر ہاتھ اٹھائے اور نعوذ باللہ! جب کسی مسلمان کی گولی دوسرے مسلمان کے سینے پر لگتی ہے تو اس گناہ سے آسمان لرز جاتا

ہے پھر جہاد تو بہت مقدس فریضہ ہے۔

ہمیں تو شرم آتی ہے کہ ہم جیسے نا اہل لوگوں کا نام اس جہاد جیسے مقدس فریضہ کے ساتھ منسلک ہیں وہ جہاد……

جس جہاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے
قرآن میں کم وبیش ساڑھے چار سو آیات نازل کی ہیں
جس جہاد کے لئے قرآن کریم میں
پوری کی پوری سورتیں نازل کی گئی ہیں
جس جہاد کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا
خون مبارک گرا ہے

باھمی اعتماد کی فضا:

آپ حضرات اپنے اندر یہ اعتماد پیدا کریں کہ ہم جہاد کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر سکتے ہیں، ہم ہر طرح کی ذلت برداشت کر سکتے ہیں لیکن انشاء اللہ! جہاد یا مجاہدین کو ہرگز بدنام نہیں ہونے دیں گے۔

نئے نظم سے ہمارا مقصد کسی کا مقابلہ ہرگز نہیں اور نہ ہی کسی سے تصادم کا ارادہ ہے اور نہ ہمیں کسی کے ساتھ کوئی بغض یا عداوت ہے۔ ہم اور ہمارے ساتھی وادیٔ کشمیر اور پورے پاکستان میں آپ کے ساتھ ہر طرح کے تعاون کے لئے تیار ہیں، اس تعاون کے بدلے میں ہم بھی یہ چاہیں گے کہ آپ حضرات ہمارے لئے دعاؤں کے ذریعے خیر خواہی جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ جہاد کے راستے میں ہمارے تمام نیک مقاصد پورے فرمائے۔

اگر ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں تو آپ حضرات ہمارا دست تعاون تھامنے میں کسی قسم کے خدشے میں ہرگز مبتلا نہ ہوں۔ ہم جو وعدے کر رہے ہیں انشاء اللہ! اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

آخر میں ایک بار پھر میں آپ سب حضرات بزرگوں، مجاہدین اور قائدین کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ سب حضرات کا شکریہ اداء کرتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائے، جو حضرات کسی

عذر کی وجہ سے یہاں تشریف نہ لا سکے ہوں ان کی خدمت میں بھی ہمارا سلام عرض کر دیجئے گا۔
انشاء اللہ! مشاورت اور ملاقات کا یہ سلسلہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ بھی جاری رہے گا۔

رب کی رحمت متوجہ ہے

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون٥ (الصف: ۸)

ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھادیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا اگرچہ کافر کتنا ہی برا مانئیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لودت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیٰی ثم اقتل ثم احیٰی ثم اقتل ثم احیٰی ثم اقتل۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید کردیا جاؤں۔

خوشی اور غمی:

میرے عزیز اور محترم مجاہد بھائیو! آج بہت سی باتیں ایسی ہیں جن پر خوشی منائی جاسکتی ہے، جن پر فخر کیا جاسکتا ہے اور جن پر فلک شگاف نعرے لگائے جاسکتے ہیں لیکن اس کے مدمقابل بہت سی باتیں ایسی ہیں......

جنہیں سوچیں تو رات کی نیند اڑ جاتی ہے
جن کا تصور کریں تو کلیجہ دھک کرتا ہے
جن کی گہرائی میں غور کریں تو دنیا کی لذتیں بے لذت ہوجاتی ہیں
جن کے انجام پر نظر ڈالیں تو آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے

میرے بھائیو! خوشی اور مسرت تو یہ ہے کہ ہمارا رب ہماری طرف متوجہ ہے۔ اور غم اس بات کا ہے کہ ہم نے ابھی تک اس کی رحمت کی طرف توجہ نہیں کی۔ خوشی اور مسرت تو اس بات کی ہے کہ ہمارے تھوڑے سے عمل پر اس کی طرف سے بڑی نصرت نازل کی جارہی ہے۔ اور غم اس بات کا ہے کہ وہ تھوڑا بھی ہم سے چھینا جارہا ہے۔ خوشی اس بات کی ہے کہ ہم جو چاہتے ہیں وہ اس سے بہتر نتیجہ عطاء کرتا ہے اور غم اس بات کا ہے کہ اب ہمارے چاہنے کی صلاحیتیں بھی مفقود ہوتی جارہی ہیں۔

کل تک آپ حضرات کو یہ طعنہ ملتا تھا کہ مولانا ارشاد احمد، شہید ہوگئے، کمانڈر عبدالرشید، شہید ہوگئے، کمانڈر خالد زبیر، شہید ہوگئے اور مولانا شبیر احمد، شہید ہوگئے مگر بتاؤ! افغانستان میں کیا ملا؟ حکمت یار اور احمد شاہ مسعود کی لڑائی ملی۔ ہم جہاں جاتے تھے لوگ ہم سے پوچھتے تھے کہ

کتنے لوگوں کے بچے تم نے افغانستان میں لے جا کے مروا دیئے ، کابل میں کونسی تبدیلی آ گئی ؟ قندھار کی زمین میں کونسا فرق آ گیا ؟ پہلے کی طرح بدستور وہی جگہ جگہ ظالمانہ چوکیاں اور غنڈہ ٹیکس جاری ہے، وہی جہاد کے نام پر بندوق چل رہی ہے اور ایک دوسرے کے سینے چھلنی اور زخمی ہو رہے ہیں، امت اختلافات اور انتشار کا شکار ہے ۔ مجاہدین کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہوتا تھا اور وہ سر چھپاتے پھرتے تھے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کے دعائیں کرتے تھے کہ یا اللہ ! تیرا وعدہ ہے کہ شہید کا مقدس خون رائیگاں نہیں جائے گا ۔ افغانستان میں تو شہداء کے خون کی ندیاں بہا دی گئی ہیں پھر ہمیں یہ طعنے کیوں مل رہے ہیں ؟

مبارک عمل:

مجاہدین کرام نے اللہ تعالیٰ کی طرف تھوڑی سی توجہ کی تو رب نے اپنی نصرت کے دہانے کھول دیئے چنانچہ ایک اڑتیس سال کا نوجوان ملا محمد عمر کھڑا ہوا جو جہاد میں بار بار زخم کھا چکا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے دل اس کی طرف متوجہ کر دیئے ، بیعت علی الجہاد کا وہ مبارک عمل جسے دھکے دے دے کر نکال دیا گیا تھا تاکہ دفاتر کی زینت قائم رہے ، تاکہ گروپ بندیاں چلتی رہیں ۔

تو قندھار کی چٹائیوں پر دوبارہ جب یہ عمل شروع ہوا اور نوجوانوں کے ہاتھ ملا محمد عمر کے ہاتھوں میں آئے تو آسمانوں سے اعلان ہو گیا: یداللہ فوق ایدیھم ۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھی آ چکا ہے ۔ اب کون ہے جو ان کی یلغار کو روک سکے گا ؟ وہ لوگ جو اپنی جنگی کارروائیوں کی ویڈیو فلمیں دنیا کو دکھا کر اپنی عسکریت کی دھاک جمایا کرتے تھے ، وہ لوگ جنہیں اپنی عسکریت پر بڑا ناز تھا لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگتے نظر آئے ۔

لیکن مدرسے کے وہ چند طالب علم جنہیں صحیح طریقے سے بندوق چلانا بھی نہیں آتی تھی آج وہ کابل پر حکمران ہیں اور بیت المقدس بھی ان کی آہٹ سن رہا ہے ۔

چنانچہ اب مجاہدین نے ان اعتراض کرنے والوں سے پوچھا کہ بتاؤ ! مولانا ارشاد احمد شہید کا خون کسی کام آیا کہ نہیں ؟ دیگر شہداء کا خون کسی کھاتے لگا کہ نہیں لگا ؟ زبانیں چپ تھیں اور ہر ایک جہاد افغانستان کی تعریفیں کر رہا تھا اور لوگوں کے قافلے امیر المومنین کی زیارت کے

لئے پاکستان سے افغانستان کا سفر کر رہے تھے ، یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تھی کہ کتنا تھوڑا سا کام مجاہدین نے کیا اور اس نے اتنی بڑی نعمت دے دی ۔

خدارا ، خلافت کو بچاؤ!:

مسلمان کے پاس خلافت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے ، یہی خلافت جب ترکی میں دم توڑ رہی تھی تو ......

ہمارے اکابر یہاں ہندوستان میں سسکیاں بھر رہے تھے
جھولیاں اٹھا اٹھا کے لوگوں سے چندے کر رہے تھے
ایک ایک کی منت سماجت کر رہے تھے
لوگو تم کچھ کر سکتے ہو تو کرو ! نوجوانو ! آگے بڑھو
حضرت شیخ الہندؒ جھولی پھیلائے پھرتے تھے
حضرت قاسم نانوتویؒ ایک ایک کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے
حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ سجدوں میں آنسو بہا رہے تھے
سب تڑپ رہے ہیں کہ یہ خلافت کسی طرح بچ جائے
مگر مسلمانوں کے سروں سے یہ تاج چھن گیا
مسلمانوں کے سروں سے یہ سائبان چھن گیا
مسلمانوں کا کوئی امیر نہ رہا، کوئی قیادت نہ رہی

کسی نے کہا کہ حضرت ! یہ خلافت کونسی پوری اسلامی خلافت تھی ؟ وہاں بھی تو غیر شرعی کام ہوتے تھے ۔ ہمارے حضرات اکابر نے کہا کہ یاد رکھو ! یہ ترکی کی خلافت لولی ہے یا لنگڑی ، جیسی بھی ہے پھر بھی خلافت تو ہے ، مسلمانوں کا ایک امیر تو موجود ہے ۔ اگر خلافت ختم ہو گئی تو مسلمان لاوارث ہو جائیں گے جیسے چوزوں کی مرغی مر جائے تو چوزوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا ، ان پر کبھی چیل جھپٹتی ہے ۔ اور پھر کوا بھی بہادر بن جاتا ہے اور بلی کو بھی موقع مل جاتا ہے یہ سب مل کر چوزوں کو نوچتے ہیں ۔

رحمت کا سائبان:

جب مسلمانوں کے سروں سے خلافت کا سائبان اٹھ گیا تو پھر کیا ہوا ہر طرف مسلمانوں کی لاشوں کے انبار ہی انبار نظر آتے تھے، کوئی مسلمان ملک ایسا نہیں تھا جسے کافروں کی طرف سے لاشوں کے تحفے نہ دیئے جا رہے ہوں......

پھر کوسووو بھی ہم نے دیکھا
پھر بوسنیا بھی ہم نے دیکھا
افغانستان بھی ہم نے دیکھا
چیچنیا بھی ہم نے دیکھا
تاجکستان بھی ہم نے دیکھا
فلسطین بھی ہم نے دیکھا
وہ کونسی جگہ ہے جہاں مسلمانوں کو نہیں مارا گیا
نیلم کے دریا میں کشمیریوں کی لاشیں بہہ رہی ہیں
بھاگلپور کے دریا میں بہاری مسلمانوں کی لاشیں بہہ رہی ہیں

جب خلافت چھنے گی امارت چھنے گی تو انفرادی طور پر کسی کے پاس کتنی طاقت کیوں نہ ہو ایسا ہی ہوگا کہ ہر طرف سے مسلمان نوچے جائیں گے، کھسوٹے جائیں اور کھائے جائیں گے۔ افغانستان میں سولہ لاکھ شہداء کے خون کی ندیاں بہہ گئیں، ان کی روحیں آسمان پر پہنچیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے مسکین شخص کو کھڑا کیا......

جسے دنیا نہیں جانتی تھی
جس کے پاس کوئی دفتر نہیں تھا
جس کی کوئی جان پہچان نہیں تھی
جس کے ناموں کے کہیں پوسٹر لگے ہوئے نہیں تھے
جس کی تصویر نہ کل کسی نے دیکھی تھی
اور نہ آج کوئی دیکھ سکا ہے

جس کا نام کہیں پر مشہور نہیں

وہ ایک چھوٹا سا عسکری کمانڈر، وہ ایک چھوٹا سا مجاہد مسلمانوں کو وہ چیز دے گیا جس چیز کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا تھا اور میرے رب نے ہماری اس تھوڑی سے قربانی پر اتنی بڑی خلافت و امارت کو لوٹا دیا ہے۔

میرے رب کی نصرت دیکھو!

میرے مجاہد ساتھیو! پھر میرے رب کی نصرتیں دیکھو، یہ چھوٹے چھوٹے مجاہد جو جہاد کے نعرے لگاتے ہوئے اپنے گھروں سے آتے ہیں، ان معسکرات میں جہادی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ کچھ بڑے لوگوں نے بیٹھ کر ان لوگوں کا سودا کیا کہ ان کو جیل کی کال کوٹھڑیوں میں بند کیا جائے؟ ان کے جہاد پر کسی طرح سے قدغن لگائی جائے اور ان کے راستے میں کانٹے ہی کانٹے بچھا دیئے جائیں۔ کشمیر کو فروخت کر دیا جائے، اس عظیم وادی کو کافروں اور منافقوں کے ہاتھوں میں فروخت کر دیا جائے۔

ابھی اس سودے پر دستخط ہو رہے تھے اور وہ تحریر ابھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ یہاں پر جو مجاہدین راتوں کو روتے ہیں، رب سے دعائیں کرتے ہیں اور محاذوں پر جو رات دن محنتیں کرتے ہیں، آسمانوں تک ان کی دستک پہنچی چنانچہ وہ جو کل تک انہیں کال کوٹھڑی میں ڈالنا چاہتا تھا آج وہ دوبارہ عمر قید کی سزا پا کر ذلت کی زندگی گزار رہا ہے۔

بتاؤ! میرا رب مجاہدین کی طرف متوجہ ہے کہ نہیں ہے؟ کل تک جیل کی وہ تاریک دیواریں اور ان کے اندر وہ برسنے والی لاٹھیاں اور ان میں چمکتے ہوئے بجلی کے وہ کرنٹ جن سے آپ کے جسم جلائے جاتے ہیں اور بڑے فخر کے ساتھ یہ ترقی یافتہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں، کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان قیدیوں کو چھڑایا جا سکتا ہے، بعض قیدیوں کے ناموں پر وارنٹ جاری کئے گئے تھے کہ ان کو یہیں بھارت میں مرنا ہے اور انہیں یہیں دفن ہونا ہے، ان کے لئے رہائی کے دروازے بند ہو چکے ہیں، اندر والے بھی مایوس ہو رہے تھے اور باہر والوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے تھے۔

دشمن ناچ رہا تھا، ہنس رہا تھا اور اس مردہ قوم پر مسکرا رہا تھا جس کے ایک فرد پر قید آتی تھی تو

پوری قوم لرز جاتی تھی آج اس امت کے سیکڑوں نہیں ہزاروں افراد قید میں ہیں مگر اس سوئی ہوئی امت کی حالت یہ ہے کہ......

نہ کسی کی نیند میں کوئی فرق آیا ہے
نہ کسی کی ہنسی میں کوئی فرق آیا ہے
نہ کسی کے قہقہوں میں کوئی فرق آیا ہے
نہ کسی کا بجٹ اس کے لئے کھلا ہے
نہ کسی نے اپنی تجوری کا منہ کھولا ہے
نہ کسی ملک کی فوج حرکت میں آئی ہے
نہ کوئی جانباز جان ہتھیلی پر رکھ کر گیا کہ
میں ان قیدیوں کو اسی طرح سے واپس لاؤں گا
جس طرح سے صلح حدیبیہ کے موقع پر
حضرت عثمان غنیؓ کو عزت کے ساتھ واپس لایا گیا تھا
جس طرح حضرت خولہؓ اپنے بھائی ضرار کو واپس لائی تھیں
جس طرح حضرت امیر معاویہؓ روم کے دربار سے قیدی کو
اور اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے والے جرنیل کو
اغواء کر کے لائے تھے
جس طرح سے معتصم باللہ نے ایک بہن کی پکار پر
اسی ہزار گھوڑوں کا لشکر جمع کیا تھا
اور روم کے اس پورے علاقے کو تاراج کر دیا تھا
یاد رکھو! مسلمان قید ہونے کے لئے پیدا نہیں ہوا
ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً
کافروں کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو قید کریں
مسلمان قید ہوتا ہے تو مسجد نبوی تڑپ جاتی ہے

حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے کسی قیدی کو چھڑایا
گویا اس نے مجھ محمد ﷺ کو چھڑایا

مگر اس مردہ امت نے اس مسئلے کو بھلا دیا تھا اور مشرکین کی قید میں مجاہدین کی کالی داڑھیاں سفید ہو گئیں لیکن انہیں چھڑانے کیلئے کوئی فکر مند نہ ہوا، انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا مگر چند نوجوان ایک اندھیری جگہ جمع ہوئے اور کہا......

اے رب! ہم کمزور ہیں
ٹریننگ بھی زیادہ نہیں
تربیت بھی کچھ نہیں
دشمن بہت طاقتور ہے
کئی ایٹمی دھماکے کر چکا ہے
یا اللہ! ہمارے پاس ایک چیز ہے
وہ ہمارا سر ہے
وہ سر ہم کٹوانے کے لئے تیار ہیں
تو ہم سے یہ کام لے لے

صرف پانچ نوجوان اٹھے تو انڈیا کا وزیر خارجہ خود ہمیں قندھار لا کر چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔

آخر خدشات کیوں:

میرے عزیز بھائیو! اس کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہے مگر ہم بہت سستی کر رہے ہیں۔ وہ بہت کچھ دینا چاہتا ہے، ہم ڈھیل کر رہے ہیں۔ وہ عطاء فرمانا چاہتا ہے، ہم خدشات میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس نے تو ایسی ایسی کرامتیں اس زمانے میں دکھا دیں کہ اب آنکھیں کھل جانی چاہئیں تھیں مگر ہم اپنی مجبوریوں اور گناہوں کی وجہ سے اپنی آنکھوں کو زور زور سے دوبارہ بند کر رہے ہیں تاکہ یہ مبارک مناظر نظر نہ آ سکیں......

خدا کی قسم!
عزت کا راستہ

وحدت کا راستہ
ہم سے ایک سیڑھی
کے فاصلے پر کھڑا ہے
مگر ہم اس سیڑھی پہ
قدم رکھنے سے تھر تھرا رہے ہیں
اس پر قدم رکھنے سے کانپ رہے ہیں
ہم پیچھے ہٹ رہے ہیں
آخر خدشات کس چیز کے؟
آخر تحفظات کس چیز کے؟
کیا جہاد اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ
امارت ایک نہ ہو
قیادت ایک نہ ہو
اتحاد نہ ہو
دل جڑے ہوئے نہ ہوں
ایک دوسرے کی غیبتیں ہوں
آپس میں نفرتیں ہوں
ایک دوسرے پہ الزامات ہوں
ایک دوسرے پہ اتہامات ہوں
شخصیات کے بت کھڑے ہوں
ہر شخص اوپر آنے کا متمنی ہو

لوگو! اللہ تعالیٰ کا دین اوپر اور بلند ہونا چاہئے، ہم کیا چیز ہیں؟ ہماری کیا حیثیت ہے؟ ہم کچھ نہیں ہیں، ہم تو اس مٹی سے آئے تھے دوبارہ اس مٹی میں رل جائیں گے۔ جو شخص اپنے پیارے رب کی خاطر خود کو اس مٹی میں ملائے گا اسے سب کچھ ملے گا، اس وقت رب دینا چاہتا

ہے اگر ہمیں کچھ لینا ہے تو......
ہمیں ہمت کرنا ہوگی
ہمیں عزم کرنا ہوگا
ہمیں سچا ارادہ کرنا ہوگا
ہمیں اپنے آپ کو مٹا کر
ایک مجاہد کی طرح
ایک غازی کی طرح
ایک نوجوان کی طرح
ہاتھوں میں ہاتھ دیے ہوں گے
بیعت علی الجہاد کا عمل زندہ کرنا ہوگا
پھر اللہ کا ہاتھ ان ہاتھوں کے اوپر آئے گا

ورنہ خدا کی قسم! ہماری جانوں کے سودے ہو چکے ہیں اور ان سودوں کی سیاہی بہت پکی کی جا چکی ہے، جہاد اور مجاہدین کو مٹانے کے لئے کافروں اور منافقوں کے احکامات جاری ہو چکے ہیں۔

جہاد کا فریضہ نماز ہی کی طرح فرض ہے۔ اگر ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور ہم میں سے ہر شخص مصلی امامت کی طرف نہیں دوڑتا تو آخر نماز اور جہاد میں فرق کیوں کیا جانے لگا؟ پھر جہاد میں کیوں کئی امام نظر آتے ہیں؟ کیوں مجاہدین کے چہرے ایک دوسرے سے پھرے ہوئے ہیں؟

کیوں دلوں کے اندر بُعد اور بغض ہے؟ کیا ہم کافروں کو موقع دینا چاہتے ہیں کہ کل وہ مسلمان ماں بہن کو بازاروں میں نیلام کریں؟ یہاں کی ماؤں بہنوں کو بخارا اور سمرقند کی ماؤں بہنوں کی طرح نیلام کرنے کے لئے وہ کافر اپنی تیاری مکمل کر چکے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں سے اس اسلحے کو چھیننے کے لئے بڑے بڑے محلات میں مشورے کئے جا رہے ہیں تاکہ جہاد بند ہو جائے اور مجاہدین ختم کر دیے جائیں۔

اگر جہاد کو زندہ رکھنا چاہتے ہو تو پھر ہر شخص کی یہ انفرادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا سب کچھ

ایک اللہ کی رضا کی خاطر قربان کرے، ہمیں اپنے آپ کو ایک وحدت کے میدان میں ایک مضبوط جگہ پہ کھڑا کرنے کے لئے قدم بڑھانا پڑے گا۔ اگر ہم ایک قدم بڑھا دیں گے تو انشاء اللہ ! ہمارے ان مضبوط قدموں کو کوئی طاقت نہیں روک سکے گی اور خدانخواستہ ہم لوگ کانپتے رہے، ہم لرزتے رہے اور ہم گھبراتے رہے تو پھر موت آج ہمارے سروں پر آچکی ہے اور یہ موت وہ ہے جو شہادت کی موت نہیں بلکہ ذلت کی موت ہے۔

یا اللہ! ذلت کی موت سے بچا!:

میرے عزیز بھائیو! دعاء کرو اور شکر کرو کیونکہ یہ مبارک موقع جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطاء کیا ہے اور یہ مختلف قوموں کے لوگ جو آج ایک جگہ نظر آرہے ہیں، جن کے دلوں سے آج تمام منصبوں اور عہدوں کا خیال نکل چکا ہے اور یہ روحانی فضاء جو قائم ہوتی نظر آرہی ہے، دعاء کرو کہ اس فضاء میں اخلاص اور قوت پیدا ہو جائے، تب انشاء اللہ! ہم ذلت کی موت سے بچ جائیں گے اور میں یہی دعاء کرتا ہوں کہ......

یا اللہ! ہمیں ذلت کی موت سے بچا!
یا اللہ! ہمارے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو معاف فرما
یا اللہ! اس مجلس پر اپنی خصوصی رحمت نازل فرما
یا اللہ! ہمیں جہاد کے مبارک عمل کے لئے تادم حیات قبول فرما
یا اللہ! ہمیں جہادی زندگی اور شہادت کی موت سے محروم نہ فرما
یا اللہ! یہ دونوں نعمتیں ایمان اور اخلاص کے ساتھ ہمیں مقدر فرما
یا اللہ! جہاد کے خلاف جو لوگ سازشیں کر رہے ہیں
ان کی سازشوں کو ان پر لوٹا کر انہیں تباہ و برباد فرما
یا اللہ! اس مبارک عمل کو پوری امت میں جاری وساری فرما
یا اللہ! ہمیں صحیح طریقے سے وحدت کے ساتھ جہاد کرنے کی توفیق عطاء فرما
یا اللہ! اسلام کا صحیح راستہ ہمیں دکھادے اور اس پر ہمیں چلادے
یا اللہ! غلط راستے سے ہمیں بچالے

یا اللہ! جو مجاہدین اس وقت جہادی کارروائیوں کیلئے نکلے ہوں
ان سب کی حفاظت فرما
یا اللہ! جو مجاہدین کشمیر میں کارروائیاں کرنے کے لئے
خونی لکیر عبور کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں ان کے لئے آسانی فرما
یا اللہ! مجاہدین کی ہر طرف سے حفاظت فرما
یا اللہ! دشمنوں پر مجاہدین کا رعب قائم فرما
یا اللہ! شہداء کی قربانیوں کو قبول فرما
یا اللہ! زخمی مجاہدین کے زخموں کو درست فرما
یا اللہ! جو مجاہدین پریشان حال ہیں ان کی پریشانیوں کو دور فرما
یا اللہ! جو لوگ مقروض ہیں ان کے قرض کا غائب سے بندوبست فرما
یا اللہ! جن لوگوں کے دلوں میں کچھ برائیاں اور گناہ ہیں
ان کے دلوں کو پاک اور صاف فرما
یا اللہ! ہم سب کو تقویٰ اور ایمان کی دولت سے مالا مال فرما
یا اللہ! ہم سب کو فکر آخرت نصیب فرما

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ۔برحمتک یا ارحم الراحمین

جہاد اور دہشت گردی میں فرق

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

قال النبی ﷺ : امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لاالہ الا اللہ عصم منی ما لہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ. (بخاری ج۲/۱۰۸۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں (کافروں) سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لاالہ الا اللہ کا اقرار کرلیں پھر جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلے گا اس کا مال اور اس کی جان مجھ سے محفوظ ہو جائے گی سوائے شرعی حق کے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔

واجب الاحترام بزرگو، بھائیو، اور نوجوان ساتھیو! ارادہ تھا کہ خصوصی بیانات کے علاوہ عمومی بیان بھی کیا جائے۔ آج شب جمعہ ہے، برکت والی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موقع عطا فرمایا تو موجودہ حالات کے تناظر میں چند ضروری باتیں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا، جو حضرات خصوصی اجتماع میں شرکت کیلئے تشریف لائے ہوئے ہیں ان کیلئے بھی ایک موضوع ہے اور جو دوسرے احباب تربیت کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں ان کیلئے بھی چند گذارشات ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاد کے خلاف عالمی اتحاد:

اس وقت دنیا میں عمومی طور پر جہاد اور مجاہدین کے خلاف ایک زبردست قسم کی مہم شروع ہوچکی ہے اور اس مہم کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ تو قوت اور اتحاد کے بل بوتے پہ مجاہدین کو ختم کرنے کا ہے اور دوسرا حصہ مسلمانوں کے درمیان اس بات کو ہوا دینے کا ہے کہ جہاد کی موجودہ تحریکیں جہاد نہیں ہیں بلکہ دہشت گردی ہیں۔

میں آپ حضرات سے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پہ عرض کرتا ہوں کہ جہاد کے خلاف چلائی جانے والی پہلی تحریک کہ قوت اور اتحاد کے بل بوتے پر مجاہدین کو ختم کردیا جائے۔ مجاہدین کے نزدیک نہ وقعت رکھتی ہے نہ کوئی طاقت اور نہ مجاہدین کو اس طرح کی کسی تحریک سے ڈر لگتا ہے بلکہ جب انہیں پتہ چلتا ہے کہ کافر جمع ہو کر ہمارے خلاف قوت استعمال کررہے ہیں تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح الحمدللہ! ان کا ایمان بھی بڑھ جاتا ہے۔

الذین قال لھم الناس ان الناس قدجمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا۔

صحابہ کرام وہ لوگ تھے جن سے کہا گیا کہ کافروں نے تمہارے خلاف بہت کچھ جمع کرلیا

ہے، پس تم ان سے ڈر جاؤ، گھبرا جاؤ۔ فزادھم ایمانا تو ان کا ایمان بڑھ گیا۔ وقالوا حسبنا الله ونعم الوکیل اور وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ ہمارا بہترین مددگار ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام لیوا جتنے بھی کمزور کیوں نہ ہو گئے ہوں مگر آج بھی......

ان کی رگوں میں وہی خون دوڑ رہا ہے
ان کے دماغ میں تو وہی نظریہ ہے
ان کے دل میں تو وہی امنگیں ہیں
قرآن کی آیتیں آج بھی وہی اثر رکھتی ہیں
میرے نبی ﷺ کے فرامین میں وہی طاقت
اور کشش آج بھی موجود ہے
شہادت کے نام میں آج بھی لذت ہے
اور موت آج انہیں بھی اسی طرح محبوب ہے
جس طرح ماضی میں ہوا کرتی تھی
کیونکہ موت نام ہے رب سے ملاقات کا
موت نام ہے اللہ تعالیٰ کے پاس چلے جانے کا

چنانچہ آج جب مجاہدین سے کہا جاتا ہے کہ ساری دنیا کے کافر تمہارے خلاف جمع ہو چکے ہیں، پہلے گیارہ ملکوں کا اتحاد ہوا اس کے بعد سترہ ملکوں کا اتحاد ہوا اس کے بعد جنرل کونسل کا اجلاس ہوا اور اس میں دنیا کے کئی ممالک نے اس چیز پر اتفاق کیا کہ......

مجاہدین کو مٹا دیا جائے، مجاہدین کو ختم کر دیا جائے
مجاہدین پر پابندیاں لگا دی جائیں
اس کی خاطر "سی آئی اے" کا بجٹ وقف کیا گیا
اس کی خاطر "کے جی بی" کو میدان میں لایا گیا
اس کی خاطر طرح طرح کے حیلے اور سازشیں تیار کی گئیں

جتنی وہ اپنی طاقت لاتے گئے اتنے ہی
مسلمان قوم میں بلالؓ اور آفاقؒ پیدا ہوتے گئے
جتنی وہ اپنی قوت لاتے گئے
ماؤں میں اتنی ہی جرأت آتی گئی
جتنا وہ اپنے عزم کو دہراتے گئے
اتنا ہی ہماری بہنوں میں ایمانی طاقت آنا شروع ہو گئی

آج یہ حالت ہے کہ ادھر انہوں نے چیلنج دے کر کہا کہ ہم جہاد کو ختم کریں گے تو یہاں پانچ سال کا بچہ بھی نعرہ لگاتا ہے کہ میں امریکا اور ہندوستان سے لڑنے کے لئے تیار ہوں۔

مجاہدین نے ہمیشہ اسلام کے دشمنوں سے کہا ہے کہ بہادری سے میدان میں آؤ، رسول اللہ ﷺ کی امت تمہیں کہیں مایوس نہیں کرے گی انشاء اللہ! ۔ آؤ میدان میں! ایک جگہ نہیں دس جگہ پر آؤ! زمین کے اوپر آؤ یا سمندر کی سطح پر آؤ! لیکن بہادروں کی طرح للکار کر میدان میں آؤ! اپنی دشمنی کو چھپا کر نہیں بلکہ اپنی دشمنی کا غازہ اور اپنی دشمنی کی کالک اپنے چہرے پہ مل کر تم ذرا میدان میں تو آؤ۔

آؤ للکارو! امت مسلمہ کو للکارو! آؤ اپنے مظالم کو چھپانے کی بجائے واشگاف الفاظ میں کہو کہ تم اسلام کے دشمن ہو، آؤ تم بھی کوسووا اور بوسنیا کے کافروں کی طرح میدان میں آ کر مقابلے کی بات کرو، انشاء اللہ مجاہدین تمہیں مایوس نہیں کریں گے۔

اگرچہ بظاہر......
مسلمان بکھر چکے ہیں
وہ خلافت جیسی نعمت سے محروم ہیں
وہ اجتماعیت سے محروم ہیں
وہ اپنی قوم کے اندر آستین کے سانپ پاتے ہیں
اُن کے اوپر منافق مسلط ہیں

لیکن اس کے باوجود تم بتاؤ کہیں تم نے انہیں للکارا ہو اور امت محمدیہ کے لوگوں نے

تمہیں جواب نہ دیا ہو۔

او! دنیا کے درندو!

تم افغانستان میں سوویت یونین کی شکل میں آئے
مسلمان وہاں مجاہدین اسلام کی شکل میں پہنچے
تم چیچنیا میں روس کی شکل میں آئے تو
وہاں مسلمان چیچن جانبازوں کی شکل میں پہلے سے موجود تھے
تم اسرائیل میں اپنے ٹینک اور طیارے لے کر آئے
مسلمان وہاں بھی ہاتھ میں پتھر لئے ہوئے
تمہارا مقابلہ کرنے کے لئے بحمد اللہ موجود تھے۔
تم نے کشمیر کی وادی میں خون کا بازار گرم کیا
آج مسلمان کپواڑہ سے لیکر ہندواڑہ تک اور دلی تک
تمہارے مقابلے کے لئے موجود ہیں۔
تم نے کوسوو اور بوسنیا میں جا کے ہماری عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو
وہاں بھی تمہارے مقابلے میں مسلمان بحمد اللہ موجود تھے اور
انہوں نے تمہیں مایوس نہیں کیا
تم نے ازبکستان میں آ کر اسلام کو للکارا
وہاں بھی مسلمان موجود تھے
تم نے تاجکستان میں جا کے اسلام کے گلے پہ چھری پھیرنا چاہی
مسلمان وہاں بھی موجود تھے
تم نے روم کے ایک ہوٹل میں جا کے افغانستان پر ظاہر شاہ کو مسلط کرنا چاہا تو
مسلمان وہاں بھی ایک چاقو لے کر موجود تھے
تم نے ہمارے نوجوانوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند کرانا چاہا
تمہارا جہاز تھا اور اس کے اوپر مسلمان قابض تھے۔

دنیا کے کافرو! کوئی ایک جگہ بتاؤ! جہاں تم تنہائی محسوس کرتے ہو اور تم نے آ کر مسلمانوں کو للکارا ہو اور وہ وہاں نظر نہ آئے ہوں۔ جہاد اور مجاہدین کو مٹانے اور ختم کرنے کے لئے تم نے تو ساری قوتیں اور طاقتیں جھونک دیں مگر مسلمانوں کے ہاتھوں کا پتھر بھی اب تک نہیں گر سکا الحمد للہ! اور نہ گرے گا۔ انشاء اللہ!

کسی نے کہا یہ سازش ہے مسلمانوں کے خلاف کہ ایک مسئلہ حل ہونے لگتا ہے اور کافر دوسری جگہ جنگ شروع کر دیتے ہیں۔ ہم نے کہا سازش ہو یا کوئی اور چیز ہو ہم کافروں کو چیلنج کرتے ہیں کہ بیس جگہ اور جنگ شروع کرو مسلمان مجاہد وہاں بھی تمہیں ملیں گے۔ انشاء اللہ!......

ہماری مائیں بانجھ نہیں ہوئیں
امت مسلمہ ابھی تک زرخیز ہے
افراد نکل رہے ہیں اور مائیں ایسے بچے جن رہی ہیں
جو ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر جگہ موجود ہیں۔

مگر مزہ تو تب آتا کہ تم بھی بہادروں کی طرح میدان میں آ کر کھڑے ہو جاتے مگر جب سے تم نے منافقت کو اپنے چہرے پہ ملا ہے تو تم نے سامنے آ کر لڑنے کی بجائے اب دائیں بائیں کے دباؤ استعمال کرنا شروع کر دیئے ہیں۔

او! دنیا کے بے غیرتو! تمہارے پاس میزائل ہیں پھر بھی تم روٹی پر پابندی لگاتے ہو، تمہارے پاس ٹینک ہیں، ایٹم بم ہیں اس کے باوجود تم اقتصادی پابندیاں اور چوروں کی طرح ناکے لگانے کے طریقے استعمال کرتے ہو؟

بتاؤ تو سہی! اگر تمہارے پاس قوت ہے تو تم مجاہدین سے کیوں شکوے کرتے ہو کہ وہ دہشت گرد ہیں تم میدان میں نکل آتے مجاہدین بھی میدان میں نکل آتے زمین بھی دیکھ لیتی، آسمان بھی دیکھ لیتا کہ فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے؟

نئی مجاہد نسل:

لیکن کافر جانتا ہے کہ اس کے پاس ساری دنیا کا ہتھیار تو ہے مگر شوق شہادت نہیں ہے،

کافر جانتا ہے اس کے پاس ساری دنیا کی ٹیکنالوجی تو ہے لیکن موت کی محبت اور مرنے کا وہ عشق اس کے دل میں نہیں ہے جو عشق ایک مومن کو آہن بنا دیتا ہے اور اس کو پہاڑوں کی طرح مضبوط کر دیتا ہے، اسے لوہے کی طرح سخت کر دیتا ہے اور اس کے بازوؤں میں بجلیاں بھر دیتا ہے۔ انہیں موت کا شوق نہیں ہے وہ موت سے ڈرتے ہیں، مجاہدین موت کو ڈھونڈتے ہیں، موت کو تلاش کرتے ہیں۔

ایک مجاہد کھڑے ہو کر کارگزاری سناتا ہے کہ ہمارے ۱۲۰ ساتھی شہید ہو گئے، باقی ڈرنے کی بجائے کھڑے ہو کر نام لکھواتے ہیں کہ ہمارا نام بھی لکھ لو، ایک کا جنازہ گرتا ہے دوسرا اس کے اوپر سے جا کر آگے بڑھ کے گولی کو اپنے سینے پہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔

دنیا والے حیران ہیں اور انشاء اللہ! ان کی اس حیرانگی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا، ابھی تو جوہر کھلنے کا وقت ہے، ابھی تو انہوں نے مجاہدین کی اصلی جنگ دیکھی ہی نہیں۔ ہم لوگ تو جوانوں میں جا کے جہاد کو سمجھے ہیں، یہ جو چھوٹا سا بچہ جو ابھی جہاد ہی میں پل رہا ہے، جس کی ماں بھی جہاد بتاتی ہے، جس کی بہنا بھی جہاد بتاتی ہے، جو ہاتھ میں گن لے کے کھیلتا ہے ذرا اس کو بڑا تو ہونے دو۔

لوگو! اس کو بڑا ہونے دو پھر دیکھنا کہ زمین پر انتقام کے کیسے کیسے پھول کھلتے ہیں، بہت ظلم کر لیا تم نے، اب نئی نسل ایک نیا تیور لے کر آ رہی ہے۔ میرے مسلمان بھائیو! اللہ تعالیٰ گواہ ہے مجاہدین کو کافروں کی یلغار کا کوئی خوف نہیں، کوئی خطرہ نہیں ہے۔

میں لوگوں کو روکتا ہوں کہ یہودیوں کی سازشیں زیادہ نہ بتایا کرو مسلمان ڈر جاتا ہے، بلکہ کہا کرو یہودی تو مچھر اور مکھی سے بھی زیادہ کمزور ہیں- بتایا کرو کہ دنیا کے کافروں نے انٹرنیٹ پر اپنی طاقت کا جھوٹ جاری کر دیا ہے اور ہمارے بے وقوف لوگ وہاں جا کر دیکھتے ہیں اور دوسروں پر بھی رعب ڈالتے ہیں۔

بت شکن طالبان:

اگر ان میں طاقت ہوتی تو یہ طالبان پر اقتصادی پابندیاں نہ لگاتے بلکہ یہ میدان میں آتے ان میں طاقت نہیں تھی، یہ لڑنے کی قوت نہیں رکھتے تھے، اسی وجہ سے سب نے کہا بامیان

کے بت گرے تو دنیا کا امن خطرے میں پڑ جائے گا۔ طالبان کو بڑی گیدڑ بھبکیاں اور بہت دھمکیاں دی گئیں مگر ملا عمر نے کہا کر لو جو کرنا ہے ہم تمہارے ان پتھروں کے خداؤں کو پاش پاش ضرور کریں گے۔

ہندوستان کا وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی بھی کہتا ہے کہ پورے وشو (دنیا) کا امن خطرے میں پڑ جائے گا، امیر المومنین نے کہا پڑ جانے دو امن کو خطرے میں، سانوں کی اے (ہمیں کیا ہے) ہم نے تو رہنا ہی پتھروں میں ہے، ہم نے تو رہنا ہی خیموں میں ہے، خیر وہ منائیں جنہوں نے شیشے کے محلات میں جا کے بیٹھنا ہو۔ جنہوں نے سوکھی روٹی کھانی ہے انہیں کیا خطرہ، دنیا میں امن ہو یا فساد ہو، سوکھی روٹی مل ہی جایا کرتی ہے، درختوں کے پتے میسر آ ہی جایا کرتے ہیں، جنہوں نے مکڈونلڈ میں جا کر برگر کھانے ہوں ان کو فکر کرنی چاہئے کہ کیا ہونے والا ہے۔

کافروں نے کہا مت گرانا بت، جاپانی آئے، انہوں نے کہا بت مت گرانا۔ طالبان نے کہا بت گرائیں گے۔ امریکی آئے کہا بت مت گرانا! پھر وہ ہمارا کالو بھیا آیا ''کوفی عنان'' اس نے آ کے سفید سفید دانت نکال کر دکھائے کہ بھائی بت مت گرانا! سب نے کوشش کر کے دیکھ لی۔ امیر المومنین نے کہا ایک ذرہ نہیں چھوڑنا ان بتوں کا۔

ایڈز کا مریض گورا بت:

بامیان کے بت گر گئے، پتھر بھی خوش ہوئے ہوں گے کہ ہمیں آزادی مل گئی،

آپ کو پتہ ہے کہ اس وقت ساری دنیا کیوں پریشان ہے؟ بامیان کے بتوں کو کتنا عرصہ ہو گیا تھا وہاں کھڑے ہوئے؟ کوئی کہتے ہیں ۲۰۰۰ ہزار سال، کوئی کہتا ہے ۵۰۰۰ ہزار سال، اور بت بھی تھا ۵۱ ہاتھ اونچا، کوئی کہتا ہے ۵۵ میٹر اونچا تھا۔

اگر پانچ ہزار سال اور دو ہزار سال کا اتنا اونچا بت گر گیا تو جو ڈیڑھ دو سو سال کا ایڈز کا یہ مریض ایک گورا بت پھر رہا ہے اس کو کتنا وقت لگے گا گرانے میں؟ ایڈز کا مریض گورا بت جو آج دنیا پہ فرعونیت کا دعویٰ کرتا ہے اس کو بھی اسی طرح مٹنا ہوگا، انشاء اللہ!

طالبان نے ان بتوں کو کئی کلو بارود لگایا ابھی طالبان کے نمائندے آئے ہوئے تھے بتا رہے تھے کہ جہاز کے جو بم تھے وہ بھی ان بتوں کے ساتھ باندھ دیئے تھے اور ان بتوں میں

سوراخ کر کے ان میں بارود بھر دیا گیا اور ان کا برا حال کر دیا، اور ان کو پوری طرح توڑ دیا۔ انشاء اللہ ایسی ان دنیا کے بتوں کے ساتھ ہونے والا ہے جنہوں نے دنیا میں ظلم وستم ڈھایا ہے۔

جہاد کے خلاف چھ وسوسے:

میری بات یاد رکھئے! ہمیں کافروں کی قوت، طاقت، یلغار، اتحاد، ان کے حملوں اور ان کی دھمکیوں سے مرعوب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، اور نہ مسلمان بحمد اللہ مرعوب ہوتا ہے لیکن جہاد کے خلاف جو دوسری کوشش شروع ہوئی ہے کہ مسلمانوں کے اندر جہاد کے خلاف شبہات اور وسوسے پیدا کر دیئے جائیں۔ مسلمانوں کو جہاد کے خلاف ایسا ذہن دے دیا جائے کہ وہ جہاد کو نعوذ باللہ! فساد، غیر شرفاء کا کام سمجھنے لگیں اور دہشت گردی سمجھنے لگیں۔

انگریز ملعون جب برصغیر میں تھا تو اس نے وہاں تجربہ کیا، اسے پتہ تھا مسلمانوں میں جہاد کے شعلے باقی ہیں، چنانچہ کبھی شاملی میں میدان گرم ہو جاتا تھا اور کبھی کسی اور جگہ سے جہاد اور مجاہدین کی حمایت کھڑی ہو جاتی تھی تو اس نے سوچا کہ اگر میں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا تو مسلمان ہجرت کریں گے، مسلمان جہاد کریں گے اور میرا ستیاناس ہو جائے گا، میری سلطنت کا سورج غروب ہو جائے گا تو اس نے لوگوں کو خریدا، پنڈتوں کو خریدا، پیسے پر بکنے والے لوگوں کو خریدا اور جہاد کے خلاف مندرجہ ذیل وسوسے پیدا کئے:

☆ جہاد کے خلاف پہلا وسوسہ...... یہ پیدا کیا گیا کہ جہاد نیک لوگوں کا کام نہیں ہے۔

☆ جہاد کے خلاف دوسرا وسوسہ...... یہ کہ جہاد کی فرضیت کے لئے ایک امیر کی ضرورت ہوتی ہے (حالانکہ یہ شرط فرضیت کی نہیں ادائیگی کی ہے)۔

☆ جہاد کے خلاف تیسرا وسوسہ...... یہ کہ جہاد صرف حکومت کا کام ہے عام مسلمانوں کا کام نہیں ہے۔

☆ جہاد کے خلاف چوتھا وسوسہ...... یہ کہ جہاد غذا نہیں ہے بلکہ دوا ہے جو ضرورت کے وقت استعمال کی جاتی ہے جب کہ غذا کی ہر وقت ضرورت پڑتی ہے۔

☆ جہاد کے خلاف پانچواں وسوسہ...... یہ کہ جہاد کرنے سے پہلے ایمان کے کسی خاص درجے کی ضرورت ہوتی ہے جب تک ایمان کا وہ درجہ قائم نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی آدمی

جہاد میں نہیں نکل سکتا۔

☆ جہاد کے خلاف چھٹا وسوسہ...... کہ جہاد کی کئی قسمیں ہیں جن میں سب سے افضل جہاد اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ اسلام دشمنوں کو کاٹنا یہ تو فضول اور بیکار کام ہے۔ یہ وسوسے پھیلتے گئے اور وہ دور آ گیا کہ بدمعاش کے ہاتھ میں اسلحہ تھا اور نیک آدمی بے بسی کی موت مر رہا تھا۔

ایسا ظالمانہ دور شاید زمین نے اس سے پہلے نہ دیکھا ہوگا۔ نیک آدمی کی نشانی کیا ہے کہ اس کی کمر جھکی ہوئی ہو، پاؤں نزاکت سے اٹھا اٹھا کے چلتا ہو، ذرا سا تیز چل پڑے تو لوگ کہیں کہ متقی نہیں لگتا، یہ مولوی تو بدمعاش لگتا ہے۔ زور زور سے چلتا ہے۔ نیک آدمی گھڑ سواری نہیں کر سکتا، اپنے ساتھ تیر، تلوار، کلاشنکوف اور پسٹل نہیں رکھ سکتا۔ اگر رکھے تو لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کہ مولوی صاحب نے اپنے ساتھ پسٹل رکھا ہوا ہے۔

کراچی کی ایک مسجد میں، میں امامت کراتا تھا، ابھی جہاد میں نہیں آیا تھا مجھے شوق ہوا تو میں لائسنس والا ایک پسٹل لے آیا۔ ایک آدمی نے دیکھا تو کہنے لگا کہ مولوی صاحب! پسٹل میرے سامنے نہ لایا کریں کیونکہ آپ کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے مجھے وسوسے آئیں گے۔ ایک صاحب فتوے پوچھنے گئے کہ ہمارے امام صاحب تیز موٹر سائیکل چلاتے ہیں ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے کہ نہیں؟

یہاں تک صورت حال تھی کہ ایک مولوی صاحب نے شادی کر لی تو مقتدیوں نے کہا کہ ہم تو اس کو شریف آدمی سمجھتے تھے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی مولویوں کا کیا کام ہے کہ شادی کریں؟ ایک جاہل نے کہا نہیں ان مولویوں کی شادی ویسے نہیں ہوتی جیسے ہم لوگوں کی ہوتی ہے...... جیسے یہ لوگ نمازیں مکہ مدینہ میں جا کر پڑھتے ہیں اسی طرح ان کی شادی بھی اور طرح کی ہوتی ہے چنانچہ وہ مقتدی نماز پڑھتے رہے۔ ایک سال بعد مولوی صاحب مٹھائی کا ڈبہ لے آئے کہ اللہ نے مجھے بیٹا دیا ہے تو باقی نے کہا وہ ٹھیک کہتے تھے جو پہلے والے تھے ہم بھی تیرے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے تو تو ویسا ہی نکلا اور باقی نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی۔

میرے نبی ﷺ کی شان:

ایسا تنگ کیا علماء کو کہ یقین جانو! مولوی کراچی میں ورزش کے لئے نہیں نکل سکتا تھا۔ کیا کریں جہاں جاتے لوگ کہتے کہ وہ دیکھو مولوی دوڑ رہا ہے......

یہ سارا ماحول کس نے بنایا؟

میرے نبی ﷺ صاحب علم تھے یا نہیں؟

میرے نبی ﷺ دوڑتے تھے یا نہیں؟

میرے نبی ﷺ نے تو اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی ہے

ایک بار آپ ؐ جیتے ہیں ایک بار اماں عائشہ رضی اللہ عنہا جیتی ہیں

میرے نبی ﷺ نے رکانہ پہلوان کے ساتھ کشتی لڑی ہے

میرے نبی ﷺ نے میدان جنگ میں بہادری کے وہ جوہر دکھائے ہیں کہ دنیا آج تک اس کی نظیر اور مثال پیش نہیں کر سکی

میرے نبی ﷺ نے تو گھوڑے کی ننگی پشت پر سواری کی ہے

میرے نبی ﷺ نے لمبے لمبے بال رکھے ہیں

میرے نبی ﷺ نے سر پر جنگی ٹوپی رکھی ہے

میرے نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کافروں کو قتل کیا ہے

میرے نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تیر پکڑوائے ہیں

میرے نبی ﷺ نے مورچے خود کھودے ہیں، خندقیں خود کھودی ہیں

میرے نبی ﷺ نے مسجد میں جہادی ٹریننگ کا آغاز خود فرمایا ہے

اگر کوئی مولوی نبی ﷺ کے طریقے پر نہیں تو وہ کیسا مولوی ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں امامت کراتے تھے، نماز پڑھا کے نکلتے تو دوڑتے ہوئے گھوڑے کی پشت پر چھلانگ لگا کر بیٹھتے تھے حالانکہ آپ خلیفہ بھی تھے۔ یہاں کئی امام بیٹھے ہیں، میں انہیں چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ وہ آج ایسا کر کے دکھائیں اگلے دن مسجد کے کئی بوڑھے کہیں گے کہ مولوی صاحب خراب ہو گیا، مولوی کھلنڈرا ہو گیا، چھپ چھپ کے جتنے مرضی ہے

گناہ کرو۔ مولوی کو منافق بنانے کی کوشش کی گئی کہ سامنے بیچارا گردن بھی نہ اٹھائے۔ کسی کی خلوتیں خراب کرنی ہوں تو ان کی جلوت پر پابندیاں لگا دو تاکہ برباد ہو جائے۔

انگریز کی سازش:

آج لوگوں کو مولوی کے ہاتھ میں اسلحہ کھٹکتا ہے، ایک دن ہم ایک میٹنگ میں بیٹھے تھے، ہمارے ملک کا ایک بڑا عہدیدار اپنے ہاتھ میں ہمارا رسالہ لے کے بیٹھا تھا کہ اس رسالے کے اوپر گن چھپی ہوئی ہے، اس رسالے میں پسٹل چھپی ہوئی ہے، اس سے ملک میں دہشت گردی پھیل رہی ہے۔

ایک شخص بیٹھا تھا اس نے کہا کہ وزیر داخلہ صاحب! یہ بڑے بڑے پوسٹر آپ کو نظر نہیں آتے جو سینماؤں کے باہر لگے ہیں جن پہ کئی کئی فٹ کی بندوقیں بنی ہوئی ہیں مگر تم نے اسلحہ صرف ان غنڈوں کی جاگیرداری سمجھ لی ہے۔ آج مولوی نے اٹھایا ہے تو سب کے پیٹ میں مروڑ ہو رہی ہے یہاں تک کہ تصویر شائع کرنے سے بھی دہشت گردی پھیل رہی ہے، تصویر بھی شائع نہ کرو۔

مولوی کا کیا کام اسلحے سے؟ انگریز نے اتنی کوشش کر کے تمہارے ہاتھ سے اسلحہ چھینا تھا تم پھر اسلحہ اٹھاتے ہو۔ انگریز کی بات نہیں مانتے ہو، پتہ نہیں تم مسلمان بھی ہو کہ نہیں؟ کیسے مسلمان ہو تم انگریز کی بات نہیں مانتے، انگریز کی بات نہ ماننا آج گناہ بن چکا ہے۔

یہ سارے وسوسے جہاد کے خلاف پھیلائے گئے لیکن آج الحمدللہ! مسلمان کے دل میں جہاد اتر رہا ہے، مسلمان جب پیدل چلتا ہے تو جہاد کی نیت سے چلتا ہے، کھانا کھاتا ہے تو جہاد کی نیت سے کھاتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مسلمان اپنی بیوی کے پاس بھی جاتا ہے تو نیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہد دے گا، میرا شہسوار کل فدائی حملہ کرنے جا رہا ہوگا اور میں رب سے کہہ رہا ہوں گا کہ اے میرے رب! اتنی مشکل سے میں نے پالا تھا اور آج تیرے راستے پر فدا کر کے آ گیا ہوں۔

ایک دن ہندوستان میں کافر قرآن جلا رہے تھے ساری دنیا چپ تھی، ایک مجاہد میرے پاس آیا اور دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا، کہنے لگا میرا بیٹا تین سال کا ہے کاش! یہ بڑا ہوتا میں اسے

فدائی حملے کے لئے بھیج دیتا۔ آج اس نیت سے مجاہدین اپنے بچے پال رہے ہیں، یہ نیت نہیں ہے کہ اپنی گاڑیاں ان کے نام لکھ کر جائیں گے۔

سراپا جہاد:

میرے بھائیو! اس ظالم انگریز نے مسلمان سے جہاد چھیننے کی کوشش کی مگر مسلمان جہاد کو کیسے بھولتا۔ مسلمان سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اس میں جہاد کا تذکرہ ہے۔ جہاد کا تذکرہ ہے یا نہیں؟ وہ آدمی جس کو جہاد کی راہ کا پتا نہ ہو صراط مستقیم پہ چل نہیں سکتا، جو رب کے لئے جان نہیں دے سکتا اسے صراط مستقیم کا سرے سے پتہ نہیں چہ جائیکہ اس کی منتہا تک پہنچ جائے......

انعمت علیھم میں
شہداء شامل ہیں کہ نہیں؟
انبیاء شامل ہیں کہ نہیں؟
صدیقین شامل ہیں کہ نہیں؟
صالحین شامل ہیں کہ نہیں؟
انبیاء نے جہاد کیا
صدیقین نے جہاد کیا
صالحین نے جہاد کیا
شہداء نے جہاد کیا

سورۂ حدید میں باقاعدہ تذکرہ موجود ہے۔ اور صالحین کے بارے میں قرآن گواہی دیتا ہے کہ وہ جہاد سے منہ نہیں موڑا کرتے۔ اگر وہ جہاد سے منہ موڑتے تو صالحین نہ ہوتے، منافقین بن جاتے......

مسلمان جہاد کو کیسے بھولے؟ قرآن اٹھاتا ہے تو وہ جہاد بتاتا ہے
نبی ﷺ کی سیرت پڑھنے لگتا ہے تو وہ جہاد سے بھری نظر آتی ہے
نبی ﷺ کی حدیث پڑھنے لگتا ہے وہ جہاد بتاتی ہے
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قصے پڑھنے لگتا ہے تو وہ جہاد بتاتے ہیں

اپنے ائمہ کے احوال پڑھنے لگتا ہے تو وہ جہاد بتاتے ہیں
اپنے محدثین کے احوال پڑھنے لگتا ہے وہ جہاد بتاتے ہیں
امام بخاری کیا تھے؟ جواب ملتا ہے کہ مجاہد تھے
زبردست قسم کی تلوار رکھتے تھے
امام بخاری کے استاد احمد رحمہ اللہ
بڑا بانس لیتے تھے اس پر نیزہ لگا کر لڑتے تھے
اور چالیس دشمنوں سے بیک وقت اکیلے مقابلہ کیا کرتے تھے
یہ حدیث کے امام، عبداللہ بن مبارک کون ہیں؟
یہ ایک سال حج پہ جاتے ہیں
ایک سال جہاد پہ جاتے ہیں
عبداللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض جیسے عابد الحرمین کو لکھتے ہیں کہ
اے حرم کی عبادت کرنے والے!
آؤ ہمارے عشق کو دیکھو!
تم آنسو بہا رہے ہو ہم خون بہا رہے ہیں
ان سب حضرات کی زندگیاں جہاد سے مزین نظر آتی ہیں

یورپ کا رندہ:

مسلمان کیسے جہاد کو بھولتا مگر یورپ کا رندہ بہت تیز ہے، اس انگریز ملعون نے خوبصورت چہروں والے کھڑے کئے، جنہوں نے آ کر کہا کہ جہاد پاگلوں کی باتیں ہیں، جہاد کے لئے تو ایک امیر ہونا چاہئے، کہاں ہے تمہارا امیر؟ آج یہ شرط لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑلی ہے، یہ کسی کتاب میں نہیں ہے، اہلسنت والجماعت کے ہاں ایسی کوئی شرط کہیں نہیں لکھی ہوئی۔ ہم نے علماء کے مجمعوں میں گزارش کی ہے کہ اگر کسی کے پاس یہ شرط لکھی ہے تو لاکر دکھادیں۔

جہاد اکبر اور جہاد اصغر:

آج بہت سے لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ نفس کا جہاد تو جہاد اکبر ہے مگر جہاں تلواریں چلتی

ہیں وہ جہاد اصغر یعنی چھوٹا جہاد ہے۔ ایک من گھڑت اور غلط روایت کو لے کر ہم نے نبی ﷺ کے جہاد کو چھوٹا جہاد قرار دیدیا......

جس جہاد کے بارے میں قرآن کی کم وبیش ساڑھے چار سو آیات ہیں
ہم نے اس جہاد کو چھوٹا جہاد قرار دے دیا
جس جہاد میں نبی کا خون گرا وہ چھوٹا جہاد
اور جہاں بیٹھ کر پیپسی پیتے ہو وہ بڑا جہاد ہے
قرآن کی ساڑھے چار سو آیات تم کو بھول گئیں؟
کیسے کیسے وسوسے الٹے سیدھے لوگوں کے اندر پھیل گئے
جس جہاد پر قرآن کی ساڑھے چار سو آیات نازل ہوئیں
بتاؤ کیا وہ چھوٹا جہاد ہے؟
تمہارا دل مانتا ہے کہ وہ چھوٹا جہاد ہوگا؟
جس جہاد کے لئے نبی ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا شہید کرایا
جس جہاد کے لئے نبی ﷺ نے اپنا چچازاد بھائی شہید کرادیا
جس جہاد کے لئے نبی ﷺ نے اپنا چچا شہید کرادیا
جس جہاد کے لئے نبی ﷺ کا اپنا جسم زخمی ہوگیا
تمہارا دل مانتا ہے کہ یہ چھوٹا جہاد ہے؟

جی ہاں یہ سب چھوٹا جہاد تھا! بڑا دل ہے مسلمانو تمہارا! نبی تمہارے لئے خون میں رنگین کھڑے ہیں، تم اپنے گھر میں پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کہتے ہو ہم تو یہاں بڑا جہاد کر رہے ہیں، نبی ﷺ نے تو چھوٹا سا جہاد کیا تھا کہ زخمی ہوگئے جا کے۔ بڑا گردہ ہے مسلمانو تمہارا! بڑا گردہ ہے! ہمارے اندر تو اتنی ہمت نہیں ہے کہ نبی کی کسی چیز کو بھی چھوٹا کہہ دیں چہ جائیکہ فرض جہاد کو چھوٹا کہیں۔ نبی ﷺ خون میں نہا جائیں اور تم گھر میں بیٹھ کر کہو کہ وہ چھوٹا جہاد تھا۔

بلا تحقیق:

ان ظالم انگریز بدبختوں اور ملعونوں نے ایسے وسوسے پھیلائے کہ آج بغیر کتابیں دیکھے،

بغیر تحقیق کیے، بغیر کسی سے پوچھے نعوذ باللہ! ہر شخص ان کفریہ ان فسقیہ باتوں کو منہ سے نکال دیتا ہے پھر سننے والا آگے نقل کرتا چلا جاتا ہے اور ایک سے دوسرا آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے مگر قرآن دیکھتا رہ جاتا ہے کہ لوگو! مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے ہو کہ بڑا جہاد کون سا ہے اور چھوٹا جہاد کون سا ہے؟ نبی ﷺ سے کیوں نہیں پوچھتے ہو؟ ان وساوس میں کیوں جاتے ہو؟

کوئی کہتا ہے کہ جہاد سے پہلے کسی خاص ایمان کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ خاص ایمان کیسے پیدا ہوگا؟ بتاؤ تو سہی مسلمانو! کس نے کہا کہ جہاد سے پہلے ایک خاص ایمان کی ضرورت ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے یاایھا الذین آمنوا (اے ایمان والو!) کہہ کر نماز کا حکم دیا کہ نہیں دیا؟ تو نماز سے پہلے بھی کسی خاص ایمان کی ضرورت ہے؟ تم کہو کہ نماز میں مختلف خیالات اور وسوسے آئیں گے پہلے ایمان بناتے ہیں پھر نماز پڑھیں گے۔ اسی اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الذین آمنوا کہہ کر جہاد کا حکم دیا کہ ایمان لاؤ اور جہاد کرو، لوگ کہتے ہیں کہ جہاد نہ کرو اگرچہ خود کو بے ایمان کہنا پڑے۔

ایک صاحب نے مجھے خود قصہ سنایا، کہنے لگے کہ ہم کسی کام سے مجاہدین کے پاس جاتے تھے تو وہ ہمیں کہتے تھے کہ پہلے جہاد کرو...... جہاد کرو، ہم سے کوئی جواب نہیں بنتا تھا، ہم ان کو کیسے کہتے کہ ہم نے جہاد نہیں کرنا، جہاد کرنا تو گناہ ہے۔ کوئی دلیل نہیں بنتی تھی، ایک دن میرے دل میں بات آئی میں نے اسے کہا کہ بھائی! تم اگر مجھے جہاد کے لئے لے جاؤ گے تو میں تو ہوں بزدل وہاں سے بھاگ جاؤں گا اس لئے پہلے ایمان بناؤں گا پھر جہاد کروں گا۔

میں نے کہا فتے منہ تیرا، شرم نہیں آتی، تو بھاگ جائے گا، اپنی بے غیرتی کو اتنی خوشی سے بیان کر رہا ہے، مسلمان مائیں بھی تیرے لئے بددعاء کریں گی کہ اے اللہ! ایسے بزدل کو میرا بیٹا نہ بنانا جو جہاد سے بھاگ جائے۔ مسلمان بہن بھی کہے گی کہ اے اللہ! ایسے بھائی کو میرا بھائی نہ بنانا جو میدان جہاد سے بھاگ جائے گا۔ جس چیز کو قرآن نے لعنت قرار دیا، غضب قرار دیا اسی چیز کو تم جہاد کے خلاف دلیل کے طور پر لاتے ہو!

میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ......

جتنے ایمان سے نماز ہوجاتی ہے

اتنے ایمان سے جہاد بھی ہو جاتا ہے

جتنے ایمان سے روزہ ہو جاتا ہے

اتنے ہی ایمان سے جہاد بھی ہو جاتا ہے

جتنے ایمان سے مسلمان حج کر سکتا ہے

اتنے ہی ایمان سے مسلمان جہاد بھی کر سکتا ہے

جتنے ایمان سے بندہ دین کی دعوت دے سکتا ہے

اتنا ہی ایمان جہاد کیلئے کافی ہے۔

ہاں! جب تم جہاد کے لئے جاؤ گے تب تمہیں اللہ تعالیٰ ایمان کی چوٹی عطا فرمائے گا وذروۃ سنامہ الجہاد (اسلام کی بلند چوٹی جہاد ہے) میں کسی پر رد نہیں کر رہا، تبلیغی جماعت والے ہمیں دل سے عزیز ہیں، جہاد اللہ کا فرض ہے، جہاد قرآن کا فرض ہے۔

اللہ نے کہہ دیا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون ''ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی نے اس قرآن کی حفاظت کرنی ہے''۔ جب رب قرآن کی حفاظت کرے گا تو جہاد کی بھی ساتھ ساتھ حفاظت ہوگی، کوئی وسوسہ نہیں چلے گا، کوئی اعتراض نہیں چلے گا۔ اگر کوئی وسوسہ پیدا کرے گا تو امت میں ایسے دیوانے پیدا ہوں گے جو اپنا دل جلا کے، سینہ کھول کے امت کو جہاد سمجھائیں گے، جہاد بتائیں گے اور بتاتے بتاتے ان کی زندگیاں بیت جائیں گی، مگر خدا کے فریضے پر کسی وسوسہ گھڑنے والے کو پاؤں نہیں رکھنے دیں گے۔

طالب علمانہ گفتگو:

ایک دن ایک بڑی میٹنگ تھی اس میں ایک صاحب جو کسی زمانے میں حکومت کے وزیر اور مشیر بھی رہ چکے ہیں، کہنے لگے کہ ان مجاہدوں کو دیکھو! کہ دیواروں پر لکھتے ہیں کہ کفر کے سرغنوں کو قتل کرو! آگے لکھتے ہیں (القرآن) بھلا قرآن میں یہ بات کہاں ہے؟

میرے دوستو، بتاؤ! قرآن میں یہ حکم ہے کہ نہیں؟ بولیں! (سامعین کی بڑی تعداد نے زور سے کہا ''ہے'' سورۃ توبہ آیت ۱۲) یہ میٹنگ وزیر داخلہ کی موجودگی میں ہو رہی تھی۔ اتنی جہالت ہے، میں نے اس میٹنگ میں کہا تم سارے دانشور، مفکر، عقل مند، سارے اکٹھے ہو جاؤ، میں اکیلا

فقیر آدمی تمہارے ساتھ بیٹھوں گا، تمہارے ایک ایک وہم، وسوسے اور اعتراض کا جواب قرآن سے دوں گا، نبی ﷺ کی سیرت و حدیث سے دوں گا، اس سے باہر نہیں نکلوں گا انشاء اللہ!

اگر میں نے سب کو مطمئن کر دیا تو سب کو توبہ کرنی ہوگی، اگر کسی ایک سوال کا جواب بھی میں نہ دے سکا تو میں جہاد سے دستبردار ہو جاؤں گا، نہ ہمیں خود اس طرح مرنے کا شوق ہے کہ اللہ حکم نہ دے اور ہم مرتے پھریں اور نہ ہمیں قوم کے بچے مروانے کا شوق ہے اور نہ جہاد کے ساتھ ہماری روٹی (روزی) واسطہ ہے۔

خدا نے اگر تمہیں صلاحیت دی ہے کہ تم روٹی کما سکتے ہو تو اللہ نے ہمارے ہاتھ بھی نہیں توڑے، ممکن ہے ہم تم سے زیادہ کما سکیں، تم سے زیادہ اس غلیظ دنیا کو حاصل کر سکیں۔ جو دماغ انڈیا کی طاقت کو پامال کر سکتے ہیں وہ دماغ دنیا کے چند ٹکے بھی کما سکتے ہیں۔

خوشنما باتیں:

کتنی خوشنما بات ہے کہ ایک امیر ہونا چاہئے۔ کتنی خوشنما بات ہے کہ مسلمان پہلے ایمان بنائے۔ نیک، متقی بن کے بوڑھا ہو جائے تا کہ نہ منہ میں دانت رہیں اور نہ پیٹ میں آنت رہے پھر جہاد کے لئے نکلے۔ یہ بظاہر بڑی اچھی بات معلوم ہوتی ہے، عافیت والی بات معلوم ہوتی ہے اور یہ کہنا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ پیار و محبت سے دین کا کام کریں، بڑی اچھی بات معلوم ہوتی ہے۔

مگر کیا یہ ساری باتیں میرے نبی کو معلوم نہیں تھیں؟ جب قرآن نازل ہو رہا تھا کیا اللہ کو یہ سب کچھ معلوم نہیں تھا؟ خدا کی قسم! اگر میرے نبی ﷺ نے مسواک کی ہے تو میں مسواک کو رحمت کہوں گا، میرے نبی ﷺ نے کافر کا خون بہایا ہے میں اس خون بہانے کو بھی رحمت کہوں گا۔

آقا مدنی ﷺ کے غلام:

میں نے آپ حضرات کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم تو آقا مدنی ﷺ کے اندھے غلام ہیں۔ میرے نبی ﷺ نے جو کچھ کیا اس کے خلاف کوئی چیز نہ دماغ میں جاتی ہے نہ ذہن میں آتی ہے۔ اگر ساری دنیا اتنی ترقی کر جائے کہ دنیا میں میرے نبی ﷺ کے ماننے والا ایک فرد بھی باقی نہ رہے۔ رب کعبہ کی قسم! تب بھی دنیا کے بہاؤ میں نہیں آئیں گے، نبی ﷺ کے قدموں کی خاک

مبارک سے چمٹے رہیں گے انشاء اللہ! اگر ساری دنیا کی حکومتیں چھین لی جائیں اور اسلام کو جرم قرار دے دیا جائے اور نبی ﷺ کے نام لینے کو بھی جرم قرار دے دیا جائے، اس وقت بھی ہم اعلان کریں گے کہ ہم نبی کے ہیں نبی کے رہیں گے، جہاد کا اعلان اس وقت بھی کرتے رہیں گے، اگر ایک ہوں یا ایک ہزار ہوں، حالات بدل جائیں، سورج ادھر سے ادھر ہو جائے، زمین کا نظام پلٹ جائے نبی ﷺ کی بات آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ نبی ﷺ کا عمل چھوڑا نہیں جا سکتا۔ انشاء اللہ!

نبی ﷺ کے ہاتھ میں تلوار ہمیں نظر آتی ہے مسلمانو! بتاؤ تلوار نظر آ رہی ہے کہ نہیں آ رہی! تصور کرو! نبی ﷺ کے ہاتھ میں تلوار ہے پھر کیوں کہا جاتا ہے اسلحہ اٹھانا دہشت گردی ہے......

خدا کی قسم! نبی ﷺ نے تلوار اٹھائی تو......
دنیا کو ابو جہل کی جہالت سے نجات ملی
دنیا کو ابولہب کی خباثت سے نجات ملی
میرے نبی ﷺ نے تلوار اٹھائی
دنیا کو شرک سے نجات ملی
میرے نبی ﷺ نے تلوار اٹھائی
دنیا کو لات اور عزیٰ سے نجات ملی
میرے نبی ﷺ نے تلوار اٹھائی
سارے مردود تباہ ہو گئے
میرے نبی ﷺ نے تلوار اٹھائی
درندے ختم ہو گئے
میرے نبی ﷺ کی تلوار نے دنیا میں امن قائم کیا۔

آج پھر نبی ﷺ کا وارث، مجاہد تلوار اٹھائے گا۔ پابندی لگے، یا کوئی اجازت دے، تلوار دل سے لگی رہے گی، تلوار سینے سے لگی رہے گی انشاء اللہ!

جہاد اور دہشت گردی:

کون کہتا ہے کہ جہاد دہشت گردی ہے؟ دہشت گردی اور جہاد دو الگ الگ چیزیں ہیں یہ

دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ جیسے نماز اور بے حیائی جمع نہیں ہو سکتی ہے؟ اسی طرح جہاد اور دہشت گردی جمع نہیں ہو سکتی۔ نماز کس سے روکتی ہے؟ نماز بے حیائی سے روکتی ہے اسی طرح جہاد، دہشت گردی سے روکتا ہے......

ظالمو! تم نے تو لوگوں کو بدمعاش بنایا ہے
جب کہ ہم نے لوگوں کو پر امن مجاہد بنایا ہے
تم نے تو سندھ کے کچے کے علاقوں میں لوگوں کو ڈاکو بنا دیا
جہاد کی دعوت نے تو ان لوگوں کو مومن مخلص بنا دیا ہے
تم نے تو رشوت خور، کرپشن والے بنائے
ہمارے مجاہد تو ایک پائی بھی غلط کھانے سے دریغ کرتے ہیں

الحمد للہ! ہماری جماعت کے ایسے منتظمین بھی سننے کو ملے ہیں کہ ۱۲،۱۲ میل پیدل سفر کر کے جہاد کی دعوت دینے جاتے ہیں اور کسی سے پانی تک پینا گوارہ نہیں کرتے۔ جہاد کا ایک لقمہ بھی کھانا گوارہ نہیں کرتے، بتاؤ! اس اسلحہ نے لوگوں کو مہذب بنایا ہے یا خراب کیا ہے؟ تم نے تو قوم کو لوٹنے والے پیدا کیے، جہاد کی دعوت نے تو قوم کے خیر خواہ اور بچانے والے پیدا کیے۔

جہاد کا انکار:

یاد رکھیں! جہاد کے خلاف جتنے وسوسے، وہم، اعتراضات اور اشکالات ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یا تو نیت خراب ہے ان لوگوں کی کہ یہ لوگ اسلام چھوڑ چکے ہیں لیکن کہنا نہیں چاہتے ہیں کہ ہم اسلام چھوڑ چکے ہیں ورنہ اتنی بڑی بڑی باتیں کرنے کی ہمت کسی مسلمان کو نہیں ہو سکتی۔ آپ بتائیں کہ جہاد کا منکر مسلمان ہے یا کافر ہے؟ زور سے بتاؤ ڈرتے کیوں ہو؟ اگر کوئی قرآن کی ایک آیت کا منکر ہو تو وہ؟...... کافر ہے اور جو ساڑھے چار سو آیات کا منکر ہو وہ؟ (سامعین) کافر ہے بڑا کافر ہے، شیطان کافر ہے، مردود کافر ہے۔

اور جو کفر کر رہا ہے خوشی خوشی مشن بنا کے، کبھی اخبارات میں مضمون لکھے، کبھی بیانات جھاڑے اور کبھی جہاد سے بیزاری کا اظہار کرے، چنانچہ ہم یہی سمجھیں گے کہ یہ اسلام چھوڑ چکا ہے اگر اس کے دل میں ایمان ہوتا یہ اتنی بڑی جرأت و ہمت نہ کرتا۔ مسلمان تو کسی سنت کا بھی

انکار نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ ایک فرض کا انکار کر کے بیٹھ جائے، ایک فرض کو اپنی زندگی سے نکال کر بیٹھ جائے۔ جب کہ جہاد نماز روزے کی طرح فرض ہے، ایسے بدنیت لوگوں سے ہم کہتے ہیں کہ خدا کے لئے اپنی نیت ٹھیک کرلیں، مجاہدوں کو زیادہ نہ ستائیں! اس لئے کہ ظلم جب بڑھتا ہے تو خود مٹ جایا کرتا ہے۔

امن پسند لوگ:

چنانچہ وزیروں مشیروں کی اس مجلس میں، میں نے کہا تھا کہ آپ بتائیں کہ پاکستان میں کم از کم ہزاروں مسلح مجاہدین موجود ہیں یا نہیں؟ ہمارے پاس مجاہدین کی بڑی تعداد موجود ہے الحمدللہ! پھر بھی تم جہاد کے مخالفین، جہاد کو گالیاں دینے والے، ہمارے خلاف پرچے کٹوانے والے، یہاں تک کہ ہمارے قتل کرنے کی سازشیں کرنے والے کتنے امن سے پھر رہے ہو! ۔ کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ مجاہد کتنے پرامن ہیں، اتنی سی بات بھی تمہارے ذہن میں نہیں آتی؟

کراچی کی کسی لسانی تنظیم کے خلاف بیان دینے کے بعد کوئی بغیر باڈی گارڈ کے وہاں نہیں جاسکتا مجاہدین کو جیلوں میں ڈلوا کے، ان پر تشدد کروا کے یہ سارے اسی طرح کھلے پھرتے ہیں پھر بھی ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ پھر بھی ہمارا مجاہد پرامن رہتا ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں اتنی جان بھی نہیں ہے کیا؟

خدا کی قسم! چار مردود مارنا کوئی مشکل کام نہیں، مگر مجاہدین پرامن ہیں اور پرامن رہنا چاہتے ہیں اور جہاد کی یہ تحریک مضبوط ہاتھوں میں ہے جو اپنے مجاہدین کو بے قابو نہیں ہونے دیتے۔ ورنہ ہمیں کبھی اطلاع ملتی ہے کہ چھاپے پڑ رہے ہیں، ہمارے مجاہد اٹھائے جارہے ہیں، ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر انہیں عدالتوں میں گھسیٹا جارہا ہے۔

تب دل میں طوفان اٹھتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں، دماغ جوش مارتا ہے مگر ہمارے ہاتھ تب بھی ڈھیلے نہیں ہوتے۔ ہم اپنے کارکنوں کو سنبھال کر رکھتے ہیں ورنہ جن کے خوف سے آج "بال ٹھاکرے" انڈیا کا طاقتور متعصب وزیر اپنے گرد اڑھائی سو پولیس والے لے کر پھرتا ہے ان کا خوف اور بھی کہیں کام دکھا سکتا ہے مگر اتنی سی بات پاکستان کے حکمران طبقہ کو سمجھ نہیں آتی۔

جہاد کی پر امن قیادت:

ان ظالموں نے ہر وقت رٹ لگا رکھی ہے: دہشت گردی...... دہشت گردی...... دہشت گردی۔ ہم نے کونسی دہشت گردی کی ہے؟ کس نے دہشت گردی کی ہے؟ کوئی بتائے کسی مجاہد نے کسی سے ایک روپیہ بھی چھینا ہے؟ تم تو ملک کے خزانے کھا گئے ہو، ہمارے مجاہد ان پندرہ پندرہ لاکھ کی گاڑیوں میں بیٹھ کر چنے چبا کر پوری پوری رات گذار دیتے ہیں۔ تمہیں کیا پتہ کہ یہ کتنے پرامن لوگ ہیں؟

ان مجاہدین کرام کے پرامن ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تم لوگ آرام سے ہو۔ ورنہ مصر جیسے ملک میں بھی اندھا قانون برداشت نہیں کیا جاتا۔ ایک دن مضمون چھپتا ہے اور دوسرے دن لاش تڑپتی ہے۔

الحمدللہ! پاکستان میں مجاہدین کی طاقت مصر سے بھی زیادہ ہے الجزائر سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن ان کی قیادت ان پرامن ہاتھوں میں ہے، جو ان کو بے قابو نہیں ہونے دے رہے۔ ہماری نظر تو کشمیر کی طرف، انڈیا کی طرف اور ظالم درندوں کی طرف ہے۔ ہم برصغیر کی تقدیر بدلنے کے لئے بتوں سے ٹکرا رہے ہیں اور ہمیں یہاں ہر دن طعنہ دیا جاتا ہے کہ مجاہدین نے قانون ہاتھ میں لے لیا۔ پورے پاکستان میں مشہور ہے کہ ہم نے قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ بتاؤ! ہم نے لیا ہے قانون اپنے ہاتھ میں؟

ہاں! ہمیں جھک کے سلام کرنا نہیں آتا اور جی حضوری ہمیں نہیں آتی ہمارے ہاں سب برابر ہیں اگر ہمیں پتہ چلتا ہے کہ باہر دو ملاقاتی آئے ہیں ایک حکومت کے بڑے ایس پی صاحب ہیں اور ایک مدرسے کے طالب علم ہیں تو ہمارے ہاں اکثر مدرسے کے طالب علم کو پہلے نمبر مل جایا کرتا ہے۔ تم توقع کرتے ہو کہ ہم دوڑتے ہانپتے ہوئے پہنچیں گے اور قدموں میں گر جائیں گے اور جی حضور کریں گے تو تم بھی ہماری طرح انسان ہو ہم بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔ کندھوں پر لگے ہوئے پیتل کی نہ ہمیں زیادہ قدر کا پتا ہے نہ ہمیں ان چیزوں سے کچھ ہوتا ہے۔ تم انسانیت میں تقوے کا عروج حاصل کرو ہم ان شاء اللہ! عزت کریں گے اس لئے کہ اللہ نے فضیلت تقوے کو دی ہے کسی کے اسٹار اور عہدے کو نہیں دی۔

آخری اسٹار:

ہم کھری کھری بات کرنے کے عادی ہیں، میں جب ''ہم'' کا لفظ کہتا ہوں ''میں'' مراد نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد سب مجاہدین ہوتے ہیں یعنی میں جو کچھ عرض کرتا ہوں وہ مجاہدین کی ترجمانی کرتا ہوں کہ میں ان مجاہدین کرام کا ایک چھوٹا سا نمائندہ ہوں اور الحمدللہ! میں ہمیشہ اپنے مجاہد بھائیوں کی بات اسی جلسے سے عرض کیا کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں پولیس والوں کو بھی دعوت دی جاتی ہے اور پولیس والے آرہے ہیں الحمدللہ! آپ حضرات میں سے بہت سوں نے جلسے دیکھے ہوں گے کہ کیسے کیسے جوان جماعت میں آرہے ہیں۔ لکی مروت کے جلسے میں ایک مونچھوں والا پولیس والا کھڑا تھا۔ سب انسپکٹر یا انسپکٹر تھا اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کے کہا میں آپ میں شامل ہوں میں نے کہا مونچھیں پہلے سے ہیں بس داڑھی رکھ لو کام پورا ہے تمہارا۔ کئی جگہوں پر ایس ڈی ایم نے کہا ہم آگئے، کئی جگہ ڈی سی صاحب نے کہا ہم آگئے۔

تم پولیس والے ہمارے بھائی ہو اس سے اوپر جانے کی کوشش کوئی نہ کرے۔ زیادہ اونچا جانا تمہارے لئے بھی اچھا نہیں۔ اگر تم دنیا میں اپنے چار دن کے عہدے کی وجہ سے کسی کو پاؤں کے نیچے رگڑنا چاہتے ہو تو خدا کی قسم! یہ تمہارے لئے بھی اچھا نہیں ہے۔ اگر تم اپنے سنتریوں کو لائن حاضر کراؤ گے تو گھر جا کر بیوی سے مار کھاؤ گے اور پھر اپنا رعب دکھاؤ گے، یہ چیزیں نہ خدا کو اچھی لگتی ہیں نہ مخلوق خدا کو بھاتی ہیں۔

سارے انسان انسان بن کر رہیں، کسی کا کوئی عہدہ نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں **ان اکرمکم عند اللہ اتقکم** بس! یہی معیار ہے یہی معیار مجاہدین میں نظر آرہا ہے یا نہیں نظر آرہا؟ یہی حضرات منتظمین جن کو آپ نے دفتر میں دیکھا ہوگا کہ باعزت طریقہ سے الحمدللہ! بیٹھتے ہیں۔ آج تاسیسیہ والے بتائیں کیا ان کے ساتھ دوڑتے نظر آرہے ہیں یا نہیں نظر آرہے؟ کوئی فرق نہیں ہے، یہ بھی مجاہد آپ بھی مجاہد، مجاہد سب سے بڑا رینک ہے مجاہد سے بڑا رینک اور ہوسکتا ہے کوئی؟

بے وقوف ہے جو اس سے بڑا رینک ڈھونڈے یا اس سے نیچے آنے کی کوشش کرے۔ جو مجاہد بن جاتا ہے اس پر سارے اسٹار بند ہو جاتے ہیں۔ آخری اسٹار جو کسی کے کندھے پر لگتا ہے

مجاہد کا لگتا ہے۔

زیر زمین جہاد:

☆ پہلی چیز جو اس ملک میں جہاد کو برباد کرنے کے لئے کی جارہی ہے وہ ہے بدنیتی اور اس بدنیتی کے پیچھے ہمیں کچھ غیر لوگ کھڑے نظر آتے ہیں۔ وہ پاکستان کو خانہ جنگی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں ان دشمنوں نے پچھلے دنوں مجاہدین کی قیادت کو قتل کرنے کی کوشش کی ہے......

میں کہتا ہوں! موت کا وقت آئے گا
اور ہم لوگ مارے جائیں گے
مگر کیا بلال شہید بھی رک جائے گا؟
کیا آفاق بھی رک جائے گا؟
کیا وہ جہادی دعوت جو دنیا بھر میں پھیل چکی ہے رک جائے گی؟
کیا قرآن کی آیتیں اپنا اثر کھودیں گی؟
کیا نبی کی سیرت جلوہ نہیں دکھائے گی؟
کیا ہزاروں لاکھوں کے قریب یہ مبلغین جو تیار ہو رہے ہیں
ان ساروں کو ڈھونڈ لیا جائے گا؟

یاد رکھو! جہاد جب زمین پر رہتا ہے، بہت امن کے ساتھ دیکھ دیکھ کر چلتا ہے جب اس جہاد کو اپنے ہی لوگ ڈنڈے مارتے ہیں تو یہ بے چارہ زمین کے اندر چلا جاتا ہے وہاں اندھیرا ہوتا ہے پھر پتہ نہیں چلتا کون اس کے نیچے آیا ہے۔ مصر اور الجزائر میں جہاد کو زمین کے اندر گھسایا گیا اب کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کس نے کس کو مارا ہے۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں اگر مجاہدین کی موجودہ قیادت کو توڑا گیا، ختم کیا گیا تو حالات بہت سنگین رخ اختیار کر جائیں گے اور یہ مجاہدین پھر کسی کے قابو میں نہیں آئیں گے کسی کے بس میں نہیں آئیں گے۔

☆ دوسری چیز یہ کہ ان بدنیتوں کو خدا ہدایت دے اور یہ اس ملک کی حفاظت کریں لیکن ہر دن جہاد کے خلاف بک بک کے، بک بک کے انہوں نے ملک کی فضا کو متعفن کر دیا ہے۔ اللہ کا پاک فریضہ جس پہ پاک نبی کا خوشبودار خون گرا ہے اس کے اوپر یہ اپنی غلاظت ڈالنے کی کوشش

کر رہے ہیں تف ہے ایسے لوگوں کی زندگی پر۔

اب تو جهاد میں نکلو:

☆ تیسری چیز یہ ہے کہ کچھ لوگ بزدلی کی وجہ سے جہاد کی مخالفت کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ الہند نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں کو میں دیکھتا ہوں کہ بظاہر بڑے نیک، متقی، تلاوت، ذکر، تہجد میں رات دن مصروف ہیں، میں ان کے قریب جاتا ہوں اور قریب جا کے بات کرتا ہوں تو مجھے ان کے اندر سے بزدلی کی بدبو آتی ہے تو میں ان سے دور ہو جاتا ہوں۔

یہ لوگ اللہ کا نام لیتے ہیں لیکن اللہ سے ملنا نہیں چاہتے۔ اگر ان کے دل میں بہادری ہوتی اور واقعی ان کو جہاد پر کوئی شبہ ہوتا تو ختم ہو جاتا- کئی علما ایسے ہیں جن کو ہم نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے جنہیں جہاد پر شبہات تھے جب دور ہو گئے تو صف اول میں لڑنے چلے گئے مگر ان کے اشکالات تو دور ہونے کے نہیں، پہلے ان کے پاس مجاہدین جاتے تھے کہ چلیں جی جہاد پہ، کہتے کیوں چلیں جہاد پہ، افغانستان میں تو روس امریکا کی جنگ ہو رہی ہے۔

اچھا جی! نہیں جاتے ہو تو نہ جاؤ، پھر چند دن بعد کہا اب چلو کہا اب کیوں چلیں اب وہاں لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں اچھا جی! اب نہ جاؤ جہاد فرض نہیں رہا تم پر۔

اچھا جی کشمیر چلو پھر! نہیں؟ وہاں تو ایجنسیوں کا جہاد ہو رہا ہے جی پھر کشمیر میں کونسا اسلام نافذ ہو جائے گا؟ پہلے خدا سے لکھوا کے لاؤ کہ کشمیر میں اسلام نافذ ہو جائے گا پھر ہم چلیں گے جہاد میں یا جبرائیل اس پہ سائن کرے ہم پھر نکلیں گے۔

ایک اعتراض ختم تو دوسرا، دوسرا ختم تو تیسرا، تیسرا ختم تو چوتھا، یہ لوگ بزدل ہیں اور ان کی بزدلی کی نشانی یہ ہے کہ یہ لوگ جہاد کے لئے تیار نہیں ہوتے اور ان کی بزدلی کم خطرناک نہیں ہے بلکہ منافقت کے قریب قریب پہنچی ہوئی ہے، اللہ معاف کرے!

جهاد سے بچنے کے بهانے:

مدینہ کے منافقین جب جہاد میں نہ جانے کے لئے بہانے گھڑتے تھے تو کبھی کہتے کہ ان بیوتنا عورة جانے کے لئے تیار ہیں پیچھے گھر کا مسئلہ ہے۔ کوئی کہتا لا تنفروا فی الحر جانے کے لئے تیار ہیں مگر گرمی کا موسم ہے موسم ذرا ٹھنڈا ہوتا تو ہم ضرور چلے جاتے کوئی کہتا لو

نعلم قتالاً لاتبعناکم - کبھی کہتے کہ پچھلی دفعہ تو ہمیں لے نہیں گئے تھے اب ہمیں کیوں لے جاتے ہو۔

یا اللہ یہ منافق سچے ہیں یا جھوٹے ہیں؟ اللہ نے کہا جھوٹے ہیں اے اللہ! کیا دلیل ہے ان کے جھوٹا ہونے کی؟ فرمایا ولو ارادوا الخروج لاعدوا له عدة کہ اگر ان کے نکلنے کا ارادہ ہوتا تو تیاری باندھ کے رکھتے مگر یہ تو تیاری بھی نہیں باندھ رہے اور اوپر سے اعتراضات بھی کر رہے ہیں ولکن کره الله انبعاثهم لیکن اللہ نے ناپسند کیا کہ ان منافقوں کو میدان جنگ میں لے جائے فثبطهم انہیں زمین سے چپکا کر کہا اقعدوا مع القاعدین جاؤ زنانیوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ!

جو جہاد سے بچنے کے بہانے بناتا ہو اس کو کہو چلو! یہ سارے بہانے ختم ہو گئے پھر نیت ہے جانے کی؟ حالت تو یہ ہے کہ اسلحہ تک نہیں سیکھتے پھر جہاد پر اعتراضات کر رہے ہوتے ہیں- چلو بھی! سارے اعتراض ختم ہو گئے جبرائیل زمین پہ آ گئے ان کی امارت کا اعلان ہو گیا سارے مسلمان متحد ہو گئے مجاہدین نے آپس میں لڑنا جھگڑنا چھوڑ دیا سب کے ایمان کامل ہو گئے مضبوط ہو گئے- دشمن نے بھی اپنے ہتھیار سمندر میں پھینک کے اپنی طاقت کم کر لی تا کہ شرط پوری ہو جائے ساری شرطیں پوری ہو گئیں تو پھر بھی آپ کو تو گن چلانا بھی نہیں آتی-

چلو جی! جنگ میں جا کے پلاننگ تو کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ جنگ جوانوں سے زیادہ بوڑھوں کے دماغ سے لڑی جاتی ہے مگر ہمارے بوڑھے تو چل بھی نہیں سکتے، یہودیوں کے بعض بوڑھے کرسیوں کے اندر دھنسے رہتے ہیں انہیں سہارا دے کے اٹھایا جاتا ہے مگر جنگ کے نقشے اور ترتیب و تنظیم وہ بیٹھ کر خود کرتے ہیں۔

جہاد میں حصہ تو ہر آدمی لے سکتا ہے لیکن جس کی نیت ہی نہیں ہے اس کا کیا کریں؟ بزدل ہے اور ڈرتا ہے جنگ سے- کیا ایسے آدمیوں کے بہانے اس قابل ہوتے ہیں کہ سنے جائیں؟

دیکھو! جہاد پر اس آدمی کا اعتراض معتبر ہو سکتا ہے جس نے جہاد کی ٹریننگ لے لی ہو تیار بیٹھا ہو بستر کس کے اور بیوی کا ذہن بنایا ہو کہ میں چلا جاؤں گا تو پیچھے سے مجھے نہ چیکے گی نہ لپٹے گی اور نہ روئے گی، اپنے بچوں کو بھی سمجھا دیا کہ میں چلا جاؤں گا تم پیچھے سے شور شرابا نہیں کرنا۔

پورا ماحول بنا کے بیٹھا ہے اب کہتا ہے کہ جی میرے دل میں یہ اشکال ہے اس کا اشکال سن کے دور کیا جاسکتا ہے۔ جو جانا ہی نہیں چاہتا وہ اشکال نہیں کر رہا بہانہ بنا رہا ہے۔ اور بہانہ ساز کبھی مطمئن نہیں ہوسکتا۔

ہم کیوں پیچھے رہیں!

میرے محترم مسلمانو! ہم ان بزدل بھائیوں سے عرض کریں گے کہ ہم لوگ بھی قلبی طور پر کمزور ہیں اور بزدل ہیں لیکن جب ہم نے دیکھا کہ اللہ جہاد کا حکم دے رہا ہے تو ہم خود کو گھسیٹ کر لے آئے ہیں۔ ہمیں جب پتہ چلا کہ......

آقا مدنی ﷺ بھی جہاد میں چلے گئے
حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا بھی چلے گئے
ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جیسے بوڑھے بھی چلے گئے
علماء میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی چلے گئے
حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جیسے شاعر بھی چلے گئے
ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ جیسے قاری بھی چلے گئے
تو ہمیں بھی شرم آئی کہ سارے صحابہ تو چلے گئے
تو پھر ہم بھی خود کو گھسیٹتے گھسیٹتے لے آئے
ہم میں سے کون سے سارے کمانڈر ہیں
کون سے سارے پہاڑوں پہ چلنے کی طاقت رکھتے ہیں

جس سے خدا جس شعبے میں کام لے رہا ہے وہ خود کو گھسیٹ گھسیٹ کر لے آیا اور حتی الامکان مزید خود کو مضبوط کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اللہ کے بندو! تمہیں موت نہیں آئے گی وقت سے پہلے موت مجاہد سے ڈرا کرتی ہے۔ خدا کے لئے بزدلی چھوڑو! جہاد پہ اعتراضات چھوڑ دو، اسلام کے اس فریضے کو تم خراب نہ کرو! آجاؤ جہاد پر۔

فرشتے ہیں تمھارے جلو میں:

میرے دوستو! جب راتوں کو آپ جہادی تربیت کے لئے چلتے ہیں تو پتہ نہیں کتنے فرشتے آپ کے جلو میں ہوتے ہیں دائیں بائیں، یہ جو پاؤں کو مٹی لگتی ہے اس مٹی پر تو جنت کی زمین بھی رشک کرتی ہے کیونکہ اس پر جہنم حرام ہوجاتی ہے۔ یہ جو آنکھیں آپ کی جاگتی ہیں ان جاگنے والی آنکھوں پر رب کی رحمت آتی ہے۔ کیا ہم بدنیتوں اور بزدلوں کی وجہ سے یہ ساری نعمتیں چھوڑتے چلے جائیں گے؟

ہمارے پیارے پیارے بھائی شہید ہو رہے ہیں اللہ ہمیں بھی شہادت دے کیا آپ شہیدوں کے قافلے کو چھوڑ جائیں گے؟......

کتنی معطر مجالس ہیں
کوئی دنیا کا تذکرہ نہیں
کوئی دکھ کی بات نہیں
کوئی ایک دوسرے سے بغض وعناد نہیں
مجاہدین ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں
آنکھوں میں آنسو لے کر
کوئی سرحد پار کوئی ادھر
کوئی افغانستان کوئی کشمیر
سارے کمانڈر اکٹھے
سارے مجاہد اکٹھے
ایک ہی جگہ پر ایک چٹائی اور ایک دسترخوان پر
شہیدوں کی رفاقت
غازیوں کا پیار
مجاہدین کی دعائیں

جہاد کی مٹی جہاد کی فضائیں
جہاد کے نعرے، زمزمے، غلغلے
جہاد کی تھکاوٹ جہاد کا اٹھنا بیٹھنا

ناک میں دم یا دم میں ناک؟:

یقین جانیے! یہ دنیا میں جنت کے پھل ہیں کیا یہ سارے پھل ہم بدنیتوں کے کہنے پر چھوڑ دیں گے؟ دکانوں پر جا کے بیٹھے پیسے گن رہے ہوں گے؟ سڑکوں پہ جا کے عورتوں کے پیچھے سیٹیاں بجاتے پھر رہے ہوں گے؟

میرے یارو! باہر تو یہی غلاظتیں ہیں انہیں غلاظتوں کو چاہتے ہو یا معطر ماحول چاہتے ہو؟ یہ پاکیزہ ماحول یہ قرآن کی آوازیں۔ اللہ اکبر! جو مجاہدین شہید ہو گئے ہیں، وہ مجاہدین آپ کو دیکھ کے گئے ہیں محشر میں انہوں نے پہچان لیا تو کتنا مزہ آئے گا؟

وعدہ کرو جنت کا راستہ نہیں چھوڑوگے!:

یہ پیارا ماحول، یہ امن، یہ سکون، یہ اطمینان، دل کو ٹھنڈک پہنچتی ہے کہ نہیں پہنچتی؟ اتنے دن ہو گئے آپ سے کوئی گناہ ہوا ہے؟ چاہو بھی تو کوئی ظاہری گناہ نہیں کر سکتے ہو انشاء اللہ! کتنی زبردست تبدیلی پیدا ہوگئی ''اللہ اکبر'' ۲۴ گھنٹے گزر گئے اور گناہ کا خیال بھی نہیں آیا، دل پاک ہو گیا، یہ غلاظت دل سے رخصت ہوگئی تو اب اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے ماحول سازگار ہے اس کی محبت آجائے گی دل میں؟

اللہ کو حاضر ناظر جان کر آپ میں سے صرف وہ لوگ ہاتھ کھڑا کریں جو آج کے بعد نہ جہاد کے خلاف کوئی اعتراض توجہ سے سنیں گے اور نہ جہاد کے خلاف کوئی اعتراض کریں گے۔

اب وہ ساتھی جو پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے رستے جہاد فی سبیل اللہ میں امیر کی اطاعت کے تحت گذارنا چاہتے ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔

تمام ساتھی آج کی اس مبارک مجلس میں ہاتھ اٹھا کے اللہ کو حاضر ناظر جان کے عہد کریں

کہ اس وقت تک چین اور آرام سے نہیں بیٹھیں گے اور اپنے اوپر ایک بوجھ اور ذمہ داری سمجھیں گے جب تک پانچ افراد کو جہاد کے لئے تیار نہیں کر لیں گے انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمارے تمام اعمال کو قبول فرمائے۔ آمین،

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی
آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

جہاد کا جنون

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

اما بعد: فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ۔(التوبة:۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کیلئے جنت ہے، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ پر سچا توراۃ اور انجیل اور قرآن میں۔

پرانی یادیں:

میرے محترم ومکرم بھائیو، بزرگو اور دوستو! اور میرے ہم مشن اور ہمسفر ساتھیو! یہ میرے رب کا فضل اور اس کا کرم ہے کہ آج ساڑھے چھ سال کے عرصے کے بعد میں دوبارہ آپ حضرات میں موجود ہوں۔ دہلی کالونی مجھ سے اور میں دہلی کالونی سے اجنبی نہیں ہوں، اس مجمعے میں بہت سارے پرانے چہرے مجھے بہت ساری پرانی یادیں یاد دلا رہے ہیں، یہاں کے لوگوں کی محبت اور شفقت مجھے اس وقت بھی یاد آتی تھی جب میں دہلی کی جیل میں تھا۔ اور میں سوچتا تھا کہ دہلی کالونی والے کیسے ہیں؟ اور دہلی والے کیسے ہیں؟ آپ لوگ تو دہلی کو مشرکین کے ہاتھ میں چھوڑ کر آگئے۔ آج دہلی بہت بدل گیا ہے اللہ کرے دہلی کالونی نہ بدلی ہو اور اگر اس میں کوئی تبدیلی آئی ہو تو وہ اچھی تبدیلی ہو کوئی بری تبدیلی نہ ہو۔

آج مجھے بہت سارے چہرے ایسے بھی نظر آرہے ہیں جنہیں میں جوان چھوڑ کر گیا تھا مگر آج ان کی ڈاڑھیاں سفید دیکھ رہا ہوں۔ کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو آج یہاں نہیں ہیں قبروں میں جاچکے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ میں اور آپ بہت جلد یہاں نہیں ہوں گے۔ یہ خوبصورت مکانات جو آپ نے اپنے چھوٹے مکانات کو بڑے کر کے بنالیے ہیں ان میں رہنے کے لئے کوئی اور نسل پل رہی ہے، ہم مٹی کے اوپر بیٹھنے والے کل یقیناً اس مٹی کے نیچے چلے جائیں گے یہاں کوئی اور قوم ہوگی، یہاں کوئی اور افراد ہوں گے اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے اعمال کا حساب دے رہے ہوں گے۔

امامت وخطابت کیوں چھوڑی؟

محترم بزرگو اور نوجوانو! ایک سوال بار بار پوچھا جاتا ہے اور میں آج یہاں کے مسلمانوں کو اسی سوال کی روشنی میں ایک دعوت دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ سوال یہ پوچھا جاتا ہے کہ جب یہاں (دہلی کالونی ''چھوٹی مسجد'' میں) دین کا کام ہو رہا تھا اور بہت سارے لوگ جو سنت کے نور سے نا آشنا تھے وہ بیانات سن کے داڑھیاں رکھ رہے تھے، بہت ساری خواتین پردہ کی اہمیت سن کر پردہ کر رہی تھیں، بہت سارے نوجوانوں کی زندگیوں میں دین آ رہا تھا تو پھر آپ کو دہلی کالونی کی مسجد کی خطابت چھوڑ کر انڈیا کا سفر کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ پھر کشمیر میں جانے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی؟ اور پھر اپنے آپ کو مصائب میں مبتلاء کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

ایک سوال یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ کیا یہاں دین کی خدمت کے سارے دروازے بند ہو چکے تھے؟ کہ جیل کی کالی کوٹھڑی میں جا کے بیٹھنا پڑا۔ یہ خیال بھی بعض لوگوں کے ذہن میں آتا ہے کہ شاید وہ شخص جو کل شمیم مسجد ''دہلی کالونی'' میں بیٹھ کر درس قرآن دیا کرتا تھا وہ پاگل ہو چکا تھا اور اسی پاگل پن کی وجہ سے اپنے خدمت کرنے والے دوست احباب کو چھوڑ کر ان لوگوں میں چلا گیا جو خدمت تو نہیں کرتے تھے بلکہ مارتے پیٹتے تھے، کل تک یہاں داڑھیوں پہ بوسے لینے والے احباب تھے لیکن وہاں اس داڑھی کو اکھاڑنے والے موجود تھے، کل تک یہاں جوتا پہنانے والے بھائی تھے اور جیل میں اس جوتے کو اٹھا کر سر پہ مارنے والے دشمن تھے۔ کل تک محبت سے دیکھنے والی آنکھیں تھیں اور وہاں انڈیا کی جیل میں وہ آنکھیں تھیں جن میں نفرت کے شعلے تھے، جن میں غضب تھا، جن میں انتقام تھا۔

کوئی عقلمند آدمی اتنی راحت کی زندگی چھوڑ کر اتنی مشقت کی زندگی میں نہیں جا سکتا۔ یقیناً ایسا شخص پاگل ہو چکا تھا اس لئے مسجد کی خطابت اور تمام راحت چھوڑ کر انڈیا چلا گیا اور پھر گرفتار ہو کر دہلی جیل منتقل کر دیا گیا۔

جہاد کا عشق:

بس! اسی سوال کا جواب دینے کے لئے میں بے چین تھا کہ کب دہلی کالونی والوں سے ملاقات ہو اور میں انہیں دوٹوک بتادوں کہ واقعی آپ لوگوں نے سچ سمجھا ہے، حقیقت میں اب میں عقلمند نہیں رہا۔ میں پاگل ہو چکا ہوں اور مجھے پاگل کرنے میں بہت بڑا ہاتھ ان مجاہدین کرام کے خون کا ہے جو خون افغانستان کی سرزمین پہ گرا۔

اور مجھے بابری مسجد کی اس پکار نے پاگل کیا جس پر وہاں کے لوگ بھی خاموش بیٹھ گئے اور مسلمانوں کی مزید تین ہزار مسجدوں کو گرانے کا منصوبہ ہندوؤں نے بنالیا تھا۔ چنانچہ ہمیں پاگل بننا پڑا۔

اس لئے کہ ان عقلمندوں نے ہمیں کیا دیا؟ ان عقلمندوں نے ہمیں دوکاندار بنادیا اور ہمارے ہاتھوں سے اسلحہ چھین کر ترازو دے دیا، ہمیں دنیا کا غلام بنادیا ساری رات دوکانوں پر جاگنے والا بنادیا۔ ہم اس سودے کو بھول گئے جو ہمارے پیارے رب نے ہماری جان اور ہمارے مال کے بدلے کیا تھا۔

دہلی کالونی والو! کل تک تم ہی لوگ تھے جنہوں نے دہلی سے کفر وشرک کا صفایا کیا تھا، جن کے خاندان میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے جنم لیا تھا، جہاں سے شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسے اسلام کے جرنیل اٹھے تھے مگر آج دہلی والوں نے سوائے دوکانداروں اور دلالوں کے اور کیا چھوڑا ہے؟ ان عقلمندوں نے ہم پر یہ ظلم کیا کہ ہمیں اسلام کے راستے سے ہٹا کر کافروں کے راستے پر لگادیا، ان عقلمندوں نے ہم سے جہاد کے راستے کو چھین لیا۔ آج مسلمانوں کے گھروں میں جہاد کا تذکرہ تک نہیں ہے۔

یہ ویران ویران بستیاں:

آج بڑے بڑے شہر، محلے، کالونیاں اور بستیاں ویران پڑی ہیں ان میں ایک شخص

شہید ہونے اور اللہ کے لئے مرنے کے لئے تیار نہیں ہے- آج دنیا میں قومیت کے نام پر جان دینے والے زندہ ہیں- کیا رب کے ساتھ ہم مسلمانوں کا رشتہ اتنا کچا اور کمزور ہو گیا ہے کہ ہم اسے جان دینے سے ڈرتے ہیں، ہم اسے سجدے تو بہت کرتے ہیں مگر اس کی ملاقات سے ڈرتے ہیں-

جہاد کے پروانوں کی ضرورت:

ان عقلمندوں نے ہمیں کیا دیا؟ انہوں نے ہمارے گھروں سے اسلام کو نکال کر کفر کو داخل کیا، اب ضرورت ایسے پاگلوں کی ہی تھی......

جو اللہ تعالی کی محبت میں پاگل ہو چکے ہوں

جو رسول اللہ ﷺ کے عشق میں پاگل ہو چکے ہوں

جو بابری مسجد کے تحفظ کے لئے پاگل ہو چکے ہوں

جو اپنی آئندہ نسلوں کا ایمان بچانے کے لئے پاگل ہو چکے ہوں

جو چیچنیا کے مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لئے پاگل ہو چکے ہوں

جو فلسطین کے مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لئے پاگل ہو چکے ہوں

جو کوسوو کے مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لئے پاگل ہو چکے ہوں

جو افغانستان کے مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لئے پاگل ہو چکے ہوں

جو کشمیر کے مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لئے پاگل ہو چکے ہوں

آج اس امت کو ان عقلمندوں کی ضرورت نہیں ہے جو صبح و شام دنیا کماتے ہیں اور دنیا کماتے کماتے مرجاتے ہیں- مگر کافر ہمیں کھاتے جارہے ہیں اور مسلمانوں پر غالب آتے جارہے ہیں- جاؤ! یہودیوں کے اسکولوں میں دیکھو! ویڈیو فلمیں دکھائی جارہی ہیں کہ مسلمان بیٹی اور بہن کل کس طرح بازاروں میں فروخت کی جائے گی؟ یہ ساری باتیں وہ اپنی یہودی نسل کو

سکھا رہے ہیں اسلئے کہ کل انہوں نے یہ کھیل بخارا اور ثمرقند میں کھیلا تھا اور آج وہ یہاں کھیلنا چاہتے ہیں-

ہمیں پاگل کردیا ہے ان مظلوموں کی آہوں نے جن کو آج ہم نے اپنی دوکانداری کے چکر میں بھلا دیا ہے- جس دن لوگوں پر قحط پڑ رہا ہو اور چیزیں مہنگی فروخت ہو رہی ہوں اس دن سارا سارا دن اور ساری ساری رات دوکانوں پر بیٹھنا تو ہم سیکھ چکے ہیں مگر ہماری ایک گھڑی ان محاذوں پر نہیں گزرتی جہاں ہمارے پیارے نبی ﷺ کی زندگی کے دس سال گذرے تھے- آج ہم نے اس دنیا کی خاطر تکالیف برداشت کرنا تو سیکھ لی ہیں لیکن اللہ تعالی کے دین کی خاطر ہمارے جسم تکالیف برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں-

موت کا وقت مقرر ہے:

دہلی کالونی کے مسلمانو! ہمارا رب ہمیں دیکھ رہا ہے، وہ سب پر حاوی ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا! جو انسان اللہ تعالی کے لئے جان دینا چاہتا ہے وہ اللہ تعالی کے یہاں بہت قیمتی بن جاتا ہے اور جو اللہ تعالی کے لئے جان نہیں دینا چاہتا اس کی جان بالکل گھٹیا، ذلیل اور ناکارہ ہو جاتی ہے- اس دنیا میں کوئی نہیں بچتا- اللہ تعالی کے لئے جان دینے والے بھی اپنے وقت ہی پر مرتے ہیں- چھ سال چوبیس دن تک میں دشمنوں کی قید میں رہا، چاروں طرف ان کی بندوقیں تھیں مگر میرے رب نے مجھے نہیں مارا میں زندہ سلامت واپس آپ کے سامنے موجود ہوں-

آج وہ مجھے مارنے کے لئے روزانہ لاکھوں ڈالر خرچ کررہے ہیں کہ کسی جگہ بم دھماکے کے ذریعے اسے ماردیں یا گولی کے ذریعے اسے ختم کردیں- مگر جب تک میرے رب نے میرے سانس لکھے ہیں وہ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے- جو مرنا چاہتا ہو وہ بھی وقت پر ہی مرے گا اور جو نہ مرنا چاہتا ہو وہ بھی اپنے وقت پر ہی مرے گا لیکن جو لوگ اللہ تعالی کے لئے جان دینا چاہتے ہیں ان کی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے-

قربانی کے بکرے:

میرے محترم بزرگو اور دوستو! قربانی کے موقع پر گھروں میں ہم بکرے پالتے ہیں ان کی جان ہمارے لئے قیمتی ہوتی ہے انہیں کھلاتے ہیں ان کی خوب حفاظت کرتے ہیں۔ پورے شہر کے گھروں میں ایک سؤر بھی نہیں بندھا ہوتا کیونکہ سؤر کی جان سے ہمیں کچھ لینا دینا نہیں ہوتا۔ ہم جب اللہ تعالیٰ کو جان دینے والے بن جاتے ہیں تو پھر......

اللہ ہمیں غیب سے کھلاتا ہے

اللہ ہمیں اپنے خزانوں سے پلاتا ہے

اللہ ہمارا تحفظ کرتا ہے

اللہ ہماری حفاظت کرتا ہے

لیکن ہم کہتے ہیں کہ یا اللہ! تیرا نام تو لیں گے مگر جان تجھے نہیں دیں گے۔

یا اللہ! تیرے ساتھ وعدے تو بہت کریں گے مگر جان تجھے نہیں دیں گے، اپنے سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ تو کہیں گے مگر جان تجھے دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ نمازیں اس لیے پڑھیں گے کہ روزی میں برکت ہو جائے مگر اللہ کو جان دینے کے لئے تیار نہیں تب اللہ تعالیٰ کے یہاں ہماری اس جان کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ پھر کافر ہمیں اس حال میں دفن کرتے ہیں کہ ہمارا جنازہ پڑھنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔

کچے گھر کی زیارت:

میں ایک بار لندن گیا تو میرے میزبانوں نے مجھے ایک بازار دکھایا اور بتایا کہ یہ بہت بڑی قیمتی مارکیٹ ہے، اس مارکیٹ میں عرب شہزادے خرید و فروخت کے لئے آتے ہیں اس لئے اب اس مارکیٹ کو صرف دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آرہے ہیں۔

چند دن پہلے مجھے ایک گھر میں جانا ہوا جس گھر میں دو جوان بیٹے تھے وہ دونوں بیٹے

اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں قبول کر لئے۔ ایک کشمیر میں شہید ہوا اور دوسرا افغانستان میں شہید ہو گیا۔

میں ان کے گھر گیا تا کہ میں اس باپ کو دیکھ سکوں جس کے خون میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی تھی کہ جس کے ایک نہیں دو بیٹے اللہ نے اپنے راستے میں قبول فرما کے عزت کا تاج اس کے سر پر رکھ دیا۔ میں چاہتا تھا کہ اس ماں سے بھی ملوں، جب قیامت کے دن مائیں پریشان ہوں گی تو یہ ماں اتنی اونچی ہوگی کہ اس کا ایک بیٹا کشمیر کی وادی سے اماں اماں کہتا ہوا اٹھے گا اور دوسرا افغانستان سے اماں اماں کہتا ہوا اٹھے گا دونوں ہاتھ پکڑ کے بلا حساب و کتاب اپنی ماں کو جنت کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ (انشاء اللہ)

میں نے کہا کہ لوگ تو لندن کی اس مارکیٹ کو دیکھنے جاتے ہیں جہاں سے عرب شہزادے خرید و فروخت کرتے ہیں۔ مگر میں اس ماں کے کچے گھر کو دیکھنے آیا ہوں جہاں سے رب نے خریداری کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا خریدار بنا، اللہ نے آپ کے مال کو قبول کیا ہے، اللہ نے آپ کے بیٹوں کی جان کو قبول کیا ہے۔

ہے کوئی جنت کا خریدار؟:

ہمارا رب خریداری کی آوازیں لگا رہا ہو، رب بولی لگا رہا ہو کہ آؤ! کوئی ہے، جو مجھ سے جنت لے لے! یا اللہ جنت کے بدلے کیا دینا پڑے گا؟ جواب ملتا ہے کہ کچھ نہیں دینا پڑے گا مجھ سے ملاقات کرنی پڑے گی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یا اللہ! تجھ سے ملاقات نہیں کریں گے، تجھ سے ملاقات کرنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ اگر ہم اللہ سے نہیں ملنا چاہتے تو پھر کس سے ملنا چاہتے ہیں؟ جبکہ ہم اپنی زبانوں سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ، ماں سے ستر گنا زیادہ محبت کرتا ہے، ہم ماں سے تو ملنا چاہتے ہیں پھر اللہ سے کیوں نہیں ملنا چاہتے......

اللہ تعالیٰ صدائیں لگا رہا ہے

اللہ تعالیٰ بولی لگا رہا ہے

ہے کوئی جو اپنا مال لائے؟

ہے کوئی جو اپنی جان لائے؟

یہ جان بھی میں نے دی اب میں ہی اس کا خریدار ہوں

یہ مال بھی میں نے دیا اب میں ہی اس کا خریدار ہوں

ہے کوئی جو دونوں چیزیں مجھے فروخت کرے؟

میں ان کے بدلے جنت دوں گا

خوش قسمت لوگ آگے بڑھتے ہیں

خوش قسمت لوگ اپنی جانیں نچھاور کرتے ہیں

صحابہ کا کوئی گھر بتادو! جہاں شہید اور زخمی نہ ہو؟

آج ہمارے گھروں کی حالت یہ ہے کہ

یہاں سے جہاد میں نکلنے کیلئے کوئی تیار نہیں

میرے بزرگو اور دوستو! جہاد کے مسئلے کو سمجھے بغیر اگر ہم لوگ مرگئے تو اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیں بہت زیادہ ندامت کا سامنا کرنا ہوگا۔ ہم پہلے مسلمانوں سے زیادہ مقدس نہیں ہیں کہ ہم سے حساب وکتاب نہیں ہوگا۔ ہم صحابہ کرامؓ سے زیادہ غریب نہیں ہیں کہ ہم جہاد میں کچھ نہیں لٹا سکتے، ہم ان سے زیادہ پریشان حال نہیں ہیں کہ میدان جہاد میں خود نہیں نکل سکتے۔

میرا گھر ویران نہ ہو:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت تو یہ تھی کہ بیوی خاوند کو جہاد میں نکلنے کی ترغیب دے رہی ہے اور اپنے چار بیٹوں کو بھی نکال رہی ہے اور خود بھی بے تاب ہوکر میدان جہاد میں پہنچ رہی ہے۔ اور بعد کے مسلمانوں کی کیا حالت تھی؟ تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک خاتون نے پہلے سال جہاد میں اپنے ایک بیٹے کو بھیجا وہ شہید ہوگیا پھر خاوند کو بھیجا وہ شہید ہوگیا پھر اپنے چھوٹے بیٹے کو بھیجا وہ

شہید ہوگیا۔

اگلے سال جب جہاد کی آواز مجاہدین نے لگائی تو وہ خاتون سجدے میں گر کر رونے لگی کہ یا اللہ! اس سال میں جہاد میں کسے بھیجوں؟ گھر میں کوئی مرد نہیں رہا کیا اس سال میرا گھر ویران رہے گا؟ اس گھر سے جہاد کے لئے اس سال کوئی نہیں نکل پائے گا؟ اس سال یہ اہم فریضہ میرے گھر سے ادا نہیں ہوگا؟ اسے جب کچھ نہ دکھائی دیا تو اپنے سر کے کچھ بال کاٹے اور ایک رسی بنائی اور جاکے مجاہدین کے امیر کو دے کر کہنے لگی کہ میرے دونوں بیٹے شہید ہوچکے ہیں، خاوند بھی شہید ہوچکا ہے، گھر میں کوئی اور مرد نہیں ہے، جو جہاد میں نکلے لیکن میں جہاد سے محروم نہیں رہنا چاہتی۔

امیر محترم! میری اس چوٹی کو اپنے اس گھوڑے کی لگام میں شامل کرلیجئے گا جس پہ آپ جہاد میں جائیں گے۔ تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ کہہ سکوں کہ یا اللہ! تیری اس بندی کا اس سال بھی جہاد کا ناغہ نہیں ہوا، اس سال بھی میرا جہاد قضاء نہیں ہوا اس سال بھی میں نے جہاد میں اپنا پورا حصہ دیدیا۔ وہ کیسے لوگ تھے؟ کتنے عظیم لوگ تھے؟

بیٹے کی حور سے شادی:

ایک خاتون کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ایک عالم دین کی تقریر سن رہی تھی، اس عالم نے شہادت کے واقعات بیان کئے کہ دنیا کی لذتیں ڈھونڈھنے والو! شہادت کی موت تو دنیا کی حوروں سے بھی زیادہ لذیذ ہے، شہادت کی موت تو جنت کے دودھ اور شہد سے بھی زیادہ لذیذ ہے، جنت میں جاکر کوئی شخص واپسی کی تمنا نہیں کرے گا مگر شہید جنت میں جاکر بھی یہی کہہ رہا ہوگا کہ یا اللہ! مجھے واپس بھیج دے تاکہ میں پھر شہادت کا مزہ حاصل کروں۔ جب شہید کی جان نکلتی ہے تو اسے بڑا لطف آتا ہے۔

مجاہد کا نظارہ کرنے کے لئے حوریں جنت سے نکل کر پہلے آسمان پہ آتی ہیں وہاں سے بیٹھ کر مجاہدین کی زیارت کرتی ہیں۔

عالم شہادت کے فضائل بیان کر رہے تھے کہ وہ خاتون کھڑی ہوئی کہنے لگی، مولانا صاحب! میرا ایک بیٹا ہے جس کا نام ابراہیم ہے جو ابھی بالغ ہوا ہے میں چاہتی ہوں کہ اس کی شادی حور کیساتھ ہو جائے خدارا! آپ اسے لے جائیں! اور میں دس ہزار سونے کے دینار مہر میں دے رہی ہوں، یہ میری اس حور بہو کا مہر ہوگا آپ اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیجئے گا!

پھر اپنے بیٹے کو گلے لگا کر کہا بیٹا جا! اب جنت میں ملاقات ہوگی- اپنی پیٹھ پر زخم نہ کھانا ورنہ میں رب کے یہاں شرمندہ ہو جاؤں گی- بیٹا گھوڑے پہ بیٹھا ہوا ہے، ماں رخصت کر رہی ہے، حافظ قرآن اس کے بیٹے کے چاروں طرف قرآن کی یہ آیت پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ''اللہ تعالی نے جنت کے بدلے ایمان والوں کی جان اور مال خرید لیا ہے''- میدان جنگ گرم ہوا مگر ماں کو نیند نہیں آ رہی آنکھ لگی تو بیٹا خواب میں آ کر کہتا ہے کہ اماں! تیری بہو حور آج مجھے مل چکی ہے-

ہر پریشانی کا علاج:

آپ حضرات سے میری ہمدردانہ اپیل ہے کہ! جہاد کو سمجھیں بہت سے مسلمان تو جہاد کو جانتے اور مانتے تک نہیں- اتنا اہم فریضہ جس پر رسول اللہ ﷺ کا خون گرا ہوا ہے اس کی طرف مسلمانوں کی کوئی توجہ نہیں، قرآن کریم میں اس فریضے کے بارے میں کم وبیش ساڑھے چار سو آیات ہیں، قرآن میں تھوڑا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح جہاد فرض ہے مگر ہم کتنا اس فرض کو ادا کرتے ہیں؟ جب ہمارے سروں پر چاروں طرف سے پریشانیاں، مصیبتیں آتی ہیں تو پھر رو رو کر کہتے ہیں کہ ہمیں یہ گھریلو پریشانی ہے اور ہمیں وہ پریشانی ہے-

کاش! ہم نے جہاد کے راستے کو اختیار کیا ہوتا تو آج یہ چھوٹی موٹی کاروباری پریشانیاں اور یہ گھریلو پریشانیاں ہمارے قریب نہ آتیں- اسلئے کہ مجاہد تو اللہ کا ہوتا ہے اس کے

ایک ایک قدم پر اللہ تعالی کی رحمتیں اور اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اس کی دعاؤں کو اللہ تعالی ایسے سنتا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کو سنا جاتا ہے لیکن معلوم نہیں ہم مسلمانوں کے بازوؤں میں کس نے ٹھنڈک کے انجکشن لگا دیئے ہیں-

بے حسی کے انجکشن:

آج مسلمان ذبح ہو رہے ہیں اور تڑپائے جا رہے ہیں- مگر ہمارے دل کے اندر ذرا سی بھی نرمی پیدا نہیں ہوتی، ہمارے دل میں اف تک نہیں ہوتی- آج ہر طرف......

کیا بیت رہا ہے؟
مسلمان کس حالت میں ہیں؟
میں خود جیل میں دیکھ کر آیا ہوں
مسلمانوں کو بجلی کے کرنٹ لگائے جاتے ہیں
انہیں الٹا لٹکایا جاتا ہے
ان کی داڑھیوں میں پیشاب کیا جاتا ہے
وہ کلمہ پڑھتے ہیں ان کے منہ میں پیشاب کیا جاتا ہے
وہ مسلمانوں کو پکارتے ہیں
انہیں مشرک ہنس ہنس کر کہتے ہیں کہ
مسلمان تو تاجر اور دوکاندار بن چکا ہے
مسلمان بزدل بن چکا ہے
تم کسے پکار رہے ہو؟
اب تمہیں اسی ذلت میں رہنا پڑے گا
تمہیں اسی طرح سے ذلیل ہونا ہوگا

بتاؤ تو سہی! کل قیامت میں ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے؟

جہاد کے انکار سے توبہ کیجئے:

اگر رسول اللہ ﷺ ستائیس بار جہاد کے لئے نکلے تھے تو اے مسلمان! تو بتا کتنی بار جہاد میں نکلا ہے؟ اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سارا مال جہاد میں قربان ہو گیا تھا تو مسلمان بتائے کہ اس کا کتنا مال جہاد کے راستے میں لگا ہے؟ اگر صحابہ کرام کے جسم جہاد میں زخمی ہوئے تھے تو ہم اپنے ان ہٹے کٹے جسموں کو رب کے سامنے لے جا کر کس منہ سے پیش ہوں گے؟

میرے عزیز دوستو! جہاد کا اہم فریضہ سمجھنے کی کوشش کیجئے! اور جہاد کے اس فریضہ کو اپنے دلوں میں اتار لیجئے! کم از کم جہاد کے انکار سے ضرور توبہ کر لیجئے! ورنہ قرآن کی ساڑھے چار سو آیات کا انکار کر کے ہم اپنے رب کے سامنے پیش نہیں ہو سکتے۔

میں آپ حضرات کو صرف ایک بات کی دعوت دیکر اپنی گفتگو کو ختم کرتا ہوں۔ آپ حضرات تو دین کی باتیں سمجھنے والے لوگ ہیں، ہمارے سامنے ایک سیدھا اور صاف راستہ موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں مجاہدین کا ایک عملی پلیٹ فارم عطاء کیا ہے۔ ہم لوگ دائیں بائیں سے آنکھیں موڑ کر جہاد کے مبارک راستے میں نکل پڑیں کہ اے اللہ! جہاد کے بارے میں جو غفلت تھی وہ آج سے ختم اب ہم نے انشاء اللہ! اس راستے کو اختیار کرنا ہے، اب ہم صبح و شام اس مبارک رستہ میں نکلیں گے۔

اور اگر خدا نخواستہ ابھی تک دل میں بزدلی اور خوف چھایا ہوا ہے تو میری ایک گذارش یاد رکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار ضرور کرتے رہئے کہ یا اللہ! ہم بہت بڑے مجرم ہیں کہ ہم نے جہاد نہیں کیا، ان دو باتوں کے علاوہ تیسرا رستہ کوئی مسلمان اختیار نہ کرے کہ گھر میں بیٹھ کر پیٹ پر ہاتھ پھیر کر ان مجاہدین کرام کی مخالفت کرے جن کے ساتھ مل کر لڑنے کیلئے فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ کی نصرت اترتی ہے۔ ہماری زبانیں ان مجاہدین کے خلاف چلیں؟ ہم جہاد کے فریضے کو الٹنے پلٹنے کی کوشش کریں؟ یہ ظلم کوئی مسلمان نہ کرے۔

میرے دوستو اور بزرگو! یا تو مسلمان جہاد میں نکل کر اس لذت والے فریضے کا مزہ چکھے اور اگر وہ خود عملاً شریک نہیں ہو سکتا اور اپنے گھر میں سے بھی کسی کو نہیں نکال سکتا اور اللہ تعالیٰ اس گھر میں سے کسی کو قبول نہیں کر رہا، ابھی تک مال میں نحوست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال کو جہاد میں قبول نہیں کر رہا تو پھر توبہ کرنا! استغفار کرنا اور ہر نماز کے بعد کہنا چاہیے کہ یا اللہ! اتنا اہم اور مذہبی فریضہ جو ہم پر تو نے لاگو کیا مگر ہم اس سے غافل رہے، ہم گنہگار ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دے، یا اللہ! ہمیں جہاد پہ کھڑا کر دے! ممکن ہے کہ بخشش کا راستہ نکل آئے۔

اللہ کی فوج:

کہیں ایسا نہ ہو ہم خود بھی جہاد نہ کریں اور ان مجاہدین کے مبارک راستے میں رکاوٹ بھی بن جائیں......

جو مسلمان ماؤں، بہنوں کے تحفظ کے لئے
اپنی ماؤں، بہنوں کو بھولے ہوئے ہیں
جنہوں نے مسلمانوں کے گھروں کو بمباری سے بچانے کے لئے
اپنے گھروں کو اکیلا چھوڑ رکھا ہے
جو مسلمانوں کو روزی پہنچانے کے لئے
اپنا کھانا پینا بھول چکے ہیں
جو اللہ تعالیٰ کے عاشق ہیں
جو اللہ تعالیٰ کی فوج ہیں
جو اللہ کے لئے اپنی جان دینے کی ہمت رکھتے ہیں
یہ وہ عظیم لوگ ہیں جنہیں میدان جہاد تک بھیجنے کے لئے
رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ چلا کرتے تھے

یہ وہ عظیم لوگ ہیں جن سے دعاؤں کی درخواست
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے
یہ وہ عظیم لوگ ہیں جن پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں
ان عظیم لوگوں پر انگلی اٹھا کر
ان کی مخالفت کرنا کسی مسلمان کے لئے قطعی طور پر ناجائز ہے

ظالم اقوام متحدہ:

میں اپنے کارکنوں سے گذارش کروں گا کہ مسلمانوں کا ایمان بچانے کیلئے اپنا آرام چھوڑ دیں، ایک ایک مسلمان کو جا کر جہاد کا مسئلہ سمجھائیں- یہ مسئلہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو یاد کرائیں کہ جہاد نماز کی طرح فرض ہے، اس فرض کو مسلمان زندہ کریں گے تو ان کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے- ہم پر کوئی ظالم اقتصادی پابندیاں نہیں لگا سکتا، کوئی ہماری روٹی بند نہیں کر سکتا- یہ خواہ مخواہ کی دھمکیاں ہیں کہ اگر مجاہدین آگے بڑھتے رہے تو ہم ان پر اقتصادی پابندیاں لگا دیں گے-

ظالمو! ہم تمہیں اپنا رازق نہیں سمجھتے ہمارا رازق صرف اور صرف اللہ ہے، ان ظالموں نے افغانستان والوں کی روٹیاں بند کی ہیں- تم تو چھوٹا سا کیک پیس کھا کے ڈکار لیتے ہو جو تمہیں ہضم نہیں ہوتا پھر اس پر ہاضمے کی گولیاں کھاتے ہو مگر اللہ ان افغانیوں کو ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ کی لمبی روٹیاں کھلا رہا ہے، دنبے کا گوشت کھلا رہا ہے- تمہاری اقتصادی پابندیوں نے ان پر کونسا ظلم سڑھا دیا؟ میرا رب روزی دینے والا ہے وہ روزی دینا جانتا ہے-

اقوام متحدہ والے ہمیں ڈرا ڈرا کے اسلام کی راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں- کہتے ہیں کہ ہم تمہارے گھروں سے عیش و عشرت کے سامان چھین لیں گے اگر انہوں نے ہم مسلمانوں سے ہماری گاڑیاں چھین لیں تو ہم گھوڑوں پہ بیٹھ کر آئیں گے اور ان کافروں کے سروں پر حکومت

کریں گے- جب یہ لوگ ہم سے روٹی چھین لیں گے تب ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت کی روٹی ملے گی، وہ عزت کی روٹی جسے ہم کھا کر بیمار نہیں پڑیں گے- ہمارے جذبات صحیح ہوں گے، ہمارا ایمان ترقی کرے گا-

اقوام متحدہ والے چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گرد مجاہدین کا جو حصار ہے جن کی وجہ سے آج مسلمانوں کی دنیا بھر میں عزت ہے اس حصار کو توڑ دیں اور پھر مسلمانوں کو تر نوالہ بنا کر کھا جائیں- اسلئے سارے مسلمان جہاد کو ایک فرض سمجھ کر، ایک عبادت سمجھ کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ایک حکم سمجھ کر اس میں محنت کریں تب دیکھیں کہ ان شہروں، محلوں اور بستیوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں کس طرح سے نازل ہوتی ہیں-

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ آله و صحبه اجمعین .برحمتک یا ارحم الرحمین

علماء سے گزارش

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

اما بعد: فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم واموالهم بأن لهم الجنة ط یقاتلون فی سبیل الله فیقتلون ویقتلون وعداً علیه حقاً فی التوراة والإنجیل والقرآن۔(التوبة:۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اوران کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے،لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمہ پر تورات اورانجیل اورقرآن میں۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: وعدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم غزوة الهند. فان ادرکتها انفق فیها نفسی ومالی وان قتلت کنت افضل الشهداء، وان رجعت فانا ابو هریرة المحرر من النار۔ (نسائی: ج ۲/۶۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ''غزوہ ہند'' کا وعدہ کیا۔پس اگر میں (ابو ہریرہ) نے اپنی زندگی میں غزوۂ ہند کو پالیا تو میں اس میں اپنی جان اور مال دونوں خرچ کروں گا۔ اور اگر میں اس غزوہ میں شہید کر دیا گیا تو میں افضل شہید ہوں گا۔اور اگر میں اس غزوہ سے واپس لوٹ آیا تو میں (ابو ہریرہ) جہنم سے آزاد ہوں گا۔

محترم ومکرم حضرات علماء کرام! مرشد العلماء، وکیل اہل حق حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ اور شیخ الحدیث، خادم المجاہدین حضرت اقدس مولانا مفتی نظام الدین شامزئی دامت برکاتہم العالیہ کی موجودگی میں میرا آپ حضرات سے بات کرنا کچھ عجیب سا لگتا ہے لیکن ہم نے پہلے ہی اس دعوت نامے میں جو حضرت اقدس کی طرف سے جاری کیا گیا تھا، بے ادبی سے بچنے کے لئے لکھ دیا تھا کہ یہ کوئی جلسہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک مجلس مشاورت ہے جس میں کچھ حالات، کچھ کارگزاری اور جہاد کے متعلق موجودہ صورتحال آپ حضرات کے سامنے بیان کرنا مقصود ہے۔

میڈیا کی اسلام دشمنی:

اس دور میں میڈیا اور ذرائع ابلاغ نے ظاہری طور پر جتنی ترقی کر لی ہے مسلمانوں کے

لئے اتنے ہی زیادہ مصائب اور مشکلات پیدا ہو گئی ہیں- مجاہدین کے حق میں لکھنے والے قلم بہت تھوڑے سے ہیں، مسلمانوں کی خبروں کو صحیح انداز سے پیش کرنے والے ذرائع ابلاغ چار دیواری کے اندر تک ہی محدود رہتے ہیں- اس لئے مجاہدین کے خلاف مختلف افواہیں ہیں، مایوس کرنے والی باتیں ہیں- اور دھوکہ دینے کے لئے ایسی ترتیبیں بنائی گئی ہیں کہ بڑے بڑے مسلمان حالات کی خرابی کا رونا رو کر اپنے دل تھام کر بیٹھ جاتے ہیں-

جس طرح سابقہ تاریخ کو مسخ کر کے ہمارے صحابہ کرام، ائمہ عظام، فقہاء کرام اور محدثین عظام پر کیچڑ اچھالی گئی بعینہ اسی طرح آج میڈیا اور ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے جھوٹ کو سچ بنا کے پیش کیا جاتا ہے اور جھوٹ کو اتنی طاقت اور قوت کے ساتھ بولا جاتا ہے کہ سچ کو ڈھونڈنا کافی مشکل ہو چکا ہے-

۳۱/ دسمبر کی خوشی:

اللہ رب العالمین نے چند روز پہلے مسلمانوں کو ایک عظیم خوشی نصیب فرمائی تھی جس خوشی کے اثرات آج تک پورے عالم میں محسوس کئے جا رہے ہیں- چند دن پہلے حضرت اقدس مدنی رحمہ اللہ کے ایک شاگرد رشید برطانیہ سے تشریف لائے انہوں نے بتایا کہ ۳۱ر دسمبر کے واقعہ کے دن برطانیہ میں ایک جشن کا سماں تھا-

مسلمان مسجدوں میں جمع ہو کر خوشی سے شکرانہ کے نوافل پڑھ رہے تھے، خواتین روزوں کی منت مان رہی تھیں اور میں ایسے بہت سے مسلمانوں کو بھی جانتا ہوں جنہوں نے پتا نہیں کتنے مہینوں کے روزوں کی نذر مانی تھی اور ایک ایک ہزار شکرانہ کے نفل ادا کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے عرصے کی شکست، مایوسی اور پریشانی کے بعد مسلمانوں کو امید کی ایک کرن اور روشنی دکھائی ہے اور پورے عالم اسلام کو خوشی نصیب فرمائی ہے......

یہ خوشی اس بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو اسلام کے مقابلے میں شکست دی ہے

یہ خوشی اس بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو کفر پر فتح دی ہے

یہ خوشی اس بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے
مشرکوں کی ناک کو مٹی میں رگڑا ہے
مشرکین کو ذلیل و خوار کیا ہے

یہ خوشی ایسے وقت میں حاصل ہوئی جب کہ ہمیں بتایا جا رہا تھا کہ
مسلمان ختم ہو چکا ہے
مسلمان بک چکا ہے
مسلمان جہاد سے بیٹھ چکا ہے
مسلمان بزدل ہو چکا ہے
لیکن چند نوجوانوں کی قربانی نے ثابت کر دیا کہ
مسلمان کل بھی زندہ تھا اور
مسلمان آج بھی زندہ ہے

اگر مسلمان نے جہاد کو اسی طرح مضبوطی سے تھامے رکھا تو اسے نہ کوئی شکست دے سکتا ہے اور نہ جیل کی دیواریں اس کے راستے کی رکاوٹ بن سکتی ہیں، نہ دنیا میں ایجاد ہونے والے بڑے بڑے میزائل، یہ سیارچے اور دشمن کی بڑی بڑی آبدوزیں مجاہدین کی یلغار کو روک سکتی ہیں-

۳۱ر دسمبر کی خوشی اس بات کی تھی کہ کافر و منافق ہمیں بتا رہے تھے کہ شکست تمہارا مقدر بن چکی ہے- اور قرآنی وعدہ کہ اللہ تعالیٰ مجاہدین کی نصرت کرتا ہے (نعوذ باللہ!) یہ بات جھوٹی ہے- لیکن ۳۱ر دسمبر کی صبح نے ساری دنیا کو یہ بتا دیا کہ واقعی اگر مسلمان جان دینے کے لئے میدان میں اترے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت آسمانوں سے اترتی ہے-

میدان کے شہسوار:

کافروں اور منافقوں کو ۳۱ ردسمبر کا یہ واقعہ ہضم نہیں ہو رہا تھا اور ابھی تک نہیں ہو رہا ہے، انہوں نے اس واقعہ پر قابو پانے کے لئے بہت کوشش کی ہے۔

اس لئے کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ......

۳۱ ردسمبر کی ہائی جیکنگ میں رہا ہونے والا شخص کون ہے؟

اس کا تعلق علماء کی کس جماعت کے ساتھ ہے؟

کس طبقے کے علماء کا ہاتھ اس کے سر پر ہے؟

ان علماء کا ماضی کیا ہے؟

ان علماء کا حال کیا ہے؟

اس طبقے کی یلغار کیسی ہوتی ہے؟

ان کی للکار کیسی ہوتی ہے؟

یہ علماء کا طبقہ صرف کہنے والا نہیں

بلکہ کرنے والا بھی ہے

یہ صرف گفتار کے غازی نہیں

بلکہ میدان کے شہسوار ہیں

ان سب حالات کا جائزہ لینے کے بعد ان کافروں اور منافقوں نے اس واقعہ کو خراب کرنے کے لئے طرح طرح کی بے بنیاد باتیں پھیلائیں۔ اخبارات میں یہاں تک لکھا گیا کہ یہ ''را'' کی سازش ہے اور بھارت کی ایجنسی نے اپنے طور پر یہ سارا ڈرامہ رچا کر اس کو آزاد کرانے کی کوشش کی ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس کھیل میں فلاں فلاں کا ہاتھ ہے اس کا مقصد مجاہدین میں آپس میں اختلاف وانتشار ڈالنا ہے۔ ایسی بے بنیاد باتیں کہی گئیں ہیں کہ اگر وہ باتیں کسی پتھر

کے سامنے بھی کہی جائیں تو وہ پتھر بھی طنزاً ہنس پڑے گا اور کہے گا کہ شرم کرو! کس منہ سے کیا بات کہہ رہے ہو لیکن یہ ساری باتیں کہی اور سنی گئیں ہیں۔

جوق در جوق شمولیت:

اس واقعے کی برکت سے اللہ تعالی نے مجاہدین اہل حق کو متحد و متفق کر دیا، مقبوضہ کشمیر کے مجاہدین کو اخبارات کے ذریعے یہ خبر پہنچی کہ لشکر محمدی ﷺ کا آغاز ہو چکا ہے تو انہوں نے ہم سے کسی تحریر و تحقیق کا مطالبہ کئے بغیر آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا کہ ہم جو چاہتے تھے وہ ہو چکا ہے چنانچہ وہ ہمارے اتحاد میں شامل ہو گئے۔

اسی طرح افغانستان میں برسرپیکار پندرہ سو مجاہدین کو جب خبر ملی تو انہوں نے بھی کوئی وضاحت نہیں مانگی، کوئی جواب طلب نہیں کیا اور خوشی سے مست ہو گئے اور دعائیں کرتے ہوئے سارے کے سارے ہمارے اس قافلے میں شامل ہو گئے۔

پنجاب کے نوجوانوں تک خبر پہنچی وہ بھی سارے ہماری تنظیم میں شامل ہو گئے۔ اندرون سندھ کے نوجوانوں کو خبر ملی وہ بھی سارے آ ملے۔

سارے مجاہدین پریشان تھے اور سارے کے سارے تفرقے اور اختلاف کی اس آگ سے نکلنا چاہتے تھے جو ان کے درمیان بھڑکا دی گئی تھی اور بجھائے نہیں بجھ رہی تھی۔ سارے مجاہدین چاہتے تھے کہ جہاد میں تقویٰ ہو۔ اور اس اہم فریضہ کو کما حقہ ادا کیا جائے، سارے مجاہدین چاہتے تھے کہ وہ فریضہ جس کے لئے رب کائنات نے کم وبیش ساڑھے چار سو آیات نازل کی ہیں اس فریضہ کو سنجیدگی اور قربانی کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اس لئے سارے مجاہدین جیش میں جوق در جوق شامل ہوتے چلے گئے۔

جیش کیا ہے؟

یہ الفلاح مسجد جس میں آپ تشریف رکھتے ہیں، اس کے منبر پر بیٹھ کر ایک عالم دین

(حضرت اقدس حضرت مفتی نظام الدین شامزی) نے جیش کا اعلان کیا اگلے دن کفر پر تھرتھری طاری ہوگئی- پھر دنیا نے دباؤ ڈالا، جیش کے امیر کو گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیا گیا اس کی زبان پہ پہرہ بٹھا دیا گیا مگر جیش نے رکنے کا نام نہ لیا- اگر جیش کسی شخصیت کے گرد گھوم رہی ہوتی تو وہ اسلام آباد کی سلاخوں میں بند ہو جاتی- مگر......

یہ تنظیم مجاہدین کی امنگوں کا نام ہے
یہ تنظیم شہداء کی دعاؤں کا نام ہے
یہ تنظیم قیدیوں کی آہوں کا نام ہے
یہ تنظیم مظلوم ماؤں بہنوں کی فریاد کا نام ہے
یہ تنظیم ان مجاہدین کا نام ہے جن کی آنکھوں میں حیاء ہے
یہ تنظیم ان مجاہدین کا نام ہے جن کی آنکھوں میں عفت ہے
یہ تنظیم ان مجاہدین کا نام ہے جن کی آنکھوں میں پاک دامنی ہے
یہ تنظیم بابری مسجد کے گرے ہوئے پتھروں کا صدقہ ہے

چنانچہ اس تنظیم کا امیر گرفتار ہو چکا تھا اور کارکن منتشر تھے مگر ہر شہر میں اس تحریک کا دفتر کھلتا چلا گیا اور ہر شہر کے اندر اس کے یونٹ بنتے چلے گئے- جیش کے صدقے مسلمانوں نے جہاد کے اس حقیقی معنی و مطلب کو سمجھا جس پر قادیانی ملعون مٹی ڈال گیا تھا-

تاریخی کارنامہ:

کل تک پورے برصغیر میں کسی مجاہد کو یہ ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنے جسم کے ساتھ بم باندھ کر دشمن کو بتا سکے کہ ہم تمہاری صفوں میں کس انداز سے گھسنا جانتے ہیں- مگر جیش وجود میں آئی اور سرینگر کے ایک اٹھارہ سالہ نوجوان نے اپنی گاڑی میں ایک سو کلو بارود ڈالا، دو رکعت نماز پڑھی اور اپنی زبان پہ اللہ کا نام لیتا ہوا سرینگر کے بدنام زمانہ انٹروگیشن سینٹر میں داخل ہوا،

دھماکے سے گاڑی اڑا کر ایک نئی تاریخ قائم کر دی، امت کو ایک نیا سبق سکھا دیا، یہ ولولہ اور جذبہ جیش کے آنے سے پہلے کیوں نہیں پیدا ہوا تھا؟ آج مائیں بہنیں زیورات اتار اتار کر کیوں پھینک رہی ہیں؟ آج مائیں بہنیں کیوں مبارک بادی کے خطوط بھجوا رہی ہیں؟

وجہ صاف ظاہر ہے- آج سے تین ماہ قبل اقوام متحدہ میں کافروں اور منافقوں کا بیس دن تک اجلاس ہوتا رہا جس میں دنیا کے ایک کافر نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے کہا ارے! اکٹھے ہو جاؤ! یہ چند فیصد مجاہد ہیں جنہوں نے سر کھایا ہوا ہے ان کا سر کچل دو، چنانچہ سب نے مل کر معاہدہ کیا- ادھر سارے کافر متحد ہوئے ادھر میرے اللہ نے جیش کو لا کر ان کے سامنے کھڑا کر دیا-

پہلی بار آسمان نے وہ منظر دیکھا:

پاکستان کی دھرتی پہ پہلی بار آسمان نے یہ منظر دیکھا کہ بیعت علی الجہاد جو صلح حدیبیہ کے میدان میں ہوئی تھی جب کہ چاروں طرف کفر موجود تھا مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے ایک عمل اپنے نبی ﷺ کو القاء فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نبی کے ہاتھوں میں ہاتھ دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: کنا نبایع علی الموت- کنا نبایع علی ان لا نفر- ''ہم نے موت پر بیعت کی تھی اور اس بات پر کہ میدان جنگ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے''-

پھر آسمانوں کے دروازے کھلے اور جبرئیل امین پیغام لائے کہ اب تمہارے ہاتھ خالی نہیں رہے: ید اللہ فوق ایدیھم- ''اللہ تعالیٰ نے بھی تمہارے ان ہاتھوں کے اوپر ہاتھ رکھ دیا ہے''-

ایک عرصے سے یہ بیعت علی الجہاد مردہ ہو چکی تھی لیکن جیش کے آنے کے بعد اس الفلاح مسجد سے بیعت علی الجہاد کا سلسلہ شروع ہوا، اور امت نے یہ دیکھا کہ اس زمانے کے ایک عظیم ولی، اس زمانے کے ایک عظیم مفکر، اس زمانے کے ایک درد دل رکھنے والے خادم اسلام نے

اپنے چھوٹے سے ایک بچے کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ میں جہاد پر بیعت کرتا ہوں۔

اس سے نہ ان کی عظمت میں کوئی فرق آیا نہ اس چھوٹے کی عظمت بڑھ گئی، بڑے بڑے ہی رہے بلکہ اور بڑے ہوگئے اور چھوٹے کی عظمت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ لیکن جہاد کی عظمت دنیا پر ظاہر ہوگئی کہ جہاد کتنا عظیم عمل ہے، جہاد کتنا مبارک عمل ہے کہ جس میں کوئی چھوٹا آگے آجائے تو بڑے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیتے ہیں اور اگر کوئی بڑا آگے بڑھے تو چھوٹے اس کے پیچھے دیوانہ وار دوڑ پڑتے ہیں۔

بے بنیاد پروپیگنڈہ:

بعض لوگوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈہ بھی کیا جا رہا ہے کہ میں نے بعض جہادی تنظیموں کے دفاتر پر قبضہ کرایا ہے۔ آپ ذرا بتائیں تو سہی کہ ان پانچ پانچ سو علماء کو کون گن پوائنٹ پر میرے پاس لایا ہے کہ جا کے بیعت علی الجہاد کرو! مقبوضہ کشمیر کے مجاہدین کے گلے پہ کس نے خنجر رکھا تھا کہ ہمارے اتحاد میں شامل ہو جاؤ! ہم تو ابھی تک ان دیوانوں کے پاس جا نہیں سکے جن کی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ خدا کی قسم! ہماری زندگیوں سے افضل ہے۔ جو لوگ میدان جہاد میں کھڑے ہوتے ہیں ان پر رب کے فرشتے اترتے ہیں۔

میں تین رات تک ان مجاہدین کرام سے بات کرتا رہا وہ رو کے کہتے تھے کہ آج تو ہمارے لئے عید کی رات ہے کہ آپ ہم سے بات کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہو یا نہیں؟ وہ کہتے تھے کہ پہلے سے ہیں میں نے کہا پھر شمولیت کا اعلان کیوں نہیں کرتے؟ کہا کہ زبان سے نہیں عمل سے اعلان کر کے دکھائیں گے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کے پاس میں استفادہ کی نیت سے حاضر ہوا تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مسجد میں لے گئے اور میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا:

بایعتک علی الجہاد ما بقیت ابداً۔ ''میں آپ کے ہاتھ پر ساری زندگی کے لئے جہاد کی بیعت کرتا ہوں''۔ آخر انہیں کس نے مجبور کیا تھا؟ میں نے تو وہاں جا کر ایک ترغیبی جملہ بھی نہیں کہا، میں کون ہوتا ہوں جو اکابر کو جہاد سکھاؤں! میں کون ہوتا ہوں جو اکابر کے سامنے جا کر تقریریں کروں!

اللہ کے راستے کی خاک:

ہم تو اللہ تعالیٰ کے راستے کی وہ خاک ہیں جو زمین پر گرنے کے لئے بے تاب ہے تاکہ وہاں سے اسلام کی عظمت کے پودے اٹھیں، ہمارے کوئی سیاسی مقاصد نہیں ہیں۔ اگر جلسے جلوس کرنے ہوتے تو خدا کے فضل سے ہم لاکھوں کا مجمع جمع کر سکتے تھے، ہم زندہ باد مردہ باد کے نعرے لگوا سکتے تھے لیکن دل میں اس کا وہم تک نہیں آیا۔

میں کیسے بھول جاؤں اپنے شہید بھائیوں کو جنہوں نے بیانات سن کر اپنی قیمتی جانیں قربان کی ہیں، میں انہیں بھلا دوں؟ میں انہیں کیسے بھول سکتا ہوں؟ میں اس حافظ قرآن ابوجندل کو کیسے بھلا سکتا ہوں جس کی داڑھی کی مشرک توہین کرتے ہیں۔

ان مناظر کے باوجود پھر ہم سے کیوں خوف کھایا جاتا ہے۔ ہم تو اکابر علماء دیوبند کے جوتوں کے پیوند بننے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ چہ جائے کہ ہم کسی کے سامنے آجائیں، ہم تو بس اتنا بتاتے ہیں کہ جہاد جیسے ہم پر فرض ہے ویسے آپ پر بھی فرض ہے۔

انجام کیا ہوگا؟

ہم تو اس درد کو سنا رہے ہیں اور بانٹ رہے ہیں کہ کافروں نے وہ ویڈیو فلمیں دکھا دی ہیں جس میں پاکستان کی بچیوں کو بازاروں میں اسی طرح بیچا جائے گا جس طرح آج بخارا اور ثمرقند کی مسلمان بیٹیاں بیچی جا رہی ہیں۔ اگر اس درد کو آپ نے نہ سمجھا اور اللہ کے راستے میں نہ نکلے تو ہمارا انجام بہت ہی خطرناک ہوگا۔

میرے دوستو! ایسی جوانی اور ایسی بے کار زندگی کا کیا فائدہ......

اس جان کا کیا فائدہ؟ جو مسلمان کا تحفظ نہیں کر سکتی

اس نام کا کیا فائدہ؟ جو مسلمان کا تحفظ نہیں کر سکتا

اس عظمت کا کیا فائدہ؟ جو مسلمان کا تحفظ نہیں کر سکتی

اس قوت وطاقت کا کیا فائدہ؟ جو مسلمان کا تحفظ نہیں کر سکی

حضرت عمرؓ کا مقولہ:

ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ مقولہ یاد ہے کہ "میں ایک مسلمان قیدی کو چھڑاؤں یہ میرے نزدیک پورے جزیرۃ العرب سے زیادہ افضل ہے۔"

الحمدللہ! ہم نے عزم کیا ہے کہ اگر جیل کے راستے میں لاشوں کے انبار لگانے پڑے ہم لگائیں گے مگر اپنے مسلمان قیدیوں کو انشاء اللہ ضرور رہا کرائیں گے۔ میرے نبی ﷺ نے چودہ سو صحابہؓ سے ایک حضرت عثمان غنیؓ کی رہائی کی خاطر بیعت علی الموت لی تھی۔ آج عثمان غنیؓ کے ایک نہیں ہزاروں بیٹے جیلوں کی سلاخوں میں بند ہیں مگر ان کا پرسان حال کوئی نہیں۔

مجھے قیدیوں سے مشغول نہ کیجئے:

میں جب علماء کے پاس جاتا ہوں اور وہ مجھ سے پمفلٹوں کی صفائی مانگتے ہیں تو میں ان سے ہاتھ جوڑ کر یہی عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے! آپ مجھ سے ناراض رہیئے مجھ سے بدظن رہیئے مگر مجھے ان قیدی مجاہدین سے مشغول نہ کیجئے! وہ بے چارے مشرکین کی قید میں ہیں اور بہت تنگ حالت اور کسمپرسی کے عالم میں ہیں۔ میں کس کس کو صفائیاں دیتا پھروں! اس لاحاصل مشغلے سے زیادہ ضروری ہے کہ میں اپنا وقت ان بے چارے قیدیوں کی فکر میں گزاروں۔

گھر سے بے گھر:

میں نے بارہا کہا ہے کہ کوئی ایک شخص بتائے کہ میں نے کسی تنظیم کے دفتر پر قبضہ کرایا ہو، ہم نے تو صحابہ کرامؓ کی سنتوں کو زندہ کیا ہے۔ قاری ضرار صاحب کل تک دوسری تنظیم میں تھے ان کے پاس گاڑی تھی جو ان سے چھین لی گئی، ان کے پاس گھر تھا آج وہ بے گھر ہیں۔ میرے ساتھیوں کے پاس کچھ باقی نہیں بچا، ساری چیزیں ہم نے دوسری تنظیم والوں کو دیدیں۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آج ہمارا یہ اتحاد پاکستان کی سب سے بڑی جہادی تنظیم ہے مگر اس کے مجاہدین محاذوں پہ جانے کے لئے کرائے کی گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں، پھر بھی ہم نے کسی کے سامنے دامن سوال نہیں پھیلایا۔

جہاد کے مقدس راستے میں ساتھیوں پر اتنے مجاہدے اور تکالیف آئی ہیں کہ اگر شہداء کا خون نہ ہوتا اور سامنے مسلمان ماؤں بہنوں کے دردناک خطوط کا وہ پلندہ نہ ہوتا تو شاید وہ کہیں منہ چھپا کر بھاگ جاتے، ہم تو جہاد کی آواز لگاتے ہیں کسی کی مخالفت کرنے سے کیا ملتا ہے؟ ہم تو اکابر علماء کرام کی پاؤں کی خاک ہیں۔ میں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ اکابر پر فرض نہیں کہ وہ ہمارے موقف کو سمجھیں بلکہ ہم پر ان کا احترام فرض ہے۔ ہم اکابر علماء کرام کا احترام کرتے رہیں گے۔ خواہ ہمارا موقف کسی کو سمجھ میں آئے یا نہ آئے، علماء کرام ہمارے سروں کے تاج ہیں اور تاج رہیں گے۔

بے کار مشغلہ:

ہمارے ساتھ مسائل، مصائب، مشکلات، پریشانیاں ہیں اور ہمارے پاس ایک نہیں کئی محاذ ہیں، بعض دفعہ اگر ہم صرف پانچ منٹ غافل ہو جائیں تو ہمارے ساتھی کہیں نہ کہیں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ ان مشکل حالات میں ہمارے پاس کہاں اتنا وقت ہے کہ ہم اپنی صفائیوں کے پمفلٹ لکھ لکھ کر شائع کرتے پھریں اور اس فضول مشغلے پر جہادی اموال ضائع کریں۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے وہی دلوں کو پھیرنے والا ہے، اسی نے اولیاء اللہ اور مجاہدین کرام

کے قلوب اس طرف پھیرے ہیں- ان دو طبقوں کی حمایت کے بعد اب اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ جہاد کی زندگی اور شہادت کی لذیذ موت سے محروم نہیں کرے گا-

تلواروں کی چمک:

آج بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمہارے اس جہاد کا کیا نتیجہ نکل رہا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ خود جہاد کا جاری رہنا ہی بہت بڑا نتیجہ اور کامیابی ہے- بندوقوں کا چلتے رہنا اور تلواروں کا چمکتے رہنا بہت بڑا نتیجہ ہے- ورنہ نتائج کے تحت کوئی ظالم یہ بھی پوچھنے کی کوشش کرے گا کہ جنگ احد میں کیا نتیجہ نکلا تھا؟ جنگ خندق میں کیا نتیجہ نکلا تھا؟

ہم کہتے ہیں کہ جہاد کا جاری رہنا ہی وہ عظیم عمل ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عظمت اور کفر کی موت رکھی ہے اور وہ الحمدللہ! جاری ہے اور قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا- اور مجاہدین کرام اپنے سارے باہمی اختلافات بھلا کے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے متحد ہوتے جارہے ہیں، ہمارا کسی اپنی دینی وسیاسی جماعت سے اختلاف نہیں ہے، کسی جہادی جماعت سے کوئی اختلاف نہیں ہے-

میری مرقد پر:

دیوانوں نے تو ایک جہاد کی آواز لگائی ہے- چار دن کی زندگی ہے معلوم نہیں کس وقت اپنے پیارے رب سے ملاقات کا وہ موقع آجائے جس کی دل میں برسوں سے تمنا ہے- ہمیں سب بتا رہے ہیں کہ کمانڈوز پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں جو تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں- میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ اے اللہ! ہم کو منظم ہونے دینا- اس وقت تک تو مجھے مہلت دینا کہ میں ان مجاہدین کو اکٹھے ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں-

اگر میں شہید کر دیا جاؤں! اور مجاہدین متحد ہوگئے تو خدا کے لئے میری قبر پہ آکر کہہ دینا

اسکول کالج اور دینی مدارس

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اما بعد: فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم لعلهم يحذرون O

(التوبة:۱۲۲)

ترجمہ: اور ایسے تو نہیں کہ مسلمان کوچ کریں سارے، سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا کہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں ان کی طرف تا کہ وہ بچتے رہیں-

ایک دوسرے کا ادب واحترام:

محترم علماء کرام! جیش علماء وطلبہ کی تنظیم ہے، میرا سر اور میرے کارکنوں کا سر آپ حضرات کے جوتوں کے لئے تیار ہے جو اصلاح کی نیت سے آپ حضرات ہمارے سر پر ماریں۔

آیئے! ہماری اصلاح کیجئے!

آیئے! مجاہدین کو منظم کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹایئے!

یہ آپ کا بھی فرض ہے یہ میرا بھی فرض ہے

جہاد کا احیاء کرنا یہ میری اور آپ سب کی ذمہ داری ہے

امت کو بچانا یہ میری بھی ذمہ داری ہے اور آپ کی بھی ذمہ داری ہے

ہمیں زیب نہیں دیتا کہ

ہم ایک دوسرے کی مقبولیت کو ناپتے رہیں

ہمیں زیب نہیں دیتا کہ

ہم ایک دوسرے سے حسد کرتے رہیں

ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم میں سے ایک نظر بند ہو

اور دوسرا قہقہے لگا لگا کر کہے کہ آج فلاں کے لئے کوئی آواز بلند کرنے والا نہیں

ہمیں یہ باتیں زیب نہیں دیتیں۔

یہ باتیں علماء کی شان کے لائق نہیں ہیں

ہم سب کو مل کر ایک دوسرے کو آگے بڑھانا ہوگا

ہمیں ایک دوسرے سے کندھے سے کندھا ملانا ہوگا

ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا ہوگا

ہمیں ایک دوسرے کے کاموں کی عظمت کو سمجھنا ہوگا

اگر ہم نے ایسا کر لیا تو پھر مستقبل انشاء اللہ! ہمارا ہوگا

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ أجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین

کہ مجاہدین متحد ہو چکے ہیں شاید مجھے اللہ تعالیٰ سکون دے دے۔ میں کب تک اللہ تعالیٰ کے ان شیروں کو بکھرتا ہوا دیکھتا رہوں گا اور اندر اندر پگھلتا رہوں گا۔

اس عظیم اتحاد کے لئے رات دن ساتھیوں نے ایک کیا ہوا ہے، اس سلسلے میں ہم نے صحافیوں اور میڈیا کی خدمات حاصل نہیں کیں، ہم صرف ایک رب کے سامنے سجدے میں کہتے ہیں کہ تو ہی ہمارا کفیل بن جا! تو ہی ہمارا وکیل بن جا!

الحمدللہ! وہ پاک رب ہماری کفالت بھی کر رہا ہے اور وکالت بھی کر رہا ہے۔ وہ الحمدللہ! مجاہدین کو نیا ولولہ اور جذبہ دے رہا ہے۔ الحمدللہ! یہ اکابر جس وقت حکم دیں گے تو میں اپنے سمیت بارہ ہزار فدائی بمبار مجاہد، ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

علماء سے گزارش:

حضرات علماء کرام! میں آپ حضرات سے یہ آخری گزارش کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی جانوں کو خریدا ہے ان میں سارے عوام نہیں علماء بھی شامل ہیں۔ ہم علماء کی جانیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے دوسروں سے زیادہ بے تاب اور تیار ہونی چاہئیں۔ آج اگر کسی عام آدمی کی بیوی زیور دیتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ! جزاک اللہ!

ہم اپنے گھر میں بھی ایسا ماحول بنائیں کہ ہماری بیوی بھی اس کے لئے تیار ہو جائے، ہمیں عمل کے میدان میں آگے آنا ہوگا۔ جہاد ہم سب پر فرض ہے، جہاد ہم سب کا فریضہ ہے۔ جتنی رقم نفل حج پر خرچ کرتے ہیں اتنی رقم خدارا! جہاد پر بھی خرچ کیا کریں۔

ہم جانتے ہیں کہ آپ علماء کرام کا مساجد و مدارس میں بیٹھنا اور دینی و سیاسی جماعتوں میں کام کرنا بڑا کام ہے لیکن جہاد فی سبیل اللہ میں بھی حصہ ڈالئے! اس لئے کہ یہ نماز کی طرح فرض ہے۔ آپ مجاہدین کرام میں سے کسی ایک مجاہد کی کفالت اپنے ذمہ لے لیجئے! شہداء میں سے کسی ایک شہید کے گھرانے کی کفالت اپنے ذمہ ضرور لے لیجئے!

محبت کا راستہ:

میرے انتہائی محترم اور محبوب طالب علم بھائیو! بہت عرصے سے آپ حضرات سے گفتگو کرنے کی دل میں تمنا تھی۔ آپ کا یہ طالب علم بھائی آپ کو جیل کے حالات سنانا چاہتا تھا، جیل میں قید، آپ کے دوسرے طالب علم بھائیوں کی داستان مظلومیت سنانا چاہتا تھا۔

تنگ نظری کے طعنے:

آپ حضرات کی زیارت بھی ایک ثواب ہے، آپ سے ملنا بھی ایک شرف ہے، آپ حضرات کے ساتھ بیٹھنا بھی ایک سعادت ہے اور آپ حضرات سے گفتگو کرنا ہمیشہ مفید اور نتیجہ خیز رہتا ہے۔ اس لئے کہ وہ حقائق جو ان مدارس کی چٹائیوں میں پوشیدہ تھے اب اپنا رنگ دکھانا شروع کر چکے ہیں۔ ہمارے اکابر جو کچھ کہا کرتے تھے آج وہ عین الیقین بن کر ہماری آنکھوں کے سامنے صاف نظر آ رہا ہے۔

دشمنوں کے طعنے خود ان کے منہ کی سیاہی بن چکے ہیں۔ اور ان مدارس پر بھونکنے والوں کی زبانیں اب باہر نکلنے کو ہیں۔ وہ گلے خشک ہو رہے ہیں جنہوں نے ان مدراس کے خلاف آواز بلند کی تھی اور وہ قلم اب مٹی چاٹ رہے ہیں جنہوں نے ان مدارس کے خلاف لکھنے کی ناپاک جسارت کی تھی۔

کل تک یہ ظالم ہمیں کہا کرتے تھے کہ تم ان مدارس میں دنیا کی ایک بیکار مخلوق تیار کر رہے ہو جو نہ کسی دفتر میں جا کر کلرک لگ سکتے ہیں نہ حکومت کے کسی ادارے کو چلا سکتے ہیں، ان کے پاس کوئی صلاحیت نہیں ہوتی، تم انہیں تنگ نظر بنا رہے ہو، تم انہیں تاریک خیال بنا رہے ہو۔

یہ روشن خیال اپنی ماؤں اور بہنوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے نچا کر ہمارے اوپر طعن کیا کرتے تھے کہ ان مدارس کے اندر کیا تیار کیا جا رہا ہے؟ مدرسے کا پڑھا ہوا کہیں کلرک نہیں لگ سکتا کہیں چپڑاسی تک نہیں لگ سکتا اس وقت ہمارے اکابر مسکرا مسکرا کر کہا کرتے تھے کہ ہم جن ہیروں

کو تیار کر رہے ہیں، ہم جن موتیوں کو تیار کر رہے ہیں ان کی چمک عنقریب تم دیکھو گے ہمارے اکابر کہتے تھے کہ......

ہم انہیں کلرک بنانا ہی نہیں چاہتے
ہم انہیں چپراسی بنانا ہی نہیں چاہتے
ہم انہیں انگریز کی غلامی سے آزاد کر رہے ہیں
ہم انہیں ملازمت کرنا نہیں سکھا رہے
ہم تو انہیں وہ بنا رہے ہیں جنہیں تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھو گے

ہمارے اکابر یہ باتیں کہتے تھے مگر بعض لوگوں کو اس پر یقین نہیں آتا تھا اور وہ اپنا منہ چھپا چھپا کر ہنستے تھے کہ یہ سب باتیں ہی ہیں یہ مدرسے کی بیکار مخلوق آخر کس کام آئے گی؟ پتا نہیں کہاں جا کر رکے گی- آج ہمارے اکابر کے جانشین دنیا کو للکار کر کہہ رہے کہ الحمدللہ! ہمارے مدرسہ کا فارغ التحصیل طالب علم کسی دفتر کا چپراسی تو نہیں لگ سکتا لیکن وہ آج الحمدللہ! دنیا کا امیر المؤمنین بنا بیٹھا ہے-

طالب علم کی ایمانی قوت:

آج دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ مدرسہ کے طالب علم کی قوت کیا ہوتی ہے؟ اور ایک عالم کا کیا مقام ہوتا ہے؟ آج اگر دنیا کا کوئی سب سے طاقتور انسان ہے جس پر رب کے سوا کسی کی نہیں چلتی تو وہ اسی مدرسے کا ایک طالب علم ہے- آج اگر دنیا کا کوئی ایسا انسان ہے جو دنیا کے کفریہ نظام کے مقابلے میں ایک مضبوط چٹان بن کر کھڑا ہوا ہے اور ساری دنیا کی دھمکیاں اسے اپنے مقام سے نہیں ہٹا سکیں تو وہ مدرسے کا ایک طالب علم ہے-

وہ شخص جس نے ایک عرصے کے بعد انڈیا کے مشرک کو دھول چٹائی اور اسے شکست سے دوچار کیا وہ مدرسے کا ایک طالب علم ہے- وہ لوگ جو آج روس کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں

ان سے پوچھا جائے کہ سوویت یونین کے ظلم اور اس کی درانتی اور اس کے ہتھوڑے کو کس نے توڑا تھا؟ جواب ملے گا مدرسے کے طالب علم نے توڑا تھا-

آج جب کہ دنیا میں مسلمانوں کو ختم کرنے کا نظام بن چکا ہے، مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے ویڈیو فلمیں بنا کر ان کے نقشے پوری دنیا کو دکھائے جا رہے ہیں- ذرا ان کافروں سے جا کے پوچھو کہ تمہارے راستے میں کون سی چیز رکاوٹ ہے؟ کون سی چیز تمہارے رستے میں دیوار بنی ہوئی ہے؟ ایک ہی جواب ملتا ہے کہ یہ رکاوٹ مدارس کے طلباء ہیں، یہ مدارس ہیں کیا؟ ایک استاد تھا ایک شاگرد تھا، ایک انار کے درخت کے نیچے بیٹھ کر انہوں نے جس مدرسے کی بنیاد ڈالی تھی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس تحریک کا آغاز ایک چٹائی پر بیٹھ کر کیا تھا، یہی وہ تحریک ہے جو کافروں کے ناپاک عزائم کو آج پورا نہیں ہونے دے رہی اور انہیں آگے نہیں بڑھنے دے رہی-

آج یہود و نصاریٰ مل کر بیت المقدس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں مگر ان کا ہاتھ آگے بڑھ کر پیچھے کی طرف کیوں ہٹ جاتا ہے؟ جواب ملتا ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند زندہ ہیں اور ان کی یلغار آج تک چل رہی ہے اور ابھی تک وہ تھمی نہیں-

ان مشرکوں سے پوچھا جائے کہ بابری مسجد کو گرانے کے بعد جن تین ہزار مسجدوں کو گرانے کا تمہارا ارادہ تھا آخر وہ ارادہ ابھی تک کیوں پورا نہیں ہو رہا؟ جواب ملتا ہے کہ یہ چٹائیوں پہ بیٹھنے والے اس ارادے کو پورا نہیں کرنے دے رہے-

آج ان کافروں سے پوچھا جاتا ہے کہ افغانستان کو ملیامیٹ کرنے کا تمہارا پکا ارادہ ہے مگر تم اسے ملیامیٹ کیوں نہیں کرتے ہو؟ جواب ملتا ہے کہ یہ چٹائی پر بیٹھ کر قرآن پڑھنے والے ہمارے راستے کی رکاوٹ بن چکے ہیں-

کافرو اور منافقو! سن لو!

آج دنیا میں کہیں پر کوئی کفریہ سازش ہوتی ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی کھڑا ہوا ہے تو وہ اسی مدرسے کا طالب علم ہے اور اسی مدرسے کا عالم ہے اس لئے آج ان کافروں اور منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ......

اس مدرسے کو گرادو
اس مدرسے کو مٹادو
اس مدرسے کو ختم کردو
اس مدرسے میں انگریزی داخل کردو

مگر ہم دنیا والوں سے کہتے ہیں کہ......

اگر مدرسہ افغانستان کی حفاظت کرنا جانتا ہے
اگر مدرسہ روسیوں کے ٹکڑے کرنا جانتا ہے
اگر مدرسہ ایڈوانی کا راستہ روکنا جانتا ہے
اگر مدرسہ اپنے بھائی کو مشرک کی جیل سے نکال سکتا ہے
اگر مدرسہ اپنے بھائی کو دارالکفر سے دارالاسلام لانا جانتا ہے

تو پھر او کافرو اور منافقو! سن لو! کان کھول کر سن لو! مدرسہ اپنا تحفظ کرنا بھی جانتا ہے۔

فتنہ اور فساد کی آماج گاہیں:

میرے عزیز دوستو! آج کافر اور منافق کہتے ہیں کہ یہ مدارس فساد کی آماج گاہیں ہیں، ان مدارس میں فرقہ واریت سکھائی جاتی ہے۔ دنیا کہتی ہے کہ ان مدارس میں دہشت گردی سکھائی جاتی ہے، ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ تم نے پاکستان کے طول وعرض میں جن اسکولوں اور کالجوں کو کھولا تھا ان سے نکلنے والوں نے تمہیں کیا دیا ہے؟ مدرسہ والوں نے تو کبھی تمہاری بجلی کا ایک یونٹ بھی چوری نہیں کیا۔

آج نواز شریف اور شہباز شریف، حکومت کو بہت بڑے ڈکیت نظر آتے ہیں بتاؤ! یہ کس مدرسے کے فاضل ہیں؟ آج ملک کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے کس مدرسے کے فاضل ہیں؟ عوام کی دولت امریکہ میں منتقل کرنے والے کس مدرسے کے فاضل ہیں؟

یہ پولیس والے ڈاکو کس مدرسے کے فضلاء ہیں؟ بتاؤ! سندھ کے نامی گرامی ڈاکو کس مدرسے کے فاضل ہیں؟ جاؤ! تھانوں میں جاکر دیکھو! اشتہاری ملزموں میں سے تمہیں کتنے مدرسے کے فاضل ملتے ہیں؟ جاؤ! عدالتوں میں مقدمات کی فائلیں دیکھو! ان میں سے مدرسے کے فضلاء کتنے ہیں؟ یہ سارے تم نے خود پیدا کیے ہیں......

چور تم نے بنائے
ڈاکو تم نے بنائے
لٹیرے تم نے بنائے
مدارس نے ارشاد احمد شہیدؒ کو پیدا کیا
جس نے افغانستان کی دھرتی میں اسلام کا تحفظ کیا
مدارس نے مولوی شبیر کو تیار کیا
جس نے روس کو ناکوں چنے چبوا دیے
مدارس نے ابوجندل کو کھڑا کیا
جس نے وادی کشمیر میں ہندوؤں کو لوہے کی لگام ڈال دی
ان مدارس نے مسلمان ماؤں اور بہنوں کے محافظ کھڑے کیے

وطن عزیز کی فکر:

بتاؤ! جب افغانستان جل رہا تھا اور وہاں سے روسی فوجیں پاکستان پر قبضہ کرنے کے لئے آرہی تھیں تو اسکولوں اور کالجوں کے کتنے نوجوان وہاں پہنچے تھے جنہوں نے پاکستان کا تحفظ

کیا ہو؟ یہ مدارس کے طلبہ تھے جنہوں نے پاکستان کا تحفظ کیا، جنہوں نے روس جیسے بھیڑیے کو پیچھے دھکیل دیا تھا، آج کشمیر کی وادی میں لڑنے والے اکثر مدارس کے طلبہ ہی تو ہیں۔ اگر یہ ملک باقی ہے تو وہ انہی طلبہ کی وجہ سے باقی ہے۔

یاد رکھو! اگر پاکستان کی سرزمین کو اس طبقے پر تنگ کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر یاد رکھو! تم یہاں نہیں رہ سکو گے، پاکستان رہے گا اور یہاں یہ طبقہ رہے گا۔

آج عقلیں الٹی سمت چلنا شروع ہوگئی ہیں اس لئے انہیں یہ مدارس کھٹک رہے ہیں۔

ذرا سوچو تو سہی کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک رومی کافر نے ایک مسلمان کے چہرے پر تھپڑ مار دیا تھا جس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیند حرام ہوگئی تھی اور جب تک بدلہ نہیں لے لیا چین سے نہیں بیٹھے تھے۔

آج تمہارے کتنے لخت جگر انڈیا کی جیلوں میں اپنی داڑھیاں کھنچوا رہے ہیں مگر کسی کو سوچنے کی فرصت نہیں۔

پاکستان کا وقار کس سے ہے؟

انڈیا کے عزائم ہیں، وہ اکھنڈ بھارت (متحدہ بھارت) بنانا چاہتا ہے اور پورے پاکستان کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے، انڈیا کے ان ناپاک عزائم کو روکنے والے کون ہیں؟ وہ ان مدارس کے طلبہ سے ڈرتا ہے، وہ ان ایمان والوں سے ڈرتا ہے۔ آج اگر پاکستان محفوظ ہے تو اسی طبقے کی وجہ سے محفوظ ہے۔ اگر پاکستان کی عزت ہے تو اسی طبقے کی وجہ سے ہے......

امریکا کے نوجوان پاکستان میں علماء کی زیارت کے لئے آتے ہیں
انڈیا کے نوجوان پاکستان میں بزرگوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے کے لئے آتے ہیں
برطانیہ کے نوجوان اسی طبقے سے فیض حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں
کروڑوں ڈالر کا سرمایہ ان کے ذریعے سے تمہارے ملک کی رگوں میں پہنچتا ہے

یہ لوگ اپنا خون دے کر اس ملک کی حفاظت کر رہے ہیں
مگر افسوس کہ یہ انگریزی دان کوڑھ دماغ طبقہ ان باتوں کو ابھی تک نہیں سمجھ سکا۔

مدارس کے گرد خونی دیوار:

میرے نوجوان ساتھیو! انشاء اللہ! یہ مدارس محفوظ رہیں گے اور بلند تر ہوتے چلے جائیں گے۔ ان مدارس کے باہر ایک آہنی دیوار لگ چکی ہے، ان مدارس کے باہر پتھروں کی وہ مضبوط دیواریں بن چکی ہیں جن پر شہداء کا مبارک خون لگا ہوا ہے جس مقدس خون کی طرف دیکھنے والی غلط نگاہیں باہر نکل جایا کرتی ہیں، ان مدارس کی حفاظت کے لئے وہ قلعے تعمیر ہو چکے ہیں جن قلعوں کو عبور کرنا کسی ماں کے بیٹے نے سیکھا ہی نہیں۔

ان مدارس کے اندر وہ نوجوان نسل تیار ہو رہی ہے جن سے لڑنا کسی مائی کے لال کے بس میں نہیں ہے......

ان مدارس میں وہ جسم نہیں ہیں جن میں روح نہ ہو
ان مدارس کے طلبہ کو جو روح دی گئی ہے
وہ روح قرآن کی روح ہے
یہ سنت نبوی ﷺ کی روح ہے
یہ اکابر علماء دیوبند کی نسبت کی روح ہے
یہ روح ان علماء اور طلبہ کے اندر اتر چکی ہے
یہ روح ان کے دلوں میں پیوست ہو چکی ہے

حکمرانو!:

حکومت کے بعض نااہل حکمران ان مدارس کے خلاف بیانات پہلے بھی دیتے رہے

ہیں اور آج بھی دے رہے ہیں۔لیکن انشاء اللہ! نہ مدرسے کا کچھ نقصان ہوگا نہ مسجد کو کچھ ہوگا اور نہ ہی ان مدارس کے اندر دیئے جانے والے نظریات پر کوئی آنچ آئے گی۔اگر خدانخواستہ ان مدارس پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی گئی تو اس دھرتی کا نقشہ بدل جائے گا یہ کافر اور منافق کتنوں کو ماریں گے ان مدارس کا ہر شخص دوسرے سے بڑھ کر ہے، یہ مدارس ایمان واسلام کے قلعے ہیں......

یہاں ایمان سکھایا جاتا ہے
یہاں تقویٰ سکھایا جاتا ہے
یہاں اللہ سے ملنے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے

تحفظ کا غائبی انتظام:

میرے عزیز ساتھیو! یہ باتیں تو میں ان لوگوں سے کررہا تھا جو ان مدارس کی طرف ٹیڑھی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اور یہ بات صرف میں نہیں کررہا بلکہ آج علماء دیوبند کا ہر فرد یہ بات کررہا ہے۔یہ بات اس لئے کررہا ہوں تاکہ آپ لوگ مایوس نہ ہوں آپ حضرات اپنی تعلیم میں مصروف ہوں گے اور اپنی کتابوں میں سر دیکر بیٹھے ہوں گے اور انشاء اللہ! ان مدارس کے تحفظ کا انتظام من جانب اللہ ہورہا ہوگا، آپ حضرات کو کتابوں سے الگ ہونے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی، ہمارے اکابر علماء کو میدانوں میں نکلنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان کا جو جذبہ مجاہدین کرام کو عطا فرمایا ہے وہ صرف کفر کے خلاف استعمال ہوتا ہے......

ہم دنیا کی کسی فرقہ واریت پر یقین نہیں رکھتے
ہم کسی مسلمان کو قتل کرنے پر یقین نہیں رکھتے
ہم وطن عزیز میں فتنہ وفساد پر یقین نہیں رکھتے

ہم اس ملک میں قتل وغارت پہ یقین نہیں رکھتے
ہم اس ملک کے پر امن شہری ہیں

علم دین اور تلوار کی حفاظت:

لیکن ہم ایک بات بتادینا چاہتے ہیں کہ جو چیزیں ہمارے ایمان کی بنیاد ہیں، جو چیزیں ہماری اساس ہیں، جو چیزیں ہمارے پاس ہمارے نبی ﷺ کی امانت ہیں، تو ہم نبی کی امانت کو سینے میں رکھنا جانتے ہیں اور اس کا تحفظ کرنا بھی جانتے ہیں۔

خدا کی قسم! اگر میرے نبی ﷺ نے ہمیں اپنا لعاب مبارک بھی دیا ہوتا اور اس کی حفاظت کے لئے ہمیں سات سمندروں سے لڑنا پڑتا تو ہم بلا جھجک لڑ پڑتے۔اگر ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں اپنا جوتا مبارک دیا ہوتا اور اس جوتے کی حفاظت کے لئے ہمیں دنیا کے ایک ایک پہاڑ سے ٹکرانا پڑتا تو ہم ٹکرا جاتے مگر اس جوتے پہ دھول نہ پڑنے دیتے۔

یاد رکھو! دین کا علم۔اور جہاد کی تلوار۔یہ دونوں چیزیں ہمارے نبی ﷺ ہمیں اپنے بستر وصال پہ دے کر گئے ہیں۔جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہورہے تھے تو آپ نے وراثت میں کیا چھوڑا؟ نبی ﷺ کے ورثہ میں دین کا علم تھا ہم انشاء اللہ! اس دین کے علم کی حفاظت کریں گے، ہر حال میں کریں گے اور خوشی سے کریں گے......

جس ظالم کو ٹکرانے کا شوق ہو ٹکرا کر دیکھ لے
جسے للکارنے کا شوق ہو للکار کر دیکھ لے
جسے زبان نکالنے کا شوق ہو زبان نکال کر دیکھ لے
او کافر و او منافقو! یاد رکھو!
جہاد ہمارا شرعی فریضہ ہے

جہاد اسلامی خلافت کی اساس ہے

جہاد نماز اور روزے کی طرح فرض ہے

دو چیزیں:

ہماری ان دو، ایمانی اور روحانی چیزوں کو کوئی نہ چھیڑے ہم انشاء اللہ! کسی کو نہیں چھیڑیں گے- ہمارے اس خدائی نور اور نبوی علم کو کوئی نہ چھیڑے، یہ اسی طرح مدارس میں پڑھایا جاتا رہے گا- اور انشاء اللہ! یہ عمل جاری وساری رہے گا- اور دوسری چیز جہاد فی سبیل اللہ ہے یہ ہمارا ایمان ہے اور ایمان کا یہ تقاضا بھی تاقیامت پورا ہوتا رہے گا-

کوئی ہم پر دہشت گردی کا الزام لگائے یا ہمیں جیلوں میں بند کرے، انڈیا چھ سال ظلم وتشدد کر کے تھک گیا مگر اسے کیا حاصل ہوا؟ وہ ذلیل ورسوا ہوا، وہ ایسا روسیاہ ہوا کہ آج آنکھیں اوپر نہیں اٹھا سکتا- اس نے جیل کی چاردیواری کو بہت مضبوط کیا تھا تاکہ یہ مولوی وہاں جاکر خاموش ہو جائیں-

مگر جیل کی ان دیواروں میں الحمد للہ! علم بھی زندہ ہوا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ترمذی اور بخاری کے اسباق بھی پڑھے گئے اور اسی جیل میں جہاد کے نعرے بھی گونجتے رہے، جہاد کی ٹریننگ بھی جیل کی اسی چاردیواری کے اندر ہوتی رہی-

انڈیا جیسا ظالم مشرک ہندو اپنی جیل میں اپنی فوج کے درمیان ان دونوں چیزوں کو بند نہ کر سکا، نہ علم کو بند کر سکا اور نہ جہاد کو بند کر سکا پھر دنیا میں اور کون ہے؟ جو یہ کٹھن کام کرے یا اس کام کی ہمت کرے گا-

وقت کے غبی اور فرعون صفت حکمرانو! تمہارے دشمنوں نے تمہیں ختم کرنے کے لئے تمہیں یہ سبق پڑھایا ہے کہ مدارس سے ٹکرا جاؤ تاکہ تم ختم ہو جاؤ! خدا کے لئے ان کی باتوں میں نہ آنا- جو لوگ انڈیا کے زندانوں میں جینے کا ڈھنگ جانتے ہیں وہ اپنے وطن عزیز پاکستان کی دھرتی

پر زندہ رہنا بھی اچھی طرح جانتے ہیں-

پاکستان کے طالب علم کی آرزو:

میرے طالب علم بھائیو! وقت کم ہے آپ حضرات سے آخری گزارش کر رہا ہوں، کل تک آپ حضرات میں سے بعض کہا کرتے تھے کہ افغانستان کے طالب علم اکٹھے ہوئے اور اپنے میں سے ایک مسکین سے شخص کو کھڑا کر کے انہوں نے اس کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ دیئے اور پھر ملا محمد عمر مجاہد کی شکل میں مسلمانوں کو ایک امیر نصیب ہوا، طالبان کی شکل میں اہل حق کا ایک قافلہ نصیب ہوا-

آسمان بھی جھوم کر رہ گیا، زمین نے بھی خوشیاں منائیں، انوارات اور تجلیات کا وہ دور، دورہ ہوا جس نے دشمن کی آنکھوں کو خیرہ کر کے رکھ دیا......

وہ بخاری جو صرف پڑھائی جاتی تھی
وہ کابل میں جاکر نافذ ہوگئی
وہ ہدایہ جو کل تک مسجد کے اندر تھی
وہ آج قندھار کی سڑکوں پر بھی نظر آتی ہے
وہ ہدایہ قندھار کے گلی کوچوں میں بھی نظر آتی ہے
میرا پاکستان کا طالب علم بھائی بھی آرزو اور تمنا کرتا تھا کہ
ہمیں بھی ایسا راستہ ملے تاکہ ہم بھی اپنی پیاس بجھا سکیں
تاکہ ہم بھی جہاد کر سکیں ہمیں مسجد اقصیٰ کی پکار سنائی دیتی ہے
تاکہ ہم بھی مظلوم ماؤں، بہنوں کی فریاد پر لبیک کہہ سکیں
تاکہ ہم بھی کشمیری مظلوم مسلمانوں کی فریاد سن سکیں

ہم مولوی سے نہیں لڑ سکتے:

میرے رب نے اس طبقے پر اپنا خصوصی انعام اور فضل فرمایا اور ۳۱/ دسمبر ۱۹۹۹ء کو اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا، جب کفر کا سر نیچا ہوا اور اسلام نے سر اوپر کیا- انڈیا کا وزیر خارجہ آپ کے اس طالب علم بھائی کو قندھار کی سرزمین پر چھوڑ کر چلا گیا اور وہ تسلیم کر گیا کہ ہم مولوی سے نہیں لڑ سکتے، طالب علم سے ہم نہیں لڑ سکتے، ہم مولویوں کے اس طبقہ سے نہیں لڑ سکتے-

چنانچہ مجاہدین اکٹھے اور متحد ہونا شروع ہو گئے، دیکھتے ہی دیکھتے مقبوضہ کشمیر کے مجاہدین اکٹھے ہو گئے- اور بیعت علی الجہاد کا وہ عمل زندہ ہوا جس عمل کے بعد قرآن کا وعدہ ہے کہ ید اللہ فوق ایدیھم ”اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر آ چکا ہے“ یعنی میں بھی اپنی طاقت ان مجاہدین کی طاقت میں شامل کر دیتا ہوں پھر......

مقبوضہ کشمیر کے مجاہدین شامل ہو گئے
افغانستان کے مجاہدین شامل ہو گئے
پنجاب کے مجاہدین شامل ہو گئے
سندھ کے مجاہدین شامل ہو گئے
پورے ملک سے جوق در جوق مجاہدین شامل ہو گئے

یہ امانت سینوں سے لگائے رکھنا!:

ہم نے اعلان کر دیا ہے کہ اے مدارس کے طالب علمو! اب ہم سے شکوہ نہ کرنا! مجاہدین کے خون کی برکت سے، جیلوں سے اٹھنے والی آہوں کی برکت سے رب کریم نے جیش کو لا کھڑا کیا ہے اور یہ تنظیم اعلان کر رہی ہے کہ......

میں علماء کی تنظیم ہوں

میں طالب علموں کی تنظیم ہوں
میں ان کا وہ گلستان ہوں
جہاں سے جہاد کے شعلے اٹھ کر کفر کو جلا دیں گے
مجھ سے ایمانی محبت نکل کر مسلمانوں کو متحد کرے گی
طالب علمو! ہم یہ تنظیم تمہارے حوالے کر رہے ہیں
خدا کے لئے! ماؤں بہنوں کی اس امانت کی حفاظت کرنا
خدا کے لئے! مسجد اقصیٰ کی اس امانت کی حفاظت کرنا
خدا کے لئے! مسلمانوں کی اس امانت کی حفاظت کرنا
خدا کے لئے! انڈیا کی جیل میں قید مجاہدین کی اس امانت کی حفاظت کرنا
خدا کے لئے! مظلوم مسلمانوں کی اس امانت کی حفاظت کرنا
خدا کے لئے! ثمرقند و بخاریٰ کی اس امانت کی حفاظت کرنا
خدا کے لئے! بابری مسجد کی اس پکار کی حفاظت کرنا
خدا کے لئے! کعبۃ اللہ کی اس امانت کی حفاظت کرنا
خدا کے لئے! مسجد نبوی ﷺ کی اس امانت کی حفاظت کرنا
طالب علمو! اس امانت کو اپنے سینوں سے لگائے رکھنا
میرے بھائیو! سینے کٹ جائیں مگر جیش کو نہ چھوڑنا
میرے یارو! ہاتھ کٹ جائیں مگر تنظیم کا یہ ایمانی جھنڈا زمین پر نہ گرنے دینا-
میرے دوستو! یہ تنظیم رب کی طرف سے مظلوموں کی مدد کے لئے ایک امانت ہے-
آج میں یہ امانت تمہارے حوالے کر رہا ہوں-

میرے طالب علم بھائیو! ہرگز کسی شبہ اور وہم و وسوسہ میں نہ پڑنا اور کسی فضول بات میں نہ آنا- میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ تمہارا یہ طالب علم بھائی تمہیں ہرگز دھوکے میں مبتلا

نہیں کرے گا انشاءاللہ! ہم نے دنیا بنانے کے لئے یا نام کمانے کے لئے یہ تنظیم ہرگز نہیں کھڑی کی ،ہم نے کوئی عہدہ اور منصب حاصل کرنے کے لئے اس مقدس جماعت کا اعلان نہیں کیا۔

میں تمھیں کیا کیا بتاؤں!:

میرے طالب علم بھائیو! اگر میں تمہیں وہ خط پڑھواؤں جو، ان ماؤں، بہنوں نے لکھے ہیں جو تڑپ رہی تھیں کہ کاش! کوئی ایسا لشکر ہوتا جو ہماری مدد کرتا اور مسلمانوں کی مدد کرتا، تو شاید تم رات کو سو نہیں سکو گے۔ اگر میں تمہیں مسجد نبوی کی وہ دعائیں سناؤں جو لوگوں نے مجھے ٹیلیفون پر سنائیں ہیں تو تم حیران وششدر رہ جاؤ گے۔

اگر میں تمہیں وہ خواب سناؤں جو تم جیسے طالب علم بھائیوں اور بہنوں نے دیکھے ہیں اور انہیں بشارتیں ہوئی ہیں تو تم ششدر رہ جاؤ گے۔ اگر میں تمہیں اس تحریک کی مقبولیت کے واقعات سناؤں کہ ایک ایک ہزار نوافل شکرانہ کے پڑھے گئے اور کتنے کتنے روزے ان ماؤں اور بہنوں نے رکھے۔ اگر میں تمہیں وہ ماتم اور واویلا سناؤں جو کفر کی صفوں میں برپا ہوا ہے تو یقیناً تمہیں خوشی ہوگی۔

اگر میں تمہیں وہ فلک شگاف ایمانی نعرے سنا سکتا تو خدا کی قسم! آج سنا دیتا جو جیش

کے اعلان کے بعد کوٹ بھلوال کے ان مظلوم ومقہور قیدیوں نے بلند کئے تھے......

جو اپنی رہائی سے مایوس ہو چکے تھے
جنہیں پیچھے والوں نے بھلا دیا تھا
جو عضو معطل بن چکے تھے
مگر اس تحریک نے
انہیں امیدوں کی ایک نئی کرن دکھائی ہے
مجاہدین نے انہیں تحفظ کا راستہ دکھایا ہے

میرے دوستو! اکابر دعائیں کر رہے ہیں اور قنوت نازلہ میں اس تحریک کے لئے دعائیں کی جا رہی ہیں۔ ان حالات میں کسی وسوسے میں نہ آنا، کسی پروپیگنڈے میں نہ آنا ورنہ اگر یہ امانت ہم سے چھن گئی تو کافر اور منافق خوشیاں منائیں گے اور ہم ماتم کرتے رہ جائیں گے پھر کچھ نہیں بچے گا اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

پختہ عزم:

اگر آج یہیں بیٹھ کر ہماری تحریک کو اپنے سینوں سے لگانے کی نیت کر لو گے تو انشاء اللہ! اس عالمی جہاد میں تمہارا حصہ پڑ جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج جیش نے شروع کر دیا ہے۔

میرے ہم سفر ساتھیو! تم تعلیم حاصل کرتے رہو گے ہم تمہاری فراغت کا انتظار کریں گے۔ اگر ہم نہ رہے تو ہمارے ساتھی تمہارا انتظار کریں گے۔ ہم اپنے اس جہادی مشن کو انشاء اللہ! زندہ رکھیں گے اس کی خاطر ہمیں جو قربانی دینی پڑی ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں کو بتلا دیا ہے کہ جہاد پیٹ پر پتھر باندھ کر ہوتا ہے اگر اس کی نوبت آئی تو ہم اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

طالب علم ساتھیو! یہ جہادی لشکر رواں دواں ہے، جتنا کام ہو رہا ہے اس کو سامنے لانا بھی ممکن نہیں ہے لیکن اس کے اثرات عنقریب تم دیکھو گے اور اپنے مدرسوں میں بیٹھ کر خوشیاں مناؤ گے لیکن ایک عزم کر لو، یاد رکھو! آفاق شہیدؒ ایک اسکول کا طالب علم تھا اس نے اپنے سینے سے بم باندھ کر شہادت حاصل کی۔

مدرسے کے میرے طالب علمو! تم تو اپنے رب سے زیادہ قریب ہو، کیا جہاد اور ایمان کی اس پکار پر جواب دو گے کہ نہیں؟

آج جیش کی یہ مقدس امانت میں تمہارے حوالے کرتا ہوں، اسے پھیلاتے رہنا! اس

کو امت مسلمہ کے ایک ایک فرد تک پہنچا دینا! پاگلوں اور دیوانوں کی طرح جہاد کی دعوت دیتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت آئے گی اور ہم ایمان کی وہ بہاریں دیکھیں گے اور ہماری نسلیں بھی ایمان کی ان بہاروں کو دیکھے گی جن بہاروں کو ہم سوچا کرتے ہیں اور ہم جنہیں خواب میں دیکھتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلی
آله وصحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

اسلام سے نہ ٹکراؤ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم
اما بعد: فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم
بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا ، وان اللّٰه علیٰ نصرهم لقدیر۔ (الحج: ٣٩)

ترجمہ: حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: والذی نفسی بیده لوددت ان اقتل فی سبیل اللّٰه ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل۔ (بخاری ج ا/٣٩٢)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کردیا جاؤں۔

میرے غیور مسلمان بزرگو! بھائیو اور میرے ہم مشن ساتھیو! استاذ محترم حضرت علامہ مولانا محمد امین صفدر صاحب ''دامت برکاتہم'' تشریف فرما ہیں۔ انشاء اللہ! تفصیلی خطاب تو انہیں کا ہوگا میں تو اپنے محترم دوست حضرت مولانا...... کے حکم اور ان کی فرمائش پر تھوڑی دیر کے لئے یہاں حاضر ہوا ہوں، چند باتیں آپ حضرات سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

یہ بات اب اچھی طرح سے لوگوں کو سمجھ آچکی ہے کہ علماء دیوبند کون ہیں؟ اور کیا ہیں؟ کل تک اگر کوئی لوگ علماء دیوبند کی شان کو بھول چکے تھے تو آج انہیں بھی دوبارہ یاد آ گئی ہے۔ لوگ ہم سے کہتے تھے کہ تم نے بچوں کو خراب کیا، سر پہ ٹوپی اڑھائی اور شلوار ٹخنوں سے اونچی کرائی، مدرسہ پڑھ کر یہ بچارے چپڑاسی بھی نہیں لگ سکیں گے۔

ہم کہتے تھے کہ ہم چپڑاسی لگنے کے لئے پیدا ہوئے ہی نہیں۔ ہم کہتے تھے کہ ایک وقت آئے گا جب تم دیکھو گے کہ یہ چٹائیوں پہ بیٹھنے والے کہاں تک جاتے ہیں اور کہاں تک پہنچتے ہیں۔ اور آج ہم کہہ سکتے ہیں کہ واقعی اس مدرسے میں پڑھنے والا چپڑاسی تو نہیں لگ سکتا مگر الحمدللہ! امیر المومنین لگا بیٹھا ہے۔

ایک حدیث کی قیمت:

آج دنیا میں کوئی کوفی عنان کو طاقتور سمجھتا ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ امریکہ کے صدر کی زیادہ طاقت ہے۔ لیکن خود کوفی عنان کے کان میں جا کر پوچھو کہ بتاؤ! اسوقت دنیا میں سب سے

زیادہ طاقتور شخص کون ہے؟ وہ کہے گا کہ چٹائی پہ بیٹھا ہوا ملا عمر مجاہد، نہ ہمارے ہاتھوں سے سنبھل رہا ہے نہ کسی اور کے ہاتھوں میں آرہا ہے، خدا کے کسی حکم کو نیچے نہیں ہونے دیتا اور اقوام متحدہ کے کسی حکم کو اوپر نہیں ہونے دیتا۔

امیر المومنین ملا محمد عمر، اللہ کے نبی کی ایک ایک حدیث پر عمل کرنے کی خاطر، ایک ایک روایت پر عمل کرنے کے لئے آدھے افغانستان کو جلانے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ کل تک لوگ ہمیں کہتے تھے کہ او حنفیو! تم حدیث پہ عمل نہیں کرتے ہو، تم حدیث کو نہیں مانتے ہو۔

الزام لگانے والو! تم نے حدیث کے لئے کیا قربانی دی ہے؟ میرے نبی ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کسی کے سپرد نہیں کرتا۔ دیکھو! ملا محمد عمر حنفی اس حدیث کی خاطر امریکہ کے میزائلوں کے حملے برداشت کر رہا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے لئے ہر وقت تیار بیٹھا ہے وہ کہتا ہے کہ......

سارا افغانستان جل سکتا ہے
ملا عمر کے ٹکڑے ہو سکتے ہیں
میرا سر کٹ سکتا ہے
لیکن نبی ﷺ کی حدیث نیچے نہیں ہو سکتی

جیل میں بھی درس حدیث:

بتاؤ! دیوبندیوں نے حدیث کی حفاظت کی ہے یا کسی اور نے کی ہے؟ الحمدللہ! دیوبند کو تو اب ایڈوانی بھی ماننے لگ گیا ہے۔ کل تک تو کہتے تھے کہ ہماری جیلیں بہت مضبوط ہیں، ہم نے فلاں کرمنل اور فلاں بدمعاش کو پکڑا ہوا ہے، ہم نے فلاں ڈاکو کو پکڑا ہوا ہے۔ ہماری جیلیں اتنی

مضبوط ہیں کہ یہاں کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی، ان مضبوط جیلوں سے بھاگنا تو دور کی بات ہے یہاں تو کسی کی آواز بھی بلند نہیں ہو سکتی۔

لیکن جب ان مضبوط جیلوں میں دیو بند سے تعلق رکھنے والے ایک ادنیٰ سے طالبعلم کو پکڑ کر بٹھایا گیا تو جیل کے اندر کی دیواریں بھی لرزتی تھیں اور باہر کی دیواریں بھی لرزتی تھیں۔ وہاں درس قرآن بھی ہو رہا تھا، وہاں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بھی پڑھی جا رہی تھی اور قرآن وحدیث کو سمجھانے کے لئے ابو حنیفہ کی فقہ کا درس بھی ہو رہا تھا، وہاں ''الجہاد الجہاد'' کے نعرے بھی بلند ہوتے تھے۔

چنانچہ جیل کا ''ایس، پی'' اور ''ڈی، ایس، پی'' جیل کی چھت پر کھڑے ہو کر یہ سارا تماشہ دیکھتے تھے مگر علماء دیو بند کے ان فرزندوں کو ظالم ہندوؤں کی لاٹھیاں، ٹارچر سیل، بجلی کے خطرناک کرنٹ اور الٹا لٹکانا اپنے عزم واستقلال سے نہ ہٹا سکا۔

فقیروں کو چیلنج نہ کرو!

بتوں کے پجاریوں نے کہا کہ ہم تمہاری چٹھی باہر نہیں جانے دیں گے، ہم نے کہا کہ چٹھی تو کیا ہم نو سو (۹۰۰) صفحات پر مشتمل بڑی بڑی کتابیں باہر بھیجیں گے اگر روک سکتے ہو تو روک کے دکھا دو! انہوں نے کہا کہ تمہاری آواز جیل سے باہر نہیں جائے گی ہم نے کہا کہ ہماری آواز باہر اس طرح جائے گی کہ تمہاری چیخیں بھی ساتھ سنائی دیں گی۔ پھر انہوں نے کہا کہ ان جیلوں سے باہر کوئی نہیں نکل سکتا، ہم نے کہا کہ......

ہم فقیروں کو چیلنج نہ کرو
ہم نے شیخ الہندؒ کی تاریخ پڑھی ہوئی ہے
ہمیں حسین احمد مدنیؒ کی یاد آج تک نہیں بھولی
ہم مولانا قاسم نانوتویؒ کے نام لینے والے ہیں

ہم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے دیوانے ہیں
ہم حافظ ضامن شہیدؒ کو ماننے والے ہیں

ہندو بنیئے چیلنج کرتے تھے کہ اس مولوی کی لاش جیل سے نکلے گی۔ ہم نے کہا کہ اگر ہمارا جنازہ یہاں سے اٹھا تو بہت خوشی کی بات ہوگی کیونکہ ہمارے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ بھی اسی طرح جیل سے اٹھا تھا۔ لیکن انشاء اللہ! میں تمہاری جیل کی ان دیواروں سے باہر نکل کر رہوں گا اسلئے کہ تم نے دیو بند کے ایک فرزند کو چیلنج کیا ہے۔

تم کیا جانتے ہو کہ لڑنا کیا ہوتا ہے؟ ارے! لڑنا تو شیروں کا کام ہے، علماء دیو بند اللہ کے شیر ہیں۔ تم تو ترازو اٹھانا جانتے ہو، علماء الحمد للہ! تلوار چلانا جانتے ہیں۔ دنیا کا وہ کونسا اسلحہ ہے جو مجاہدین کے ہاتھوں میں آ کر کھلونوں کی طرح ناچنے پر مجبور نہ ہو جاتا ہو۔ تمہاری مائیں تمہیں ناپاک حالت میں دودھ پلاتی ہیں الحمد للہ! مجاہدین نے تو باوضو ماؤں کا دودھ پیا ہوا ہے۔ تم تو اپنے سیتا اور رام کے عشق کو یاد کرتے ہو مجاہدین تو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقدس کو دیکھتے ہیں۔

ایڈوانی نے امریکہ کا دورہ کیا اور کہا کہ اس مولوی کو نہیں چھوڑیں گے یہ بہت خطرناک ہے۔ ایڈوانی برطانیہ گیا کہا کہ اسے نہیں چھوڑیں گے مگر میرے اللہ کی قدرت پہ قربان جاؤں! مجاہدین نے کہا انشاء اللہ! تمہاری یہ دیواریں ٹوٹیں گی وہ حیران ہوتے تھے کہ یہ مولوی جیل سے کیسے باہر جائے گا؟ مگر......

میرے رب کی قدرت دیکھو
میرے رب کی رحمت کا کرشمہ دیکھو
جہاد کی طاقت دیکھو
شہداء کے خون کی برکت دیکھو

علماء دیوبند کی یلغار دیکھو
ہمارے اکابر کی للکار دیکھو!

فرعونو! اسلام سے نہ ٹکراؤ:

چنانچہ چند نوجوانوں نے مل کر انڈیا کے مشرکوں کو نکیل ڈال دی۔ اور انڈیا کا وزیر خارجہ اپنی شکست تسلیم کر کے جب قندھار کی زمین پہ اترا تو اس فرعون کا سر شرم سے جھکا ہوا تھا اور دیوبند کے طالبعلم کا سر خوشی سے اونچا تھا۔

الحمد للہ! تھوڑا حساب تو مجاہدین نے چکا لیا ہے کہ کل تک بادامی باغ کے جس ٹارچر سینٹر میں مجاہدین کو الٹا لٹکایا جاتا تھا، جہاں میرے بھائی سجاد شہید پر لاٹھیاں برسائی جاتی تھیں، جہاں کمانڈر نصر اللہ منصور کی ٹانگوں پر بہیمانہ وار کیے جاتے تھے۔ تین دن پہلے آفاق شہید نے اسی سینٹر میں بہت بڑا فدائی حملہ کر کے ایڈوانی کو پندرہ لاشوں کا تحفہ بھیج دیا ہے، اب انشاء اللہ! پندرہ سو (١٥٠٠) لاشیں اور بھجوائیں گے۔ انڈیا نے کشمیر کی دھرتی پر جو خون بہایا ہے مجاہدین اس کا پورا پورا حساب چکائیں گے۔

آخر میں دنیا کے فرعونوں سے کہتا ہوں کہ تم اسلام سے نہ ٹکراؤ ورنہ پاش پاش ہو جاؤ گے، مسلمانوں سے نہ ٹکراؤ ورنہ پاش پاش ہو جاؤ گے اور بالخصوص علماء دیوبند سے نہ ٹکرانا ورنہ تمہارا ستیاناس ہو جائیگا۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا
محمد وعلی آله وصحبه اجمعین

حضرت! آپ کو شہادت مبارک ہو!

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم
اما بعد: فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
یریدون لیطفئوا نور اللّٰہ بافواههم واللّٰہ متم نوره ولو کره الکافرون۔

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور پڑے برا مانیں منکر۔

مسجد الفلاح گواہ ہے:

میرے غمزدہ مسلمان بھائیو اور نوجوان ساتھیو! آج ہم اس شخصیت کی شہادت باسعادت کے موقع پر ایک جگہ جمع ہیں جنہیں جس چیز کی فکر لگی ہوئی تھی انہوں نے وہ سعادت حاصل کرلی۔ وہ خوش قسمت ہستی جنہیں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری جیسے استاد، حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی جیسے شیخ اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی جیسے مربی حاصل ہوئے۔

وہ مرد جلیل جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کی ختم نبوت کے تحفظ کے دفاع کیلئے منتخب کیا، وہ نابغۂ روزگار شخصیت جس نے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی، وہ شخص جس نے ناموس صحابہ کے تحفظ کیلئے صبائیت کے دماغ سے بھیجا باہر نکال کر رکھ دیا۔

یہ مسجد گواہ ہے کہ چند روز پہلے اس مسجد کے محراب و منبر میں وہ شخصیت تشریف فرما تھی اور مجاہدین کی تائید اور پشت پناہی کا اعلان کیا جارہا تھا اور اس مرد جلیل نے اپنے ایک ادنیٰ سے مجاہد شاگرد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اعلان کیا تھا کہ میں آج بیعت علی الجہاد کرتا ہوں۔ میرے یہ امیر جس وقت اور جہاں میری تشکیل کردیں میں وہاں جانے کیلئے ہر وقت تیار ہوں۔

میں شہادت پاؤں گا:

مولانا بدیع الزمان صاحب نور اللہ مرقدہ کا جنازہ پڑھانے کے لئے جب آپ مسجد دارالسلام تشریف لے گئے تو آپ پر ایک کیفیت طاری تھی اور میرا ہاتھ پکڑ کر آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ اب میں بستر کی موت نہیں مروں گا بلکہ شہادت کی موت پاؤں گا۔ یہ اس مرد جلیل کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ تھے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پورے کردیئے۔

مسلمانوں کے عظیم رہبر، امن عامہ کے علمبردار، اہل حق کے وکیل حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ ہماری آنکھوں کے سامنے شہید کردیئے گئے۔ آج لاکھوں آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل پارہ پارہ ہیں، مظلوموں کی آہیں اور چیخیں نکل رہی ہیں، یہاں سے بہت دور محاذوں پر لڑنے والے مجاہدین کرام بھی اپنے دلوں میں درد محسوس کررہے ہیں۔

اپنے وطن میں بھی اجنبی ہوں یارب!:

آج ہم اپنے ملک پاکستان میں خود کو اجنبی محسوس کررہے ہیں، اس ملک میں پاکستانیوں کی نہیں چلتی بلکہ غیر ملکیوں کا راج نظر آتا ہے۔ ہماری زندگی اور موت کے فیصلے بھی دوسرے ملکوں میں کیئے جاتے ہیں، ہمیں روٹی دینے یا بھوکا مارنے کے فیصلے بھی دوسرے ملکوں میں کیئے جاتے ہیں۔

اگر وہ ہمیں زندہ رہنے کا حق دیں تو یہاں ہمیں زندہ رہنے دیا جاتا ہے اور اگر وہ ہمارے نام پر سرخ نشان لگادیں تو پاکستان کی زمین ہم پر تنگ کردی جاتی۔ اور اگر وہ ہماری نقل وحرکت پہ انگلی اٹھائیں تو ہم پر پابندیاں لگادیجاتی ہیں کہ ہم اپنے شیخ کے جنازے میں بھی شریک نہیں ہوسکتے اور ان کے آخری دیدار سے بھی محروم کردیئے جاتے ہیں۔

آج اگر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قاتل اور ان کے آقا خوشی منارہے ہیں تو ہم ان سے یہی کہتے ہیں کہ تم نے حضرت کو شہید کیا، شہید مردہ نہیں بلکہ وہ تو زندہ ہوتا ہے۔ لیکن تم نے اپنی موت کو آواز دی ہے۔ تم جس ہستی کو ختم کرنا چاہتے تھے وہ تو اب پہلے سے زیادہ بلند زندگی پاچکی ہے۔

اے اسلام کے دشمنو!:

اے اسلام کے دشمنو! مجاہدین سمندر کی جھاگ نہیں کہ آسانی سے بہہ جائیں گے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی امت کے سپاہی ہیں......

تم نے مجاہدین کے سینوں میں سوراخ کیا ہے
اب اپنے سینوں کی حفاظت کا سوچو
تم نے مجاہدین سے روشنی چھیننے کی کوشش کی ہے

مجاہدین بھی انشاء اللہ! تمہیں ذلت کی تاریکی میں ڈبوئیں گے

تمہیں اپنی طاقت پر ناز ہے تو

مجاہدین کو اپنے رب پر بھروسہ ہے

تمہیں اپنے اثر ورسوخ کا گھمنڈ ہے تو

مجاہدین بھی اپنے نالے اس ذات تک پہنچا رہے ہیں

جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے

آج اگر وقتی طور پر تم خوشیاں منا رہے ہو تو سن لو! کل تمہیں ماتم کرنا پڑے گا اور تم میں سے ہر فرد گواہی دے گا کہ واقعی مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ زندہ ہیں۔

علماء کے خلاف زبان درازی:

میں اس موقع پہ یہاں موجود احباب سے بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ صبر سے کام لیں۔ حالانکہ یہ صبر کا وقت نہیں ہے کیونکہ ہمارے ساتھ بہت زیادہ کھلواڑ کھیلا گیا ہے، ہمارے علماء کا تحفظ نہیں کیا جا رہا، اس حکومت نے علماء کے تحفظ سے غافل ہو کر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔

کاش! اس ملک کے وزراء بیان دینے سے پہلے دس بار سوچ لیا کریں۔

اگر اس ملک کا تحفظ ہمارے ذمے ہے تو حکومت کے ذمہ بھی ہے، علماء پر صرف فرقہ واریت کے الزام لگانے سے یہ ملک بچنے کا نہیں۔ علماء پر فرقہ واریت کی انگلی اٹھا کر قاتلوں کو آزاد چھوڑ دینے سے اس ملک کا دفاع نہیں ہوگا۔ حکومتی وزراء کو غور کرنا ہوگا کہ اگر تمہاری زبانیں علماء کے خلاف نہ چلتیں، اگر دینی مدارس کے خلاف زبان بلند نہ کرتے، اگر ناموس رسالت کے قانون کے ساتھ کھلواڑ نہ کرتے تو آج یہ وقت نہ آتا کہ اتنے بڑے عالم دین کو کھلے بازار میں شہید کر دیا جاتا۔

حضرت! آپ بہت عظیم تھے:

حکمرانو! اگر تم ملک کی حفاظت چاہتے تو تمہیں اپنا طرز عمل بدلنا ہوگا، تمہیں اپنی زبانوں کو قابو میں رکھنا ہوگا اور تمہیں علماء کرام کے تحفظ اور ان کی عظمت کو یقینی بنانا ہوگا۔

اگرچہ میں اس وقت بہت دور ہوں لیکن میں اس پورے مجمع کے سامنے حضرت شہید نور اللہ مرقدہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں......

حضرت! آپ کو شہادت مبارک ہو

آپ نے سعادت کی زندگی پائی ہے

آپ کو کروڑوں بار یہ میٹھا انجام مبارک ہو

آپ یقیناً قابل رشک ہیں

آپ کی زندگی کے لمحات قابل رشک ہیں

آپ جس قدر عظیم انسان تھے

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ویسا عظیم انجام دیا ہے

حضرت! آپ نے اس عظیم مرتبے کو پالیا

جس کی آپ تمنا فرمایا کرتے تھے

حضرت! آپ تو پہلے بھی بہت اونچے تھے

مگر اب اور اونچے ہو گئے

حضرت! آپ کا خون انہیں آرام سے نہیں بیٹھنے دے گا

حضرت! آپ نے زندگی میں جو نیک کام کئے

آپ کے اس خون نے ان پر مقبولیت کی مہر لگا دی ہے

حضرت! آپ کا یہ خون قاتلوں کو ہرگز ہضم نہیں ہوگا

حضرت! آپ کا یہ خون رائیگاں نہیں جائے گا

حضرت! آپ ہمارے دلوں کی ٹھنڈک تھے

حضرت! آپ ہماری آنکھوں کا نور تھے

حضرت! اللہ تعالیٰ ان قاتلوں کی آنکھوں کو ویران کرے

جنہوں نے ہم سے یہ نور چھینا ہے

حضرت! آپ نے جہاد میں قدم رکھا ہی تھا کہ

پھر جلد ہی بلندیوں والے مقامات تک پہنچ گئے

حضرت! آپ کا یہ خون امارتِ اسلامیہ کو مضبوط کرے گا

حضرت! آپ کا خون عقیدۂ ختم نبوت کو اور مستحکم کرے گا

حضرت! آپ کے قاتل انجام بد سے نہیں بچ سکیں گے

حضرت! ان قاتلوں کو نہ آسمان پناہ دے گا نہ زمین

آپ کی مسکراہٹ ہمارا اسلحہ تھی:

حضرت آخر میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کو شہادت مبارک ہو مگر ہم آپ کے بغیر خود کو تنہا محسوس کر رہے ہیں۔ آپ تو اپنے محبوب کے سائے میں چلے گئے مگر ہمیں آپ کے سائے کی بہت ضرورت تھی۔

حضرت! کفر منظم ہو چکا ہے اور اسلام دشمن طاقتیں وطن عزیز تک میں گھس چکی ہیں۔ مسلمان عام طور پر جہاد سے اور مجاہدین سے غافل ہیں، غیروں کے ساتھ ہمارے اپنے بھی ہماری جڑیں کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ان دردناک حالت میں حضرت! ہمیں آپ جیسے مضبوط سالار قافلہ کی ضرورت تھی۔ ہمارا عزم تھا کہ ہم آپ کی سرپرستی میں کشمیر کو آزاد کرائیں گے، ہماری آرزو اور تمنا تھی کہ ہم اپنے

قیدی مجاہد بھائیوں کو انڈیا سے چھڑا کر لائیں گے اور آپ سے دعائیں لیں گے۔

حضرت! ہماری خواہش تھی کہ ہم بابری مسجد کو دوبارہ بنا کر آپ کے مغموم دل کو خوش کریں گے۔ حضرت! آپ کی مسکراہٹ ہمارا اسلحہ، آپ کی دعائیں، ہماری قوت، آپ کی سرپرستی ہماری پونجی تھی اور آپ کی حمایت ہمارا حوصلہ تھی۔ حضرت! کڑی دھوپ کے اس مشکل سفر میں آپ جیسے سایہ دار درخت ہماری راحت تھے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون:

حضرت! ہم بے حد غمگین ہیں، ہمارا دل پریشان اور ہماری آنکھیں اشکبار ہیں مگر ہم اپنی زبان سے وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا مالک اور پروردگار راضی ہو: انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ۔

یا اللہ! اے دو جہاں کے مالک! اے کمزور اور مظلوموں کے مددگار! اے مجاہدین سے محبت کرنے والے آقا! ہم اس صدمے سے نڈھال ہیں، ہم کس سے تعزیت کریں ہم خود تعزیت کے حقدار ہیں۔

یا غیاث المستضعفین! آپ حالت اضطرار میں مشکل کشائی فرماتے ہیں اور اندوہناک حالات میں سہارا دیتے ہیں، اس مشکل گھڑی میں ہماری مدد فرمایئے! اور ہم پر رحم فرمایئے!

اے رب غفور وشکور! ہمارے حضرت کی عظیم قربانی کو قبول فرمایئے اور ہماری لڑکھڑاتی صفوں کو حوصلہ عطاء فرمایئے۔ حضرت! آپ کو شہادت مبارک ہو اور کروڑوں بار مبارک ہو، آپ نے جامِ شہادت پی لیا مگر ہم ابھی تک منتظر ہیں۔

اے اہلیان کراچی:

اے اہلیان کراچی! حضرت شہید کی خدمات اوران کے خون کو بھلا نہ دینا! اوراس وقت تک چین سے نہ بیٹھنا......

جب تک حکومت حضرت کے قاتلوں کو گرفتار نہ کرلے

جب تک علماء کے تحفظ کا معقول انتظام نہ کردیا جائے

جب تک دینی مدارس کے خلاف زبان چلانے والے توبہ نہ کریں

جب تک دینی اقدار کے خلاف یہ لوگ اپنی زبانوں کو بند نہ کرلیں

جب تک حضرت کے مشن کو مکمل نہ کردیا جائے

جب تک عقیدۂ ختم نبوت کا استحکام اس ملک کا بنیادی اصول نہ بن جائے

اے اہلِ کراچی اوردیگر تمام مسلمانو! آرام سے نہ بیٹھنا! حضرت کے سرخ خون کو یاد رکھنا! حضرت کے قلم سے نکلی ہوئی تحریوں کو سینے سے لگائے رکھنا! حضرت کی بیعت علی الجہاد کو یاد رکھنا! حضرت نے اس امت کو جہاد جیسے اہم اورعظیم فریضے کی طرف متوجہ فرمایا ہے یہی فریضہ ہماری حفاظت کا بھی ضامن ہے اوراسلام کا تحفظ بھی اسی فریضے کے اندر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اوراس صدمے سے ہم سب کو ابھرنے کی اورحضرت کے مشن کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه اجمعین. برحمتک یاارحم الرحمین

طالبِ علم کا مقصد

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

اما بعد: فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

انما یخشی اللّٰہ من عباده العلمآء. (فاطر:٢٨)

ترجمہ: ”اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں سے، جن کو سمجھ ہے“۔

قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: من سلک طریقًا یبتغی فیه علماً سهّل اللّٰه له طریقا إلی الجنة. (ریاض الصالحین حدیث نمبر ١٣٨٨)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص طلبِ علم کے راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردیتا ہے۔

ہوشربا تقریر:

مہمانانِ گرامی! معزز اور مکرم علماء کرام اور میرے عزیز طالب علم بھائیو!

بہاولپور کے تاریخی ادارے دارالعلوم مدنیہ کے مقتدر علماء کرام کے سامنے کچھ کہنا ایک بے ادبی اور گستاخی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن انہی حضرات کے حکم سے اپنے طالب علم بھائیوں سے چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ ممکن ہے کہ میرے طالب علم بھائی آج جوشیلی تقریر سننے کے موڈ میں ہوں لیکن میں بغیر کسی جوش کے وہ باتیں کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ لوگوں کو کچھ ہوش آ جائے۔

سب سے پہلے میں ان بھائیوں کو مبارک باد دیتا ہوں جنہوں نے امتحانات میں امتیازی درجات حاصل کیے ہیں اور انعامات کے لفافے وصول کیے ہیں۔ زندگی کے نو سال میں خود اس منظر سے گزرا ہوں۔ اسی طرح کی مجلس ہوا کرتی تھی اور دل دھڑکتا تھا کہ ابھی نتیجہ کا اعلان ہوگا تو معلوم نہیں کیا سامنے آئے گا؟ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کی دعاؤں سے ہم نے بھی بہت انعامی لفافے لوٹے اور بہت سی کتابیں انعام میں حاصل کیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم تھا اور اس کی خاص رحمت تھی۔

دو عجیب منظر:

میں نے اپنی زندگی میں اور اپنی اس مختصر عمر میں بہت سارے ادوار دیکھے ہیں لیکن طالب علمی کا دور نہ بھولا ہے اور نہ کبھی بھول سکتا ہے۔ گرفتاری کی رات میں نے زندگی میں ایک نیا منظر دیکھا تھا، کہاں کراچی کا وہ ماحول کہ لوگ جوتے سیدھے کر کے پہناتے تھے اور کہاں یہ ذلت کہ وہی جوتے میرے سر پر پڑ رہے تھے۔

ایک بار ایک شادی کی تقریب میں جانا ہوا، چند دوست احباب ساتھ تھے جوتے پر کوئی چھلکا وغیرہ لگ گیا مگر انہیں اتنی بات بھی گوارا نہ ہوئی تین ساتھی جھک کر اس چھلکے کو ہٹانے لگے اور

پھر وہ رات کہ جب مجھے سری نگر کے قریب اننت ناگ سے گرفتار کیا گیا، اس رات کون سا جوتا تھا جو میرے سر پر نہیں پڑا۔

یہ عزتیں یہ ذلتیں بہت عارضی چیزیں ہیں، جو لوگ ان چیزوں کو بہت کچھ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں وہ ہمیشہ پریشان رہتے ہیں۔ ہمیں بزرگوں نے سمجھایا تھا کہ ان جوتا سیدھے کرنے والوں کو دیکھ کر اپنے کو کچھ سمجھنے مت لگ جانا، زمین پر رہنا، اپنا سر اپنی گردن پر رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کا اکرام دیکھ کر سمجھنے لگ جاؤ کہ اب تو میں کوئی چیز بن گیا ہوں۔

چنانچہ میں گرفتاری کی رات یہ بات سمجھ گیا کہ واقعی بزرگوں کی بات سچی تھی۔ کل تک جوتے سیدھے ہو رہے تھے اور چند دن بعد جوتے چہرے پہ لگ رہے تھے۔ ایک ہندو پولیس افسر نے مجھے لٹایا ہوا تھا اور اوپر کھڑے ہو کر مسلسل اپنے بوٹ سے میرا چہرہ روند رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عزت اور ذلت کے یہ دو عجیب منظر اپنی آنکھوں سے دکھائے۔

وہ بہت عجیب رات تھی، اس رات بہت عجیب مناظر تھے دشمن ہنس رہے تھے قہقہے لگا رہے تھے "جے ہند اور بھارت ماتا کی جے" کے نعرے ہم سن رہے تھے۔ اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔ اگر اس وقت کوئی چیز مجھے یاد آ رہی تھی تو وہ طالب علمی کا زمانہ تھا۔ طالب علمی کے یہ نو سال زندگی کے ہر مرحلے پہ کام دیتے رہے اور ہر مرحلے پہ یاد آتے رہے۔

زمانہ طالب علمی کی ایمانی کیفیت:

مجھے یاد ہے کہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی مسجد کے ننگے فرش پر بیٹھ کر مطالعہ اور تکرار کرتے کرتے، رات کے ایک دو بجے نیند آ جاتی تھی اور اس ٹھنڈے فرش پر وہ سکون ملتا تھا جو کسی فائیو اسٹار ہوٹل کے بستر پہ بھی نہیں ملتا۔ طالب علمی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمتیں اور عنایتیں برستی تھیں کہ کئی دفعہ کعبۃ اللہ جانا ہوا، مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ میں بیٹھنا ہوا تو دل سے ایک ہی دعاء نکلتی تھی کہ یا اللہ! طلب علم کے زمانہ کی ایمانی کیفیت دوبارہ عطاء فرما دے۔

گناہوں کا تصور اور خیال بھی دل میں نہیں آتا تھا ایسا لگتا تھا جنت کے باسی ہیں، سوائے اپنی کتابوں کے، سوائے اپنے مطالعے اور تکرار کے، سوائے اپنے شیخ کے بتائے ہوئے معمولات کے اور سوائے اپنے اساتذۂ کرام کی خدمت کرنے کے اور کسی چیز کا تصور دماغ میں نہیں آتا تھا۔

زندگی میں تجربہ ہوا کہ ایک مسلمان کے لئے طالب علمی جیسا مبارک دور اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

گردن میں آٹو میٹک مشین:

استاد محترم نے بچپن میں بتایا کہ عورتوں پر نظر نہیں پڑنی چاہیے اور اگر تمہاری نظر کسی بے پردہ عورت پر پڑ گئی اور تم نے گردن جھکالی تو اللہ تعالیٰ تمہارے جسم میں ایک عجیب مشین لگادے گا اور آئندہ جب بھی کسی نامحرم عورت پر تمہاری نظر جائے گی تو خود بخود گردن ادھر سے پھر جایا کرے گی۔ ہم اس وقت فارسی کی ابتدائی کتاب ”مالابد منہ“ پڑھتے تھے اور حیران ہوتے تھے کہ استاد صاحب کس چیز کا تذکرہ کررہے ہیں۔ اس عمر میں نہ یہ پتا تھا کہ عورت کیا ہوتی ہے؟ اور نہ یہ پتا تھا کہ اس کو تاڑنے کا کیا اجر و ثواب ملتا ہے؟

لیکن جب بڑے ہوئے، استاد کی بات پلے بندھی ہوئی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ کراچی جیسا شہر جہاں دیکھو تو گاڑی عورت صاحبہ چلاتی ہیں، روڈ پہ دیکھو تو کوئی مٹک مٹک کے چل رہی ہے، جس شہر کو فحاشی سے بھر دیا گیا۔ وہاں صرف اور صرف مالک کا فضل و کرم تھا کہ جب بھی عورت کی طرف نظر اٹھتی تھی تو گردن خود بخود مڑ جایا کرتی تھی اور آنکھیں ناپاک نہیں ہوا کرتی تھیں......

وہ آنکھیں جو قرآن پڑھتی ہوں

ان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ناپاک ہوا کریں
جو آنکھیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھ رہی ہوں
ان کو لائق نہیں کہ وہ ناپاک ہوا کریں
جو قدم علم کے راستے پر چلتے ہیں
ان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ گناہوں کے راستے پر چلیں

حدیث پر عمل کرنے کا جذبہ:

ہم جو حدیث پڑھتے تھے اس کی حقیقت کھل کر آنکھوں کے سامنے آجایا کرتی تھی۔

ہم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت پڑھی کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں دعاء سکھائی کہ جب کوئی مصیبت آجائے اور کوئی نقصان ہوجائے تو یہ دعاء پڑھ لیا کرو: اللھم اجرنی فی مصیبتی اخلف لی خیرا منھا تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر بدلہ دنیا میں عطاء کردیں گے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں نے یہ دعا سیکھی تھی تو میرے خاوند کا انتقال ہوچکا تھا مجھے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس سے اچھا خاوند اور کون سا ملے گا؟ میرا خاوند تو رسول اللہ ﷺ کا صحابی تھا، مجاہد اسلام تھا، میدان جنگ کا شہسوار تھا، کہا لیکن میں نے حدیث پر یقین کرتے ہوئے اس دعاء کو پڑھ لیا۔ چنانچہ کچھ دن بعد خود رسول اللہ ﷺ میرے خاوند بن گئے۔

چنانچہ میں نے جب یہ حدیث پڑھی تو دل چاہتا تھا کہ کوئی چیز گم ہوجائے تاکہ اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق مل جائے چنانچہ میں عطر لگا رہا تھا کہ شیشی گر کر ٹوٹ گئی، میں نے جلدی سے یہ دعا پڑھی۔ دعاء پڑھے صرف دو ہی گھنٹے گزرے تھے کہ ایک صاحب تشریف لائے اور کہا کہ انڈیا گیا تھا وہاں سے آپ کے لئے عطر کی آٹھ شیشیاں لایا ہوں۔

منوا کے چھوڑا، منوا کے چھوڑا!

حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ کہا کرتے تھے کہ علماء دیو بند نے دیو بندی مدرسے کے طلباء کے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ بات منوالی ہے کہ اگر وہ سچے دل سے اور اخلاص سے دین کی خدمت کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں روٹی کا محتاج نہیں کرے گا۔

اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال بزرگ تھے، ایک دن بیٹھے بیٹھے ان پر حال طاری ہوگیا کہنے لگے: ''منوا کے چھوڑا، منوا کے چھوڑا'' سارے پوچھنے لگے کہ حضرت! کیا منوا کے چھوڑا؟ کافی اصرار کے بعد بتایا کہ میں تین روز سے دعاء کر رہا تھا کہ جو طالب علم دیو بند کے مدرسوں میں پڑھے اور پھر دین کی خدمت میں لگا رہے خدا اسے روزی کا محتاج نہ کرے۔

ہمارے اساتذہ نے ہمیں یہ بات سمجھائی کہ تم روزی کے محتاج نہیں ہوگے، تمہارا کام دنیا کے ٹکڑے کمانا نہیں ہے تمہارا کام تو اللہ رب العزت کے دین کی خدمت کرنا ہے۔ اساتذہ کرام کی زبان میں ایسی تاثیر تھی کہ روزی کی فکر دل سے ایسی نکلی کہ آج تک پیدا نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے روزی اتنی عطاء فرمادی ہے کہ اب بڑے بڑے لوگ انگلیاں کاٹتے ہیں کہ فلاں مولانا کے پاس ڈبل سیٹر دو دو گاڑیاں اور جیب میں دو دو موبائل فون ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میرا اللہ جانتا ہے اس نے یہ ساری چیزیں مجھے خدمت دین کے لیئے اسباب کے طور پر عطاء فرمائی ہیں۔

اللہ ہمارا گواہ ہے کہ ہم جہاد کے پیسے کو اپنے لئے سؤر کے گوشت سے بھی زیادہ حرام سمجھتے ہیں اور کسی طرح اس بات کو جائز نہیں سمجھتے کہ شہداء اور مجاہدین کے پیسوں سے اپنی گاڑیاں اور مکانات اور موبائل ٹیلی فون خریدیں۔ مگر ہمارے رب کے دروازے تو ہمارے لئے کوئی بند نہیں کرسکتا آسمان کے دروازے تو کوئی بند کر نہیں سکتا۔

روزی میں برکت کی انمول دعاء:

طالبعلمی کے زمانے میں، میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بیٹا! دین کی خدمت کرنا اور اس بات کو یاد رکھنا! ولِلّٰہ خزائن السمٰوٰت والارض یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس ایک خزانہ نہیں بلکہ بہت زیادہ خزانے ہیں۔ جب اس رب کے پاس بہت زیادہ خزائن ہیں تو تمہاری روزی کا بندوبست وہ خود کرے گا، تم بے فکر اور مست ہو کر اس کے دین کی خدمت کرتے چلے جانا۔

روزی دینا اللہ کا کام ہے اس کے پیچھے دوڑنا ہمارا کام نہیں ہے۔ روزی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی ہے، انسان تو کیا وہ سؤر کو بھی بھوکا نہیں مارتا، وہ تو اپنے دشمنوں کو بھی بھوکا نہیں مارتا، وہ تو ان کو بھی بھوکا نہیں مارتا جو اس کو گالیاں دیتے ہیں۔

خود اپنے منکروں کی بھی کرتا ہے پرورش
دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پروردگار کے

ہمارا پروردگار تو بہت حوصلے والا ہے، جب وہ اپنے منکروں کو بھوکا نہیں مارتا تو میرے طالبعلم بھائیو! کیا وہ ہمیں بھوکا مار دے گا؟ کیا وہ ہم پر روزی کے دروازے بند کردیگا؟ جب اللہ کا کوئی بندہ خود کو اس کے دین کے کام میں تھکائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے ٹکڑوں کی خاطر نہیں تھکاتا۔

طالبعلم کا آئیڈیل:

''ملا محمد عمر مجاہد'' جو ایک طالبعلم کے لئے آج آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں......

ہم میں سے ہر ایک طالبعلم کو ملا عمر بننا ہوگا

ہم میں سے ہر ایک طالبعلم کو ملا عمر کے طریقے پر چلنا ہوگا

ہم میں سے ہر طالبعلم کو ملا عمر جیسی شان استغناء اپنے اندر پیدا کرنی ہوگی

کل تک وہی شخص، جس کی آنکھ میدان جہاد میں شہید ہوگئی تھی، جس نے اپنے گھر میں سوکھے ٹکڑے کھائے تھے، آج ساری دنیا اس کے سامنے جھکی ہوئی نظر آتی ہے۔ اقوام متحدہ کا جنرل سیکریٹری کوفی عنان بھی کہتا کہ آج اقوام متحدہ کی سب پر چلتی ہے مگر ملا محمد عمر پر نہیں چلتی۔ بڑے بڑے طاغوت اور ظالم بھی کہتے ہیں کہ ہم سب کو جھکا لیتے ہیں مگر ملا محمد عمر کو نہیں جھکا سکتے۔

یقین جانئے مدرسے کی چٹائی کی یہی تاثیر ہے۔ کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ اس چٹائی پر بیٹھ جاتا ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں جھکا سکتی۔ لیکن یہ ہمارا قصور ہے کہ ہم نے اس مبارک چٹائی کی قدر کرنا چھوڑ دی ہے۔ ہم اس چٹائی کی قدر کرنا بھول گئے ورنہ رب کے یہاں اس چٹائی کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے۔

ہرطرف مولوی ہی مولوی:

کسی نے کہا کہ مدرسے والے مولویوں نے طلبہ کو خراب کر دیا ہے کہ شلوار ٹخنوں سے اونچی اور سر پہ ٹوپی، یہ لوگ کسی دفتر میں کلرک بھی نہیں لگ سکتے۔ میں نے کہا ہاں! ہم تو دفتروں میں کلرک لگنے کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ آج مدرسے کا پڑھا ہوا، افغانستان میں امیر المومنین لگا بیٹھا ہے:......

اگر تھانے میں جاؤ گے تو
ایس ایچ او "ملا" ملیگا
آرمی کا چیف "ملا" ملیگا
اگر کسی چھاؤنی میں جاؤ گے تو

کور کمانڈر "ملا" ملیگا
اگر عدالت میں جاؤ گے تو
جج مولوی نظر آئے گا
اگر کسی تھانے میں جاؤ گے تو
ایس پی سے لیکر نیچے تک مولوی ملیں گے
اگر کسی تجارت کے مرکز میں جاؤ گے تو
وہاں بزنس کی وزارت پر براجمان مولوی نظر آئے گا

چنانچہ امارت اسلامیہ افغانستان میں ہر طرف مولوی ہی مولوی نظر آئے گا جس مولوی سے تم خواب میں ڈرا کرتے تھے کہ فلاں مولوی بڑا خطرناک ہے اسے ماردو! فلاں مولوی ہے اس پر کمانڈوز چھوڑ دو! اب تم کس کس مولوی کو روکو گے؟ امارت اسلامیہ افغانستان کے مدرسوں میں اس وقت ایک لاکھ پچیس ہزار مولوی تیار ہو رہے ہیں، جو تیار ہو چکے ہیں وہ تم سے نہیں سنبھل رہے دوسروں کو کیا سنبھالو گے؟

سینما آباد کرنے والے:

مگر افسوس ہے کہ مولوی نے اپنی اس چٹائی کی قدر نہیں سمجھی، بیٹھ کر بیچارہ حسرت سے دیکھتا ہے پینٹ میں جکڑے ہوئے ان ٹیڈی لوگوں کو جنہیں دیکھ کر تو وہ دعا پڑھنی چاہئے جو کسی معذور کو دیکھ کر پڑھی جاتی ہے: الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاك به وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا۔

یہ معصوم پھول جیسے بچے جنہیں آج پینٹ میں جکڑ کر ان کی گردن میں انگریز ملعون کی غلامی کا طوق ڈالدیا گیا ہے، ان کے ماں باپ ان کو کمائی کی مشین سمجھتے ہیں اور ان کو دنیا کا غلام بنا رہے ہیں......

وہ کل سود کھائیں گے
وہ کل شراب پئیں گے
وہ کل سینماؤں کے اندر جاکر ڈانس کریں گے
وہ کل کسی سینما کے باہر لائنیں لگا کر کھڑے ہوں گے
وہ کل این جی اوز کے توسط سے یہودیوں سے تنخواہیں پائیں گے
وہ کل امریکہ کو اپنا خدا تسلیم کریں گے

مسجدوں کو آباد کرنے والے:

میرے طالبعلم بھائیو! تم ایسا خدائی اور آسمانی علم سیکھ رہے ہو جسے پڑھنے کے بعد......
تمہیں ناچ گانوں سے نجات ملے گی
تمہیں حیا اور غیرت ملے گی
تمہیں شرافت ملے گی
تمہیں عظمت ملے گی
تم مسجدوں کو آباد کرنے والے بنو گے

میرے طالبعلم بھائیو! اس چٹائی کی قدر پہچانو! یہ چٹائی زمین پر بچھتی ہے اور اس کے تذکرے عرش پر ہوتے ہیں- جس چٹائی پر بیٹھ کر تم پڑھتے ہو اس کو ملائکہ اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں- کس بدنصیب مخلوق کو دیکھ کر تم احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہو؟ اور تمہاری ٹوپیاں پیچھے ہو جاتی ہیں اور کبھی داڑھیوں کو اندر دھکیلتے ہو- چھوڑ دو احساس کمتری کو-

داڑھی کا مقام اور پگڑی کی شان سمجھو!

اس داڑھی کی شان کو سمجھو، اس ٹوپی اور پگڑی کے مقام کو سمجھو- تب مرجاؤ گے مگر ٹوپی

سر سے نہیں ہٹے گی، تب مرجاؤ گے مگر داڑھی چہرے کے اندر نہیں ہوگی اسلئے کہ ان چیزوں کو اللہ نے وہ عظمت دی ہے کہ ان کے بغیر انسان کا زندہ رہنا محال ہے-

امیر المومنین ملا محمد عمر نے ان چیزوں کی عظمت کو سمجھا ہے آج دنیا اس کی عظمت کا اقرار کر رہی ہے- بڑے بڑے گورے لائنوں میں کھڑے ہیں کہ کہیں ان سے ملاقات کا ٹائم مل جائے مگر وہ کہتا ہے کہ میرے پاس وقت نہیں ہے دفع ہو جاؤ-

تین خرابیاں:

طالبعلم ساتھیو! ذرا سوچو تو سہی! آخر ہمارے ان پاکستان کے مدرسوں سے کوئی ملا محمد عمر کھڑا کیوں نہیں ہو رہا؟ ہمارے اندر بہت سی خرابیاں آگئی ہیں......
ایک خرابی یہ ہے کہ ہم عزم کے کمزور ہیں
دوسری خرابی یہ ہے کہ ہم احساس کمتری کا شکار ہیں
تیسری خرابی یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر حسد میں مبتلاء ہیں

اگر ان تین مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کر کے انہیں گٹر میں بہادیں- اور ہر طالبعلم یہ سوچے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہے کیسا قرآن، ایسا عظیم علم کہ: لو انزلنا هذا القرآن علیٰ جبل لرأیته خاشعاً متصدعاً من خشیة اللّٰه-

ہر طالبعلم یہ سوچے کہ اتنی عظیم کتاب کا علم میرے سینے میں ہے اور کہے کہ اے میرے رب! میں اس عظیم کتاب کا حق ادا کر کے رہوں گا، اگر ہر طالبعلم یہ عزم کرلے کہ میں ملا محمد عمر مجاہد بن کر رہوں گا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ملا عمر بننے سے نہیں روک سکتی-

سارے اسباب وہی مہیا کرے گا:

لیکن یہ عزم کیسے کریں! ڈر لگتا ہے کہ چندہ کون دے گا؟ پھر پیسے کہاں سے

آئیں گے؟ فلاں مولوی صاحب کے تو تعلقات تھے اس لئے ان کو گاڑی مل گئی ہمیں تو سواری کے لئے کوئی گدھی بھی نہیں دے گا۔ پھر ہم دین کا کام کیسے کریں گے؟

میرے دوستو! وہ کام جو اللہ تعالیٰ کے ذمے ہیں وہ ہم سوچنا شروع کر دیتے ہیں اور پہلے سے ہی کم ہمتی کا شکار ہو جاتے ہیں......

اسباب فراہم کرنا ہمارا کام ہے یا اللہ کا کام ہے؟
گاڑیاں دینا ہمارا کام ہے یا اللہ کا کام ہے؟
میزائل دینا ہمارا کام ہے یا اللہ کا کام ہے؟
ہمارا کام صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم سچی نیت اور عزم کریں
ہم میں سے ہر شخص یہ عزم کرے کہ دنیا کے کفر سے اکیلا ٹکراؤں گا
ہم میں سے ہر شخص کو حکم ہے کہ
فقاتل فی سبیل اللہ لاتکلف الا نفسک

ہر ملک ملک ماست:

میرے طالبعلم ساتھیو! پختہ عزم کرو گے کہ نہیں؟ کسی چیز سے نہ ڈرو! ان الدنیا خلقت لکم یہ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے۔ ہر ملک ملک ماست یعنی ساری دنیا ہماری سرزمین ہے۔ ہمیں نہ کسی کے ویزے کی ضرورت ہے اور نہ کسی کے پاسپورٹ کی ضرورت ہے۔

یہ چہرے پہ لگی داڑھی، یہ سر پہ پگڑی اور ٹوپی یہی ہمارا پاسپورٹ اور یہی ہمارا ویزہ ہے۔ ان چیزوں کے ساتھ ہم دنیا کا ہر بارڈر پار کر سکتے ہیں، دنیا کی ہر طاقت سے ٹکرا سکتے ہیں اسلئے کہ دنیا جس چیز سے ڈرتی ہے طالب علم تو اس چیز سے عشق کرتے ہیں۔ دنیا موت سے ڈرتی ہے طالب علم تو موت کے انتظار میں راتوں کو کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔

[نعرۂ تکبیر: ''اللہ اکبر''- سبیلنا سبیلنا: ''الجہاد الجہاد''- طریقنا طریقنا: ''القتال القتال''-نعرۂ تکبیر: ''اللہ اکبر'']

گناہ سے بچنے کا طریقہ:

اگر اپنا عزم اونچا کر لو گے تو گناہوں سے بچ جاؤ گے اسلئے کہ بڑے لوگ چھوٹا کام نہیں کیا کرتے، جو اللہ کے ہو جاتے ہیں وہ مٹی کی چیزوں پر نہیں مرا کرتے، جو اللہ کے ہو جاتے ہیں وہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ انہیں گناہوں سے گھن آتی ہے اور گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔

ان کے پاس ٹائم ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آپ کو گناہوں میں ضائع کریں اور خارش زدہ کتے کی طرح کبھی اس گناہ میں اور کبھی اس گناہ میں منہ مارتے پھریں کیونکہ......

وہ ایک اللہ کے ہو جاتے ہیں
وہ اپنی کتابوں کا حق ادا کرتے ہیں
وہ کتاب کا ایک ایک لفظ سمجھتے ہیں
وہ اپنے اساتذہ کی قدر کو پہچانتے ہیں
وہ علم کے نور کو سینے میں سموتے ہیں
وہ علم کی ترجمانی اپنی زبان سے کرتے ہیں
وہ علم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتے ہیں
وہ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اس نور کی شعائیں دنیا میں پھیلا دے

دینی خدمت کیلئے کس شعبے کا انتخاب کیا جائے؟

ایک راز کی بات بتا رہا ہوں، زندگی کا کوئی پتا نہیں شاید کوئی اس نسخے کو آزمالے۔ طالب علمی کے زمانے میں ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دین کے کون سے شعبے کو اختیار کریں؟ مدرسہ پڑھائیں گے یہ بھی بہت بڑا کام ہے، کسی خانقاہ میں جا کر اللہ اللہ کریں گے یہ بھی بہت بڑا کام ہے، تبلیغی جماعت کا بستر اٹھائیں گے یہ بھی بہت بڑا کام ہے، میدان جہاد کا اسلحہ اٹھائیں گے یہ بھی بہت بڑا کام ہے۔

چنانچہ میں ایک ہی دعاء کرتا تھا کہ اے میرے مالک! میں نے خود کو تیرے ہی سپرد کیا ہے، معلوم نہیں کہاں غلطی ہو جائے، معلوم نہیں کس طرف پاؤں بھٹک جائیں۔ کعبۃ اللہ میں ملتزم سے چمٹ کر کئی ماہ تک میں نے مسلسل ایک ہی دعا کی کہ یا اللہ! میں تیرے دین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں جیسے تجھے پسند ہو ویسے تو لے لے!

جیسے تجھے پسند ہو:

طالبعلمو! اس دعاء کو اپنا معمول بناؤ! ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے کہو کہ یا اللہ! میں تیرے دین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں جیسے تجھے پسند ہو ویسے تو لے لے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی پسند کا راستہ بھی دے گا، اس خدمت کے اسباب اور وسائل بھی مہیا کرے گا اور ٹوٹی پھوٹی خدمت کی توفیق بھی دے دیگا اور پھر یہ بھی دعاء کرنا کہ اللہ تعالیٰ استقامت اور اخلاص بھی عطاء کرے تاکہ وہ خدمت ضائع نہ ہو جائے۔

اس کا عزم کر لیا ہے کہ نہیں؟

اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر سے احساس کمتری اور سستی کو نکالا جائے۔ عجیب احساس کمتری ہے کہ ہم تو دنیا کے پس ماندہ لوگ ہیں، میرے دوستو! تم دنیا کے پس ماندہ

نہیں ہو بلکہ دنیا کے خوش قسمت ترین لوگ ہو۔

میں نے ایک دن ایک صاحب کو جانچنے کیلئے کہ دیکھوں ان کا مزاج اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟ میں نے کہا کہ تمہارے گھر تو ہمیشہ دال سبزی ہی پکتی ہے! انہیں غصہ آ گیا کہ آپ نے مجھے غریب سمجھ لیا ہے۔ دوستو! بتاؤ غربت عیب ہے یا فخر ہے؟ اگر غربت عیب ہوتا تو کیا میرے نبی غریب ہوتے؟ اگر دال سبزی کھانا عیب ہوتا تو کیا نبی کے پیٹ پہ دو پتھر بندھے ہوتے؟

میرے بھائیو! اپنے مزاج کو اسلامی بناؤ! دنیا تو ہمیں دنیاداری کی طرف اس طرح لانے کی کوشش کرتی ہے جیسے کتے کی دم پر پاؤں رکھا جائے تو وہ چیخنا چلانا شروع کر دیتا ہے۔ دنیادار لوگ تم سے کہتے ہیں کہ اومولویو! تمہارے پاس تو کچھ نہیں۔ آگے سے فوراً تم کہتے ہو کہ ہم دنیا ضرور حاصل کر کے رہیں گے۔

جو تم سے کہے کہ تم بھوکے مرتے ہو تم کہو الحمد للہ! ہم نے تو ابھی تک وہ بھوک دیکھی ہی نہیں جو عشق رسول اللہ ﷺ کا تقاضا ہے۔ کوئی تم سے کہے کہ تمہارے کپڑے بوسیدہ ہیں تم کہو نہیں ابھی تک اتنے بوسیدہ نہیں جتنا ہمارے ایمان کا تقاضا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو کفن بھی ایک چادر کا ملتا تھا ہمارے پاس تو الحمد للہ! دو دو جوڑے موجود ہیں۔

احساس کمتری کا شکار لوگ:

میرے دوستو! فخر اس میں نہیں ہے کہ ہمارے پاس اتنی گاڑیاں، اتنے کپڑے اور وافر مقدار میں کھانا ہے۔ فخر تو اس میں ہے کہ کس نے کتنی بھوک اللہ کے راستے میں برداشت کی ہے؟ کس نے کتنا کچھ اللہ کے راستے میں قربان کیا ہے؟ کس نے اللہ کے راستے میں کتنا کچھ دیا ہوا ہے؟

لینا کوئی فخر نہیں دینا فخر کی بات ہے۔ اپنے مزاج کو اسلامی بناؤ احساس کمتری کا شکار نہ

ہو......

احساس کمتری کا شکار وہ لوگ ہوں
جنہیں قیامت میں حرام مال کا حساب دینا ہے
احساس کمتری کا شکار وہ لوگ ہوں
جو قیامت میں اینٹ گارے اور پتھروں کا حساب دیں گے
احساس کمتری کا شکار وہ لوگ ہوں
جو قیامت کے دن سونے چاندی اور مال کے بوجھ میں دبے کھڑے ہوں گے

تمہیں کیا احساس کمتری ہے؟ تمہیں خدا نے وہ فقیری عطاء فرمائی ہے جس کی برکت سے خدا دیتا ہے پوچھتا کچھ بھی نہیں، کیوں احساس کمتری کا شکار ہو؟ تمہیں اللہ تعالیٰ نے عظمت اور بلند مقام بخشا ہے، جیسے اس کی ذات بڑی ہے ویسے ہی اس کا نام اونچا کرنے والے بڑے ہیں۔ دنیا میں کبھی کوئی اتنا بڑا نہیں آیا جو رب سے اونچا ہو۔ رب کی عظمت کا نام لینے والے نہ کبھی نیچے ہوئے ہیں اور نہ کبھی نیچے ہو سکتے ہیں۔

یہودیت میں پہلا قدم:

ہم خود اپنے آپ کو ذلیل کرتے ہیں، ہماری حالت تو یہ ہے کہ عشاء کی نماز تو جیسے تیسے پڑھ لی۔ پتہ چلا کہ فلاں صاحب بہادر کا ولیمہ ہے اب چہرے پہ صابن رگڑنا شروع کر دیا اور صابن کو بھی کالا کر دیا پھر جا کر دانت رگڑے پھر شیشے کے سامنے بال سیدھے کیے پھر اپنی شکل دیکھی کہ شاید کہیں کچھ بدل گئے ہوں گے۔

یاد رکھو! کپڑوں سے نہ کوئی بدلا ہے نہ کوئی بدلے گا، گدھے کو سوٹ پہنا دو گدھا ہی رہے گا، مرد درویش کو کوئی پرانی سی چادر اوڑھا دو اس کا مقام کم نہیں ہوگا، ان کپڑوں نے کل کے

کیا دیا تھا اور آج کسے کیا دیں گے؟ لیکن لوگوں کو بڑا سمجھ کر ہم رب کی عظمت کو اپنی آنکھوں میں کم کر کے یہودیت میں پہلا قدم رکھتے ہیں تب رب کی طرف سے ہم پر ذلت نازل ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

طالبعلمو! ایسا گھٹیا اور ذلیل کام ہرگز مت کرنا! اللہ کی عظمت کے سواء کسی کی عظمت دل میں نہیں آنی چاہئے۔ کسی کے لئے کپڑے تو نہیں تبدیل کرو گے؟ کوئی آسمان سے نہیں اترا جو ہمارے رب سے بڑا ہو، ہمیں زیب و زینت کا حکم نماز کے لئے دیا گیا ہے یا ویسے کے لئے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ یعنی نماز کے لئے مسجد کی طرف جاتے وقت زیب و زینت اختیار کرو!......

ہم خود اپنے آپ کو بدلتے ہیں
ہم خود احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں
ہم خود اپنے آپ کو مالدار کہلانے کا سوچتے ہیں
ہم خود اپنے آپ کو ذلیل کرتے ہیں

مال کی آزمائش:

پاکستان میں ایک علاقہ ہے، وہاں کے لوگوں کو اپنے آپ کو مالدار کہلانے کا بڑا شوق ہے، بھلا مالدار رہنا بھی کوئی کمال کی بات ہے؟ جیسے کوئی شخص فخر کرے کہ مجھے اتنا سارا پاخانہ آتا ہے۔ مالدار ہونا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور امتحان ہے۔ کسی کو مال ملا اس نے اس کو صحیح استعمال کیا وہ واقعی اونچا ہو گیا اور جس نے اس کو صحیح استعمال نہیں کیا وہ بہت بڑے خسارے میں ہے۔

بتاؤ! جنت میں پہلے غریب جائیں گے یا امیر جائیں گے؟ اسلئے صحابہ کرام میں سے

جو حضرات امیر تھے وہ ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں جنت میں تاخیر سے داخلہ نہ ملے۔ان کا تجارتی قافلہ مدینہ سے باہر ہوتا تھا اور مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے پورے کا پورا صدقہ کر دیا جاتا تھا۔

میں کراچی کے کچھ ایسے مالدار لوگوں کو جانتا ہوں جو دو کمروں کے فلیٹ میں رہ کر گذارا کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو سادہ پہناتے اور کھلاتے ہیں۔لیکن کئی کئی کروڑ کی فیکٹریاں لگا کر مدرسوں کے لئے وقف کی ہوئی ہیں، وہاں کا پیسہ سیدھا طالبعلموں کے لئے آتا ہے، ایسے مالدار واقعی خوش قسمت ہیں۔

میں بتا رہا تھا کہ پاکستان کے کچھ علاقوں میں لوگوں کو مالدار کہلانے کا بہت شوق ہے، ایک صاحب ٹیکسی چلا رہے تھے، ساتھ والے نے پوچھ لیا کہ تو تو بہت خوبصورت آدمی ہے اور ٹیکسی چلاتا ہے؟ بس اس پر نشہ سوار ہو گیا۔ کہتا ہے کہ! ٹیکسی تو شوقیہ چلاتا ہوں، گھر میں تو اتنی بھینسیں ہیں اور اتنی مربعے زمین ہے اور یہ ہے وہ ہے۔

انہوں نے سمجھا کہ یہ تو واقعی بہت بڑا مالدار ہے۔اغواء کر لیا، اس کے گھر پیغام بھیجدیا کہ پچاس لاکھ تاوان دو گے تو اسے چھوڑیں گے۔اب اس کی بیوی ایک ایک کے پاس فریاد لئے روتی پھر رہی ہے کہ اس بیچارے کو رہا کراؤ گھر میں کھانے کیلئے روٹی نہیں ہے، جب اغواء کرنے والے ڈاکوؤں کو حقیقت کا پتا چلا تو وہ بہت شرمندہ ہوئے کہ کس کو ہم نے اغواء کر لیا؟

فرشتے آئیں گے مصافحے کو:

میرے دوستو! ایک تو اپنا عزم اونچا رکھنا ہے، دوسرے یہ کہ احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا تیسری اور آخری گذارش یہ ہے کہ ایک دوسرے پر حسد نہیں کرنا۔علماء کو اگر کسی چیز نے کھایا ہے تو حسد نے کھایا ہے۔ ایک بیچارہ تھوڑا سا کام کرنا شروع کرے گا باقی پریشان ہو جائیں

گے۔ہمارے استاذ حضرت مفتی احمد الرحمن صاحب کہا کرتے تھے کہ اگر علماء میں حسد نہ ہو تو آسمان سے فرشتے آ کر ان کے ساتھ مصافحہ کریں گے۔

شیطان کو کسی نے دیکھا کہ اپنی کمر پر دو بوریاں لاد کر جا رہا ہے کسی نے پوچھا کہ ان میں کیا ہے؟ شیطان نے کہا کہ ان میں حسد ہے۔پوچھا اتنا سارا حسد کون لے گا؟ شیطان نے کہا کہ یہ تو دو طالبعلموں کے لئے کافی ہے۔ہمیں چاہئے کہ ہم آپس میں متحد ہو جائیں اور ایک دوسرے پر حسد کرنا چھوڑ دیں۔

الحمد للہ! ہمارے بڑے اکابر میں یہ چیز نہیں ہے، ہم چھوٹوں کے اندر یہ مصیبت سرایت کرتی جا رہی ہے۔ ایک دوسرے کو کھینچنے اور گرانے کے اندر ہمیں شیطان ڈال دیتا ہے۔ افغانیوں نے اس چیز کو چھوڑا آج ان میں سے ہر ایک دوسرے کا اکرام کرتا ہے، ہر ایک دوسرے کو سہارا دیتا ہے آج ان کا مقام کہاں تک پہنچا ہوا ہے۔

مرحبا! تشریف لائیے:

ہمیں اپنے اندر سے یہ منحوس چیز نکالنی ہوگی اور آپس میں متحد ہونا پڑے گا۔اگر ہم میں سے کسی کے باپ کا جنازہ جا رہا ہو اور ہم اسے اٹھا کے قبرستان لے جا رہے ہوں چار آدمی آ کر اس کو کندھا دیں اچھا لگے یا برا لگے گا؟ ان کندھا دینے والوں پر ناراض تو نہیں ہوں گے؟ غصے تو نہیں ہوں گے؟ ان لوگوں کا شکریہ ادا کریں گے۔تو پھر کیا اللہ کا دین کسی کے باپ کے جنازے سے بھی کمتر ہے؟ اگر ہم دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ دو اور آدمی آ کر خدمت کرنا شروع کر دیتے ہیں تو ہمیں جلن اور حسد کیوں شروع ہو جاتا ہے؟ کیا ہم اللہ کے دین کو اپنے باپ کے جنازہ سے بھی کمتر سمجھتے ہیں؟

اس دین کی خدمت کے لئے ایک نہیں خدا کروڑوں افراد کو کھڑا کر دے، ایک نہیں خدا لاکھوں کو پیدا کر دے......

جتنے آتے جائیں گے ہم انہیں مرحبا کہیں گے

جتنے آتے جائیں گے ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے

جو آگے بڑھنا چاہے گا ہم اسے سہارا دیں گے

ہم میں سے کوئی کسی سے نہیں جلے گا

ہم میں سے کوئی کسی پر انگلی نہیں اٹھائے گا

ہم میں سے کوئی کسی کی ترقی پر انگلی نہیں اٹھائے گا

تب یہ اسلام اور دین سربلند ہوگا

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وعلیٰ آله
وصحبه اجمعین. برحمتك یاارحم الراحمین

انگریز کا پڑھایا ہوا سبق

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم
امابعد:فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم
بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللّٰه والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من هذه القریة الظالم اهلها ط واجعلنا من لدنک ولیا واجعلنا من لدنک نصیراً ٥ الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللّٰه والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطان ط ان کید الشیطان کان ضعیفا ط

(النساء: ۷۵، ۷۶)

ترجمہ: اور تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں ان کے واسطے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار۔ جو لوگ ایمان والے ہیں سو لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو لوگ کافر ہیں سو لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں۔ سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے بیشک فریب شیطان کا سست ہے۔

فقہاء کرام سے درخواست:

معزز حضرات علماء کرام! اور میرے غیور مسلمان بھائیو، بزرگو اور دوستو! جہاد کے معزز اور مقدس عنوان کے تحت ہماری یہ مجلس منعقد ہوئی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جہاد کا مسئلہ نہ اتنا پیچیدہ تھا، نہ اتنا مشکل تھا اور نہ اتنا خفیہ تھا کہ اسے سمجھانے کیلئے گلی گلی اور کوچے کوچے کا سفر کرنا پڑے۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ ہر مسلمان کیلئے جہاد ایک محبوب ترین چیز تھی اور اس زمانے کے مسلمان، فقہاء کرام سے درخواست کرتے تھے کہ کچھ ایسی شرعی صورت بتائیں کہ کچھ مسلمان جہاد سے رک جائیں تاکہ پیچھے مسلمانوں کا نظام خراب نہ ہو جائے چنانچہ عوام الناس کی درخواست پر حضرات فقہاء کرام کچھ مسائل بتاتے کہ اس وقت سارے مسلمان جہاد میں نہ جائیں کچھ پیچھے بھی رہ جائیں تاکہ پیچھے کا نظام بحال رہے۔

اس کے باوجود پیچھے رہ جانے والے بھی تڑپتے رہتے تھے کہ ان کی جانے کی باری کب آئے گی؟ اور جہاد میں جانے والے واپس آنے کا نام نہیں لیتے تھے، ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی تھی کہ وہ جہاد میں بہت آگے نکل جائے، جب تک اس کے جسم میں جان

ہو لڑتا رہے، جب اس کی جان نکل جائے تب بھی اس کا جسم جہاد فی سبیل اللہ میں چلتا رہے۔ اور شہادت کے بعد اس کی قبر وطن سے کہیں دور بنے۔

مجاہد کے آنسو:

قرآن مجید نے ان آنسوؤں کو بھی نقل کر دیا ہے جو ان مجاہدین کرام کی آنکھوں سے نکلے تھے جو جہاد میں جانے کیلئے تڑپ رہے تھے، جو جہاد میں جانا چاہتے تھے اور جو رب کے حضور اپنی جان پیش کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ان بیچاروں کے پاس جہاد میں جانے کیلئے سواری نہیں تھی اور اسباب و وسائل نہیں تھے کہ وہ جا سکتے۔

چنانچہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے، رونے لگے، آہیں بھرنے لگے، ان کی سسکیاں بلند ہوئیں اور عرض کیا کہ یا اللہ! اتنا مقدس کام، اتنا عظیم فریضہ، مگر ہم اس سے کیوں محروم رہ رہے ہیں؟ ان کی آنکھوں سے آنسو نکلے، قرآن نے کہا کہ جہاد تو اتنا مبارک عمل ہے کہ اس کے شوق میں جو آنسو نکلیں گے وہ بھی قرآن کی آیت بن جائیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تولوا واعينهم تفيض من الدمع حزنا ان لا يجدوا ما ينفقون.

قرآن کہتا ہے کہ یہ مسلمان اس بات پر رو رہے ہیں کہ ہم جہاد سے کیوں محروم ہیں؟

شاید آج کوئی مسلمان ایسا ہو جو اس بات پر روتا ہو کہ......

میری جوانی ڈھل رہی ہے
مگر میری زندگی کا ایک دن بھی جہاد میں نہیں گذرا
میری داڑھی میں سفید بال آرہے ہیں
میری زندگی اب قبر کی طرف جارہی ہے

مگر میں ابھی تک جہاد میں نہیں نکل سکا

کاش! آج بھی کوئی شخص اس صحابی کے ایثار وقربانی پر روتا، جو ایک غریب صحابی تھا جو سارا دن ایک یہودی کے ہاں مزدوری کرتا ہے، سارا دن مشقت برداشت کرتا ہے شام کو اسے پونے دو سیر کھجور ملتی ہے اس میں سے صرف ایک پاؤ اپنے اور اپنے بچوں کیلئے رکھ کر باقی ڈیڑھ سیر جہاد میں جمع کراتا ہے کہ یارسول اللہ! میرے پاس اور کچھ نہیں تھا سارا دن ایک یہودی کی مزدوری کی ہے تاکہ اللہ کے حضور جہاد میں کچھ مال پیش کر سکوں۔

یہ دیکھ کر منافق مذاق کرنے لگے کہ تیرے اس ڈیڑھ سیر کھجور سے بڑا جہاد ہو جائے گا اور بڑے علاقے فتح ہو جائیں گے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: (یہ کھجوریں بہت بابرکت ہیں) انہیں دوسرے سارے اموال پر بکھیر دو (تاکہ سارا مال برکت والا ہو جائے۔)

اللہ ناپاک چیز قبول نہیں کرتا:

کاش! آج بھی کوئی مسلمان روتا کہ میرے پاس بھی بیس تیس روپے تو ہوتے ہیں مگر آج تک میرا ایک روپیہ بھی جہاد کے رستے میں خرچ نہیں ہوا......

دوستو!

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے
وہ اپنے رستے میں صرف پاک لوگوں کو قبول کرتا ہے
اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے
وہ اپنے رستے میں صرف پاک جان کو قبول کرتا ہے
اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے
وہ اپنے رستے میں صرف پاک مال کو قبول کرتا ہے
اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے

وہ اپنے رستے میں صرف ان پاک لوگوں کو قبول کرتا ہے
جن سے اسے پیار ہو جاتا ہے
جن سے اسے محبت ہو جاتی ہے
پھر ان کے تذکرے آسمانوں پر ہوتے ہیں

سچے مسلمان کی بھرتی:

ہر ملک میں لوگوں کو فوج میں بھرتی کرتے وقت ایک خاص معیار کا خیال رکھا جاتا ہے میرا رب بھی اپنی فوج میں لوگوں کو بھرتی کرنے کیلئے معیار دیکھتا ہے کہ کون سچا مسلمان ہے اور اس کی نیت کتنی سچی ہے؟ ورنہ آج تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ جہاد پر اشکالات واعتراضات کئے جاتے ہیں کہ......

فلاں جگہ جو جہاد ہو رہا ہے یہ جہاد ہے بھی یا نہیں؟
جہاد مسلمان پر فرض ہے یا نہیں؟
جہاد فرض عین ہوتا ہے یا فرض کفایہ ہوتا ہے؟
اس جہاد سے پہلے کون کونسی شرطیں ہوتی ہیں؟

جہاد فرض ہونے کے بعد:

ہائے میرے اللہ! جس عظیم فریضے پر قرآن کریم کی کم وبیش ساڑھے چار سو آیتیں تواتر کے ساتھ نازل ہوئیں......

جس فریضے کے نزول کے بعد مسلمانوں کے دل کھل گئے
جس فریضے کے نزول کے بعد منافقوں کی آنکھیں باہر آنے لگیں
جس فریضے کے نزول کے بعد دنیا پر ایک عجیب عالم طاری ہو گیا

جس فریضے کیلئے مدینہ سے لشکر روانہ ہو رہے ہیں

جس فریضے پہ نبی کا خون گر چکا ہے

جس فریضے پہ نبی کے دندان مبارک شہید ہو چکے ہیں

جس فریضے کو مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں نے بھی سمجھ لیا تھا

جس فریضے کو بوڑھوں نے سمجھ لیا تھا

جس فریضے کو بچوں نے بھی سمجھ لیا تھا

جس فریضے میں شرکت کیلئے آسمانوں میں فرشتوں نے درخواست کی تھی

جس فریضے کیلئے اللہ نے فرشتوں کو وردیاں اور پگڑیاں پہنا کر

میدان بدر میں شرکت کیلئے بھیجا تھا

آج اس فریضے پر اعتراضات کیے جاتے ہیں۔

شہید زندہ ہے:

جہاد وہ عظیم فریضہ ہے جس کیلئے رب نے اپنے ظاہری قوانین کے اندر تبدیلی فرمادی۔ عام آدمی مرتا ہے، مرنے کے بعد اسے مردہ کہا جاتا ہے مگر جہاد میں یہ قانون تبدیل کر دیا گیا، جہاد میں جو مرے گا وہ مردہ نہیں زندہ ہوگا۔ اسی طرح عام آدمی جب مرتا ہے تو اسے غسل دیا جاتا ہے مگر جو شخص جہاد میں شہید ہوتا ہے اسے غسل نہیں دیا جائیگا وہ اسی شہادت والے خون کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔

عام آدمی مرجاتا ہے تو اس کا جنازہ اسلئے پڑھا جاتا ہے کہ اس میت کی بخشش ہو جائے مگر شہید کے بارے میں بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ شہید کا جنازہ نہ پڑھو کیونکہ رب نے اسے زندہ کہا ہے اور زندہ کا جنازہ نہیں ہوتا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہید کا جنازہ پڑھو تاکہ اس کی برکت سے تمہاری اپنی بخشش ہو جائے۔

جہاد کیوں سمجھ نہیں آتا؟:

میرے دوستو! مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ آج بڑے بڑوں کو جہاد سمجھ میں کیوں نہیں آتا؟ حالانکہ مدینہ منورہ کے اس چھوٹے سے بچے کو بھی یہ جہاد سمجھ میں آچکا تھا جو اپنے پنجوں کے بل کھڑا ہو کر اپنے بھائی سے کہتا ہے کہ تیرا قد تو لمبا ہے اور میرا قد چھوٹا ہے شاید تجھے لے جائیں اور میں جہاد سے محروم رہ جاؤں۔ وہ اپنے کو بڑا ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ شاید حضور اکرم ﷺ مجھے جہاد میں شرکت کی اجازت دے دیں۔

ایک دوسرا بچہ ہے جو اصرار کر رہا ہے کہ یا رسول اللہ! مجھے جہاد میں لے جائیں! آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تو ابھی چھوٹا ہے وہ کہتا ہے کہ اے اللہ کے نبی! کسی کے ساتھ میری کشتی کرالیں۔ کشتی کرنے سے پہلے اپنے ساتھی کے کان میں کہتا ہے کہ تو ذرا گر جانا میں تجھے پچھاڑ لوں گا تو جنت میرے لئے بھی آسان ہو جائے گی اور مجھے جہاد میں نکلنے کا موقع مل جائیگا۔

قرآن کی آیت گھر نہیں بیٹھنے دیتی:

میرے محترم بزرگو اور دوستو! جہاد کے بارے میں آپ قرآن مجید کو پڑھنا شروع کریں، ایک آیت کے بعد دوسری آیت، ایک سورت کے بعد دوسری سورت، ایک واقعہ کے بعد دوسرا واقعہ اور جہاد کی ایک حکمت کے بعد دوسری حکمت۔

قرآن کریم کی ایک ایک آیت ایسی ہے جو کسی مسلمان کو گھر نہیں بیٹھنے دیتی۔ صحابہ کرام بڑھاپے کی حالت میں جہاد میں نکلتے تھے ان سے پوچھا جاتا تھا کہ اس حالت میں آپ کو کس چیز نے جہاد میں نکلنے پر مجبور کیا؟ کہا کہ رب فرماتا ہے......

انفروا خفافا وثقالا

جہاد میں ہر حالت میں نکلو

تمہیں خوشی کی حالت میں نکلنا پڑے یا پریشانی کی حالت میں
تم ہلکے ہو یا بوجھل
تمہارا دل چاہے یا نہ چاہے
تمہارے پاس اسباب ہوں یا نہ ہوں
تمہارے حالات تمہارے موافق ہوں یا مخالف
تمہیں ہر حال میں جہاد میں نکلنا ہوگا

موت سے کیوں ڈرتے ہو؟:

اگر تم اللہ کے سچے عاشق ہو تو پھر تمہیں اللہ کیلئے جان قربان کرنی پڑے گی اور اگر تم اللہ کے سچے عاشق نہیں ہو تو پھر یہودیوں کی طرح ہو، کہ کلمہ تو یا رب تیرا پڑھیں گے۔لیکن جان تجھے نہیں دیں گے، یا اللہ! مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے، تیرے پاس آنے سے بہت ڈر لگتا ہے، گویا تیرا ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں۔

باپ سے ملنے سے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ابا حضور ہیں، ماں سے ملاقات سے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ اماں ہے، بیوی کے پاس جانے سے تو حد سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ بیگم صاحبہ ہے لیکن ایک اللہ ہے کہ جس کے پاس جانے سے سارے ڈرتے ہیں حالانکہ وہ ذات تو وہ ہے……

جو باپ سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے
جو ماں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے
جس نے مجاہدین کو اعزاز و اکرام بخشا ہے
جس نے مجاہدین کو اتنی عزت دی ہے کہ
مجاہدین کا آسمانوں پر استقبال کیا جاتا ہے

جس نے مجاہد سے حساب و کتاب کو معاف کر دیا ہے
جس نے مجاہد کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ
مجاہد اپنے خون سے گواہی دے دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے

کونسا جہاد؟:

میرے دوستو! آج مسلمانوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ کسی مسلمان سے پوچھو کہ جہاد کیا چیز ہے؟ تو فوراً اس کا دماغ چکرا جاتا ہے کہ……

کونسا جہاد؟
جہاد بالقلم؟
جہاد بالسیف؟
جہاد بالنفس؟
جہاد بالطعام
جہاد بالکلام؟
ہزاروں قسم کے جہاد اس کے سامنے آجائیں گے
نعوذ باللہ من ذلک

مگر مدینہ منورہ میں جب حی علی الجہاد کی آواز لگتی تھی تو کسی صحابی کو کوئی اشکال اور اعتراض نہیں ہوتا تھا، ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ میں نے اب اللہ کیلئے لڑنے جانا ہے، نہ وہاں کوئی فضول بحث ہوتی تھی اور نہ کوئی آپس میں اختلاف ہوتا تھا۔ اور نہ کوئی جہاد کا اور مطلب سمجھتا تھا۔

جہاد کا انکار:

کسی مسلمان سے پوچھو کہ جہاد کیا ہے؟ تو کہے گا پٹھانوں کی آپس کی لڑائی

جوافغانستان میں ہورہی ہے یا جوکشمیر میں ایجنسیوں کی لڑائی ہورہی ہے کیا وہی جہاد ہے؟ یہ حالت ہے آج مسلمانوں کی۔

مجھے تو یہ خطرہ لگتا ہے کہ آج کا مسلمان جہاد کا انکار کرنے کی وجہ سے کفر کے اندر مبتلا نہ ہوجائے۔ اسلئے کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ جہاد نماز کی طرح فرض ہے اور جو شخص جہاد کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

میرا مسلمان! بتا تو سہی آخر تو نے جہاد چھوڑ کر کونسا فائدہ حاصل کیا؟ سب سے زیادہ ذلت تو تُو نے اپنے مقدر کی کی کہ اللہ کے یہاں تیری قدر نہیں رہی۔ اے مسلمان! جب تو اللہ کیلئے جان دیتا تھا تو رب کی ساری مخلوق تیرے لئے مسخر تھی، ہوائیں تیرے لئے چلتی تھیں۔

ہواؤں کے دوش پر:

مجاہد میدان جنگ میں کھڑا ہے، پیچھے سے اس پر دشمن کا حملہ ہونیوالا ہے، مدینہ منورہ میں مجاہدین کا امیر خطبہ دے رہا ہے اور وہاں سے اللہ تعالیٰ اسے دکھاتا ہے کہ مجاہدین پر حملہ ہونیوالا ہے چنانچہ وہ وہیں سے کھڑے ہوکر کہتا ہے یاساریۃ! الجبل الجبل۔ اے ساریہ! پیچھے پہاڑ کی طرف توجہ کرو! امیر المجاہدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس آواز کو ہوا، حضرت ساریہ تک پہنچاتی ہے وہ پہاڑ کی طرف پلٹ کر حملہ کرتا ہے اور دشمن کو شکست سے دوچار کردیتا ہے۔

اے مسلمان! جب تو اللہ کا تھا تو یہ سمندر تیرے تھے۔ حضرات صحابہ کرام نے سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دیئے اور کہا کہ نستعین باللہ ونتوکل علیہ یا اللہ! ہم تیری فوج کے لوگ ہیں تیرے لشکر کے لوگ ہیں، چنانچہ نہ انہیں سمندر ڈبوتا ہے اور نہ انہیں پانی اپنے اندر جذب کرتا ہے۔

مجاہد کیلئے پانی بھی مسخر ہوچکا تھا، ہوائیں بھی تابع ہوچکی تھیں اور جنگل کے درندے بھی ان کے مطیع ہوگئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگل کے شیروں کو کان سے پکڑ کر کہتے تھے کہ ہم

رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں اور ان کے لشکر کے مجاہد ہیں تو جانور جنگل چھوڑ جایا کرتے تھے اور شیر اپنی پیٹھ سواری کرنے کیلئے دے دیا کرتے تھے، آگ نے انہیں جلانا چھوڑ دیا تھا، کتنے صحابہ کرام کو آگ میں ڈالا گیا مگر آگ نے انہیں جلانا چھوڑ دیا، بندہ جب اپنے رب کا ہوجاتا ہے تو رب کی ساری مخلوق اس کے تابع کردی جاتی ہے۔

ہم نے کہا کہ یا اللہ! جان تجھے نہیں دیں گے چنانچہ آج ہم پر زمین تنگ کردی گئی ہے، مسلمانوں کو کہیں سر چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی، دریا مسلمانوں کے خون سے سرخ ہورہے ہیں، ہوائیں ہمارے لئے ذلت کا پیغام لیکر آتی ہیں اور خشک سالیاں ہم پر مسلط کردی گئی ہیں۔ جب ہم رب کے نہیں رہے تو پھر آخر ہمارے لئے اور بچا کیا ہے؟

گویا یہ آیات نازل ہی نہیں ہوئیں:

ہمیں صرف جہاد سمجھ میں نہیں آتا باقی ہر بات ہمیں سمجھ میں آجاتی ہے۔ جہاد کی آیات پڑھتے ہوئے ہم ایسے گذر جاتے ہیں گویا رب نے یہ آیات نازل ہی نہیں کیں۔ جو قاری صاحب ایک بار قرآن ختم کرتا ہے میرا رب اسے ساڑھے چار سو بار کہتا ہے کہ اے قاری صاحب! تو نے جہاد کرنا ہے، آپ نے جہاد کی ٹریننگ لینی ہے اور آپ نے میرا محبوب بندہ بننا ہے۔

جب الٓمّ سے والناس تک دورہ تفسیر پڑھایا جاتا ہے تو اس ایک دورہ تفسیر میں جہاد کے کئی ہزار مسائل بیان ہوجاتے ہیں......

اس قرآن میں جہاد کی فرضیت کا مسئلہ بھی ہے
اس قرآن میں یہ بھی ہے کہ جہاد آسمانوں سے فرض ہوکر آیا ہے
اس قرآن میں یہ بھی ہے کہ بلا عذر جہاد نہ کرنیوالا فسق کی موت مرتا ہے
اس قرآن میں یہ بھی ہے کہ منافق جہاد نہیں کرتا اور مؤمن جہاد کرتا ہے
اس قرآن میں پوری پوری سورتیں جہاد کے بارے میں ہیں

تجھے جہاد کرنا ہے!:

جب کوئی مسلمان الٓمٓ سے لیکر والناس تک قرآن مجید ختم کرتا ہے تو قرآن اسے یہ بات سمجھا چکا ہوتا ہے کہ اگر تو عزت و عظمت اور سربلندی کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے تو......

تجھے جہاد کرنا ہوگا
تجھے قربانی دینی ہوگی
تجھے اپنے بچے اس راستے میں ذبح کرانے ہوں گے
تجھے اپنی گھر کی ویرانی کا سامنا کرنا ہوگا
تجھے ہر حال میں تیار ہونا ہوگا
تجھے اس چیز کا اہتمام کرنا ہوگا
لیکن رب کا دین برباد نہ ہو
رب کے دین پر کوئی آنچ نہ آئے

ہمارے پاس کیا بچا ہے؟:

جس قرآن کی ایک آیت سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیاں لٹا دیں دوسری آیت سننے کی انہیں فرصت اور موقع بھی نہیں ملا ہمیں وہ پورا قرآن نصیب ہو گیا مگر ہم اپنی جگہ سے جنبش کرنے کیلئے تیار نہیں، آج ہم اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اتنے بہادر ہو چکے ہیں کہ رب کی بات کو بھی ٹال کر پرے پھینک دیتے ہیں اور اللہ کے دشمنوں کے سامنے اتنے بزدل ہو چکے ہیں کہ......

انہوں نے ہماری مسجدیں گرا دیں
انہوں نے ہم سے ہمارا نظام چھین لیا

انہوں نے ہم سے ہماری زمین چھین لی
انہوں نے ہم سے ہماری تہذیب چھین لی
انہوں نے ہم سے ہمارے دلوں کی حیاء چھین لی
انہوں نے ہم سے اسلام چھین لیا
انہوں نے ہم سے ہماری بیٹیاں چھین لیں
انہوں نے ہم سے ہمارے بیٹے چھین لئے
آج ہمارے شہر کافروں کے آثار سے بھرے پڑے ہیں
آج ہمارے محلے گلی کوچے کافروں کے آثار سے بھرے پڑے ہیں
آج ہمارے بازار کافروں کے آثار سے بھرے پڑے ہیں
آج کافر ہمارے گھروں میں گھس کر ہماری بیٹی اور بیٹے کو لے گیا
مگر ہم ہیں ٹس سے مس نہیں ہوتے
اور نہ ہی قرآن کی آواز پر کان دھرنے کے لئے تیار ہیں

کافروں کے ایجنٹ:

یہ اسٹیجوں پر تھرتھرانے اور رقص کرنے والی مسلمان بیٹیاں یہ بھی تو کلمہ پڑھتی ہیں، وہ نوجوان مسلمان جو آج کافروں کے ایجنٹ بن چکے ہیں یہ بھی تو کسی مسلمان ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ انڈیا کی فوج میں بھرتی ہونیوالے وہ مسلمان سپاہی جو آج مشرکوں کی حفاظت کر رہے ہیں اور بتوں کی حفاظت کیلئے بندوقیں لیکر کھڑے ہیں وہ بھی تو مسلمان ہیں۔

ہائے! آسمان پھٹ نہیں جاتا کہ مسلمان کے مضبوط بازو آج بتوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ کافروں کے اتنے مظالم کے باوجود مسلمانوں نے آج بھی اپنا یار، دوست اور اپنا آئیڈیل انہیں بدبودار کافروں کو بنایا ہوا ہے۔

اور اپنے رب کے بارے میں اتنے بہادر ہیں کہ رب کہتا ہے کہ اگر جہاد نہیں کرو گے تو میں تمہیں دردناک عذاب دوں گا مگر ہم کہتے ہیں کہ دردناک عذاب بھیج دے، ہم تجھ سے نہیں ڈرتے۔

پھر عذاب کی بھی ایسی ایسی شکلیں سامنے آرہی ہیں کہ اللہ ہی معاف کرے! ایسی ایسی بیماریاں آرہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معاف کرے اور ایسی ایسی ذلتیں مسلط کی جارہی ہیں جن کا تصور بھی انسان نہیں کرسکتا۔

اب تو یہودی کھلے عام فلمیں دکھا رہے ہیں کہ جس طرح ہم نے بخارا اور ثمرقند میں مسلمانوں کی لڑکیوں کو فروخت کیا تھا اسی طرح پاکستان و ہندوستان میں بھی مسلمانوں کی لڑکیوں کو فروخت کریں گے۔ یہ کافر تو وہ ہیں جن کے بغض کے بارے میں قرآن مجید نے ہمیں بتایا ہے کہ اے مسلمانو! یہ تمہارے دشمن ہیں، زبان سے کبھی کبھی تمہاری دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن وماتخفی صدورھم اکبر "جو بغض ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے وہ تو بہت زیادہ ہے"۔

اے مسلمان اٹھ! جہاد کر!

لیکن ہماری حالت تو یہ ہے کہ قرآن صبح وشام پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے مسلمان! اٹھ جہاد کر، اے مسلمان! اٹھ جہاد کر مگر مسلمان ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ اگر میں وہ آیتیں پڑھنا شروع کردوں جو جہاد کے بارے میں نازل ہوئی ہیں تو شاید فجر ہوجائے۔ اور قرآن جہاد کے ایک ایک مسئلے کو بیان کرتا چلا جائے گا اور جہاد پر وارد ہونے والے ایک ایک اعتراض کا منہ توڑ جواب دیتا چلا جائیگا۔

اگر آپ ان احادیث کو پڑھیں جو جہاد کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں تو معلوم ہوگا کہ کئی ہزار احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے امت سے فرمایا ہے کہ زندہ رہنا چاہتے ہو تو تمہیں جہاد کرنا پڑے گا مگر ہم نے اپنے نبی کی بات بھی نہیں مانی۔

انگریز کا پڑھایا ہوا سبق:

البتہ چودھویں صدی کے آغاز میں اور تیرھویں صدی کے آخر میں انگریز ملعون ہمیں چند باتیں بتا گیا وہ ہم سب کو اچھی طرح یاد ہیں وہ باتیں ایک ایک مسلمان کو پوری طرح یاد ہیں بلکہ حفظ کی ہوئی ہیں۔ جاتے جاتے انگریز ہمیں یہ سکھا گیا کہ مسلمانو! جہاد کرنا دہشت گردی کی علامت ہے، تم جہاد نہ کرنا، اسلحہ نہ اٹھانا تاکہ......

جب میں تمہاری عزت لوٹنے آؤں تو
مجھے کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے
جب میں تمہارے گھر پہ ڈاکہ ڈالنے آؤں تو
میرے سامنے کوئی رکاوٹ نہ آئے
جب ہندو کشمیر پہ قبضہ کرے تو
اس کے سامنے کوئی مدافعت نہ ہو

انگریز ملعون کا بتایا ہوا یہ سبق آج سارے مسلمانوں کو یاد ہے۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جنت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے جبکہ ہمیں ماں پیاری لگتی ہے مگر تلوار ہمیں اچھی نہیں لگتی، آخر کیوں؟

جنت کی کنجیاں:

یقین جانیئے جس طرح ماں اپنے بچے کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح تلوار بھی ایمان کی حفاظت کرتی ہے۔ صحابہ کرام تو بیت الخلاء میں بھی تلواریں ساتھ لیکر جایا کرتے تھے کہ کہیں وہاں دشمن نہ آجائے۔ قرآن نے ہمیں اسلحہ کی اہمیت سمجھائی کہ تم اپنے اسلحہ سے غافل نہ ہونا کیونکہ:

وَدَّ الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلة واحدة- ”کافر چاہتے ہیں کہ مسلمان اسلحہ سے غافل ہو جائیں اور وہ تم پر حملہ کر دیں“-

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان نے تلوار اٹھائی اس نے اللہ سے بیعت کر لی، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تلواریں جنت کی کنجیاں ہیں- آپ ﷺ نے یہ مسئلہ بھی سمجھایا کہ جو مسلمان اسلحہ جسم کے ساتھ لگا کر نماز پڑھے گا، اس کی نماز عام نمازی سے ستر (۷۰) گنا زیادہ افضل ہوگی- (کما فی الکنز بسند ضعیف)

نیکی عام کرنے کا ذریعہ:

ان مبارک مسائل کے مدمقابل انگریز ملعون جو مسئلہ مسلمانوں کو سمجھا کر گیا تھا آج وہی مسئلہ مسلمانوں نے یاد کیا ہوا ہے مگر اپنے پیارے قرآن اور پیارے نبی ﷺ کا بتایا ہوا مسئلہ مسلمان بھول چکا ہے- اسلئے آج اگر کوئی عالم اسلحہ اٹھائے تو کہتے ہیں کہ دیکھو! وہ مولوی اسلحہ لیکر جا رہا ہے- کسی مسجد پر پہرا لگا ہوا ہو تو کہتے ہیں کہ دیکھو جی! مولویوں کو رب پہ بھروسہ نہیں رہا بندوقیں لئے پھر رہے ہیں-

ہمارے بڑے بڑے مفکر اور دانشور جن پر یورپ کی پالش ہو چکی ہے، جنہیں رسول اللہ ﷺ سے نفرت ہے، جنہیں انگریزوں سے محبت ہے وہ ہر دن اخباروں میں لکھتے ہیں کہ اسلحہ کا رواج ختم کیا جائے- آخر کیا بات ہے؟ اس میں قصور ہمارا اپنا ہے کیونکہ......

ہم نے یہ اسلحہ بدمعاشوں کو دے دیا
تاکہ وہ اس اسلحے کے زور پر بدمعاشی کریں
ہم نے اسلحہ چوروں کو دے دیا
تاکہ وہ اس کے ذریعے چوری کریں

ہم نے یہ اسلحہ ڈاکوؤں کو دے دیا
تاکہ وہ اس کے ذریعے ڈاکے ماریں
ہم نے یہ اسلحہ دہشت گردوں کو دے دیا
تاکہ وہ دنیا کے امن کو تہہ و بالا کریں
مگر کوئی نیک آدمی اسلحہ نہ اٹھائے
تاکہ نیکی نہ پھیل جائے

نبی سے بڑھ کر کون نیک تھا؟:

مسلمانو بتاؤ! اللہ کے نبی سے بڑھ کر کوئی نیک تھا؟ ان سے بڑھ کر کوئی امن پسند تھا؟ آپ نے اسلحہ اٹھایا کہ نہیں؟ اپنی وراثت میں اسلحہ چھوڑ کر گئے کہ نہیں؟ آپ ﷺ اپنے پیچھے کتنی تلواریں اور کتنے نیزے چھوڑ کر گئے، بہت سی برچھیاں اور خنجر چھوڑ گئے- آپ ﷺ کی اس وراثت کو تھام کے رکھنا مسلمانوں کی ذمہ داری تھی! مگر ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم اسے تھام کر رکھتے مگر کیا کریں انگریز ناراض ہوتا ہے اسلئے ہم نہیں تھام سکتے-

قرآن مجید نے یہ مسئلہ بتایا کہ جو شخص ایمان لے آئے، اللہ کو اپنا رب مان لے اور رسول اللہ ﷺ کو اپنا نبی مان لے تو اس شخص پر جہاد فرض ہو جاتا ہے- جہاد کی فرضیت کو قرآن نے ایک جگہ نہیں کئی جگہ بیان فرمایا پھر رسول اللہ ﷺ نے کئی جگہ صراحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ جہاد مسلمانوں پر فرض ہے-

جہاد کا مُنکر:

حضرات فقہاء کرام نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ جہاد نماز کی طرح فرض ہے، جہاد کا منکر کافر ہے، جو شخص جہاد نہ کرے وہ فاسق ہے اور جو شخص جہاد کے بارے میں شکوک

وشبہات ڈالے وہ گمراہ ہے۔

مگر جاتے جاتے انگریز دجال ہمیں یہ سمجھا گیا کہ پنجاب سے تمہارا جو جعلی نبی اٹھا ہے ''مرزا قادیانی'' وہ کہتا ہے کہ جہاد منسوخ ہو چکا ہے۔ اب آپ حضرات بتائیں کہ ہمارے بچوں سے لیکر بوڑھوں کو قرآن کا مسئلہ یاد ہے یا قادیانی ملعون کا پڑھایا ہوا سبق؟

اگر مسلمانوں کو قرآن کا مسئلہ یاد ہوتا تو کوئی مسلمان جہاد چھوڑ کر گھر میں نہ بیٹھتا۔ جس نے یہ حدیث سن لی ہوگی: من مات ولم یغزو لم یحدث به نفسه مات علی شعبة من نفاق۔ یعنی جو جہاد نہیں کرے گا اور جہاد کا عزم بھی نہیں کرے گا وہ منافقت کی موت مرے گا۔ اور جس شخص نے یہ حدیث سنی ہو کہ: من لم یغزو ولم یجهز غازیا۔ (الحدیث) یعنی جس شخص نے خود بھی جہاد نہیں کیا، کسی مجاہد کو سامان جنگ بھی فراہم نہیں کیا اور کسی مجاہد کے گھر کی دیکھ بھال بھی نہیں کی اصابه الله بقارعة قبل یوم القیامة اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اسے کسی دردناک مصیبت میں مبتلاء کردے گا۔ تو بھلا وہ شخص گھر بیٹھ سکتا ہے۔

آپس کی لڑائی:

بعض لوگ کہتے ہیں، ہمارا دل تو بہت چاہتا ہے جہاد کریں مگر کیا کریں مجاہدین آپس میں لڑتے ہیں ہم اس وجہ سے جہاد میں نہیں جاتے۔ کیا قرآن میں کہیں لکھا ہے کہ جب مجاہدین کی آپس میں لڑائی ہو تو تم پر جہاد فرض نہیں رہے گا؟ ورنہ کل کوئی کہے گا کہ مسجدوں میں نمازی آپس میں لڑتے ہیں اسلئے ہم نماز پڑھنے نہیں جاتے۔

کوئی کہے گا کہ روزے داروں کو میں نے دیکھا ہے کہ افطاری سے پہلے ایک دوسرے پر پلیٹیں چلا رہے تھے اسلئے میں نے روزہ رکھنا چھوڑ دیا ہے۔ کوئی کہے گا کہ حج کے موقع پر شیطان کو کنکریاں مارتے مارتے دو حاجی آپس میں لڑ پڑے اسلئے میں نے سمجھا کہ حج تو منسوخ ہو گیا ہے۔

اگر کوئی ایسا مسئلہ موجود ہے کہ مجاہدین کے آپس میں لڑنے سے جہاد کا فریضہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر مبارک ہو! مگر قرآن کریم کی ساڑھے چار سو آیات ہمارے سر کے اوپر کھڑی ہوئی ہیں اور پکار پکار کر ہمیں دعوت جہاد دے رہی ہیں۔

آئیے! جہاد کیجئے!:

ہمیں کئی علماء کرام نے کہا کہ ہم تو جہاد میں جانا چاہتے تھے مگر کسی نے ہم سے رابطہ نہیں کیا۔ میں نے کہا جناب! رب کریم نے قرآن میں ساڑھے چار سو بار آپ سے رابطہ کیا ہے کہ آئیے جہاد کی طرف!۔ رسول اللہ ﷺ نے بخاری شریف میں دو سو پچیس ابواب میں سینکڑوں احادیث کے ذریعے آپ سے رابطہ کر کے کہہ دیا ہے کہ آئیے! جہاد کیجئے!

صحابہ کرام نے اپنی قبریں بخارا، ثمرقند اور کابل میں بنوا کر، اور سمندروں میں اپنے جسم ڈبو کے ہمیں بتا دیا ہے کہ جہاد کیجئے! حضرات تابعین اور فقہاء کرام نے جہاد کے بارے میں تین تین چار چار ہزار صفحات پر مشتمل کتابیں لکھ کر ہمیں بتا دیا کہ آئیے جہاد کیجئے! مگر ہمیں یہ سارے مسئلے یاد نہیں البتہ انگریز تھوڑا سا بتا گیا کہ جہاد نہ کرنا کیونکہ جہاد منسوخ ہو چکا ہے، یہ مسئلہ ہمیں اچھی طرح یاد ہے۔

جہاد کا لفظ:

آج مسلمانوں کی حالت تو یہ ہے کہ مسلمان بچوں سے اگر اسلام کے فرائض پوچھے جائیں تو ان بیچاروں کو پتا نہیں ہیں۔ خصوصاً جہاد کا لفظ آتے ہی ہماری زبان، ہمارا قلم اور ذہن سب پتا نہیں کس کس جہاد کی طرف مڑ جاتے ہیں اور حقیقی جہاد کا کسی کو پتا تک نہیں۔

کل قیامت کے دن وہ چھوٹے چھوٹے بچے اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کہ یا اللہ! ہماری ماؤں کے پیٹ چاک کر کے ہمیں نکال کر ذبح کر دیا گیا مگر ان مسلمانوں کو دنیا

کے سارے کام یاد تھے اور ہمارا تحفظ یاد نہیں تھا- اور قرآن کریم کی ایک ایک آیت کھڑے ہو کر کل قیامت میں گواہی دے گی کہ یا اللہ! ان مسلمانوں نے جہاد نہیں کیا تھا-

عجیب وغریب نکتے:

جہاد کے بارے میں طرح طرح کی باتیں، طرح طرح کے بہانے اور طرح طرح کے عجیب وغریب نکتے بیان کئے جاتے ہیں اور ایسی ایسی باتیں ہو رہی ہیں کہ جن باتوں کے کرنے سے ایمان بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے- ہم نے اپنے کئی دوستوں سے کہا کہ خدا کیلئے جہاد کرو! مجاہدین کرام کا تعاون کرو اور آؤ جہاد کا میدان خود سنبھالو! تم نیک لوگ ہو، تمہارے آنے سے زیادہ برکتیں نازل ہوں گی- کہنے لگے کہ جہاد کرنے سے پہلے ایک خاص ایمان کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ایمان ہمارے اندر نہیں اسلئے ہم جہاد میں نہیں آسکتے-

بتاؤ! کیا تم بے ایمان پھر رہے ہو؟ اگر تمہارے اندر ایمان نہیں تو تمہیں مسجد میں بھی نہیں جانا چاہئے! کسی بے ایمان کو مسجد میں آنے کی اجازت نہیں- جتنا ایمان مسجد میں آنے کیلئے کافی ہے اتنا ایمان جہاد میں جانے کیلئے بھی کافی ہے- جب ہم میدان جہاد میں جائیں گے تو رب تعالیٰ خود ہمارے ایمان میں ترقی نصیب فرمائے گا اسلئے کہ......

میدان جہاد میں رب کی رحمت نازل ہوتی ہے

میدان جہاد میں فرشتے اترتے ہیں

میدان جہاد سے شیطان بھاگ جاتا ہے

میدان جہاد میں مسلمان رب کے قریب ہو جاتا ہے

میدان جہاد میں ایمان کامل نصیب ہوتا ہے

میدان جہاد میں نفس کی اصلاح ہوتی ہے

میدانِ جہاد میں درجاتِ قرب ملتے ہیں

میدانِ جہاد میں مسلمان تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

تم جنید بغدادی ہو!:

مسلمانو! کیسی بے حسی کی اور دردناک صورتحال ہے؟ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ فلاں مسلمان اپنے گناہوں کی سزا جھیل رہے ہیں- کیا ہم سارے جنید بغدادی ہیں؟ اور بڑے پارسا ہیں- کیا ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا کہ ہم محفوظ ہیں اور فلاں علاقے کے مسلمان اپنے گناہوں کی سزا اٹھا رہے ہیں بڑے افسوس کی بات ہے-

ہائے میرے اللہ! کافر ان مظلوم مسلمانوں کو بندوقوں سے ماریں اور اپنے مسلمان انہیں زبانوں کے طعنے دیں! اپنی زبانیں چلا کے حقائق کو اڑانے کی کوشش کی جاتی ہے- الٹی سیدھی مثالیں گھڑ گھڑ کے قرآن کی آیتوں پہ پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے- نعوذ باللہ من ذلک-

سارے اللہ کے بن جاؤ!:

مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آج شہداء کے خون کی برکت سے جہاد کا مسئلہ واضح ہو چکا ہے، کل تک یہ بے چینی اور پریشانی تھی کہ مسلمان جہاد نہیں سمجھتے تھے اور ہر دانشور اور مفکر جہاد کے خلاف اپنی زبان چلاتا تھا اور بتاتا تھا کہ امت کے مسائل کا حل یہ ہے، مسلمانوں کے مسائل کا حل یہ ہے فلاں مسئلے کا حل یہ ہے، اور یہ کر لیا جائے اور وہ کر لیا جائے-

کوئی دانشور کہتا ہے کہ مجاہدین کو جیلوں میں بند کر دو! تو پھر ملک ترقی کر جائیگا اور پھر دوسرے ممالک ہمیں خوب روٹی کھلائیں گے اور ہم سے راضی ہو جائیں گے-

مگر کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اللہ کیلئے جان دینے والے بن جاؤ! اللہ تعالیٰ خود تمہاری روزی اور تمہاری حفاظت کا انتظام فرما دے گا- مسلمانو یاد رکھو!......

ہمیں اپنے پیارے رب کے ساتھ مخلص ہونا پڑے گا

ہمیں اپنے پیارے رسول کے ساتھ مخلص ہونا پڑے گا

ہمیں اسلام کے ساتھ مخلص ہونا پڑے گا

ہمیں قرآن کے ساتھ مخلص ہونا پڑے گا

ہمیں جہاد کے ساتھ مخلص ہونا پڑے گا

ہمیں مسلمانوں کے ساتھ مخلص ہونا پڑے گا

پھر ہم پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھلیں گے

حق والوں کی دو نشانیاں:

میرے بزرگو اور دوستو! قرب قیامت کا دور ہے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرب قیامت میں ہر طرف فتنے ہی فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے گمراہ لوگ دین کے لبادے اوڑھ کر بندگان خدا کو گمراہ کرنے میں سرگرم ہو جائیں گے۔

ان خطرناک حالات میں اہل حق کی دو نشانیاں ہوں گی جن لوگوں میں یہ دو نشانیاں ہوں گی وہ حق پر ہوں گے، وہ دو نشانیاں یہ ہیں: ایک دین کا علم اور دوسرا قتال۔ جن لوگوں میں یہ دو نشانیاں ہوں گی وہ حق والے ہوں گے۔

امام مھدی کا لشکر:

ہمارا عقیدہ ہے کہ قرب قیامت میں امام مہدی علیہ السلام آئیں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ امام مہدی علیہ السلام آ کر تقریریں کریں گے یا جہاد کریں گے؟ یا وہ اخبارات نکالیں گے؟ ظاہر ہے کہ وہ آ کر جہاد کریں گے اور کافروں سے قتال کریں گے، اس وقت پتا نہیں کوئی وردی والا جہاد میں جائے یا نہ جائے مگر وہ شخص ضرور امام مہدی کے لشکر میں شامل ہوگا......

جس کے اندر جہاد کا جذبہ ہوگا

جس نے جہاد کی تیاری کی ہوگی

جس نے جہاد کی ٹریننگ کی ہوگی

جس نے اپنا جہادی ذہن بنایا ہوگا

جس کے اندر جہاد کا جذبہ اور جنون ہوگا

جس نے اپنے گھر والوں کا جہادی ذہن بنایا ہوگا

جس نے اپنے بچوں کا جہادی ذہن بنایا ہوگا

جس نے اپنی بیوی کا جہادی ذہن بنایا ہوگا

جس نے اپنے آپ کو شہادت کا متوالا بنایا ہوگا

جس نے اپنے دل کے اندر اسلام کے درد کو پیدا کیا ہوگا

یہی لوگ امام مہدی کے لشکر میں شامل ہوں گے

ہند کے غازیوں کا لشکر:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو جماعتیں ایسی ہیں جو دوزخ میں نہیں جائیں گی، ایک وہ جماعت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا زمانہ قریب ہے، ان کے آنے کی تیاری کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں کشمیر کا جہاد شروع کرا دیا ہے۔ یہ جہاد انشاء اللہ! تھوڑا سا آگے بڑھے گا اور مشرقی پنجاب میں داخل ہوگا وہاں سے ہوتا ہوا اتر پردیش کی طرف جائیگا اور بابری مسجد کو آزاد کرائے گا، وہاں سے ہوتا ہوا جنوب میں مدراس کے ان ساحلوں تک جائے گا جہاں تک صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی کشتیاں پہنچی تھیں اور جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے جانشین پہنچے تھے۔

ننھے منّے مجاہد:

جہاد ہند میں یہ مجاہدین لڑلڑ کر پختہ ہوں گے، ان کے بچے جہادی ماحول میں تربیت پائیں گے تب حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے اور انہیں بنا بنایا تیار لشکر ملے گا......

نہ انہیں جہاد پر تقریر کرنی پڑے گی
نہ انہیں لوگوں کے اعتراضات کے تیر سہنے پڑیں گے
نہ انہیں ایک ایک کے سوال کا جواب دینا پڑے گا
جہاد کے دیوانے موجود ہوں گے
جہاد کے متوالے موجود ہوں گے
وہ بچے موجود ہوں گے
جنہوں نے مجاہد ماؤں کا دودھ پیا ہوگا
وہ بچے موجود ہوں گے
جن کو ان کی ماؤں نے کھلاڑیوں کی باتیں نہیں سنائی ہوں گی
وہ بچے موجود ہوں گے
جن کو ان ماؤں نے کرکٹ اور گانے کا متوالا نہیں بنایا ہوگا
وہ بچے موجود ہوں گے
جن کو ان کی ماؤں نے اداکاراؤں کی باتیں نہیں سنائی ہوں گی
وہ بچے موجود ہوں گے
جن کو ان کی ماؤں نے خالد وضرار کی عظمت سنائی ہوگی
وہ بچے موجود ہوں گے

جن کو ان کی ماؤں نے خولہ وصفیہ کی بہادری سنائی ہوگی

اور ان بچوں کی مائیں ان کی ایسے تربیت کریں گی کہ ان کا باپ میدان جہاد سے واپس آئے گا، اس کے جوتے کے اندر میدان جنگ کی مٹی بھری ہوگی اور اس کے جسم پہ اسلحہ سجا ہوگا، وہ بچہ اسی اسلحہ سے کھیلتا کھیلتا بڑا ہوگا، اس پر جہاد کا جنون سوار ہوگا جیسے صحابہ کرام اور تابعین پر جہاد کا جنون سوار تھا۔ یہ لشکر ایک فوج کی طرح ہوگا اور اسے ایک امیر کی ضرورت ہوگی چنانچہ حضرت امام مہدی کو اللہ تعالیٰ بطور امیر مقرر کریں گے۔

فارمی مسلمان:

اور جنہوں نے اپنے بچوں کی پرورش اس طرح سے کی ہوگی کہ بچہ ذرا بڑا ہوا اور بولنا شروع کیا تو کہا کہ بیٹا! انکل کو ٹاٹا کرو! پھر اسے انگریزی کے دو چار حرف لکھائے۔ وہ ذرا اور بڑا ہوا تو اسے پینٹ میں اچھی طرح کس دیا تاکہ باہر نہ نکل جائے۔ پھر اس بچے کو بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ جیسی شکل نہ بنانا ورنہ تمہیں رشتہ کوئی نہیں دے گا، تم نے سیفٹی ریزر ساتھ رکھنا ہے تاکہ تم اچھے ماحول میں رہو اور تمہیں اچھا رشتہ ملے۔

پھر بچے کو بتایا گیا کہ بیٹا! ساری زندگی رسول اللہ ﷺ جیسا لباس نہیں پہننا تاکہ کوئی تمہیں مسلمان نہ سمجھ لے تم ٹیڈی اور پوپ بن کے رہنا، تاکہ کافر اور منافق تمہیں اچھا سمجھیں۔ بچوں کو اس طرح تربیت دی جاتی ہے کہ بچہ ماں کی گود میں ہوتا ہے اور ماں ٹی وی دیکھ رہی ہوتی ہے اور گانے سن رہی ہوتی ہے اور گانے والی انڈین اداکارہ ہوتی ہے۔

مائیں اپنے بچوں کو سمجھاتی ہیں کہ بیٹا! میں تجھے برائلر مرغی کی طرح فارمی مسلمان بنا رہی ہوں، شیر مت بننا! کسی سے لڑنا نہیں، لڑنے سے چوٹ لگ جایا کرتی ہے اور اسلحہ کے قریب نہیں جانا کیونکہ اسلحہ سے بعض اوقات خون نکل جایا کرتا ہے، خون بڑی بری چیز ہوتی ہے اور بڑی گندی چیز ہوتی ہے۔

مسلمانو بتاؤ! اگر گھروں میں مائیں اپنی اولاد کی اسی طرح تربیت کریں گی تو کیا یہ بچے امام مہدی کے لشکر میں شامل ہو سکیں گے؟ آپ میں سے کون چاہتا ہے کہ اس کے بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہو کر یہودیوں سے لڑیں؟ (سب چاہتے ہیں)

ذلت کی روزی:

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری روزی میرے نیزے کی نوک میں رکھی ہوئی ہے- میرے دوستو! روم اور فارس کی حکومتوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ویزے لیکر نہیں گئے تھے کہ عیسائیوں کے بوٹ صاف کر کے روزی کمائیں گے بلکہ وہ نیزے کے زور پر گئے تھے اور روم وفارس کے تاج وتخت کو مدینہ منتقل کر دیا تھا-

آج ہم مسلمان کہتے ہیں کہ ہمیں نیزے کی روزی نہیں چاہیے ہم تو انگریز کے بوٹ صاف کر کے ذلت کی روزی کمائیں گے تاکہ اچھے مسلمان بن سکیں- کتنے افسوس کی بات ہے اور کتنا ذلت کا مقام ہے؟ پتا نہیں ہم مسلمان کس خطرناک کھائی میں جا گرے ہیں- بڑے بڑے بظاہر اچھے لوگ اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح برطانیہ کا ویزہ مل جائے امریکہ کا ویزہ مل جائے-

میرے مسلمان! تو دنیا کمانے کیلئے پیدا نہیں ہوا تھا، یہ مال ودولت تو پاخانے کے ڈھیر ہیں، کسی کے پاس زیادہ ہوں یا کم ہوں، مقدر میں لکھے جا چکے ہیں، جو چاہے اپنے اس ڈھیر کو پاک کر لے اور جو چاہے اس ناپاکی کو کھاتا رہے-

مسلمان! تو اتنا بے غیرت نہیں تھا کہ کافروں سے جا کر اپنی روزی کی بھیک مانگتا، ایک وہ زمانہ تھا کہ ساری دنیا تجھ سے روزی کی بھیک مانگا کرتی تھی-

مسلمان! تیری یلغار کے سامنے تو کافر تھر تھراتے تھے، اسلام دشمن طاقتیں تجھ سے بات نہیں کر سکتی تھیں، رسول اللہ ﷺ کے خلاف زبان سے کوئی شخص کلمہ نہیں نکال سکتا تھا مگر جب تو نے جہاد کو چھوڑا، تو نے شہادت کی راہوں کو چھوڑا تب سے تیری زندگی بھی ویران ہوگئی اور تیری

آخرت بھی ویران ہوگئی-

بدنصیب مسلمان:

اے مسلمان! ایک وہ زمانہ تھا کہ جب تو جہاد اور قتال کے میدانوں میں شہادت کیلئے نکلتا تھا تو حوریں آسمانوں سے تیرا منظر دیکھا کرتی تھیں- حدیث سے ثابت ہے کہ مجاہد کو شہادت کے وقت اللہ تعالیٰ ایسا مزہ چکھاتا ہے کہ شہید جنت میں جا کر حوروں سے بھی مل لے گا، جنت کا دودھ اور شہد بھی پی لے گا مگر وہ شہادت کا مزہ نہیں بھولے گا-

اللہ تعالیٰ جنتیوں سے پوچھے گا کہ تمہیں اور کونسی نعمت چاہیئے! سارے کہیں گے کہ یا اللہ! سب کچھ مل گیا مگر شہید کہے گا، یا اللہ! جب جہاد میں مجھے گولی لگی تھی اور تو نے میری روح کو قبض کیا تھا اس وقت جو مزہ آیا تھا وہ مزہ ایک بار دوبارہ چکھا دے-

اے مسلمان! کہاں وہ شہادت والی موت تھی اور کہاں تیری یہ حالت کہ ویزے لے کر انگلینڈ دنیا کمانے کیلئے جاتا ہے- وہاں پہنچتے ہی چند ڈالر کماتے ہیں، ایکسیڈنٹ ہوتا ہے مر جاتے ہیں، کافر ڈاکٹر پیٹ چاک کر کے گردہ، کلیجے نکال کر اپنے لوگوں میں فٹ کرتے ہیں اور اس بدنصیب مسلمان کے اندر بھوسہ بھر کے واپس اس کے ملک بھیج دیتے ہیں، نہ پیچھے کوئی قرآن پڑھنے والا ہوتا ہے اور نہ کوئی فاتحہ پڑھنے والا ہوتا ہے-

میرا گھر تو اب آباد ہوا ہے:

اپنے بچوں کو انگریز بنانے والو! اپنی آنکھوں سے تم مشاہدہ کر رہے ہو ایسا ہو رہا ہے کہ نہیں؟ دنیا تو اتنا آئے گی جتنا اللہ تعالیٰ نے مقدر میں رکھی ہے- ان مجاہدین کے حالات سے سبق حاصل کرو!

میرے دو مجاہد بھائی شہید ہوگئے، میں ان کی والدہ سے ملنے گیا، پردے میں بیٹھ کر میں نے کہا اماں مبارک ہو! تیرے دو بیٹے جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہوگئے کہیں تو اپنے گھر کو

ویران تو محسوس نہیں کرتی؟ اندر سے وہ بلند آواز میں کہتی ہیں بیٹا! میرا گھر تو اب آباد ہوا ہے۔

تاریخ کی کتابوں میں ایک ایسی ہی ماں کا ایمان افروز واقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک عالم کے درس میں شریک ہوئیں، عالم صاحب نے یہ آیت پڑھی: ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ کہ اللہ مسلمان کا خریدار ہے، وہ اس کے بدلے اپنی جنت دے گا۔

حور بہو کا مہر دس ہزار دینار:

درس میں حوروں کا تذکرہ آ گیا، اس عورت نے عالم دین سے درخواست کی کہ میرا بیٹا جسکا نام ابراہیم ہے جوان ہو رہا ہے، میں اس کے لئے دنیا کی بہو نہیں لینا چاہتی بلکہ جنت کی حور کو بہو بنانا چاہتی ہوں، میرے بیٹے کو جہاد میں لے جایئے اور یہ دس ہزار دینار اس حور کا مہر ہے یہ رقم مجاہدین کرام میں بانٹ دیجئے!

بیٹے کو رخصت کرنے سے پہلے گلے لگایا اور کہا کہ بیٹا! اپنی پیٹھ پر زخم نہ کھانا ورنہ تیری ماں قیامت میں اللہ کے یہاں شرمندہ ہو جائے گی۔ بیٹا! وار سینے پہ کھانا۔ ڈرنا گھبرانا نہیں۔ اسلئے کہ اگر کافر سامنے ہو اور مسلمان پیچھے ہٹ جائے، ڈر جائے تو وہ مسلمان قیامت کے دن بہت شرمندہ ہوگا کہ رب کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔

اس جراتمند ماں نے اپنے لخت جگر کو گھوڑے پر بٹھایا اور قاری صاحب اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی یہ آیت پڑھتے جا رہے ہیں: ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔

وہ اماں! اماں! کہتے اٹھیں گے:

ان کا بیٹا! ابراہیم میدان جنگ میں پہنچا اور کافروں سے لڑتا لڑتا شہید ہو گیا، کمانڈر نے مجاہدین کو بھیجا کہ جاؤ! اس کی والدہ کو اطلاع دیدو! کہ تیرا بیٹا شہید ہو گیا ہے جب وہ

اطلاع دینے پہنچے تو وہ ماں کہنے لگیں کہ مبارک باد دینے آئے ہو یا تعزیت کرنے کیلئے آئے ہو؟ ان مجاہدین نے کہا کہ کیا مطلب؟ ماں نے کہا کہ اگر میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے تو مجھے مبارک باد دو! اور اگر وہ پیچھے ہٹ کر اپنی موت مر گیا ہے تو تعزیت کرو! مجاہدین نے کہا کہ اماں! تیرا بیٹا تو شہید ہوا ہے، اماں نے کہا کہ مجھے ابراہیم کی شہادت کے وقت پتا چل گیا تھا کہ میں سوئی تھی تو خواب میں میرا بیٹا اپنی حور کو لایا اور کہا اماں! یہ تیری بہو ہے۔

الحمد للہ! ابراہیم کی ماں کی طرح آج ہماری ماؤں کو بھی وہ سب کچھ نظر آ رہا ہے جو ان ماؤں کو نظر آتا تھا۔ ہمارے کتنے ساتھی شہید ہو چکے ہیں! میں نے اکثر ماؤں کے منہ سے شکوے کا کلمہ نہیں سنا۔ کل قیامت میں کتنا مزہ آئیگا جب کشمیر اور افغانستان کے پہاڑوں سے ان کے بیٹے اماں! اماں! کہتے اٹھیں گے اور اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایک شہید سے اللہ تعالیٰ نے ستر آدمیوں کی مغفرت کرانے کا وعدہ کیا ہے، پتا نہیں کس کس کو وہ اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا؟

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کو جہاد کے راستے میں لگائیں اور خود بھی اس مبارک راستے پر چلیں۔ ورنہ ہمارے بچے بزدل پیدا ہوں گے اور کل کافروں کی غلامی کریں گے اور ان کے بوٹ صاف کریں گے، ان کے سامنے اسلام کو ذلیل کریں گے، ان سے کہیں گے کہ جی! تمہارا بھگوان اور ہمارا اللہ ایک ہی چیز ہے۔

میں نے خود سنا ہے کہ انڈیا کے بعض مسلمان ہندوؤں سے کہتے ہیں کہ ہمارا اللہ اور تمہارا بھگوان ایک ہی چیز ہے۔

کیا ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے بھی کل یہی کفریہ باتیں کریں؟ نہیں! تو پھر خود بھی جہاد کریں اور اپنے بچوں کو بھی جہاد کی تربیت دیں۔

ایسی زندگی کا کیا فائدہ!

میرے بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج جہاد کا مسئلہ بہت سے مسلمانوں کو سمجھ میں آچکا ہے، چھوٹے چھوٹے بچے جہاد کے میدانوں میں نکل رہے ہیں، لوگوں کے جہاد کے بارے میں اشکالات و اعتراضات ختم ہو رہے ہیں، قرآن مجید کی آیات ابھر ابھر کر سامنے آرہی ہیں۔

آج دنیا کے کافروں کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ جہاد ہے۔ وہ اس کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ آپ حضرات کو چاہیئے کہ آپ جہاد کو بچانے کیلئے ڈٹ جائیں اور غیرت و عزم کے ساتھ اس راستے پر آجائیں۔

میرے مسلمان! اس مبارک میدان میں آجا! ہم نے بابری مسجد کی شہادت پر تھوڑی سی بات کی تھی، جس کے نتیجے میں انگلستان کے کئی مسلمانوں نے شراب چھوڑ دی اور آج وہ اللہ کے بڑے مجاہدوں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم شراب پیتے رہیں، ہم یہاں گناہ کرتے رہیں اور ہندو ہماری مسجدوں پر قبضہ کرتے رہیں ایسی زندگی کا کیا فائدہ؟ وہ سب کچھ کو خیر باد کہہ کر جہاد کے میدانوں میں نکل پڑے۔

میرے دوستو! یہی حال کل مری کے نوجوانوں کا ہو، مری کے ان ٹھنڈے پہاڑوں پر لوگ سیاحت کرنے کیلئے آتے ہیں جب کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سیاحة امتی الجهاد۔ "میری امت کی سیاحت تو جہاد ہے"۔

مری والو! کتنا مزہ آئے گا جب مری والے محاذ کشمیر پر سیاحت کیلئے جارہے ہوں گے، افغانستان کے محاذوں پر جارہے ہوں گے اور اللہ کے یہاں کتنا سرخرو ہو رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه سيدنا

محمد وعلىٰ آله وصحبه اجمعين